خوب ترنگ

از

میاں خوب محمد چشتی

ایک تنقیدی مطالعہ

مع

حیات مصنف و مطالعۂ تنقیدی دیگر تصنیفات

پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لئے ایک مقالہ

از

ڈاکٹر آعالی جعفری

جس پر ۱۹۵۹ء
بمبئی یونیورسٹی نے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری تفویض کی

گجرات اُردو اکادمی

(حکومت گجرات) گاندھی نگر

خوب ترنگ

از

میاں خوب محمد چشتی

ایک تنقیدی مطالعہ

مع

حیات مصنف و مطالعۂ تنقیدی دیگر تصنیفات

پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لئے ایک مقالہ

ڈاکٹر عالی جعفری

جس پر ۱۹۵۹ء

بمبئی یونیورسٹی نے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری تفویض کی

گجرات اردو اکادمی

(حکومت گجرات) گاندھی نگر

GUJARAT URDU AKADEMY
GUJARAT STATE
GANDHINAGAR

A CITICAL EDITION OF KHUBTARANG

BY

MIYAN KHUB MUHAMMAD CHISHTI

WITH

HIS LIFF AND A CRITICAL STUDY

OF

HIS OTHER WORKS

A Ph. D. THESIS (1958)

BY

A. N. JAFREE

FIRST PUBLICATION YEAR : 1993
COPIES : 500
PRICE : RS. 85.50

PUBLISHED BY : DR. HASU YAJNIK
GUJARAT URDU AKADEMY
DAFTAR BHANDAR BHAVAN,
SECTOR : 17
GANDHINAGAR- 382017

PRINTED BY : MARUTI OFFESEAT PRINTERS.
TAVADI PURA, SHAIBAUG,
AHMEDABAD

فہرست

عنوان		صفحہ

پیش لفظ

خوب ترنگ

از میاں خوب محمد چشتی

گجرات صدیوں سے علم و ادب کا مرکز رہا ہے سرزمینِ گجرات کو اردو زبان کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر ولی گجراتی کی زاد بوم ہونے کا فخر حاصل رہا ہے مگر امرِ واقعہ یہ ہے کہ ولی سے قبل بھی یہاں گجری. اردو کی روایت کا پتہ چلتا ہے ــ پندرھویں سولھویں صدی عیسوی کے گجری زبان کے کارناموں کے بارے میں محققین ادب نے اظہار خیال کرتے ہوئے ان کی لسانی اور ادبی اہمیت پر کارآمد روشنی ڈالی ہے ۔ شاہ بہاء الدین باجن ، خوب محمد چشتی ، شاہ علی جیو گام دھنی. قاضی محمود دریائی ، امین گودھروی وغیرہ کے کلام گجری کو باقاعدہ مرتب کرکے منظرِ عام پر لانا تاریخ ادب کی ایک بڑی اہم ضرورت کو پورا کرنا ہے ۔

چونکہ کلام گجری کے قدیم سرمائے کو احاطۂ تحریر میں لاکر انھیں محفوظ رکھنا اکاڈمی کے اغراض و مقاصد میں شامل رہا ہے لہٰذا گجرات اردو اکاڈمی کے ادبی منصوبوں میں کلام گجری کی ترتیب و تدوین اور ان کی نشر و اشاعت کو مقدم رکھا گیا ہے ۔ اس سے قبل علم دوست حضرات کی خدمت میں گجری اردو مثنویاں پیش کی جاچکی ہیں

شاہ خوب محمد چشتی کا شمار گجرات کے اکابرین صوفیا میں ہوتا ہے۔ ان کی مشہور و معروف مثنوی "خوب ترنگ" گجری زبان کا شاہکار ہے ۔ فاضل محقق ڈاکٹر عالی جعفری نے برسوں کی محنت شاقہ اور عرق ریزی سے "خوب ترنگ" کے کئی

قلمی نسخوں کا موازنہ و مطالعہ کرنے کے بعد اسے مرتب کیا ہے اور قیمتی و مفید مطلب حواشی کے ذریعہ اس کی لسانی اور ادبی اہمیت کو واضح کیا ہے۔

گجرات اردو اکاڈمی گجری زبان کے اس فن پارے کو قارئینِ اردو کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے فخر و مسرت کا اظہار کرتی ہے۔

ڈاکٹر ہمسویا گنک

سکریٹری گجرات اردو اکادمی

گاندھی نگر

پیش لفظ

اردو زبان کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اردو کی تشکیل و ترویج میں گجرات نے بڑا اہم حصہ لیا ہے۔ علمائے کرام و صوفیائے عظام نے دین و مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے فارسی کے دوش بدوش بلکہ اس سے کہیں زیادہ مقامی زبان —— ہندی یعنی اردوئے قدیم یا گجری ہی کو استعمال کیا۔ ان کی اس سعیٔ جمیل کی نشاندہی نہ صرف کتب تاریخ مثلاً مرأت احمدی و مرأت سکندری وغیرہ سے بلکہ قوام الدین بلخی کی فرہنگ بحر الفضائل اور بہاء الدین باجن، قاضی محمود دریائی، علی جیو گام دھنی اور خوب محمد چشتی کے کلام سے بھی ہوتی ہے۔ مؤخر الذکر تو اس امر کی بھی شہادت بہم پہونچاتے ہیں کہ علی جیو گام دھنی اور خوب محمد چشتی تک آتے آتے اردو تشکیلی دور کے مراحل سے گذر کر اتنی توانائی حاصل کر چکی تھی کہ وحدت الوجود کے سے دقت پسند مسئلہ تصوف کی توضیح و تشریح کے لئے وہ بلا جھجک استعمال ہو سکتی تھی اور دسویں صدی ہجری کے سیاسی انتشار کے سبب گجرات سے دکن ہجرت کر جانے والے بزرگوں کی اولاد مقامی ادیبوں اور شاعروں کی زبان سے اپنی زبان کو متمائز قرار دینے کے لئے ایک مخصوص فخر و محبت سے یاد کر سکتی تھی۔

مگر دلچسپی کی بات یہ ہے کہ اردو زبان سے متعلق لسانی تحقیق کرنے والوں نے جتنی توجہ خوب محمد چشتی پر صرف کی ہے اس کا مستحق انہیں شاید کوئی دوسرا گجراتی شاعر نظر نہیں آیا ہے۔ حافظ محمود شیرانی، مولوی عبدالحق، ڈاکٹر محی الدین زور، پروفیسر نجیب اشرف ندوی، پروفیسر عبدالقادر سروری، نصیر الدین ہاشمی، ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی، ڈاکٹر مسعود حسین خاں اور ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی صاحبان نے مختلف اوقات میں خوب محمد چشتی کی خوب ترنگ کی اہمیت کو اپنے اپنے انداز میں محسوس کرایا ہے۔ میرا مقالہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ تاہم اس میں پہلے پہل نہ صرف خوب ترنگ کا متن متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ دوسری خصوصیات کے ساتھ ساتھ اس کے لسانی اوصاف کو بہ تمام تفصیل بیان کیا گیا ہے تاکہ اردوئے قدیم — خصوصاً گجری کے سلسلے میں زبان کی ساخت اور ادبی تشکیل کی کیفیت نمایاں ہو جائے۔ اس کے علاوہ میں نے خوب محمد چشتی کی دوسری کتابوں اور رسالوں کا تنقیدی جائزہ و مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کا اندازہ مندرجہ ذیل تقسیم ابواب سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

پہلا باب: میاں خوب محمد چشتی کا زمانہ (۹۴۶ھ تا ۱۰۲۳ھ)

(۱) سیاسی و معاشرتی حالات

(ب) دینی و مذہبی ماحول : مشہور علماء و اہل طریقت

(ج) ادبی ماحول : شعرا و ادیب : عربی و فارسی

(د) اطبائے گجرات

دوسرا باب : (ا) اردو کیا ہے ؟

(ب) اردو کی پیدائش سے متعلق مختلف نظریئے

(ج) اردو کے مختلف نام : دکنی و گجری ؛ اردو کی ادبی تشکیل

تیسرا باب : (ا) حیات خوب محمد چشتی (۹۴۶ھ تا ۱۰۲۲ھ)

(ب) تصانیف خوب محمد چشتی ـ خوب ترنگ کے علاوہ

(ج) حیات خوب کے ماخذ : خوب محمد چشتی کا ذکر کرنے والی کتابیں مع اقتباس و تبصرہ

چوتھا باب : (ا) تصوف : ۱۔ فلسفۂ تصوف

۲۔ تاریخ تصوف

(ب) سلسلۂ چشتیہ : تاریخ ، خصوصیات ، نظام

پانچواں باب : (ا) مثنوی ــــ صنف سخن

(ب) اردو مثنوی ، خوب محمد سے پہلے

(ج) اردو مثنوی ، خوب محمد کے زمانے میں

(د) خوب ترنگ کا تصوف مع ترجمۂ رسالۂ عقیدۂ صوفیہ

(ہ) خوب ترنگ کی فنی و ادبی اور شعری و عصری خصوصیات

(و) خوب ترنگ کی لسانی خصوصیات

چھٹا باب : (ا) خوب ترنگ کی تدوین و ترتیب کے لئے استعمال میں آنے والے نسخے مع مختصراتِ خصوصی

(ب) متن خوب ترنگ

ساتواں باب : فرہنگ

کتابیات :

مقالہ کی تکمیل میرے لئے مسرت و الم کی ملی جلی کیفیتیں رکھتی ہے۔ خوشی ظاہر ہے تکمیل مقالہ کی ہے اور الم اس بات کا ہے کہ میرے شفیق استاد پروفیسر محمد ابراہیم ڈار صاحب (مرحوم) جنہوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے خوب ترنگ پر کام کرنے کا مشورہ دیا تھا، آج اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں مقالہ کی تکمیل کی

خوشی مجھ سے زیادہ ہی ہوتی۔

اس مقالہ کی ترتیب و تہذیب کے لئے ڈاکٹر زور، پروفیسر سروری، پروفیسر نجیب اشرف ندوی اور ڈاکٹر مدنی صاحبان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنے مفید مشوروں سے مجھے سرفراز کیا۔ اس کے لئے میں ان تمام علمائے ادب کا تہِ دل سے شکرگذار ہوں۔

خوب ترنگ اگرچہ ۱۳۲۷ھ میں اپنی فارسی شرح کے ساتھ نعمانی پریس (پٹن۔گجرات) سے شائع ہو چکی تھی مگر تھی اغلاط سے پر؛ اس لئے مختلف قلمی نسخوں کی تلاش و جستجو میں مجھے احمد آباد، پٹن مذکور اور حیدر آباد کا سفر کرنا پڑا۔ نتیجہ میں مجھے کچھ اچھے نسخے مل گئے جن سے خوب ترنگ کا متن متعین کرنے میں سہولت پیدا ہو گئی۔ ان نسخوں کا ذکر میں نے چھٹے باب میں خوب ترنگ کے متن سے پہلے کر دیا ہے۔

احمد آباد میں خوب ترنگ کے قلمی نسخوں تک رسائی حاصل کرنے میں محب محترم سید جمال الدین قادری وکیل اور ناظم کتب خانۂ پیر محمد شاہ، احمد آباد کا مشکور ہوں۔ خوب ترنگ کی نقل تیار کرنے کے لئے محبی ضیاء الدین ڈیسائی، محبی پروفیسر احمد حسین قریشی اور محبی سید محمد علوی کا منت گزار ہوں۔ محبی ضیاء الدین اور محبی پروفیسر احمد حسین قریشی نے احمد آباد کے نسخوں کے تقابلی مطالعہ میں بھی کافی مدد کی ہے۔ پٹن کا سفر محبی محمد حسین ڈیسائی (برادر ضیاء الدین ڈیسائی) کی معیت میں آسان اور دلچسپ رہا۔ ڈیسائی برادران نے میرے طعام و قیام کے لئے احمد آباد میں جو سہولتیں بہم پہونچائی تھیں ان کے لئے بہ صمیم قلب شکرگذار ہوں۔

حیدر آباد کا سفر برادرم پروفیسر خواجہ حمید الدین صاحب شاہد کی ہمت افزائی پر کیا تھا۔ تقریباً دو ہفتہ انہیں کے ہاں بہ آرام و فراغت مقیم رہا۔ علاوہ بریں اپنی نجی مشغولیات سے وقت نکال کر وہ مجھے ڈاکٹر زور، پروفیسر سروری، پروفیسر آغا حیدر حسن دہلوی اور نصیر الدین ہاشمی صاحبان ہی کے یہاں نہیں لے گئے بلکہ کتب خانۂ آصفیہ اور کتب خانۂ سالار جنگ میوزیم بھی لے گئے اور میرے کام کے سلسلے میں سہولتیں بہم پہونچوائیں۔ ان سب کے لئے میں ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

آخر میں مجھے محب محترم جالب مظاہری سہسرامی، محب محترم تصدق حسین قاضی، محبی محمد معراج بٹ کاشمیری اور محبی مجاہد حسین حسینی کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ ان کے لطف و عنایت کے سبب میں اپنے مقالہ کی ضروری کاپیاں تیار کر سکا ہوں۔

مرتب مقالہ

اے۔ این۔ جعفری

بمبئی ۲۱ر نومبر ۱۹۵۸ء

پہلا باب

(عہد خوب محمد چشتی : ۹۴۶ھ تا ۱۰۲۳ھ)

سیاسی و معاشرتی حالات
دینی اور مذہبی ماحول، مشہور علماء و اہل طریقت
ادبی ماحول : شعراء و ادباء اور اطباء

سیاسی حالات

خوب محمد چشتی کی زندگی گجرات کی اسلامی سلطنت کے آخری زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ اس کے مختصر حالات کے تذکرہ کے ساتھ عصری کیفیت بیان کرنا مناسب ہوگا۔

سلطنت تغلق (دہلی) کی کمزوری سے شہ پاکر جونپور، مالوہ اور دکن کے صوبیداروں نے اپنی اپنی خود مختاری کا اعلان کردیا۔ لیکن آقا دوست ظفر خاں نے مدت تک گجرات میں اس قسم کی کوئی جسارت نہ کی۔ تاہم ہر آن بدلتے ہوئے سیاسی و معاشی حالات کی بنا پر علماء و مشائخ کی استدعا اور بلند حوصلہ بیٹے تاتارخاں کے پیہم اصرار پر ۸۱۰ھ میں اس نے مجبوراً مظفرشاہ کا لقب اختیار کرکے گجرات کی عظیم الشان خود مختار سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس خاندان کی حکومت میں کم و بیش پندرہ بادشاہ ہوئے ہیں[1]۔ مظفرشاہ کے بعد تاتارخاں کا بیٹا احمد شاہ اول بادشاہ ہوا۔ یہ بڑے عزم اور حوصلے کا بادشاہ تھا۔ اس کو مذہب و تصوف سے بڑا لگاؤ تھا۔ احمد آباد کا شہر اسی کا بسایا ہوا ہے۔ وزراء کے مشورے سے اس نے جو ملکی و اصلاحی قوانین اجراء کئے تھے وہ مظفرشاہ حلیم کے زمانہ تک جاری و ساری تھے[2]۔ احمد شاہ کی وفات پر محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ اپنی فیاضی و سخاوت کے سبب زربخش و لک بخش مشہور تھا۔ تاہم جنگ و جدال کا مردِ میدان نہ تھا۔ اس کی موت پر قطب الدین احمد شاہ کا لقب اختیار کرکے بادشاہ ہوا۔ مختلف جنگوں میں دادِ شجاعت دی۔ قطب الدین کے بعد محمود بیگڑہ سریر آرائے سلطنت ہوا۔ گجرات کی سیاسی، مذہبی اور معاشرتی زندگی میں اس نے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں۔ اس کی شان اور دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ سکندر لودھی شاہِ دہلی نے اس کے ہاں تحفے تحائف بھیج کر دوستی و محبت کا ہاتھ بڑھایا تھا[3]۔ محمود بیگڑہ کے بعد مظفرشاہ حلیم تاج و سریر کا مالک ہوا۔ یہ بڑا مدبر اور متدین بادشاہ تھا۔ اس کے بعد سکندر شاہ اور کچھ دنوں کے بعد بہادر شاہ بادشاہ ہوا جو اسم بامسمیٰ تھا۔ گجرات کی آس پاس کی سلطنتیں اس کی ہیبت سے کانپتی رہتی تھیں۔ اگر رومی خاں نمک حرامی نہ کرتا تو بہت ممکن تھا کہ بہادر شاہی پرچم دہلی پر لہرا اٹھتا[4]۔ ۹۴۳ھ/ میں پرتگالیوں نے دھوکے سے اسے قتل کردیا۔ مثنوی خوب ترنگ میں بہادر شاہ کا ذکر ملتا ہے:

---

[1] بیلی: لوکل محمڈن ڈائی نسٹیز ص ۱۷، حاشیہ
[2] یادِ ایام
[3] مرأت سکندری
[4] یادِ ایام

فتح ہوئی مانڈو کی جب   حاکم شاہ بہادر تب

(حکایت آمدن از طرف وجود بروش انبیاء و مالک شدن بر ہر مقام)

بہادر شاہ کی وفات کے بعد ادبار کا سایہ سلطنتِ گجرات پر منڈلانے لگا۔ چنانچہ اس کے بعد اکبر کی فتح گجرات یعنی کوئی ۳۶ سال تک نظام سلطنت میں ڈھیلا پن پیدا ہوتا رہا[۱] کمزور و نوعمر حکمران ذی اقتدار امراء کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔ خانہ جنگیوں اور امراء کی آپسی لڑائیوں نے سلطنت گجرات کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔ ان ۳۶ سالوں میں کچھ دن محمود فاروقی اور پھر پہلے سولہ سال محمود سوم نے حکومت کی۔ (۱۵۳۸ء تا ۱۵۵۴ء) لیکن اختیار الملک، عماد الملک، دریا خان اور عالم خاں لودھی جیسے زبردست امراء کی مجموعی اور کبھی انفرادی نگرانی میں ۱۵۴۵ء تک اس نے اس نام کی حکومت کی۔ یوں تو مسجدوں میں خطبہ اسی کے نام کا پڑھا جاتا اور سکے بھی اسی کے نام کے ڈھالے جاتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ حکومت کا اصل "حکمران" سلطان محمود نہیں بلکہ حسب موقع کوئی امیر ہوتا۔ صاحب مرأت سکندری کے مربی سید مبارک بخاری اور دوسرے وفادار وزراء کی مدد سے محمود نے دریا خاں وغیرہ کے چنگل سے رہائی پائی اور ۱۵۴۵ء تا ۱۵۵۴ء تک بہ نفس نفیس حکومت کی۔ مگر اس کی نوسالہ ذاتی حکمرانی سے ملک کو بحیثیت مجموعی کوئی خاص فائدہ نہ پہنچا[۲] اس کی اصل وجہ اس کی ادنیٰ مذاقی اور اوباش پسندی تھی[۳] ورنہ افضل خاں بنبانی اور آصف خاں بنبانی نے حتی الوسع سلطنت کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ اور اگر جرجی چڑیمار اور برہان جیسے ادنیٰ طبیعت والوں کو (جو سلطان محمود کی ناک کا بال بنے ہوئے تھے) سلطنت میں دخل نہ ہوتا اور وہ من مانی نہ کر پاتے تو ان کے ہاتھوں محمود بیگڑہ کی یاد تازہ ہو جاتی۔ لیکن برہان نے محمود سوم کے ساتھ اس کے وفادار اور لائق و باثر امراء کو دھوکے سے قتل کرا دیا۔ (ھ/۱۵۵۴ء)۔ سلطان محمود شاہ سوم کے بعد احمد شاہ سوم بادشاہ ہوا۔ یہ دوسرا کم سر بادشاہ تھا۔ چنانچہ پہلے کی بہ نسبت امراء کو کھیل کھیلنے کا زیادہ موقع ملا۔ ۱۵۵۴ء میں انہوں نے سلطنت گجرات کو آپس میں تقسیم کر لیا[۴] اور اپنے اپنے علاقوں میں خود مختارانہ حکومت کرنے لگے۔ ویسے نام کو بادشاہ وقت کی اطاعت بھی جاری تھی۔ ان کے بڑھتے ہوئے حوصلوں اور اقتدار کی جنگوں نے سلطان محمود سوم کی حکومت کے ابتدائی حصہ کی تاریخ دہرا کر سلطنت گجرات کے خاتمے کو قریب تر کر دیا۔ ہمایوں کی ایران سے واپسی کے بعد شمالی ہندوستان میں افغانوں پر عرصۂ حیات تنگ تھا۔ وہاں سے بھاگے وہ گجرات پہنچے اور انتشار کی آگ بھڑک اٹھی۔

احمد شاہ سوم کی حکومت دراصل امرائے ثلاثہ — اعتماد خاں، سید مبارک بخاری اور عماد الملک کی حکومت تھی۔

---

[۱] کومی سیریٹ: تاریخ گجرات (انگریزی)   [۲] ایضاً

[۳] مرأت سکندری   [۴] ایضاً

اعتماد خاں نے اکبر کو متعدد بار گجرات پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور اسی زمانے میں سلطان مبارک شاہ فاروقی (تا ۶) نے گجرات پر دو حملے کئے۔ دوسرے حملے میں سلطان پور اور نندربار کے اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ مقامی امرا سے جبشی امرا کی عداوتوں نے صورت حال اور نازک کر دی۔ ایک عجیب نفسا نفسی اور ہیجان و انتشار کا عالم تھا۔ یہی تو وجہ تھی کہ اکبر بگولے کی طرح شمال سے چلا اور آندھی کی طرح گجرات پر چھا گیا۔ (۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء)

بیرم خاں کی آمد اور وفات

سلطان محمود سوم کی وفات سے چند مہینے قبل حج کے ارادہ سے بیرم خاں گجرات آیا اور پٹن میں قیام کیا۔ مبارک خاں لودھی نے باپ کے قصاص کے طور پر بیرم خاں کو سہسر لنگ کے تالاب کے کنارے قتل کر دیا۔ (۱۵۵۳ء)۔ تاریخ وفات قاسم ارسلان کے ذیلی قطعہ[۱] سے معلوم ہو سکتی ہے۔

بیرام بطوف کعبہ چوں بست احرام — در راہ شد از شہادتش کار تمام
در واقعہ ہاتفی پئے تاریخش — گفتا کہ "شہید شد بیرام"

سلطان احمد شاہ کی وفات

سلطان محمود سوم نے اپنی دانائی کی بنا پر دریا خاں وغیرہ جیسے امرائے جبار کو اپنے ارادوں سے باخبر نہ ہونے دیا لیکن سلطان احمد سوم میں بچپنا ہی نہیں تھا بلکہ وہ احمق اور بودا بھی تھا۔ اکثر کیلے کے درختوں پر تلواریں مارتا اور کہتا کہ میں فلاں امیر کو یوں ماروں گا اور فلاں کو یوں۔ [illegible]
چنانچہ موقع پاکر اعتماد خاں نے اسے قتل کر دیا۔ روایتاً یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی موت عشق و عاشقی کا نتیجہ تھی۔[۳]
وجہ کچھ بھی ہو۔ اس کے مادۂ تاریخ وفات "بیگناہ مقتول شد"[۴] سے اس کے لئے عام ہمدردی کا پتہ چلتا ہے۔

سلطان مظفر شاہ سوم

سلطان احمد شاہ سوم کے بعد بارہ سال نتھو سلطان مظفر کا لقب اختیار کر کے بادشاہ ہوا۔ یہ سلطنت گجرات کا آخری بادشاہ تھا۔ تیسری دفعہ یکے بعد دیگرے، ایک بچہ کی تخت نشینی نے سلطنت گجرات کی رہی سہی طاقت کو بھی ختم کر دیا۔ امرائے سلطنت کو ایک دفعہ پھر اپس [illegible] کر لیا[۵]

[illegible] اعتماد خاں: احمد آباد، [illegible] بندر کھمبایت، سابرمتی اور مہی کے درمیانی اضلاع۔

۱۔ [illegible]
۲۔ تاریخ گجرات، کومی سیریٹ (حال سلطان احمد شاہ سوم)
۳۔ بساتین السلاطین (تاریخ بیجاپور)
۴۔ مراۃ احمدی
۵۔ تاریخ فرشتہ

۲۔ شیر خاں فولادی اور موسیٰ خاں فولادی: سرکار پٹن اور جنوب میں کاڈی تک کا علاقہ۔
۳۔ چنگیز خاں بن اعتماد الملک ارسلان: سورت، بھڑوچ، بڑودہ اور چانپانیر۔
۴۔ تاتار خاں لودھی: جوناگڑھ، سرکار سورٹھ۔
۵۔ سید میراں و سید حامد بخاری: دھندوقہ اور دھولکہ۔

سلطان مظفر ان امراء کے ہاتھوں حوالاتی قیدی بنا ہوا تھا۔

اکبر کا پہلا حملہ

اپنی زرخیزی اور شاندار تجارت کے لئے گجرات صدہا سال سے شہرت رکھتا تھا اور اس پر ہر ایک بادشاہ کی للچائی ہوئی نظریں پڑا کرتی تھیں۔ چنانچہ اعتماد خاں کے بلاوے پر اکبر لبیک کہتا ہوا جولائی ۱۵۷۲ء میں گجرات کی طرف روانہ ہوگیا اور ۷ر نومبر ۱۵۷۲ء میں شاہی لشکر کے ساتھ پٹن پہنچا۔ گجراتی امرا سلامی کے لئے آئے۔ وہاں سے احمد آباد کے لئے چلا۔ جوٹانا کے مقام پر بھی گجراتی امراء سلامی کے لئے حاضر ہوئے۔ ان میں "شیر گجرات" میر ابو تراب، سید مبارک بخاری کے پوتے سید حامد بخاری وغیرہ بھی تھے۔ اکبر نے اعتماد کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ بلوایا اور بہ سہولت تمام پورے گجرات کا دورہ لگاتا رہا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کرتا گیا۔ کھنبایت پہنچنے پر کچھ دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسرے مرزایان تیموریہ نے الگ پریشان کیا۔ لیکن اس نے وقتی طور پر اسے دبا دیا۔ اور دوسرے حملۂ گجرات کے زمانہ میں ان کا قلع قمع کر دیا۔ سورت کو فتح کرنے کے بعد مراجعت کی اور عید کے بعد گیارہ مہینہ دارالخلافہ سے باہر رہنے کے بعد اکبر فتح پور سیکری لوٹ گیا۔

دوسرا حملہ

گجرات سے آئے ہوئے ابھی پورے تین مہینے بھی نہیں ہو پاتے تھے کہ اکبر کو اطلاع ملی کہ گجرات بغاوت کی آگ میں جل رہا ہے۔ اس بغاوت کا سرغنہ مرزا محمد حسین تھا۔ اس بغاوت میں حصہ لینے والے اختیار الملک حبشی، مرزایان [illegible] اور شیر خاں فولادی وغیرہ تھے۔ کچھ عرصہ بعد مظفر شاہ سوم چند مہینوں کے لئے اپنا تخت واپس لینے میں کامیاب ہوگیا [illegible] اکبری پرچم ایک بار پھر احمد آباد پر لہرا کر رہا۔ مظفر شاہ اکبر کا قیدی بن گیا اور پھر بھاگ کر کاٹھیاواڑ [illegible] اور اگلے دس سال تک مغلیہ فوجوں سے محاربہ کرتا رہا۔ تنگ آکر مغلیہ فوج نے اس کا تعاقب کیا [illegible] گجرات میں اسے ایک بار پھر لے لینا چاہتے تھے کہ ۱۵۹۳ء میں اس نے استرے سے اپنا گلا کاٹ کر خودکشی کر لی۔

۱۰۰۵ھ میں بہادر بن سلطان مظفر سوم احمد آباد پر حملہ آور ہوا۔ مگر شکست کھائی اور بھاگ نکلا۔

۱۰۱۴ھ میں اکبر کا انتقال ہوگیا۔ اور جہانگیر بادشاہ ہوا۔ ۱۰۱۵ھ میں سید مرتضیٰ بخاری صوبیدار گجرات مقرر ہوئے لیکن انہیں ہٹا کر جہانگیر نے مرزا کوکلتاش کو صوبیدار بنا دیا۔ ۱۰۱۸ھ میں ملک عنبر سردار نظام شاہ سورت اور بڑودہ وغیرہ پر حملہ آور ہوا اور لوٹ مچادی۔ جہانگیر نے اس کا سدباب کیا۔ اور پھر کسی نے اس کے زمانہ حکومت میں گجرات پر حملہ کر[illegible]

جرأت نہیں کی۔ چنانچہ گجرات امن و آشتی کی زندگی بسر کرنے لگا۔
یوں ہم دیکھتے ہیں کہ خوب محمد چشتی کے زمانہ میں گجرات بیشتر سیاسی انتشار کا شکار رہا۔ تاہم معاشرتی اعتبار سے گجرات اس وقت بھی نمایاں ہی رہا۔ تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

معاشرتی حالات

ظفر خاں الملقب بہ سلطان مظفر اول کے خاندان نے ایک سو چراسی برس تک گجرات پر حکومت کی۔ ان کا رعب داب متصلہ حکومتوں اور حاکموں پر چھایا ہوا تھا۔ نیت کے اعتبار سے بڑے اخلاص کیش تھے۔ اور حوصلہ ان کا بلند تھا۔ عدل گستری میں اپنے پرائے کی تمیز نہیں تھی۔ رعایا کی قرار واقعی خبرگیری میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا۔ یتیموں اور بیواؤں کی ہمیشہ دستگیری کی علماء و مشائخ کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ جھاڑیوں اور جنگلوں کو صاف کرواتے، ویرانوں کو آباد اور بے کاشت زمینوں کو زرخیز کھیتوں میں تبدیل کرتے رہے۔ عمارتیں اور باغات تیار کروائے۔ پھلوں میں آم، انجیر، کیلا، سنگترہ، انگور، انار، کمرک، فالسہ، ناریل، جامن، آنولہ، کٹھل، بڑہل، کھرنی اور پھولوں میں گلاب، سیوتی، چمپا، چمیلی، بیلا، موگرہ، جوہی، کیتکی، کیوڑہ وغیرہ دور دور سے منگوا کر باغوں کو آراستہ کیا۔[1] امراء الگ مسابقت کی دوڑ میں ملک کی سرسبزی و شادابی میں اضافہ کرتے تھے۔ زراعت اور صنعت و حرفت کو دن دونی رات چوگنی ترقی دیتے تھے۔ باجرہ، ارہر، موٹھ کی پیداوار کے علاوہ ان کی حوصلہ افزائیوں اور مہربانیوں نے گجرات کی کاشت میں عمدہ چاول، نیشکر وغیرہ کا اضافہ کیا۔[2]
ان بادشاہوں کی فیاضیوں اور سرگرمیوں کے سبب قسم قسم کے گجرات میں صدہا کارخانے تھے۔ جن میں بیش قیمت و نادر اشیاء سنگ تراشی، زردوزی، کارچوب، چینی کا کام، صندل اور ہاتھی دانت کے نادرات، زربفت، کمخواب، مخمل، سفراط الائچہ، چکن اور چیرہ ایسی چیزیں تھیں۔ جو ہندوستان میں بڑی بڑی قیمتوں پر فروخت ہوتی تھیں[3] ان کے علاوہ احمد آباد میں اتنا عمدہ کاغذ تیار ہوتا تھا کہ نفاست اور صفائی کے باوجود دولت آباد اور کشمیر کا کاغذ اس کے آگے مات کھاتا تھا۔[4]
جب سلطان محمود سوم نے اپنے راستے سے امراء کو شکست دے کر ان کانٹوں کو دور کر دیا اور مطمئن ہوگیا تو ۹۵۳ھ میں اس نے آبائی دار الخلافہ احمد آباد کو ترک کر کے محمود آباد عرف چانپا نیر کو اپنا دار الخلافہ قرار دیا۔ وہاں اس نے ایک زبردست محل تعمیر کروایا جسے آہو خانہ نام دیا۔ اس کا طول دو فرسنگ اور عرض عرصۂ میدان جنگ کے برابر تھا۔ اس کے طول و عرض میں کونے کونے پر چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنوائیں جو اپنی خوبصورتی میں بے مثل تھیں۔ اکثر دیواریں اور چھتیں منقش تھیں۔ ان عمارتوں کے دروازوں پر دو رویہ بازار تھے۔ جن میں بہت سی دوکانیں تھیں۔ دوکانوں میں انسانی ضرورت کا ہر سامان مہیا

---

[1] یاد ایام (عبد الحیٔ)
[2] ایضاً
[3] مرأت سکندری
[4] ایضاً

تھا۔ ان کے بیچنے کے لئے ہر دکان میں "پری زاد" مقرر تھے۔ جدھر نظر دوڑائیے آراستہ و پیراستہ باغ موجود تھے۔ باغوں میں درختوں کے تنے زربفت و مخمل اور ان کی شاخیں اطلس و کمخواب میں ملبس تھیں۔ ان باغوں میں سلطان محمود آہو چشموں کے ساتھ دادِ عیش و کامرانی دیتا اور ان کی معیت میں سیر و شکار کرتا۔ عید کے دن ہاتھیوں اور گھوڑوں کو زر و زیور سے اس طرح آراستہ کرتا کہ کسی زمانہ میں بھی کسی بادشاہ نے اس امر میں یہ ظرافت و لطافت روا نہ رکھی ہوگی[1]

صاحب مرأت احمدی سلطان محمود سوم کے نقل دار الخلافہ کے سلسلے میں رقمطراز ہے:

"چون نوبت سلطنت محمود ثانی[2] رسید محمود آباد دروازہ کروہی بلدہ را پایتخت و مقر سلطنت خود گردانید و از احمد آباد تا آنجا بازار دو رویہ ساخت۔ و مردم را فرمود تا بہ اطراف آن عمارات ساختند کہ درحقیقت یک شہر شدہ بود و بتدریج ارباب صنایع و بدایع فراہم آمدند بہ تخصیص کار شعر بافی بہ انواع اقمشہ زربافی و ابریشم بافی از جنس کمخواب و قطنی مشروع و الچہ و مخمل و چکن دوزی و کارچوب و دہ یک۔ روزی بنا بر موافقت آب و ہوا و رنگ و بہار اج بر جمیع ولایت ہندوستان برآمد کہ در اطراف عالم و اقصای بلدان ایران و روم و شام بنام و نشان گجرات مشہور و معروف شدہ و طرفہ این کہ انچہ در بلدۂ احمد آباد بافندگی، نساجی، کاذری، قصاری و کندی گری دقاقی می نماید با رونق است براین کہ دیگر اگر بفاصلہ برد کروہی بعمل آرند بخوبی آن نیست"[3]

احمد آباد کے بارے میں امین احمد رازی صاحب تذکرۂ ہفت اقلیم کی رائے بھی بہت اہم ہے:

"شہر احمد آباد بحیثیت لطافت و کیفیت آبادانی و بشہرت تمام عالم رجحان دارد و در نزاہت ابنیہ و عمارات مستثنیٰ از بلدان دیگر است۔ اگر گفتہ شود در کل بلادِ عالم باین عظمت و آراستگی شہری موجود نشدہ اغراق و مبالغہ نبودہ و نباشد۔ بازارش برخلاف شہرہای دیگر نہایت وسعت و پیراستگی سکانش از اناث و ذکور ہمہ نمکین[4] الحق بخوبیٔ این شہر کم خواہد بود۔"

گجرات کی صنعت و حرفت وغیرہ کے سلسلے میں ایک جگہ مولانا عبد الحئی ارشاد فرماتے ہیں[5]:

"شاہان گجرات کی ہمہ گیر طبیعت اور بے مثل فیاضی نے گجرات کو ہر قسم کی صنعتوں اور حرفتوں کا مرکز بنا دیا تھا۔ اور انہیں خصوصیتوں کے لحاظ سے ہندوستان کا کوئی حصہ اس سے لگا نہیں کھاتا تھا۔"

سیاسی خلفشار سے قطع نظر، حاکم وقت رعایا کی فلاح و بہبود کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ نقلات گجرات سے جو سلطان محمود سوم کے معاصر و مصاحب تھے سکندر بن منجھو روایت کرتا ہے[6] کہ سلطان محمود سوم علماء و مشائخ سے بڑے دوستانہ تعلقات

---

[1] مرأت سکندری [2] فارسی تاریخ نگار محمود گجراتی کی چند روز حکومت کو نظر انداز کرتے ہوئے محمود سوم کو محمود ثانی کہتے ہیں۔
[3] خاتمۂ مرأت احمدی (نواب علی ایڈیشن) ص ۷ [4] فیضی نے ایک جگہ کچھ اس قسم کی بات کہی ہے ع منم کہ کشتۂ خوبان احمد آبادم ←

قائم رکھتا تھا۔ ان کی تعلیمات کو دقت نظر سے دیکھا کرتا تھا۔ ان حضرات کے لئے پچھلے بادشاہوں نے جو وظائف مقرر کئے تھے سلطان محمود نے انہیں جاری ہی نہیں رکھا بلکہ ان میں اضافہ بھی کردیا۔ علاوہ برایں جن سادات و مشائخ سے اس کے قریبی تعلقات تھے انہیں فتوحات وغیرہ کے موقع پر پیش کشیں بھی دیتا تھا۔ مستحقین کے لئے نئے نئے وظیفے جاری کیے۔ وہ فقراء کا زبردست دوست تھا۔ اور ہمیشہ ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتا۔ ان کے لئے مختلف مقامات پر اس نے کنوئیں کھدوائے تھے۔ اس باب میں مسافروں کی سہولت بھی پیش نظر تھی۔ فقراء کے استقبال کے لئے اور ان کے قیام کے واسطے عمارات رباط تعمیر کروائیں۔ جن میں ان کے آرام و آسائش کے خیال سے تنخواہ دار ملازم بھی رکھے تھے۔ جو خود کھاتا تھا وہی درویشوں کو بھی کھلاتا تھا۔ چنانچہ درویشوں کی اکثر ضیافت ہوا کرتی۔ سردیوں میں مسجدوں اور مدرسوں کے قیام گذاروں اور دوسرے نیک بندوں کو سر سے لے کر پاؤں تک کے لباس دیتا، کمبل فراہم کرتا۔ ایک مرتبہ جب اسے یہ اطلاع ملی کہ بعض ناہنجار اپنے کمبل بیچ دیتے ہیں تو اس نے اتنے بڑے بڑے کمبل تقسیم کروائے جو بیک وقت کئی افراد کے کام آئیں اور کوئی فرد کمبل کو بیچ نہ پائے۔ کوچوں اور گلیوں میں لکڑیوں کے انبار جلا کرتے کہ غریب غربا آگ تاپیں اور سردی سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کا یہ بھی قاعدہ تھا کہ تیار شدہ پھل مثلاً نیشکر، کیلے، آم، تربوز وغیرہ بھی موسموں کے لحاظ سے درویشوں میں تقسیم کرواتا۔ اور جب تک ان کی تقسیم نہ ہو لیتی وہ محل میں کسی پھل کو جانے نہ دیتا۔ غرضکہ اس کی مہربانیوں کی کوئی حد نہیں تھی۔[ه]

سلطان مظفر شاہ حلیم کے زمانے سے بارہ ربیع الاول کو جشن منانے کی ایک رسم چلی آرہی تھی۔ اسے سلطان محمود نے جاری ہی نہیں رکھا بلکہ اس میں کچھ اضافے بھی کئے تھے۔[ه] پہلی تاریخ سے لے کر بارہ ربیع الاول تک بادشاہ علماء و مشائخ کو جمع کرواتا۔ روز پہلی نوبت تک کتب مقدسہ مثلاً بخاری شریف وغیرہ کی تلاوت ہوتی۔ بعد میں مختلف کھانوں پر پیغمبر اکرمؐ کا فاتحہ دیا جاتا۔ اور انہیں کھانوں سے علماء و مشائخ کی ضیافت ہوتی۔ بارہویں تاریخ کو بادشاہ سلطان محمود سوم ان کی خدمت میں حاضر رہتا۔ ان کا ہاتھ دھلاتا۔ وزراء قابیں لگاتے، کھانے چنتے اور جب تک دعوت ختم نہ ہو لیتی سب ان کی خدمت میں استادہ رہتے۔ دعوت کے اختتام پر بادشاہ انہیں روپوں اور کپڑوں سے نوازتا جو دوسرے سال کے جشن کے موقع تک ان کی کفالت کرتے۔ علاوہ بریں عمدہ اور نفیس دھنی کپڑے دسترخوان کی جگہ بچھائے جاتے تھے۔ ان کپڑوں کو دھلوا کر بادشاہ ان میں سے اپنی پوشاک بنواتا اور سال آئندہ کے جشن تک برابر استعمال میں رکھتا۔ جس سال برہان نے سلطان محمود سوم کو زہر دیا ہے اس سال بھی اس نے دھوم دھام سے اس جشن کو منایا تھا۔ حسب سابق سارے مراسم ادا کئے۔ بارہ تاریخ کو تھکا ماندہ خوابگاہ میں پہنچا تو شربت طلب کرنے پر برہان نے اس کو زہر آلود شربت دیا اور پھر اس کی تکرار جاری رکھی

ھ مرأت سکندری

ھ یاد ایام ص ۲۷ ←

ل مرأت سکندری

اور موقع پاکر اسے قتل کر دیا۔ سلطان محمود سوم کی فقراء نوازی، غربا پروری نے اس کو عوام سے شہید کا لقب دلوایا۔ چنانچہ وہ سلطان محمود شہید کے نام سے مشہور رہے۔

سلطان محمود (سوم) شہید کے زمانہ میں باب العمرہ کے متصل مکۂ معظمہ میں ایک مدرسہ تعمیر ہوا تھا۔ اس مدرسے میں علامۂ شہاب الدین ابن حجر مکی اور عزیز الدین عبد العزیز زمزمی وغیرہ علمائے مکہ درس دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے رباط اور مکتب بھی وہاں تعمیر ہوئے تھے۔ اور اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے خلیج کھمبایت کے ایک بندرگاہ کی آمدنی سکان مکہ و مدینہ کے لیے مخصوص کر دی تھی۔ چنانچہ ایک لاکھ روپے کی لاگت کا مال وہاں بھیجا جاتا تھا۔ رسل و رسائل کا خرچ شاہی خزانہ مستزاد برداشت کرتا۔ اور اس مال کی فروخت سے جو آمدنی ہوتی وہ اہالیانِ حرمین شریفین پر تقسیم ہو جاتی۔[1]

سلطان احمد سوم اور سلطان مظفر سوم کے زمانے کے معاشرتی حالات کم وبیش یہی تھے۔ تاہم سیاسی انقلابات نے ایک آشوبی کیفیت ضرور پیدا کر رکھی تھی۔ سلطنت مغلیہ کا صوبہ بننے کے بعد سیاسی طور پر گجرات میں امن تو ضرور ہوا لیکن صنعت و حرفت کے بارے میں مولانا سید عبد الحیٔ کا یہ بیان بڑا اہم ہے کہ "اگرچہ دسویں صدی ہجری میں گجرات پر تباہی آئی اور اکبر بادشاہ کی ملک ستانی کی خواہش نے اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ تاہم مدتِ دراز تک آگرہ و دہلی کے درباروں کی سجاوٹ گجرات ہی کی نفیس اور نادر اشیاء سے کی جاتی تھی۔[2]

مدارس

پچھلے قرنوں کی طرح زمانۂ زیرِ بحث میں بھی گجرات تدریس و تعلیم کے لئے مرکزی حیثیت کئے ہوئے تھا اور اس کے لئے ضروری تھا کہ طلباء کی کثیر تعداد کے لئے وہاں مدرسوں کی لازمی تعمیر ہو۔ سلاطینِ گجرات اور امراء کو دین و مذہب سے جو دلچسپی تھی اس کے سبب انہوں نے بہت سے مدرسے تعمیر کروائے۔ مگر افسوس ہے کہ ان کے بارے میں گجرات کی تاریخیں یا تو بالکل خاموش ہیں یا پھر بخل سے کام لیتی ہیں۔ یہ مدرسے اسلامی ممالک کے رائج الوقت مدرسوں کی تاسّی میں تعمیر ہوئے تھے۔ چنانچہ گجرات کی تمام مسجدوں کو جو اب کھنڈر ہیں، اور خانقاہوں کو جو اب مقبرے ہیں یہ سمجھ لیجئے کہ وہ کسی زمانے میں عظیم الشان مدرسے تھے۔ احمد آباد کی جامع مسجد، سرخیز میں شیخ احمد کھٹو کا مقبرہ اور وہاں کی مسجد اب بھی درس ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ احمد آباد میں بے شمار مدرسے اور خانقاہیں تھیں۔ حلوی شیرازی کہتا ہے:[3]

مدارس درو بے حد و خانقاہ   برائے مسافر کہ آید ز راہ

لیکن ہمیں چند ہی ایک مدرسوں کے متعلق تھوڑی بہت معلومات ہوئی ہیں اور اس عہد کی مطابقت کے پیش نظر

---

[1] ظفر الوالہ (راس)   [2] یاد ایام

[3] مرأت احمدی

ان میں کچھ ہی کے متعلق سطور ذیل میں چند باتیں عرض کی جائیں گی :

مدرسۂ علامہ وجیہہ الدین علوی

یہ مدرسہ ۹۳۵ھ میں قائم ہوا تھا۔ اپنے زمانے میں اسلامی تعلیمات کا گجرات میں سب سے بڑا مرکز تھا۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے طلباء علمی و روحانی پیاس بجھانے آتے اور اپنی "فتوحات" سے ہندوستان کے مختلف علاقوں کو بہرہ یاب کرتے۔ اس مدرسے کے کم وبیش اسّی ایسے طالب علم تھے جنہوں نے اپنے اپنے مدرسے جاری کئے اور شیدائیان علم کو اس مدرسے کے فیوض و برکات سے متمتع کیا۔[1] علامۂ علوی اس مدرسے کے مدرس اعلیٰ تھے۔ انہوں نے کوئی ۶۵ سال اس مدرسے میں درس دیا۔[2] آپ کی وفات پر آپ کے صاحبزادے شیخ عبداللہ علوی اس مدرسۂ عظیم کے مدرس اعلیٰ بنے۔ صادق خاں نے مدرسہ سے ملحق طلباء کے لئے قیام گاہیں تعمیر کروائیں۔ اس مدرسے کا ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ شاہی خزانے سے مدرسہ کی اعانت ہوا کرتی اور طلباء کے لئے وظائف مقرر ہوتے۔[3] اس مدرسہ میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے تھے۔[4]
(۱) تفسیر و اصول تفسیر (۲) حدیث و اصول حدیث (۳) فقہ و اصول فقہ (۴) معانی و بیان (۵) منطق (۶) فلسفہ (۷) علم اقلیدس ۸، ۹، مابعد الطبعیات و نجوم (۱۰) Polemic (۱۱) ادب

مدرسۂ شیخ طاہر پٹنی

مکہ سے واپسی کے بعد شیخ طاہر پٹنی نے پٹن میں قیام کیا اور حدیث کا درس دینے لگے۔ ان کے درس میں شرکت کے لئے دور دور سے طلباء آتے تھے اور یہ دامے، درمے، سخنے غرض ہر طرح ان کی امداد کرتے۔ مدرسے میں غریب اور امیر کی تخصیص نہیں تھی۔ تاہم اپنی دولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ غریب طلباء کے شوق علم کو تیز کرنے کے لئے انہیں ہر طرح کی سہولت بہم پہنچاتے۔

مدرسۂ شمع برہانی

سابرمتی کے کنارے حضرت شیخ عثمان المعروف بہ شمع برہانی کا مدرسہ تھا۔ اس کو خود احمد شاہ نے اپنے کتبخانہ سے کتابیں بھجوائی تھیں۔[5] یہ مدرسہ ۹۸۰ھ تک باقی تھا۔ فتح گجرات کے بعد اکبر نے اس کتب خانہ کی کتابیں اپنے ہاں کے علماء وغیرہ میں تقسیم کر دیں۔ ان میں سے کچھ مولانا عبدالحق محدث دہلوی، کچھ ملا عبدالقادر بدایونی اور کچھ ملک الشعراء فیضی کو ملی تھیں۔ باقی شاہی کتب خانہ کو بھیج دی گئیں۔[6]

اس زمانے کے علمی شغف اور مدرسوں کی کثرت کی بنا پر گمان گذرتا ہے کہ گجرات میں بے شمار کتب خانے رہے

---

[1] معارف فروری ۱۹۳۳ء
[2] ایضاً
[3] مرأت احمدی
[4] معارف مارچ ۱۹۳۳ء
[5] ظفر الوالہ (راس) ص ۳۲
[6] تاریخ بدایونی ج ۲ ص ۲۰۲

ہوں گے۔ لیکن کوشش بسیار کے باوجود کوئی مفید مطلب بات اس ضمن میں ہاتھ نہیں لگی۔ مدرسۂ علامہ علوی، مدرسۂ شمع برہانی، مدرسۂ طاہر پٹنی اور شاہیہ کتب خانوں کا ذکر کہیں کہیں مل جاتا ہے۔

تعمیرات

محمود آباد میں سلطان محمود شہید کے آہو خانہ کا ذکر آچکا ہے۔ اس مقام پر سیدی سعید کی مسجد اور سید مبارک کے مقبرہ کا مزید تذکرہ کرنا ہے۔ سیدی سعید کی مسجد اسی زمانۂ زیر بحث میں (۹۸۰ھ/۷۳-۱۵۷۲ء) شیخ سعید الحبشی سلطانی نے تعمیر کروائی تھی۔ اس کی کھڑکیوں کی جالیاں عجائب روزگار سے ہیں۔ اِن کے مماثل سنگ تراشی کے کام دلی اور آگرہ میں اس عہد میں مل تو جاتے ہیں لیکن یہ چیز دیگر کا حکم رکھتی ہیں[1]

مضافات محمود آباد میں موضع سوجلی کے قریب سید مبارک بخاری کا مقبرہ اب بھی زیارت گاہ عالم ہے۔ سیدی سعید کی مسجد کی طرح اس مقبرے میں بھی سارسینک طرزِ تعمیر جلوہ گر ہے۔ طول و عرض کے لحاظ سے یہ چھوٹا ہے لیکن تعمیر میں سادگی و مختلف حصوں کے نقش و نگار اور ان کے ٹھوس پن اور تناسب کے لحاظ سے ہندوستان کا کوئی مقبرہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔[2]

اپنے طویل زمانۂ قیام میں جہانگیر نے اس مقبرہ پر حاضری دی تھی۔ (۱۶۱۸ء)

قحط گجرات

سلطان مظفر سوم کی تخت نشینی کے دو سال بعد ۱۵۶۳ء میں مشرقی دنیا کی سیر و سیاحت کے سلسلے میں قیصر فریڈرک کھمبایت آیا تھا۔ اس نے جزیرہ دیو کی شاندار تجارتی کارروائیوں کا ذکر کیا ہے اور کھمبایت کی تجارت کا تفصیلی جائزہ لیا ہے کہ اس کا مشاہدہ ہے کہ ۱۵۶۳ء میں کھمبایت میں ایک زبردست قحط پڑا تھا۔ جس میں ہندو اپنے بچوں اور بچیوں کو تیرہ شلنگ میں پرتگالیوں کے ہاتھوں بیچ دیا کرتے تھے۔[3]

دینی ماحول

مولانا سید عبدالحئی فرماتے ہیں[4]:

"میرا خیال ہے ـــ اور میں اس کو بلا خوف مخالفت کہہ سکتا ہوں کہ شاہان گجرات نے اپنی ڈیڑھ دو برس کی فرمانروائی

---

[1] آرکی ٹیکچر آف احمد آباد از ہوپ و فرگوسن ص ۸۲ تا ۸۷ [2] فرگوسن: انڈین اینڈ ایسٹرن آرکی ٹیکچر ج ۲ ص ۲۴۴ تا ۲۴۵

[3] ظفر الوالہ (راس) Purchas – His Pilgrims or Auklutus posthumur 1905, pp. 89 – 91,

بحوالۂ تاریخ گجرات (کومی سیریٹ)

[4] یاد ایام ص ۳۸

کے زمانے میں جس قدر علوم وفنون کی سرپرستی کی ہے، دہلی کی شش صد سالہ تاریخ اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔"

سلاطین گجرات کی یہ علوم وفنون کی سرپرستی ہی تھی جس نے اسلامی ممالک کے مختلف مراکز علم وفن کے جھتے میں احمد آباد اور دوسرے مقامات گجرات کو سربلند کر دیا تھا۔ علمائے گجرات کے فیوض و برکات سے ہندوستان ہی سیراب نہیں ہوا بلکہ دوسرے اسلامی ممالک خصوصاً اہالیان مکہ و مدینہ نے بھی ان سے کسبِ علم کیا۔ ان سے فتووں کے طالب ہوئے اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ ان سے حدیث میں سندیں لیں۔ خود اس امر خاص اور کثرتِ مدارس سے گجرات کی علمی فضا کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ عہد زیر بحث کا جائزہ لینے پر ہم یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ایک عالم سے لے کر عامی تک حدیث، فقہ تفسیر اور منطق کا بغایت شوق مطالعہ کرتا تھا۔ گجرات کے مدارس درس حدیث کے لئے امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ اس وصف کے لئے علامہ علوی اور شیخ طاہر پٹنی کے مدرسے نمایاں ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ احمد آباد کے در و دیوار قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں سے گونج رہے تھے۔ علماء کے علاوہ صوفیائے کرام، عوام اور سرکاری نوکر وغیرہ سبھی حدیث پڑھنے کے لئے شبانہ روز کوشاں رہتے تھے اور اس کی ترویج میں سعی کرتے تھے۔ بلکہ اس کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ شیخ علی المتقی (کلاں[1])، شیخ محمد طاہر پٹنی، عبدالوہاب متقی، مولانا قطب الدین، علامہ وجیہ الدین علوی وغیرہ گجرات کے جید عالم اور زبردست محدث گزرے ہیں۔ شیخ علی المتقی (کلاں) کا اثر محدثین اسلام پر بہت گہرا ہے۔ کنز العمال ان کی مایۂ ناز تصنیف ہے۔ شیخ کے بعد بزرگی میں شیخ محمد طاہر پٹنی محدث دوسرے درجہ پر ہیں۔ شمالی ہندوستان کے مقابلے میں گجرات نے کہیں پہلے درس حدیث کی مرکزی حیثیت پیدا کر لی تھی۔[2]

اس زمانہ میں خود گجرات کے یا باہر سے آکر مستقل قیام کرنے والے یا کچھ عرصہ سکونت اختیار کر کے درس و تدریس کا شغل فرمانے والے علمائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں[3]:

سید عبدالاول، شیخ عبدالملک بنبانی، شیخ علی المتقی کلاں، قاضی عیسیٰ بن عبدالرحیم، شیخ عبداللہ سندھی، شیخ عبدالمعطی باکثیر حضرمی، شیخ شہاب الدین احمد العباسی المصری الشافعی، شیخ محمد طاہر پٹنی (محدث)، علامہ وجیہ الدین علوی، رحمت اللہ سندھی، مفتی قطب الدین النہروالی، شیخ میاں ابو ابراہیم شطاری، شیخ عبدالوہاب المتقی، احمد بن علی السکبری، بہاؤ الدین عبدالکریم بن محب الدین القطبی الحنفی، شاہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری، محمد زبیری، سید احمد شیرازی،

---

[1] اگرچہ آبائی وطن جونپور اور مولد برہان پور ہے لیکن مکہ کے بعد ہندوستان میں زیادہ تر ان کا تعلق گجرات ہی سے تھا اس لئے ان کا شمار علمائے گجرات میں ہوتا ہے۔

[2] یاد ایام

[3] یاد ایام، مرأت احمدی، ترجمۂ گلزار ابراہیم، مخطوطۂ باقر علی ترمذی مرحوم، توزک جہانگیری وغیرہ

سید جلال شیرازی، سید الکبیر الشریف شیخ العیدروس، شیخ عبدالقادر العیدروس، عبداللہ الواعظ، شیخ عبدالعزیز احمد آبادی، محمد النهروالی، شیخ علی شیر بنگالی، شیخ حسن محمد چشتی، شیخ طاہر بن یوسف سندھی، شیخ عبداللہ صوفی شطاری، شاہ صبغۃ اللہ الحسینی بھڑوچی، سید عبدالرحمٰن حسینی، شیخ حمید برادر رحمت اللہ سندھی، ملا عبدالرحمٰن بہورہ (بوہرہ؟)، ملا حسن فراغی، ملا حسین، شیخ محمد بن عبداللہ الفاکہی، شیخ سعید شافعی حبشی، جمال الدین محمد بن عبدالرحیم رفاعی، جمال الدین محمد علی بن الحشیری، مجدالدین محمد بن محمد الایجی اور محمد دہدار وغیرہ۔

اہل طریقت

جس زمانہ سے مسلمانوں نے گجرات میں اپنی نوآبادیاں قائم کیں اسی زمانہ سے بزرگان دین اور مشائخ کا سایہ گجرات پر قائم ہے۔ چشتیہ، سہروردیہ، مغربیہ، عیدروسیہ، قادریہ، رفاعیہ، نقشبندیہ، شطاریہ، شاذلیہ وغیرہ سلسلوں کے متوسلین نے اہالیان گجرات کے دلوں کو نور اسلام سے مزین ہی نہیں کیا بلکہ ان کے باطنوں کو سنوارا بھی ہے۔

ان مشائخ کی تعلیمات روشن ہے کہ وہ ابن عربی کے نظریات کے قائل تھے[1]۔ ان نظریات کی اشاعت میں شیخ علی المہائمی نے بہت بڑا حصہ لیا ہے اور ان کے زمانے سے یہ اصول گجرات پر چھائے ہوئے ہیں۔ خانقاہوں میں احادیث کے ساتھ ساتھ الفتوح المکیہ اور فصوص الحکم کی تعلیم دی جاتی تھی[2]۔ علماء و مشائخ گجرات نے ابن عربی کے نہج تصوف پر بہت کچھ کام کیا ہے۔ یہ کتابیں باقاعدہ درس میں شامل تھیں اور ان کی شرحیں بلکہ شرحوں کی شرحیں لکھی گئیں۔ بعد میں تیز آمد پر شیخ علی المتقی نے مروجہ تصوف کو زیادہ پاکیزہ اور سلیس بنانا چاہا، اس لئے کہ سماع وغیرہ کے مباحث سے بہت سی غیر ضروری باتیں تصوف متداول میں در آئی تھیں۔ انہیں خاطر خواہ کامیابی تو نہیں ہوئی لیکن اتنا ضرور ہوا کہ تصوف کے کرداری اور اخلاقی پہلو پر زیادہ زور دیا جانے لگا[3]۔ شیخ علی المتقی عین العلم کے مطالعہ کو بہت ضروری خیال کرتے تھے۔ ان کی کوشش دراصل یہ تھی کہ تصوف اور حدیث نبوی میں مطابقت پیدا ہو جائے۔

فلسفۂ تصوف و تاریخ تصوف کے ساتھ ساتھ اس عہد کے مختلف سلاسل تصوف کا ذکر آئے گا۔ یہاں پر بہ تخصیص سلسلہ اس عہد کے چند بہت ہی مشہور نفوس قدسیہ کے اسمائے مبارک ذیل میں درج کئے جاتے ہیں[4]۔

افضل خاں بنبانی، شیخ رحمت اللہ صدیقی چشتی، خواجہ محمد دہدار و دہداری نقشبندی، [illegible] غوث گوالیاری، شیخ مبارک سندھی، شاہ عبدالجلیل قادری، علی المتقی کلاں، شیخ [illegible] ابراہیم قادری

---

[1] مقالہ ڈاکٹر باقر علی ترمذی مرحوم [2] یاد ایام [3] مقالہ ڈاکٹر باقر علی ترمذی مرحوم

[4] مرأت احمدی، تذکرۂ محبوب الزمن فی اولیائے دکن (حیدرآباد)، تاریخ بدایونی، تزک جہانگیری، اذکار الابرار (ترجمہ گلزار ابرار)، اخبار الاخیار، مآثر الکرام وغیرہ

شطاری، شیخ ابو جیو تمیمی برہان پوری، شیخ لشکر محمد عارف، سید علی بن ابراہیم رفاعی، شیخ راجی محمد شطاری، ملک محمود پیارو، سید جلال ماہ عالم، سید محمد مقبول عالم، شیخ جمال بہتری، شیخ کمال محمد عباسی، شیخ نور الدین ابو الفتوح شیرازی، خواجہ جمال الدین خوارزمی نقشبندی، شیخ محمود فاروقی چشتی، خوشترا بی بی چشتیہ، میاں شیخ محمد چشتی، شیخ برہان علوی، شیخ علی المتقی خورد، سید ابو تراب شیرازی، میاں شیخ یحییٰ چشتی (مدنی)، شیخ قطب جہاں ذاکر نہروالی، ملا موسیٰ سندھی، شیخ نعمت اللہ، شیخ طٰہٰ، شیخ ماہ، شیخ عبداللہ سہروردی، سید احمد مجذوب وغیرہم۔

ادبی ماحول

منظر و پس منظر کی رعایت سے خوب ترنگ کے سلسلے میں اردو شعراء اور ان کے کلام سے متعلق گفتگو چونکہ آیندہ صفحات میں کی جائے گی اس لئے یہاں پر عربی و فارسی کے سلسلے میں کچھ اشارے کئے جاتے ہیں۔ اشارے اس لئے کہ ان کی تفصیل میرے موضوع کے لئے چنداں مفید نہ ہو گی۔

گجرات کے مختلف مدارس مثلاً مدرسۂ علامۂ وجیہ الدین علوی، مدرسۂ شمع برہانی اور مدرسۂ علامہ طاہر پٹنی وغیرہ کی شبانہ روز کی کوششوں سے گجرات میں علم و ادب کے چراغ کا اجالا بڑھتا اور پھیلتا رہا۔ جس کی بقا کے لئے شاہان گجرات اور امرائے گجرات نے پوری پوری کوشش کی۔ مقامی و بیرونی طلباء نے زیادہ سے زیادہ فیض اٹھانے میں سعی کی۔ علوم ظاہری و باطنی کا بول بالا تھا۔ ظاہر کی شائستگی کے ساتھ ساتھ باطن کی شستگی پر عمل تھا۔ عشق مجازی کے آئینہ میں عشق حقیقی جلوہ فگن نظر آتا تھا۔ دنیا کے ساتھ دین بھی تھا۔ ظاہر ہے ایسی مثالی فضا میں علم و ادب کو خوب خوب فروغ ہوا۔ عربی و فارسی و اردو کے جید عالم اور زبردست شاعر گجرات نے پیدا کئے اور رہی سہی کسر کو باہر کے علماء اور شعراء نے پورا کر دیا۔ غزل، قصیدہ اور مثنوی وغیرہ سبھی اصناف سخن میں طبع آزمائی ہوتی۔ اور ذہن و فکر بے مثال ادب پاروں سے نوازتا رہتا۔ ذیل کی فہرست میرے بیان کی شہادت و صداقت کے لئے کافی ہے۔ اس فہرست میں عربی فارسی کے ان شاعروں اور ادیبوں کے نام درج ہیں جو یا تو گجرات کے تھے یا پھر وہیں سکونت اختیار کر لی تھی یا کچھ عرصہ قیام کیا تھا۔ (ان میں علماء و صوفیائے مذکور کے اسماء شامل نہیں ہیں۔)

عربی[1]: شیخ عبدالقادر بغدادی، سید عطا محمد قادری، حاجی الدبیر، مخدوم زادہ وغیرہ

فارسی[2]: نظیری نیشاپوری، فیضی فیاضی، محمد رضا شکیبی، خواجہ علی مسیحی، ملا صیفی ساوجی، میر محوی، ملا حالتی، یا خانی یا جانی، ملک الشعراء غزالی، محمد صوفی، عبدالشکور بزمی، تقی اوحدی، عرفی، سودائی قلندر گجراتی، عبداللطیف ابن عبداللہ العباسی

---

[1] مرأت احمدی، تذکرۂ محبوب الزمن فی تذکرۂ اولیائے دکن (ملکاپوری)، مقالۂ ڈاکٹر باقر علی ترمذی مرحوم

[2] مرأت احمدی، تذکرۂ اولیائے دکن (ملکاپوری)، اذکار الابرار اور ریوا ایسے وغیرہ کی مرتبہ فہرست وغیرہ

ثنائی، نصیر ہمدانی، میر محمد ہاشم سنجی، فروغی، ملک قمی، محمد شریف، طالب آملی، محتشمی، استاد نظیری، امین احمد رازی، سکندر بن منجھو صاحب مرأت سکندری وغیرہ۔

دوسرا باب

(۱) اردو کیا ہے؟

(۲) اردو کی پیدائش سے متعلق مختلف نظریے

(۳) اردو کے مختلف نام — دکنی اور گجری، اردو کی ادبی تشکیل

(۴) اردو — خوب محمد کے زمانے میں

اردو کیا ہے ؟

اس سوال کا جواب ایک تو یہ ہے کہ جمہوریۂ ہند کے وفاق کی رو سے ہندوستان کی چودہ زبانوں میں سے ایک زبان اردو ہے۔ لیکن دوسری زبانوں کے مقابلے میں ہندی کی طرح اردو کسی مشابہت رکھنے والے علاقہ سے تعلق نہیں رکھتی۔ چار دانگ ہند میں بسنے والی مختلف قوموں، خصوصاً ہندوؤں اور مسلمانوں کی زبان اور کلچر کی صدیوں کی باہمی آمیزش اور امتزاج نے ایک نئی زبان اور نئے کلچر کو جنم دیا۔ اور اس کی پرورش کی۔ یہ نئی زبان اردو اور یہ نیا کلچر اردو کلچر ہے۔ اردو کی پیدائش کے سلسلے میں گجرات، پنجاب، سندھ اور برج کے علاقوں کا نام لیا جاتا ہے۔ اس کی تشکیل و ترویج میں گجرات، پنجاب اور برج کے خطوں نے بڑے اہم فرائض انجام دئے ہیں۔ چنانچہ ان مذکورہ حقائق کی روشنی میں اردو کسی ایک علاقہ کی نہیں ہوسکتی۔ اردو پورے ہندوستان کی زبان ہے اور گجراتی و مرہٹی وغیرہ کی طرح قومی بھی۔ [illegible]

اردو زبان کو اردو کیوں کہتے ہیں اس پر کافی سیر حاصل تحقیق ہو چکی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ [illegible] اردو کا گھر" ہونے تک کئی مراحل سے گذرا ہے۔ آئندہ کے صفحات میں ان کا ایک مجمل ذکر کیا جائے گا [illegible] گا کہ اردو کہاں اور کیونکر پیدا ہوئی اور اس سلسلے میں کونسے نظریئے علمائے تحقیق نے پیش کئے ہیں۔ اردو [illegible] زبان کا لفظ ہے۔ اوردا، اردہ، اوردو، اردو، اس کی مختلف شکلیں ہیں۔ [illegible] اس کے معنی لشکر کی فرودگاہ کے ہیں۔ چنگیزی لشکر کے ساتھ یہ لفظ ہندوستان آیا ہوگا کیونکہ [illegible] بھی لے گئے۔ چنانچہ وہاں یہ لفظ جرمنی میں "ہورد" سویڈن میں "ہورد" [illegible] کی شکل میں اب بھی موجود ہے۔

بابر سے قبل تاریخ فیروز شاہی[2] اس لفظ کو اس طرح استعمال کرتی ہے:

"بآوازۂ بذل و عطا از چہار جانب خلق متوجہ اردوے [illegible]

اور فتح پائے ہوئے لشکر کے لئے [illegible] اردوے ظفر قرین [illegible] نصرت شعار" کہتی ہے۔ اکبر [illegible]

---

[1] جامع التواریخ ج ۲ ص ۲۲۷ [illegible]

[2] طبقات اکبری

پر سے دوسرے کئی ترکیبی الفاظ بھی وضع کر لئے گئے تھے۔ مثلاً: اردو بیگی، اردو بازار وغیرہ۔[1]

ابتدا میں خود اردو کا نام زبان اردوے معلّیٰ تھا۔ میر تقی میر (نکات الشعراء) اور محمد حسین تحسین (نوطرز مرصع) نے اردو کے لئے اردوے معلّیٰ لکھا ہے۔ لیکن یہ ترکیب اردو کے سلسلے میں دیر تک نہ چل سکی۔ چنانچہ زبان اردوے معلّیٰ سے زبان اردو اور پھر اردو زبان اور آخر میں اردو ہوگیا۔ نوادر اللغات میں سراج الدین علی خاں آرزو نے اردو کا لفظ زبان کے لئے استعمال کیا ہے۔ فورٹ ولیم کالج کی کتابوں میں یہی نام ملتا ہے۔ اردو کے شاعروں میں بھی یہ لفظ مروج ہے۔ مصحفی غالباً پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اردو کو زبان کے مفہوم میں استعمال کیا ہے:

خدا رکھے زباں ہم نے سنی ہے میر و مرزا کی
کہیں کس منہ سے ہم اے مصحفی اردو ہماری ہے

اور یہ اردو زبان وہی زبان ہے جسے مسلمانوں اور ہندوؤں کے صدیوں کے باہمی اشتراک عمل نے جنم دیا اور یوں پروان چڑھاکہ اردو دنیا کی جدید زبانوں میں ایک نمایاں مقام کی مستحق ہوگئی۔

اردو کی پیدائش سے متعلق مختلف نظریئے

ہندوستان کے مختلف علاقے اس امر کے مدعی ہیں کہ اردو ان کی پیدا کردہ اور پروردہ ہے۔ مولانا سلیمان ندوی چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

"آجکل بعض فاضلوں نے پنجاب میں اردو اور بعض اہل دکن نے دکن میں اردو اور بعض عزیزوں نے گجرات میں اردو کا نعرہ بلند کیا ہے۔"[2]

بادی النظر میں ہر دعویدار خاصی حد تک حق بجانب نظر آتا ہے۔ اس لیے کہ اردو کی پیدائش اور تشکیل و ارتقاء سے متعلق کافی مواد ہر علاقہ میں مل جاتا ہے اور لطف یہ ہے کہ مذکورہ بالا علاقوں میں دہلی اور اس کے قرب و جوار کو بھی شامل کرلیں تو بلا جھجک یہ کہہ سکتے ہیں کہ چاروں مدعیوں کے ہاں تاریخی اور لسانی سچائی پائی جاتی ہے۔ آیئے ذرا ان دعوں کا جائزہ لیں:

میرامن کہتے ہیں۔

"جب اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھے تب چاروں طرف کے ملکوں سے سب قومیں قدردانی اور فیض رسانی اس خاندان لاثانی کی سن کر حضور میں آکر جمع ہوئیں۔ لیکن ہر ایک کی گویائی اور بولی جدی جدی تھی۔ اکٹھے ہونے سے آپس میں لین دین، سودا سلف، سوال جواب کرنے کے لئے ایک زبان اردو کی مقرر ہوئی۔"[3]

---

[1] آئین اکبری [2] نقوش سلیمانی [3] باغ و بہار، عبدالحق ایڈیشن

سرسید کی رائے میں یہ شاہجہاں کی دلی کی پیداوار ہے :

جبکہ شہاب الدین شاہجہاں بادشاہ ہوا اور اس نے انتظام سلطنت کا کیا اور سب ملکوں کے وکلاء کے حاضر رہنے کا حکم دیا اور دلی کو نئے سرے سے آباد کیا اور قلعہ بنایا اور شاہجہاں آباد اس کا نام رکھا اس وقت شہر میں سب لوگوں کا مجمع ہوا۔ ہر ایک کی گفتگو کی رفتار جدا تھی۔ ہر ایک کا ڈھنگ نرالا تھا۔ جب آپس میں معاملہ کرتے ناچار ایک لفظ اپنی زبان کا، دو لفظ اس کی زبان کے، تین لفظ دوسرے کی زبان کے ملا کر بولتے اور سودا سلف لیتے۔ رفتہ رفتہ اس زبان نے ایسی ترکیب پائی کہ یہ خود بخود ایک نئی زبان ہوگئی۔[1]

محمد حسین آزاد کا خیال ہے :

رفتہ رفتہ شاہجہاں کے زمانے میں کہ اقبال تیموری کا آفتاب عین عروج پر تھا، شہر اور شہر پناہ تعمیر ہوئی۔ نئی دہلی دارالخلافہ ہوئی۔ بادشاہ اور ارکان دولت زیادہ تر وہاں رہنے لگے۔ اہل سیف، اہل قلم، اہل حرفہ اور تجار ملک ملک اور شہر شہر کے آدمی ایک جگہ جمع ہوئے۔ ترکی میں اردو بازار لشکر کو کہتے ہیں۔ اردوئے شاہی اور دربار میں ملے جلے الفاظ زیادہ بولتے تھے۔ وہاں کی بولی کا نام اردو ہوگیا۔[2]

امام بخش صہبائی اور نساج وغیرہ نے بھی اسی قسم کی رائیں ظاہر کی ہیں۔ یوربین مستشرقین کے بیانات البتہ مختلف ہیں۔

ڈاکٹر گل کرائسٹ ہندوستانی فیلالوجی میں تحریر فرماتے ہیں :

جب تیمور (۷۷۱ھ تا ۸۰۷ھ) نے ہندوستان پر حملہ کیا تو اس وقت سے اردو کی بنیاد قائم ہوئی۔[3]

کول بروک اسے پندرہویں صدی عیسوی (نویں صدی ہجری) کی پیداوار بتاتے ہیں۔

پندرہویں صدی عیسوی (نویں صدی ہجری) کے آخر ایام میں برج بھاشا میں تغیر شروع ہوا اور اس نے ترقی پاکر جدید زبان کی صورت اختیار کر لی۔[4]

ڈاکٹر ونٹرنٹس اسے بارہویں صدی عیسوی کی تخلیق بتاتے ہیں۔

بارہویں صدی عیسوی (چھٹی صدی ہجری) میں جب مسلمانوں نے ہندوستان پر تسلط حاصل کیا تو عربی فارسی الفاظ برج بھاشا میں ملنے لگے۔ اور اس تغیر کے باعث سولہویں صدی عیسوی (گیارہویں صدی ہجری) تک ایک نئی زبان پیدا

---

[1] آثار الصنادید [2] آب حیات ص ۲۱-۲۰

[3] ڈاکٹر گل کرائسٹ ہندوستانی فیلالوجی بحوالہ اردوئے قدیم

[4] بحوالہ اردوئے قدیم Cole Brook Asiatic Research Vol. III p. 220

ہوگئی۔ [1]

مسٹر بیمس کا خیال ہے۔

فتح ہندوستان کے بعد عرصۂ دراز تک مسلمانوں نے فارسی کو اور ہندوؤں نے ہندی کو محفوظ رکھا۔ مسلمان مدت تک فصیح ہندی بولنے کے عادی تھے اور انہوں نے ہندی میں فارسی الفاظ کو نہیں ملایا تھا۔ اکبر (۹۶۳ھ تا ۱۰۱۴ھ) کے زمانے میں جب راجہ ٹوڈرمل نے طریق مال گذاری کو رواج دیا تو ہندو فارسی زبان سیکھنے پر مجبور ہوئے۔ اس زمانہ سے ہندی میں فارسی الفاظ کی آمیزش شروع ہوئی اور اس طرح سے ایک جدید زبان 'اردو' کی بنیاد پڑی۔ [2]

ڈاکٹر مولوی عبدالحق :

ہندوستان میں شمال مغرب کی جانب سے مسلمان فاتحین کی آمد پر اردو زبان کا پہلا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سلطان محمود غزنوی اور اس کے بیٹے مسعود کے عہد حکومت میں تلک ناتھ اور دوسرے بیشتر ہندو دربار غزنی میں بڑے بڑے منصبوں پر فائز تھے۔ غزنی میں ہندوؤں کا ایک لشکر سردار سرندرائے کی کمان میں تھا۔ خاندان غزنی کے آخری فرماں رواؤں نے غزنی سے منتقل ہوکر پنجاب میں مستقل سکونت اختیار کرلی اور خاتمۂ حکومت تک پنجاب میں رہے۔ اس طرح غزنی اور صدر مقام لاہور دونوں جگہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا آپس میں خلط ملط ہوا اور روزانہ کے اس ارتباط نے دونوں قوموں کی زبان پر کافی اثر ڈالا۔ چونکہ ترکی، ایرانی، اور ہندی سب اردوئے معلّٰی میں رہتے تھے۔ اور ان کی زبان جو مذکورہ تینوں زبانوں کی ایک مخلوط شکل تھی اہل اردو یا زبان اردو کہلاتی تھی۔ اس وقت مسلمان حکمران فارسی بولتے تھے۔ ملک کی عام زبان ہندی تھی جو پراکرت کے ذریعے سنسکرت زبان سے نکلی تھی۔ اس عام مقامی زبان سے فارسی مخلوط ہوئی اور اس اختلاط سے زبانِ اردو عالم وجود میں آئی۔ اگرچہ اردو یا یہ کہئے کہ دہلی اور اس کے اطراف و اکناف میں وجود میں آئی لیکن اس کی ادبی تشکیل دکن میں ہوئی اور اس زبان کی ابتدائی نشو و نما صوفیائے کرام نے کی۔ [3]

سید سلیمان ندوی:

مسلمانوں کی عربی و فارسی سب سے پہلے ہندوستان کی جس دیسی زبان سے مخلوط ہوئی وہ سندھی اور ملتانی ہے، پھر پنجابی اور بعد ازیں دہلوی ... سندھی، ملتانی اور پنجابی آپس میں بالکل ملتی جلتی ہیں۔ جس کو ہم اردو کہتے ہیں اس کا آغاز ان ہی بولیوں میں عربی و فارسی کے میل سے ہوا۔ اور آگے چل کر دارالسلطنت دہلی کی بولی جس کو دہلوی کہتے ہیں

---

[1] ڈاکٹر ونٹرنٹس : لٹریچر ص ۱۳۹ بحوالہ آر دوئے قدیم

[2] Beam's Comp. Grammar of the Modern Aryan Languages of India P. 15.

[3]

مل کر معیاری زبان بن گئی اور پھر دارالسلطنت کی بولی معیاری زبان بن کر تمام صوبوں میں پھیل گئی۔[1]

حکیم شمس اللہ قادری:

ہندوستان کی زبانوں میں برج بھاشا (سوراسینی) اگرچہ دوآبہ کی زبان تھی لیکن پانچویں صدی ہجری تک اس کو بے حد وسعت ہوگئی تھی۔ بہار سے نیلاب اور نیلاب سے مالوہ تک بولی جاتی تھی اور اس اعتبار سے ملک کے اس خطہ کی زبان تھی۔ جہاں سب سے پہلے اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ مسلمان آباد ہوئے اور اسلامی تمدن نے نشوونما پائی۔ مسلمانوں کے اثر سے برج بھاشا میں عربی و فارسی الفاظ داخل ہونے لگے جس کے باعث اس میں تغیر شروع ہوا جو روز بروز بڑھتا گیا اور ایک عرصہ کے بعد اردو زبان کی صورت اختیار کر لی۔[2]

حافظ محمود شیرانی:

اگر آل غزنہ سے پیشتر مسلمانوں کو کسی ہندی زبان کے اختیار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تو اس عہد میں جو خاصہ دراز ہے وہ پنجاب میں کوئی نہ کوئی سرکاری زبان، تجارتی و معاشرتی اغراض سے اختیار کر لیتے ہیں۔ جس کو غوریوں کے عہد میں جب دارالسلطنت لاہور سے دہلی جاتا ہے تو اسلامی فوجیں اور دوسرے پیشہ ور اپنے ساتھ دہلی لے جاتے ہیں۔ دہلی میں یہ زبان برج بھاشا اور دوسری زبانوں کے دن رات کے باہمی تعلقات کی بنا پر وقتاً فوقتاً ترمیم قبول کرتی رہتی ہے اور رفتہ رفتہ اردو کی شکل میں تبدیل ہوتی جاتی ہے۔[3]

ایک جگہ اور تحریر فرماتے ہیں۔

ہم پر یہ واضح ہوگیا ہے کہ اردو اور پنجابی کی صرف کا ڈول تمام تر ایک ہی منصوبہ کے زیر اثر تیار ہوا ہے۔ ان کے تذکیر و تانیث اور جمع اور افعال کی تعریف کا اتحاد اس ایک نتیجہ کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ اردو اور پنجابی زبانوں کی ولادت گاہ ایک ہی مقام ہے۔ دونوں نے ایک ہی جگہ تربیت پائی اور جب سیانی ہوگئی ہیں تب ان میں جدائی واقع ہوئی ہے۔ ان زبانوں میں جو اختلاف دیکھا جاتا ہے وہ اکثر اس وقت واقع ہوا ہے جب اردو کی پرورش شعراء اور تعلیم یافتہ طبقہ نے دہلی اور لکھنؤ میں شروع کی ہے۔[4]

ڈاکٹر سید محی الدین زور:

اردو نہ تو پنجابی سے مشتق ہے اور نہ کھڑی بولی سے بلکہ اس زبان سے جو ان دونوں کی مشترک سرچشمہ تھی یہی وجہ ہے کہ وہ بعض باتوں میں پنجابی سے مشابہ ہے اور بعض میں کھڑی بولی سے۔ لیکن مسلمانوں کے صدر مقام صدیوں تک

---

[1] نقوش سلیمانی ص ۳۴　[2] اردوئے قدیم ص ۱۴　[3] پنجاب میں اردو
[4] پنجاب میں اردو ص ۲

دہلی اور آگرہ رہے ہیں اسی لئے اردو زیادہ تر کھڑی بولی ہی سے متاثر ہوگئی۔[۱]

ڈاکٹر صاحب ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

زبان ہندوستانی کا ارتقاء پنجاب ہی سے شروع ہوچکا تھا۔ لیکن اس کے ثانوی مدارج دوآبہ، گجرات اور دکن میں تکمیل کو پہنچے۔ دہلی میں یہ زبان سو ڈیڑھ سو سال تک رہنے کے بعد گجرات اور دکن کا رخ کرتی ہے۔[۲]

نصیر الدین ہاشمی:

مسلمان فاتحین شمال کی جانب سے ہندوستان میں داخل ہوئے تو اول انہوں نے پنجاب میں قیام کیا مگر اس کے بعد دہلی کی جانب پیش قدمی کی۔ مسلمانوں کے صدہا خاندان جو ترک، مغل اور افغان تھے جن کی زبان عام طور سے زیادہ تر فارسی تھی۔ پنجاب سے لے کر دہلی تک آباد ہوگئے۔ اس زمانے میں یہاں "جدید ہندو آریائی دور کی پراکرت" زبان بولی جاتی تھی۔ اس دیسی زبان میں غیر ملکیوں کی زبان کی آمیزش ہونے لگی اور اس امتزاج سے اردو کی پیدائش ہوئی۔[۳]

ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی:

... جب ہم گجرات کو اس سہ مرکزی اصول۔ تجارت، مذہب، سیاست۔ کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں تو ہمیں یہ زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشترکہ زبان نے خطۂ گجرات میں ضرور جنم لیا ہے جس کا صفحۂ ہستی سے مٹ جانا یا ملک بھر میں پھیل کر موجودہ اردو کی شکل اختیار کرلینا محتاج تلاش و تحقیق ہے۔[۴]

اردو ادب و اردو زبان کے مندرجہ بالا محققین اور ماہر لسانیات کی مذکورہ رایوں سے یہ امر بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ اردو کب اور کیونکر پیدا ہوئی۔ اسی کے ساتھ 'کہاں پیدا ہوئی' کا جواب بھی مل جاتا ہے۔ اس کا تجزیہ مندرجہ ذیل صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے:

(۱) اردو کی ابتدا سندھ میں ہوئی۔

(۲) اردو کی ابتدا پنجاب میں ہوئی۔

(۳) اردو کی ابتدا دوآبۂ گنگ وجمن میں ہوئی۔

(۴) اردو کی ابتدا گجرات میں ہوئی۔

اور اس ابتدا کی بنیادی وجہ تجارتی، مذہبی اور سیاسی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی زبان کی پیدائش اور پرورش

---

[۱] ہندوستانی لسانیات ص ۱۹ [۲] ہندوستانی لسانیات ص ۹۱ [۳] دکن میں اردو
[۴] مقالۂ ڈاکٹر مدنی ص ۲۰

کے وجوہ و اسباب اسی تثلیث کی صورت میں ملتے ہیں۔ تجارت مادی اور مذہب روحانی ضروریات کی تسکین دہی کی صورت پیدا کرتے ہیں جن کے لئے فرد و قوم ایک مقام سے دوسرے مقام — چاہے وہ کتنا ہی دور کیوں نہ ہو — تک آجاتے ہیں۔ یوں ایک مخصوص زبان اور کلچر بھی نقل مکانی کرتے رہتے ہیں اور اسی کے ذریعہ ایک نئی زبان وجود پذیر ہوتی ہے۔ سیاست کا ذکر میں آخر میں کر رہا ہوں کہ تجارت کو فروغ دینے یا کسی کی بیجا مداخلت کو رد کرنے یا توسیع مذہب اور کبھی توہین مذہب کا بدلہ لینے کے لئے یا پھر "نیا دانہ نیا پانی" کی جستجو محرک ہو کر سیاست کا پہلو پیدا کر دیتی ہے۔ اور قومیں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوتی ہیں اور تسلط کے ساتھ ایک زبان اور ایک کلچر دوسری زبان اور دوسرے کلچر سے "متصادم" ہوتے ہیں۔ یہ "تصادم" رفتہ رفتہ اختلاط کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ کبھی فاتح کی زبان حاوی رہتی ہے اور کبھی مفتوح کی زبان اس کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ ہر صورت میں عوامی اشتراک کام کرتا رہتا ہے۔ عوام جس زبان اور کلچر کو اپنا لیتے ہیں وہ زندہ رہتی ہے اور جسے ترک کر دیتے ہیں وہ مردہ ہو جاتی ہے۔ اردو زبان عوامی اشتراک کی بڑی خوبصورت مثال ہے کہ فاتح اور مفتوح کی زبانیں بھی باقی رہیں اور نہیں بھی۔ باقی یوں رہیں کہ اردو کا ڈھانچہ تو مقامی بولی کا رہا مگر اسے خوبصورت پیکر عربی، فارسی اور ترکی وغیرہ نے عطا کیا۔ اس پر باقی نہ رہنے کی صورت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اردو کی ابتدا سندھ میں

زبان کی پیدائش کے جن تثلیثی اسباب کا ذکر ہوا ہے، انہیں کی روشنی میں اس نظریہ کا جائزہ لیتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ ایک قدیم زمانے سے سندھ کو تجارتی، سیاسی اور مذہبی اہمیت حاصل رہی اور مختلف زبانیں بولنے والے سندھ آتے جاتے رہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ سندھ میں یقیناً ایک مشترکہ زبان کے پیدا ہونے کے امکانات تھے۔ غالباً اسی بنا پر مولانا سید سلیمان ندوی نے یہ نتیجہ نکالا کہ —

"سندھ کی وادی ہماری متحدہ زبان کا پہلا گہوارہ ہے۔"[1]

ان کے دلائل مختصراً یہ ہیں:

(۱) سندھ کی بندرگاہ میں داخل ہونے والے تاجر عربی و فارسی بولتے تھے۔ سامان کے لین دین کے سلسلے میں سندھی کے الفاظ عربی و فارسی میں اور عربی و فارسی کے الفاظ سندھی میں داخل ہوئے ہوں گے۔

(۲) ۹۲ھ میں مسلمانوں نے سندھ پر حملہ کر کے اپنی حکومت قائم کی۔ اس لشکر کے سپاہیوں کی زبان عربی و فارسی تھی۔ سندھ کے بعض پنڈت بغداد گئے اور وہاں ہندی و عربی کتابوں کے ترجمہ میں حصہ لیا۔ اس سے ہندی میں عربی اور عربی میں ہندی الفاظ کا خلط ملط ہوا۔ ملتان میں اسلامی ریاستیں تین سو برس قائم رہیں۔

---

[1] نقوش سلیمانی ص ۳۱

(۳) تاجروں کی آمد و رفت اور قیام حکومت کے سبب سے لازم تھا کہ مقامی بولیوں میں عربی و فارسی الفاظ کا میل جول ہو اور اس سے ایک نئی زبان معرض وجود میں آئے۔ چنانچہ سندھی، ملتانی اور پنجابی بولیوں نے آخر میں دہلی کی زبان سے مل کر ایک معیاری زبان کی صورت اختیار کر لی اور پھر ملک کے تمام حصوں میں پھیل گئی۔ اپنے دلائل کی تقویت کے لیے مولانا عرب سیاحوں کے بیانات نقل کر کے فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کی عربی فارسی سب سے پہلے ہندوستان کی جس دیسی زبان سے مخلوط ہوئی وہ سندھی اور ملتانی ہے پھر پنجابی اور بعد ازیں دہلوی۔ سندھی پر اس اختلاط کی شہادت آج بھی اسی طرح نمایاں ہے۔ چنانچہ ہماری اردو کی طرح سندھی عربی اور فارسی الفاظ سے گراں بار ہے اور سب سے عجیب یہ کہ اس کا رسم الخط آج تک ٹھیٹھ عربی نسخ ہے۔"[۱]

عرب سیاحوں کی پیش کردہ شہادتیں یہ ہیں:

سعودی (۳۰۳ھ) : "سندھ کی زبان خاص ہے، ہندوستان سے الگ۔"[۲]

اصطخری (۳۴۰ھ) : "منصورہ اور ملتان اور اس کے اطراف میں عربی اور سندھی بولی جاتی ہے اور مکران والوں کی زبان فارسی اور مکرانی ہے۔"[۳]

ابن ہوقل (۳۵۸ھ) : "منصورہ اور ملتان اور اس کے اطراف میں عربی اور سندھی بولی جاتی ہے۔"[۴]

بشاری مقدسی (۳۷۵ھ) : (ملتان کے متعلق) "اور یہاں فارسی زبان سمجھی جاتی ہے۔"[۵]
(دیبل کے متعلق) "ان کی زبان سندھی اور عربی ہے۔"[۶]

ان شہادتوں سے یہ امور مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) سندھ میں عربوں اور ایرانیوں کا زبردست اثر تھا۔

(۲) بعض علاقوں میں عربی و فارسی سمجھی اور بولی جاتی تھی۔

(۳) عربی و فارسی کے علاوہ سندھی بھی بولی اور سمجھی جاتی تھی۔

چنانچہ ان شہادتوں سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ عام بول چال کے لئے کوئی مشترک زبان — نئی زبان — پیدا ہوئی۔ رہ گئی یہ سندھی تو یہ مقامی زبان تھی جس میں عربی و فارسی کے الفاظ دخیل ہو گئے ہوں گے اور اس زبان کے آگے بڑھنے اور ادبی صورت اختیار کرنے پر اس کا رسم الخط عربی ہو گیا ہو گا۔

اسی لئے ڈاکٹر زور فرماتے ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ سندھ میں ایک زبان یقیناً ارتقا پاتی رہی۔ مگر وہ اردو نہ تھی۔ وہ اس زبان کی قدیم

---

[۱] نقوش سلیمانی   [۲] تا [۶] نقوش ص ۳۳

شکل تھی جو آج سندھی کہلاتی ہے۔"[1]

اب یہاں پر مولانا کی ایک اہم فروگذاشت کا ذکر بیجا نہ ہوگا کہ جن امور کے پیش نظر انہوں نے اردو کا تعلق سندھ سے بتلاتے ہوئے سندھی، ملتانی اور پنجابی کا ذکر کیا ہے وہیں گجرات کی زبان کو قطعی نظر انداز کر دیا ہے۔ حالانکہ اگر پہلے نہیں تو کم از کم ایک ہی زمانہ میں عربی و عجمی تاجروں کی آمد و رفت گجرات میں بھی عام تھی۔

اردو کی ابتدا پنجاب میں

کسی نئی زبان کی تشکیل میں قوموں کا باہمی ارتباط و اختلاط بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی کے پیش نظر "اردو کی ابتدا پنجاب میں" کا نظریہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک زمانہ تک غیر ملکی زبانیں بولنے والے سیاسی اسباب کی بنا پر پنجاب میں سکونت پذیر تھے۔ عہد غزنوی میں پنجاب غزنویوں اور غیر ہندی اقوام کی زور آزمائی کا میدان تھا۔ سبکتگین نے ۳۷۶ھ/۹۸۶ء میں جے پال کو شکست دی اور جے پال سے صلح کا عہد و پیمان بھی کر لیا مگر بد عہدی پر اس نے دوبارہ جے پال پر فوج کشی کی اور پھر شکست دی۔ اور اس نے لمغان سے لے کر پشاور تک کا علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اور اس کے استحکام کی تدبیریں کیں۔ نیز یہاں کے خلجی، افغان وغیرہ کو لشکر میں شریک کر لیا۔[2] اور جب محمود تخت نشین ہوا تو ۴۱۳ھ میں اس نے لاہور فتح کر کے پنجاب کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ لاہور کا نام اپنے نام پر محمود پور رکھ کر اسے صدر مقام بنا دیا۔ تمام علاقہ کو مختلف اضلاع میں تقسیم کر دیا اور صدر مقام پر ایک زبردست لشکر رکھا۔ محمود نے جب بھٹنڈہ فتح کیا تو وہاں بھی کافی عرصہ مقیم رہا۔[3]

مختصر یہ کہ عہد غزنوی میں پنجاب میں کوئی دو سو سال تک فارسی بولنے والوں کی ایک بڑی تعداد نے سکونت اختیار کی۔ اس زمانہ میں دینی و مذہبی تبلیغ کا سلسلہ بھی خاصا تھا اور یہ تبلیغ یا تو مقامی زبان میں ہوئی ہوگی یا پھر فارسی اور مقامی زبان دونوں ہی میں انجام دی گئی ہوگی۔ ایک اور اہم بات اس دور کی یہ ہے کہ غزنوی فوج میں افغانی، خراسانی ہندی سبھی شامل تھے۔ محمود کی وسطی ایشیا کی مہموں میں ہر دفعہ ہندوستانی شریک تھے۔ محمود کے لشکر کے تمام فیل بان ہندو ہوتے تھے اور ویسے خود غزنی میں بھی ہندوستانی کافی تعداد میں رہتے تھے۔ المعری نے رسالہ "الغفران میں بمقام غزنی ایک ہندو عورت کے ستی ہونے کا ذکر کیا ہے۔[4] اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہندوستان اور غزنی میں بہت کافی خلا ملا تھا۔ ہندی علاقے میں غزنویوں کے ملازم، محاسب وغیرہ ہندو ہی ہوتے تھے۔

اس ربط ضبط سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ تجارتی، معاشی اور سیاسی اسباب کی بنا پر ملکیوں اور غیر ملکیوں کا

---

[1] ہندوستانی لسانیات ص ۸۸ [2] محمود غزنوی از ناظم ص ۳۰ [3] ایضاً ص ۱۰۱
[4] ہندوستانی لسانیات ص ۸۹

میل جول بہت بڑھ گیا ہوگا اور اس کی وجہ سے مقامی زبان میں فارسی الفاظ بہت حد تک دخیل ہو گئے ہوں گے۔
چنانچہ ڈاکٹر زور صاحب فرماتے ہیں: "دو سو سالوں میں جبکہ پنجاب غزنویوں کا جائے قرار تھا ایک بین قومی زبان کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ اسی واقعہ کی بنا پر پنجاب کے بعض جدید ادیبوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اردو بہ نسبت برج بھاشا کے پنجابی سے مشتق ہے۔"[1]

لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ غزنویوں کا یہ زمانہ امن و امان کا زمانہ نہیں تھا۔ ہر طرف قتل و خون جاری تھا۔ انتشار کی کیفیت تھی۔ کسی کو یہ یکسوئی کیونکر ملی ہوگی خصوصاً مقامی لوگوں کو کہ وہ ایک نئی زبان کی سوچیں اور پھر مقامی لوگوں کے دل دماغ میں غیر ملکیوں کے خلاف غم و غصہ بھی رہا ہوگا جو بدیسی زبان اور الفاظ کے اپنانے میں مانع رہا ہوگا۔

اس لئے یہ نتیجہ نکال لینا کہ اس "باہمی اشتراک" سے ایک زبان ضرور وجود میں آئی ہوگی اور وہی ہماری اردو کی قدیم شکل ہے شبہ سے خالی نہیں۔ پنجابی اور قدیم اردو کی گرامر کی مشابہت و مماثلت بھی کوئی اہم بات نہیں ہے کیونکہ دوسرے علاقوں کی صرف اور اردو کی صرف میں اس نوع کی مشابہت وغیرہ کافی ملتی ہے۔ پھر پنجابی ہی کو اہمیت کیوں دی جائے! مزید یہ کہ اس سلسلے میں جب ہم اس عہد کے صوفیائے کرام کی خدمات اور ادبی کارناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں وہاں بھی کوئی مثبت پہلو نہیں ملتا۔ چنانچہ جب تک مسعود سعد سلمان کا دیوان ہاتھ نہ آجائے، اور اس کی زبان کا اندازہ نہ ہو جائے پنجاب یا پنجابی کے حق میں فیصلہ کرنا دشوار ہے۔

اردو کی ابتدا گجرات میں

اس نظریہ کے پیش کرنے والے پروفیسر سید نجیب اشرف ندوی اور مؤید ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی ہیں۔ اپنے مقالہ میں ڈاکٹر مدنی صاحب نے اس نظریہ کو بڑے محققانہ انداز میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے تجارت، مذہب اور سیاست کے سہ مرکزی اصولوں کو سامنے رکھا ہے۔ چنانچہ انہیں کی روشنی میں ان کی تحقیق کا خلاصہ کچھ اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے:

ہندوستان زمانۂ قدیم سے تجارت پیشہ قوموں کی دائمی کشش کا مرکز بنا رہا اور مختلف بادشاہوں نے اس "سونے کی چڑیا" کو پالینے کی ہمیشہ جدوجہد کی۔ علاوہ بریں اس کے فلسفہ و دانش نے اقصائے عالم میں دور دور تک اجالا پھیلایا اور قلب کے ساتھ لوگوں کے ذہنوں کی تربیت و اصلاح کا کام سرانجام دیا۔ چنانچہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ شمال، جنوب، مغرب، مشرق چاروں طرف سے لوگ مختلف مقاصد کے ساتھ ہندوستان خصوصاً گجرات آتے رہے اور اپنے ساتھ اپنی بولیاں ساتھ لاتے رہے۔ گجرات کی زرخیزی، تجارت، آب و ہوا اور مذہبی مقامات

---

[1] ہندوستانی لسانیات ص ۸۹

کی افراط نے یقیناً بے شمار مخلوق خدا کو اپنی طرف کھینچا ہوگا اور انہوں نے توطن اختیار کرلیا ہوگا۔ بندرگاہوں کے اس ملک پر سیاسی اعتبار سے جارحانہ حملے کوئی ۲۰۰ ق م سے شروع ہوگئے تھے اور ان کا سلسلہ ۱۸۰۰ء تک جاری رہا جبکہ انگریز پورے ملک پر قابض ہوگئے تھے۔ ان حملہ آوروں میں فارسی و عربی خصوصاً فارسی بولنے والوں کے حملے ۱۵ھ سے لے کر ۶۹۶ھ تک جاری رہے۔ اس کے بعد یعنی ۶۹۶ھ کے بعد انصرام صوبہ کے طور پر دہلی سے گورنر آتے رہے، اور بہت بڑی تعداد میں فارسی بولنے والے۔ مسلمان حملہ آوروں سے بھی پہلے گجرات میں موجود رہے۔ اس سلسلے میں ظفرخاں الملقب بہ سلطان ظفر کا سلسلۂ حکومت خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ (۸۱۰ھ تا ۹۸۰ھ)

چونکہ تجارت، مذہب اور سیاست ایسے اسباب ہیں کہ جن کی بنا پر مختلف اللسان لوگ کسی مقام پر اکٹھا ہو سکتے ہیں اور ان کی اس یکجائی سے مشترکہ زبان کی داغ بیل پڑ سکتی ہے۔ اس لیے سندھ اور پنجاب کے دعویداروں کے ہاں یقیناً سچائی پائی جاتی ہے۔ مگر اسی اسبابی تثلیث کے پیش نظر وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس مشترکہ زبان کے پیدا ہونے کے امکانات گجرات میں بہت زیادہ تھے۔ اس لیے اردو کی جائے پیدائش کا شرف للفضل متقدم کے تحت گجرات کو حاصل ہوتا ہے۔ تاہم بقول مدنی صاحب کے اس مشترکہ زبان کا یک لخت مٹ جانا یا ترقی کرکے ہندوستان کے کونے کونے میں پھیل جانا تحقیق طلب ضرور ہے۔ اب رہ گئی بات اردو پر برج بھاشا کے اثر کی تو اس کے جواب میں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ لسانی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ گجراتی، راجستھانی وغیرہ ایک ایسی پراکرت میں سے نکلی ہیں جس سے ہندی (مغربی) شورسینی وغیرہ نے جنم لیا ہے۔ لہذا یہ اگر برج بھاشا اور شورسینی کی صرف و نحو اور ترکیبوں سے مشابہ ہے تو کچھ عجب نہیں کیونکہ ہندی، راجستھانی اور اسی قبیل کی دوسری زبانوں میں بھی بہت زیادہ مشابہت و مماثلت ہے۔

اردو کے نام — گجری اور دکنی — اور ادبی تشکیل

ارتقائی مدارج میں اردو کئی ناموں سے موسوم ہوتی رہی ہے۔ ان ناموں میں گوجری اور دکنی بھی ہیں۔ تاہم گجری اور دکنی سے بحث کرنے سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دوسرے ناموں پر ایک نظر ڈال لیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے آنے سے پہلے کوئی ایک زبان رائج نہیں تھی۔ مختلف خطے مختلف زبانیں بولتے تھے۔ مثلاً گجراتی، بنگالی، سندھی اور پنجابی وغیرہ۔ ان کے علاوہ ایک علمی و ادبی زبان سنسکرت موجود تھی اور لطف یہ کہ عربی و فارسی بولنے والے خصوصاً سیاح ان علاقائی زبانوں کے علاوہ خود سنسکرت کو بھی ہندی یا ہندوی کہتے تھے۔ یعنی وہ ان میں فرق نہیں کرتے تھے۔ مثلاً بزرگ بن شہریار ۲۷۰ھ کے قرآن کے متعلق کہتا ہے "قرآن کا ہندی مطلب بیان کرے۔"[1]

---

[1] عجائب الہند ص ۳

اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ لفظ ہندی کسی مقامی زبان کے لئے استعمال کیا گیا ہے یا اس سے مراد قدیم اردو کی کوئی شکل ہے۔

۲۷۷ھ میں ہندوستان کی جس زبان سے طب کی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا ہے ابن ندیم کی الفہرست میں اس کو ہندی لکھا گیا ہے۔ نقل من الھندی الی الفارس — ہندی سے فارسی میں ترجمہ ہوا۔[۱] یہ اقتباس ظاہر کرتا ہے کہ ہندی کا لفظ سنسکرت کے لئے استعمال ہوا ہے، کیونکہ طب کی کتابیں سنسکرت ہی میں تھیں۔

البیرونی "کتاب الھند" میں کلیلہ و دمنہ کے ذکر میں لکھتا ہے:

"ہندوؤں کے پاس ان کے علاوہ اور بھی بہتیرے دوسرے علوم و فنون کی اور بے شمار کتابیں ہیں لیکن ہم ان سے واقف نہیں ہو سکے۔ میری خواہش ہے کہ ہم کتاب پنچ تنتر جو ہم لوگوں میں کلیلہ و دمنہ کے نام سے مشہور ہے ترجمہ کر دیتے۔ یہ کتاب فارسی اور ہندی اور پھر عربی اور فارسی میں ایسے لوگوں سے منتقل ہوتی رہی ہے جن پر ادائے مطلب کے سلسلے میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"[۲]

امیر خسرو نہ سپہر میں سنسکرت کو اس کے اصلی نام سے یاد کرتے ہیں:

"این است زبانی بصفت در دری، کم تر از عربی و برتر از دری۔"[۳]

لیکن مثنوی دول رانی میں سنسکرت کو زبان ہندھی یہی خسرو کہتے ہیں:

زبان ہند ہم تازی مثال است کہ آمیزش در آنجا محال است گر آئین عرب نحو ست و گر صرف۔ از آن آئین درین کم نیست یک حرف۔[۴]

اور پھر مقامی زبانوں مثلاً لاہوری، سندھی، گجراتی، بنگالی، اودھی وغیرہ کے ساتھ نواح دہلی میں مروج زبان کے لئے فقط ہندوی استعمال کیا ہے:

دہلی و پیرامنش اندر ہمہ حد . این ہمہ ہندویست کز ایام سخن
عامہ بکار است بہر گونہ سخن[۵]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایام قدیم سے دہلی اور اس کے اطراف و اکناف میں جو زبان بولی جاتی تھی وہ اگرچہ کوئی پراکرت یا اپ بھرنش ہوگی جس کو خسرو نے ہندوی کے نام سے یاد کیا ہے۔ اب ذرا خسرو کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

---

[۱] بحوالہ نقوش سلیمانی ص ۶۰

[۲] کتاب الھند، انجمن ترقی اردو ہند ص ۲۰۸

[۳] بحوالہ خسرو، وحید مرزا، ص ۱۶۰

[۴] مثنوی دول رانی ص ۴۲

[۵] خسرو بحوالۂ محمد وحید مرزا ص ۱۸۵

ترک ہندوستانیم من ہندوی گویم جواب، شکر مصری ندارم کز عرب گویم سخن

چون من طوطی ہندم از راست پرستی، زمن ہندوی پرس تا نغز گویم [۱]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ خسرو نے "ہندوی" اردو کی قدیم شکل کے لئے استعمال کیا ہے مگر لفظ ہندوی کا پراکرت اور اردو کی قدیم شکل کے لئے استعمال کرنا ذرا مغالطہ میں ڈالتا ہے۔ مثلاً کالنجر کے راجہ نندا نے محمود غزنوی کو رائج الوقت زبان میں چند شعر لکھ کر بھیجے تھے جنہیں محمود اور دوسرے شعرائے غزنی نے پسند کیا۔ زین الاخبار میں اس کا ذکر اس طرح ملتا ہے:

"پس نندا شعری گفت امیر محمود را بلغت ہندوی و بہ نزدیک او فرستاد۔" [۲]

اس موقع پر مولانا سلیمان ندوی کا یہ بیان دلچسپی سے خالی نہیں:

"اہل عرب یہاں کی قدیم زبان میں سے ہر ایک کو ہندی یا ہندیہ کہتے تھے۔ وہ سنسکرت، پالی، سندھی، ملتانی گجری سب کو ہندی کہتے تھے" [۳]

امیر خسرو نے صوبائی بولیوں کی جو فہرست دی ہے لگے ہاتھوں اسے بھی دیکھ لیجئے، سندھی، لاہوری، کشمیری، گیری، بنگالی، گوری، گجراتی، تلنگی، معبری، دھور سمندری، اودھی اور ہندی جو دہلی کے اکناف میں بولی جاتی ہے۔ [۴]

حاصل مطلب یہ کہ بعضوں نے سنسکرت کے لیے اور بعضوں نے کسی مقامی بولی کے لئے لفظ ہندی کا استعمال کیا ہے۔ اردو نے چونکہ ہند ہی میں جنم لیا ہے اور کسی ایک مقام کی زبان پر اس کی عمارت کھڑی کی گئی ہے اس وجہ سے اس کے لئے بھی شروع شروع میں کوئی نیا نام وضع نہیں کیا گیا؛ اور ہند کی نسبت سے ہندی مشہور ہوئی۔ اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔ چند ایک ملاحظہ ہوں:

(۱) فرہنگ بحر الفضائل (۸۳۸ھ) میں قدیم اردو کے لئے ہندوی استعمال کیا گیا ہے۔ [۵]

(۲) شیخ عبدالوہاب متقی جو ۹۶۳ھ میں مکہ ہجرت کر گئے تھے درس و تدریس کے سلسلے میں دیس دیس سے آئے ہوئے طالب علموں سے ان کی اپنی زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ ان کے ایک شاگرد شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"... و با ہندیان در تقریر فارسی تکلف نکنند و ہم بہ زبان ہندی اکتفا فرمایند۔" [۶]

---

[۱] بحوالہ خسرو از محمد وحید مرزا ص ۲۲۸، اور یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بقول عوفی (لباب الالباب) ہندوی میں مسعود سعد سلمان کا بھی دیوان تھا۔ [۲] زین الاخبار گردیزی مرتبہ عبدالوہاب قزوینی ص ۶۳

[۳] نقوش سلیمانی ص ۵۹ [۴] مثنوی نہ سپہر بحوالہ خسرو، وحید مرزا ص ۱۸۵

[۵] بحوالہ مقالہ ڈاکٹر مدنی [۶] اخبار الاخیار در ذکر عبدالوہاب المتقی

(۳) ملک محمد جائسی کے شارح کا ارشاد ہے:

"گمان نکنند کہ ہیچ اولیا بہ زبان ہندی تکلم نہ کردہ زیراکہ اول از جمیع اولیا قطب الاقطاب خواجہ بزرگ معین الحق والملۃ والدین قدس اللہ سرہ بدین زبان سخن فرمودہ ازان بعد حضرت گنج شکر قدس اللہ سرہ وحضرت در زبان ہندی وپنجابی بعضی از اشعار نظم فرمودہ چنانکہ در مردم مشہور اند۔"[1]

(۴) ملا عبدالقادر بدایونی نے بوستان کے ایک مشکل شعر کا مفہوم اپنے استاد شیخ عبداللہ بدایونی سے اس طرح پوچھا تھا:

"معنی این چیست بزبان ہندی بیان کنید۔"[2]

عادل شاہیوں کے زمانہ میں درباری زبان فارسی سے اردو اور پھر اردو سے فارسی ہوئی مگر اس زبان کو اس وقت اردو نہیں بلکہ ہندی ہی کہتے تھے۔ خافی خان چنانچہ منتخب اللباب (ج ۳ ص ۳۰۷) میں ابراہیم عادل شاہ کے متعلق لکھتا ہے:

"ابراہیم عادل شاہ دفتر فارسی کہ بجاے دفتر ہندی جد و پدر او قرارداده بودند برطرف نموده بدستور سابق ہندوی مقرر نمود۔"

ہندی کا نام اردو زبان کے لئے اس قدر مخصوص ومشہور ہوگیا تھا کہ اردو کے شاعر اور ادیب اسے اسی نام سے یاد کرتے تھے۔ میر تقی میر نکات الشعراء میں اور تحسین نوطرز مرصع میں اردو کو ہندی کہتے ہیں۔ شاہ عبدالقادر دہلوی نے قرآن مجید کا جس زبان میں ترجمہ کیا ہے اسے ہندی کہا ہے؛ اور سرسید نے آثار الصنادید کے طبع اول میں اردو کا نام ہندی لکھا ہے۔

اردو کو ہندوستانیوں اور فرنگیوں نے ہندوستانی یا زبان ہندوستانی یا زبان ہندوستان کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔ شاہجہانی دور کا مصنف عبدالحمید لاہوری بادشاہ نامہ میں لکھتا ہے:

"سخن طرازان فارسی وہندوستانی نظم ونثر داستان آن رستم آثار گذارند دامن امید بجز انل عطایا برآموزند۔"[3]

ابوالفضل اکبرنامہ میں ادہم خاں اور انگہ کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"حضرات بزبان ہندوستانی فرمودند۔ اے ماندو کرا انگہ مارا کشتی۔"[4]

ابوالقاسم فرشتہ عادل شاہ ثانی والی بیجاپور کے ذکر میں لکھتا ہے:

---

[1] اردو کی ابتدائی نشوونما
[2] تاریخ بدایونی ج ۳ ص ۵۴
[3] بادشاہ نامہ ج ۱ ص ۴۹۳
[4] اکبرنامہ ج ۳ ص ۲۷۱

"تا بہ ہندوستانی متکلم نمی شد۔"[۱]

اور مولانا وجہی سب رس میں لکھتے ہیں:

"زبان ہندوستان۔ آغاز داستان۔ نقل ایک شہر تھا۔"[۲]

ڈاکٹر گل کرائسٹ نے قواعد کی ایک کتاب کا نام رکھا ہے: قواعد ہندوستانی۔ انگریزوں نے اسپین کی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کو پاکر مورش کہا اور ان کی زبان — اردو — کو بھی مورش کہا مگر یہ عام نہ ہو سکا۔

گجری اور دکنی

اوپر کی سطریں یہ بتاتی ہیں کہ اردو کے پہلے کئی نام تھے۔ مگر خود ان ناموں سے پہلے اس زبان کو گجرات میں ہندوی، گوجری، دہلوی اور زبان گجراتی کہتے تھے اور دکن میں دکھنی، گوجری اور ہندی کہتے تھے۔

باجن (وفات ۹۱۲ھ) اپنے کلام کو ہندوی اور دہلوی دونوں ہی کہتے ہیں۔ ایک مناجات کے سلسلے میں لکھتے ہیں: "و این مناجات بزبان ہندوی گفتہ شدہ است۔"[۳] دوسری جگہ ایک نظم کی سرخی یہ دیتے ہیں:

"صفت دنیا بزبان دہلوی گفتہ۔"[۳]

علی جیو گام دھنی (وفات ۹۷۳ھ) کی جواہر اسرار اللہ کی زبان کو ان کے پوتے سید ابراہیم بن شاہ مصطفےٰ گوجری بتلاتے ہیں:

... بطریق نظم بالفاظ گوجری ... فرمودہ۔[۴]

مگر اسی زبان کو صاحب مرأت احمدی گام دھنی کے کلام کا ذکر کرتے ہوئے ہندی کہتا ہے۔[۵]

میاں خوب محمد چشتی اپنی مثنوی خوب ترنگ میں اپنی زبان کے بارے میں لکھتے ہیں:

(۱) جیوں دل عرب عجم کی بات — سن بولے بولی گجرات

(۲) جیوں منہ بولی منہ بات — عرب عجم مل ایک سنگھات

اور اس کی توضیح "امواج خوبی" شرح خوب ترنگ میں یوں کی:

... ومن بزبان گجراتی کہ الفاظ عجمی و عربی آمیز است

---

[۱] تاریخ فرشتہ (فارسی)
[۲] سب رس، انجمن ترقی اردو ہند ص ۱۶
[۳] اورینٹل کالج میگزین ۱۹۳۰ء پروفیسر شیرانی
[۴] جواہر اسرار مرتبہ سید ابراہیم بن شاہ مصطفےٰ بحوالہ مقالہ ڈاکٹر مدنی
[۵] مرأت احمدی، خاتمہ، بڑودہ، ص ۶۵

بعد میں محمد امین نے اپنی مثنوی یوسف و زلیخا (۱۱۰۹ھ) کے بارے میں لکھا ہے[1]:

ہر یک جاگہ ہے قصہ فارسی میں — امیں اسکوں اتارے گوجری میں

گجرات کے ان شعراء کے علاوہ بعض دکنی شعراء بھی اپنی زبان کو گجری (گوجری) کہتے تھے۔ شیخ برہان الدین جانم (وفات ۹۹۰ھ) اپنی تصانیف حجت البقا اور ارشادنامہ میں لکھتے ہیں:

(۱) جس ہویں گیان بچاری — نا دیکھیں بھاکا گجری (حجت البقا)

(۲) یہ سب گجری کیا زبان — کر یہ آئینہ دیا نماں (ارشاد نامہ)

مگر اسی زبان کو دکن کے مشہور شاعر ملا وجہی اور نشاطی دکھنی کہتے ہیں:

وجہی — دکھن میں جوں دکھنی مٹھی بات کا — ادا نین کیا کوئی اس دھات کا

نشاطی — اسے ہر کس کتیں سمجھا کوں توں بول — دکھنی کئے باتاں ساریاں کوں کھول

گویا گجراتی اور دکھنی شعراء تقریباً ایک ہی زبان کو مقامی محاوروں کی بنا پر الگ الگ ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ البتہ دکھنی شعراء کے اپنی زبان کو گوجری یا گجری کہنے سے مغالطہ ہوتا ہے۔ محققین کی رائے اس سلسلے میں یہ ہے ــ

مولوی عبدالحق:

لیکن خصوصیت کے ساتھ گجری کہنے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ وہ زبان جس میں ان کا کلام ہے ہندی ہے لیکن گجری ہندی ہے۔[2]

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور:

اس سلسلے میں یہ واقعہ ضرور قابل ذکر ہے کہ گجرات کی سلطنت کا ختم ہونا ہندوستانی کی ترقی و نشوونما کے لئے مفید ثابت ہوا۔ کیونکہ زوال سلطنت کے ساتھ وہاں کا علمی و ادبی شیرازہ بکھر گیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے (رسالہ)... اپنے آدمیوں کو بیش بہا تحائف اور سوغات دے کر گجرات روانہ کیا تاکہ وہاں کے علماء اور شعراء کو بیجاپور کے دربار میں آنے کی دعوت دیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد گجرات کی ادبی عظمت کا پرچم لہرانے لگا۔ مشہور و معروف ہستیوں کے علاوہ اکثر عام لوگ بھی بیجاپور آئے تھے اور ان گجراتیوں کا اس قدر اثر ہو گیا تھا کہ بعض دکھنی مصنف بھی اپنی گجراتی آمیز ہندوستانی کو گجری کے نام سے موسوم کرنے لگے۔[3]

---

[1] امین، یوسف زلیخا مقالہ ڈاکٹر عبدالحمید فاروقی — [2] رسالہ اردو، جولائی ۱۹۲۷ء

[3] ہندوستانی لسانیات ص ۱۰۳

پروفیسر شیرانی مرحوم :

ہمارا خیال ہے کہ جو لوگ اپنی زبان کو گجری یا گوجری کہتے ہیں وہ درحقیقت گجرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ...
اگر دکن میں یہ اصطلاح کسی مصنف کے یہاں ملتی ہے تو ہم یہ سمجھ لیں کہ دراصل وہ مصنف گجرات کا باشندہ ہے اور اسی لئے اپنی زبان کو گجری کہتا ہے [1]

مندرجۂ بالا بیانات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گجری یا گوجری گجرات سے اور دکھنی دکھن (دکن) سے مخصوص ہے۔ تاہم ان میں فرق ہے تو بس مقامی محاوروں کا ہے۔ ورنہ دونوں مماثل بلکہ ایک ہی زبان ہیں۔ اب اسے ہندی یا ہندوستانی کہہ لیجئے، جسے باجن دہلوی بھی کہتے ہیں اور ہندوی بھی۔ جو خود اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دہلوی یا مشترکہ زبان اور گجری میں بھی محض مقامی محاوروں کا ہی فرق رہا ہوگا۔ اور دہلی کی مرکزیت نے وہاں کی زبان کو معیاری سمجھنے پر مائل کیا ہوگا اور اسی لئے اپنی زبان کو معیاری حیثیت دینے کے لئے انہوں نے دہلوی کہا ہوگا تاہم گجری کی ایک اہم توجیہہ کا بیان کردینا دلچسپی اور اہمیت سے خالی نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید ظہیرین مدنی رقم طراز ہیں :

" ... سوال توجہ طلب ہے کہ گجری کو قوم گوجر اور ملک گجرات سے منسوب کیا جائے یا گجری بمعنی بازار سے۔ ممکن ہے کہ گذری یا بازار سے عوام میں گجری ہوگیا ہو۔ جیسے غریب نواز سے گریب نواج۔ ذکریاں (اذکار) سے جکریاں۔ بہرحال بازار کے لئے تو گجرات اور دکن میں عام طور پر لفظ گجری استعمال ہوتا ہے۔ برہان پور میں یہ لفظ بازار کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ وہاں اس وقت بھی ایک محلہ نانا گجری کے نام سے مشہور ہے۔ ممکن ہے وہاں اس کا بازار ہو۔ خاندیش میں دیہاتی بازار کو (جو بڑے شہروں میں ہفتہ میں ایک روز ہوتا ہے) گجری کہتے ہیں۔ آجتک احمد آباد میں بھی دیہاتی ہفتہ کے بازار کو گجری ہی کہتے ہیں۔ اس امر کو دیکھتے ہوئے خیال گزرتا ہے کہ شاید ایسے ہی بازاروں میں مخلوط زبان جو بولی جاتی ہوگی اس کو بھی گجری ہی کہنے لگے ہوں گے۔ [2]

اردو کی ادبی تشکیل

اردو کی ابتدا کے سلسلے میں اگرچہ محققین کے ہاں اختلاف رائے پایا جاتا ہے لیکن سب اس پر متفق ہیں کہ اردو کی ادبی تشکیل سب سے پہلے گجرات ہی میں ہوئی۔

پروفیسر محمود شیرانی مرحوم کی رائے یہ ہے :

" موجودہ معلومات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ اردو زبان کی ادبی تشکیل سب سے پہلے صوبہ گجرات میں پائی

---

[1] پروفیسر شیرانی اورینٹل کالج میگزین، فروری ۱۹۳۱ء [2] مقالہ ..., ... چہارم، گجری

جاتی ہے۔ یہ صوبہ سنہ ۶۹۶ھ میں سلطنت دہلی کے زیر نگین آتا ہے اور مسلمان آباد کار اس میں داخل ہوتے ہیں۔ تقریباً ایک صدی تک گجرات دہلی کے تابع رہا۔ بعد میں آزاد ہوگیا۔ ہم اور واقعات سے اعراض کرکے امیر تیمور کے حملۂ ہند کا ذکر کرتے ہیں۔ جس سے سرزمین گجرات میں زبان کو بالواسطہ تقویت پہنچتی ہے۔ تیموری تاخت کی بنا پر لوگوں کی ایک کثیر تعداد صوبۂ دہلی سے ہجرت کرکے گجرات میں جاکر آباد ہو جاتی ہے۔"[1]

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کا ارشاد ہے:

"گجرات کی اردو کے قدیم مخطوطے ہنوز محفوظ ہیں۔ اگرچہ بالکل ادبی رنگ کے نہیں مگر ان سے ثابت ہوتا ہے کہ گجرات میں یہ زبان اس قدر ترقی کر گئی تھی کہ اس کا مقصداً استعمال یقیناً ادبی ہوگا۔"[2]

اردو کی تشکیل — ادبی تشکیل میں سلاطین اور صوفیائے کرام نے بڑا حصہ لیا ہے۔ گویا دین و دنیا دونوں متحد ہو گئے تھے۔ دنیا کے لحاظ سے سکندر لودھی، اکبر، اور دکن کے عادل شاہی حکمرانوں کے زمانے میں فارسی اور پھر اردو سے لوگوں کا شغف بڑھتا گیا۔ صوفیائے کرام نے دین و تصوف کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مقامی زبانوں — عربی و فارسی الفاظ کے میل کے ساتھ — کو استعمال کیا۔

گجرات پر محمود غزنوی، قطب الدین ایبک اور شہاب الدین غوری کے حملے کچھ نہ کچھ اہمیت ضرور رکھتے ہیں۔ مگر علاؤالدین خلجی کے افسر الغ خان کا حملہ تو بڑی ہی خصوصیت اور اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے کہ اس کے بعد سے (۶۹۶ھ تا ۸۱۰ھ) گجرات دہلی کا صوبہ بن گیا اور وہاں سے باقاعدہ گورنر آتے رہے۔[3] نہ صرف ان کے دفاتر کی زبان فارسی تھی بلکہ ان کی فوج میں بھی فارسی بولنے والوں کی اکثریت تھی۔ علاوہ بریں اس دور میں امراء اور روساء کے لئے اپنے ساتھ علماء و شعراء و ادباء کا منسلک رکھنا ثقافتی اہمیت رکھتا تھا۔ اس لئے قطعی ممکن ہے کہ گورنروں کے علاوہ ان کے امراء وغیرہ کے ساتھ علماء و شعراء و ادباء بھی رہے ہوں گے۔ ویسے دہلی سے وہ گجرات ضرور آئے۔

دہلی کی کمزوری پر جب خانہ جنگیاں شروع ہوئیں تو علماء و فضلاء خاصی تعداد میں گجرات آئے کہ سکون کی دارو یہیں ملتی تھی۔ امیر تیمور کے حملے کے بعد تو ان کی ایک بڑی تعداد گجرات آکر سکونت پذیر ہوگئی۔

اس سلسلے میں صاحب مرأت احمدی کا بیان ملاحظہ ہو:

"ہم درین اثنا خبر رسید کہ حضرت صاحب قران امیر تیمور گورکان در دہلی نزول اجلال فرمودند و فتور عظیم

---

[1] اورینٹل کالج میگزین نومبر ۱۹۳۰ء ص ۱۱۰
[2] اردو شہ پارے ج ۱ ص ۱۲
[3] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ظفر الوالہ، تاریخ گجرات، حاجی الدبیر

در آن دیار راہ یافت و خلق کثیر از ان حادثہ گریختہ بہ گجرات آمدند۔"[1]

واقعہ یہ ہے کہ بقول شیرانی صاحب علماء و فضلاء کی اس ہجرت سے گجرات میں زبان کو بہت بڑا فائدہ ہوا لیکن اس سے کہیں زیادہ فائدہ اسے خود گجرات کے بادشاہوں اور صوفیاء کی ذات با برکات سے پہنچا ہے۔

گجرات کی خوشگوار اور عمدہ آب و ہوا[2]، سلطنت کا قابل تعریف نظم و نسق اور علم و ادب کے چرچے کے ساتھ سلاطین گجرات کی داد و دہش اور علمی سرپرستی کے سبب دور دور سے علماء و ادباء احمد آباد اور دوسرے شہروں میں کھنچ کھنچ کے آگئے تھے۔ درس و تدریس کے سلسلے میں یہ اقتباسات اہم ہیں:

" مدارس بہشت آئین و مساجد چون خلد برین ساختہ"[3]

اور علوی شیرازی لکھتا ہے:

مدارس درو بےحد و خانقاہ　　برائے مسافر کہ آید ز راہ[5]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلاطین گجرات علم و ادب کے خود دلدادہ تھے۔ ان کی علم و ادب کی خدمات کے سلسلے میں مولانا عبدالحیؒ کا یہ اقتباس کافی ہے:

" میرا خیال تو یہ ہے اور میں اس کو بلا خوف مخالفت کہہ سکتا ہوں کہ شاہان گجرات نے اپنے ڈیڑھ سو برس کے زمانۂ فرمانروائی میں جس قدر علوم و فنون کی سرپرستی کی ہے دہلی کی شش صد سالہ تاریخ اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ یہ صرف ان کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ شیراز و یمن و دیگر ممالک اسلامیہ کے چیدہ و برگزیدہ علماء نے گجرات میں آکر بود و باش اختیار فرمائی، جن کے فیوض سے چند دنوں میں گجرات مالا مال ہو گیا اور خود گجرات میں اس پائے کے علماء پیدا ہوئے جن کے فیوض علمی کی آبیاری سے اب تک ہندوستان کی درسگاہیں سیراب ہو رہی ہیں۔"[6]

واقعہ یہ ہے کہ گجرات میں صاحبان فضل و کمال موجود تھے۔ سلطنت گجرات کے خاتمہ پر ان میں سے اکثر دکن چلے گئے جہاں ان کی قدر و منزلت ہوئی اور ان کی زبان کو لوگوں نے اختیار کر لیا۔

اردو کی مقبولیت کے ساتھ ساتھ اسے سلاطین گجرات کی اردو نوازی بھی کہہ سکتے ہیں کہ ظفر خان (ظفر اول) نے راستی خان کو جہاں شکست دی تھی اس مقام کو اپنی فتح کی مناسبت سے جیت پور کے نام سے موسوم کیا۔ محمود

---

[1] مرأت احمدی ج ۱ ص ۴۴　[2] عمل صالح، ہفت اقلیم، ظفر الوالہ، مرأت سکندری وغیرہ میں اس کی شہادتیں مل جاتی ہیں۔　[3] یاد ایام ص ۱۵　[4] مرأت سکندری　[5] ایضاً

[6] یاد ایام ص ۲۸　[7] مرأت احمدی

بیگڑہ کے نام میں بیگڑہ (بے بمعنی دو، گڑھ بمعنی قلعہ ، بیگڑہ یعنی دو قلعوں والا) بھی اردو دوستی کا ثبوت ہے۔
اس کا ایک فقرہ بھی زبان زد خاص و عام ہے: "نیچی بیری ہر کوئی جھوڑے"[1]
عمارات و تالاب وغیرہ کے نام بھی اردو رکھے گئے۔ مثلاً سلطان قطب الدین کا بنوایا ہوا تالاب کانکریہ تلاؤ[2]
یہ حوض اب بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ اس کے اطراف میں شاہی خاندان کے افراد کے لئے جو عمارتیں تیار ہوئی
تھیں وہ " قصر گھٹا منزل"[3] کے نام سے مشہور تھیں۔ ان میں سے تالاب اور "نگینہ باڑی" آج بھی باقی ہیں ۔
'پور بندر' کے قریب سلاطین گجرات کے ایک رومی سپہ سالار نے بلا اجازت بندرگاہ میں داخل ہونے والوں اور
جہازوں کو روکنے کے لئے پانی کے اوپر اور اندر موٹی موٹی زنجیریں ڈلوا دی تھیں۔ اسے لوگ عام طور پر "سنکل کوٹ"
(زنجیر کا قلعہ) کہتے تھے۔[3]
مشائخ اور صوفیائے کرام نے اردو کی مقبولیت اور ادبی تشکیل میں جو حصہ لیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں
ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے انہوں نے سندھ اور دکن کے علاوہ گجرات کو بھی اپنی توجہ کا مرکز بنالیا تھا۔ تقریباً
تمام سلسلوں سے وابستہ مشائخ گجرات میں موجود تھے۔[4] ان کی تبلیغ کا حلقہ انسانی آبادی کو محیط تھا۔ ہر مذہب و ملت
کے لوگ ان سے روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔ تلقین و ہدایت کے لئے انہوں نے مقامی اور عام بولی کو اپنایا اور
مریدوں کے لئے چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے جنہیں ہم بجا طور پر ادبی تشکیل کی اولین کوششیں کہہ سکتے ہیں۔[5] ان
بزرگوں کے ملفوظات اور گجرات کی تاریخ کی کتابوں میں ان سے منسوب جملے اور فقرے اس حقیقت کے شاہد ہیں
کہ جو زبان وہ اپنے مریدوں کے لئے استعمال کرتے تھے وہ قدیم گوجری یا اردو ہی تھی۔
علاوہ بریں احمد آباد کے محلہ رائے کھڑکی مسجد کے ایک کتبہ (۹۶۳ھ) سے پتہ چلتا ہے کہ اردو قبولِ
عام کی سند حاصل کرکے کتبوں کی زبان بن چکی تھی۔ یہ کتبہ وہاں اب بھی دیکھا جاسکتا ہے۔
بہرحال تلاش و تحقیق کی روشنی میں یہ نظے ہے کہ اردو کی ادبی تشکیل آٹھویں صدی ہجری میں یقیناً
ہو چکی تھی۔ مولانا فضل الدین بن قوام الدین بلخی باشندۂ کڑی (گجرات) کی شرح مخزن اسرار اس کا بدیہی
ثبوت ہے۔[6] اس میں فارسی الفاظ کے مترادف دئے ہوئے ہیں۔ مولانا کی دوسری تصنیف فرہنگ بحرؔ

---

[1] کذا بمبئی ص ۱۱۱ [2] مرأت احمدی ، خاتمہ ، بڑودہ ایڈیشن ص 19
[3] مرأت سکندری ، فضل اللہ ص ۲۰۱ [4] تفصیل کے لئے اذکار الابرار ، تذکرۂ اولیائے دکن ، یاد ایام
مرأت احمدی (خاتمہ) وغیرہ سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔
[5] مقالہ ڈاکٹر مدنی [6] مضمون شیرانی ، اورینٹل کالج میگزین نومبر ۱۹۳۰ء

الفضائل (۸۳۹ھ) میں مرتب ہوئی۔ اس میں تین سو سے زیادہ اردو الفاظ ملتے ہیں[۱] اس کے آخری باب کے متعلق مولانا تحریر فرماتے ہیں:

"باب چہارم در بعض الفاظ ہندوی کی درنظم ہندی استعمال کنند۔"

اس سے ظاہر ہے کہ گجرات میں اردو نظم کا آغاز پہلے ہو چکا ہوگا۔ افسوس کہ ایسے ادبی کارنامے ہماری دسترس سے باہر ہیں۔ تاہم ان امور کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نویں صدی ہجری میں اردو کی تشکیل ہو چکی ہوگی۔ بلکہ بقول ڈاکٹر سید ظہیرالدین مدنی "شاید ادبی تشکیل کا ایک آدھ دور بھی گذر چکا ہوگا"۔[۲]

اردو — خوب محمد کے زمانے میں

اردو کی ادبی تشکیل کا اندازہ باجن کے اقتباسات سے ہوگیا ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ خوب محمد چشتی کے زمانے میں اردو گجرات کے دینی و دنیوی مسائل کے بیان پر پورا پورا عبور حاصل کر چکی تھی۔ شاہ علی جیو گام دھنی، خوب محمد چشتی، بابا شاہ حسینی کا کلام اس کا شاہد عادل ہے۔ ملاحظہ ہو:

شاہ علی محمد جیو گام دھنی[۳]

عام اردو دنیا باجن کے بعد گجرات کے شاہ علی محمد جیو گام دھنی سے زیادہ واقف معلوم ہوتی ہے۔ اور عام طور پر وہ اس کو ان کا نام سمجھتی ہے۔ حالانکہ شاہ ان کے سید اور خانقاہ نشینی کی طرف اشارہ کناں ہے۔ جیو (بمعنی جان) جس کی شکل آجکل جی ہے محض احترام اور بزرگی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے۔ البتہ علی محمد واقعی ان کا نام ہے۔ گام دھنی اہالیان گجرات کا عطا کردہ عام لقب ہے۔ جو قبول عام و احترام کے جذبات کا حامل ہے۔ گام دھنی کے معنی گاؤں کے مالک کے ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ سے متعلق زیادہ معلومات اب تک فراہم نہیں ہوسکی ہیں۔ آپ قطب عالم شاہ ابراہیم بن شاہ عمر الحسینی احمدی کے فرزند ہیں۔ مرأت احمدی میں آپ کو نبیرۂ سید عبدالرحیم لکھا ہے (ص ۶۵)۔ آپ سید احمد کبیر رفاعیؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے ۷۷ سال کی عمر میں ۱۴ جمادی الاول ۹۷۳ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار رائے کھڑ (احمد آباد) میں شاہ غزنی کے روضہ کے متصل واقع ہے۔ مدارج تصوف میں بڑے ہی بلند پایۂ مقام کے حامل ہیں۔ اردو کے بلند پایہ نقاد و محقق مثل محمود شیرانی، مولوی عبدالحق اور ڈاکٹر

---

[۱] مضمون شیرانی، اورینٹل کالج میگزین نومبر ۱۹۳۰ء

[۲] مقالۂ ڈاکٹر مدنی ص ۳۱

[۳] تذکرۃ الانساب، برکات الاولیاء، اورینٹل کالج میگزین ۱۹۳۱ء فروری، مرأت احمدی (خاتمہ)، تذکرۂ اولیاے گجرات، اردو کی ابتدا میں نشو و نما میں صوفیاے کرام کا حصہ، تذکرۂ اولیاے دکن (ملکاپوری)، اردو شہ پارے، سخنوران گجرات۔ مخطوطہ (ڈاکٹر مدنی)

زور وغیرہ آپ کی شاعرانہ عظمت کے قائل ہیں۔ اردو کا ایک دیوان الموسوم بہ جواہر اسرار اللہ آپ سے یادگار ہے۔
شیخ بہاء الدین ثانی برناوی اور شیخ غوث گوالیاری جیسے بزرگ آپ سے ملنا ضروری سمجھتے تھے۔

کتاب چشتیہ میں شیخ بہاء الدین برناوی کے جانشین شیخ علاؤالدین برناوی لکھتے ہیں کہ جب شیخ بہاء الدین برناوی گجرات تشریف لے گئے تھے تو احمد آباد میں گام دھنی کے مہمان ہوئے تھے۔ اس دوران ملاقات میں گام دھنی نے اپنا ہندی کلام سنایا جس کو برناوی نے بہت پسند کیا اور گام دھنی نے اس کا ایک نسخہ برناوی کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ کا نقش نگین "اللہ باقی محمد ساقی" تھا۔ مریدوں کو شجرہ عنایت کرتے وقت اس کی مہر شجرہ پر لگادی جاتی تھی۔[۱]

آپ کی حیات میں آپ کے ایک مرید ابوالحسن بن عبدالرحمٰن القریشی الاحمدی نے ایک مختصر دیباچہ کے ساتھ آپ کا کلام مدون کیا اور جواہر اسرار اللہ نام رکھا۔ یہ اس مجموعہ کی پہلی اشاعت ہے۔ دوسری اشاعت ان کے پوتے سید ابراہیم بن شاہ مصطفےٰ بن شاہ علی محمد جیو گام دھنی کی مرہون منت ہے۔ موصوف اپنے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:[۳]

"وقتی طالبان وجود واحد این فقیر را گفتند کہ این دیباچۂ جواہر اسرار اللہ کہ ابوالحسن شیخ محمد ابن عبدالرحمٰن القریشی الاحمدی فرمودہ بغایت مختصر است تو دیباچۂ دیگر کن۔ بعد از تامل بسیار التماس ایشان قبول کردہ بمقدار حصول حوصلہ خود عرض نمودہ کہ 'الاطاعۃ فوق الادب' اگرچہ مناسب جواہر اسرار اللہ نیست لطف فرمودہ باخلاق 'تخلقوا باخلاق اللہ'۔ خطائی و لغزشی اگر یابند عفو فرمایند و حلہ آرایش عروس بپوشانند این فقیر را دعای از دیار عرفان و عشق و عاقبت بخیر دارین فرمایند ... این جواہر اسرار اللہ باذن آنحضرت سلطان العارفین متوب ساختم تا طالب مکاشفہ را مطلوب فی الحال در مناظرہ آید و این قصیدۂ القریشی الاحمدی فرمودہ بود، آن ہم درج کردم۔" چنانچہ یہ قصیدہ بھی درج کیا ہے۔

جواہر اسرار اللہ شروع سے آخر تک عشق حقیقی اور معرفت الٰہی کے رموز و نکات کا حسین اور دلکش مجموعہ ہے۔ بیان کی دلآویزی اور عبارت کی رنگینی دل موہ لیتی ہے۔ مسئلۂ وحدت الوجود کو مختلف پیرایوں میں خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ صاحب مرأت احمدی جواہر اسرار اللہ کو شیخ مغربی کے دیوان کے ہم پلہ مانتا ہے۔

[۴] "دیوانی دارد بہندی زبان در روش و معنی برابر دیوان مغربی است۔"

۱۔ کتاب چشتیہ
۲۔ تذکرۂ اولیاے دکن
۳۔ جواہر اسرار اللہ مرتبہ سید ابراہیم بحوالہ سخنوران گجرات (مخطوطہ)
۴۔ مرأت احمدی ص ۶۵۔ واضح ہو کہ لفظ 'برابر' کا استعمال غلط ہے۔

پروفیسر شیرانی مرحوم نے جواہر اسرار اللہ کے مطالعہ کے بعد جو رائے دی ہے وہ جامع و مانع ہے۔ "معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ صفات سے گذر کر عین ذات الہٰی میں محو ہیں۔ قلب پر وصالی کیفیت طاری ہے۔ بشر، شجر، حجر پھول، غنچہ، کلی غرض تمام مظاہر قدرت میں محبوب حقیقی جلوہ نما ہے۔ اور یہ اس کے نشۂ محبت میں سرشار ہیں۔ اس سے رنگ رلیاں کرتے ہیں اور محظوظ ہیں۔ کبھی مجنوں بنتے ہیں اور کبھی لیلیٰ۔ کبھی شیریں ہیں، کبھی خسرو، کبھی دولہا ہیں اور کبھی دلہن۔ محبوب ان کا بھیس بھرتا ہے اور یہ محبوب کا بہروپ اختیار کرتے ہیں۔ وہ ان پر ناز کرتا ہے اور یہ اُس پر ناز کرتے ہیں۔ رنگ اڑاتے ہیں اور ہولی کھیلتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ اپنی محبت میں مگن ہیں۔

نمونۂ کلام:

نکتۂ اول در مکاشفہ ؎

اپتے بھاؤ جو لیا یا لورے | مو کیوں بھیس کچھو بھی جھورے

نکتۂ دوم ؎ تو کھنڈ ہور جے آسرا ہے | سب پیو جہت بھیس جہتا ہوا ہے

ہونتوں دونوں نانو اسی کے | آہیں اے سب بھیس جسی کے

نکتۂ سوم ؎ مرک ابھر ہور مندر مارے | ہور جے اس منہ ندیاں بارے

مانک موتی سگھ سنگارا | اے سب بھیس پیا کا سارا

نکتۂ چہارم ؎ کبھیں سو لیا وے بھیس اکاسا | ہو کر چندا تارے باسا

دیہ الا را تیج بکھیرے | روپ انپڑے اپیں ہیرے

نکتۂ پنجم ؎ کبھیں سو ہووے اندھیاری راتا | سانجھ بتی کر لا وے دھاتا

ہو کر دیوار راتیں ساری | لا کر جوت دکھاوے بھاری

نکتۂ ششم ؎ مکھ پر بال بکھیرسوں تھی | چھپ کر ہووے رات سنگاتی

ولی سنبھال سو بکھیرے کیسا | دن ہو آوے سورج بھیسا

نکتۂ ہفتم ؎ ان بھرولی کھیلے میرے | بھیس کئے ہیں میرے تیرے

پرکھ نار ہو آپیں آیا | دیکھو بھیس اونا ری لیا یا

نکتۂ ہشتم ؎ کھیل جدھیا بہرویا کھیلے | ہنسی تل بھی کھیل نہ میلے

ل؎ اورینٹل کالج میگزین فروری ۱۹۳۱ء

آپیں ناچیں آپیں گاوے — آپیں آپس بھاؤ دکھاوے

نکتۂ نہم سہ
کبھیں تیج بھرا بھیس لیاوے — دھرتی ہو کر آپ بچھاوے
کر پریت ہو بھاری بیسے — سرماں ہو کر نینوں بیسے

نکتۂ دہم سہ
ایک سمند و دسات کہاوے — دھنوس بادل مینہ ہو آوے
وہی سمند کر بوند دکھاوے — ندیاں نالے ہو کر چالے

نکتۂ یازدہم سہ
کبھیں سو مینہاں ہو جھڑ لاوے — کبھیں پیوتی اولے ٹھاوے
کاج بیج ہنس آپیں کھیلے — نار پرکھ ہو وہی سو جھیلے [۱]

علی جیو مکاشفہ — نکتۂ اول [۲]

جس کس کی بات نہ جانیں — بیٹھے آپس آپ بکھانیں

نکتۂ دوم

شاہ علی جیو نانوں دھراؤں — سلطان عالم آپ کہاؤں
سارے شاہوں کا ہوں شاہ ہوں

نکتۂ سوم

علی علی کا راتا ماتا — علی علی منہ کریو باتا
علی علی سوں بجنے نباتا

نکتۂ چہارم

علی علی ہنس آپ دکھاوے — علی علی سوں لاوں لاوے ۔
علی علی پر واریا جاوے

نکتۂ پنجم (در تخلص)

علی محمد آپ کہاوے — علی محمد سب رنگ لاوے
علی محمد سہاگ لٹاوے

در عقدہ — نکتۂ اول [۳]

پرگھٹیا سیری سیریاں — مجلس باتاں بوجھیاں تیریاں

نکتۂ دوم

یہ دوب بیاکر جاوتوں — جگ گیری بھیس آدتوں
سب مانہہ ہیں کرتا بھاوتوں

نکتۂ سوم

پیو بلبل نجر سنوارنیں — جیور بھی نہ میرا دھارنیں
اس گھونگھٹ اوپر دارنیں

نکتۂ چہارم

تو اپنا روپ بکھیر کر — ہر لوگوں اوپر بول دھر
ہو رانا دیکھے آپ پر

نکتۂ پنجم (در تخلص)

اے شاہ علی جیو پیو توں — کر چھند چھپاوے کیو توں
سب بھیس مانہہ ہیں جیو توں

---

[۱] مخطوطہ جواہر اسرار اللہ ، کتب خانۂ پیر محمد شاہ ، احمد آباد
[۲] و [۳] از جواہر اسرار اللہ (مخطوطہ) کتب خانۂ پیر محمد شاہ ، احمد آباد

فارسی اوزان میں چند نظمیں پائی جاتی ہیں۔ (رجز مربع سالم)[1]

یہ جیو تو رہتا نہیں
ہو رمن دوکھ سہتا نہیں
کو جائے پیو کہتا نہیں

اے بھائیو ہوں سوں کروں

منجہ جگ کہے جمتا نہیں
پیو باج مجہ گمتا نہیں
من مانہ نیہ سمتا نہیں

اے بھائیو ہوں سوں کروں

کچھ بات ہے پن کیوں کہوں
من مانہ کی من لے رہوں
توں سکھ کرے ہور دوکھ سہوں

اے بھائیو ہوں سوں کروں

کے لوگ مجکو دوکھ دہیں
جانو جو ایسا کو سہیں
مجہ باج علی جیو کے کہیں

اے بھائیو ہوں سوں کروں

از معراج نبی[2]

آدم آدمیں ہور جن سارے اے نور نبی تھی کہتے
بھیس پھرا کر آپ دکھایا ہم تم اوپر بول سو دیتے
ڈونگر حیواں ہور نباتات اے سب نور نبی کا جانوں
احمد محمد ناؤں احد کے دوجا من منہ کوئی نہ آنوں

---

[1] مخطوطہ کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد

[2] ایضاً

توریت ماں خدا ایں کہیا مہتر موسیٰ ہات
محمد رسول حبیب خدا کا ساروں کیہ یہہ بات

احمد بھی ہے توریت ماھیں محمد کیرا ناؤں
انجیل میں بھی احمد کہیا ملے تھیں کسی مولود ٹھاؤں

احدیت تھیں وہ ہووا ظاہر حضرت نبی محمد میرا
آئے صلب عبداللہ کے سگلے ٹھاؤں کرتے پھیرا

باجت گاجت سہیلی گاویں رے تجہ روپ اجاگل کیرے
آج ہماری عید یہی ہے نین سلونے دیکھے تیرے

حبیب خدا کا خاتم انبیا ساروں کا سرتاج
جس کے مولود باجت گاؤ عید ہماری آج

علی محمد ایکس نور ہے بکھر گیا ہے چو ندیس سوئے
بھیس انپڑے آپیں لیایا رہیا آپس آپیں جوئے

مدح شیخ احمد کبیر رفاعی

سلطان سید احمد میرے
اے شب نور نوازے تیرے

جد تمہارے امت شاہ نبی ایں معراج کی رات
امت سگلی تجہ کو بخشی مرید کئے سب تیرے ہات

شاہ شہاں ہیں جس جگماہاں سیوا کریں سو تجہ پیارا
غوث قطب سب عالم کیرے واریں جانویں تجہ پر پیارا

سانچا شاہ حسینی راجا نو کھنڈ تیری آن
سارے مرید تمہارے پیار نہ کریں بکھان

سلطان انبیا کل جگہ داتار شاہ علی تن میو
سلطان سید احمد راجے ساروں کا تیں جیو

بابا شاہ حسینی

ان کا نام بابا شاہ حسینی المعروف بہ پیر بادشاہ ہے۔ بقول[1] مولوی عبدالحق صاحب یہ صاحب دیوان ہیں اور حضرت شاہ علی جیو کے مرید و معتقد معلوم ہوتے ہیں۔ دیوان کے خاتمہ پر شاہ صاحب کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:[2]

---

[1] اردو کی ابتدائی نشوونما ... ص ۶۳
[2] ایضاً

شاہ علی جیو جگ پرور تم ہو میرے لال
نازک نہال سے شاہ حسینی راکھو تم سنبھال
دنیا فانی سراب کی نا لاگی اس کو جھال

ان کا کلام صوفیانہ اور عارفانہ ہے:[1]

اس صاحب ثنا سوں دیکھو جب صدا ہوا
ہر عہد تھے جواب سو 'قالوا بلا' ہوا

غزل

رو برو ہے شہر درسن بے نقاب
دیک ناسک بولتے ہیں در حجاب
تس اوپر رکھتے ہیں خواہش دید کی
دید کر آپس کا مانند حباب
اس عبادت بیچ نیں ہے حق رسی
حوض مسجد کا کریں پانی خراب
حق اسی کی ہے عبادت عین دید
جوں صنم کا مبتلا مستِ شراب
دل تر از آبِ ریا ظاہر منے
بہرِ استنجا رہیں در پیچ و تاب
گھر سے نکلیں رہ گزر کی دید کوں
وقت جاتا کر جماعت کا شتاب

طعنہ زن نیں ہے حسینی بر عباد
دل سیں کرتا ہے اپس کے یوں خطاب

خان محمد[2]

ان کے متعلق معلومات بہت کم ہیں۔ سب سے پہلے ان کا ذکر ضیاء الدین ڈیسائی نے اپنے ایک مضمون "شغل طوبیٰ" مطبوعہ نوائے ادب، بمبئی جلد ۶ نمبر ۴ (ص ۲ تا ۱۲) میں کیا ہے۔ شغل طوبیٰ دراصل خان محمد کی ایک متصوفانہ تالیف ہے۔ جس میں "ہفت تصور":

نیت و موت و ذکر در تصویر
نظر و قرب با ارادت گیر
ہم حساب عمل ز نیک و بد
یاد دارش کہ ہست گفتۂ پیر

کی تفصیل و تشریح کرتے ہوئے صوفیانہ اشغال بیان کئے ہیں۔ انھوں نے اگرچہ اپنی اس تالیف کا نام شغل طوبیٰ رکھا ہے مگر اسے گفتۂ پیر بھی کہا ہے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ انھوں نے اپنے پیر کے ارشادات پیش

---

[1] اردو کی ابتدائی نشوونما ص ۶۳ تا ۶۴ [2] ماخوذ از ضیاء الدین ڈیسائی: مضمون مطبوعہ نوائے ادب، بمبئی ۱۹۵۵ء

کئے ہیں اور چونکہ بالعموم صوفیاے کرام اپنے پیر کے ارشادات و ملفوظات پیر کے وصال یا اپنے آخر ایام میں تحریر کئے ہیں۔ اس لئے اس کا دوسرا مطلب ہم یہ بھی نکال سکتے ہیں کہ محمد خان نے شغل طوبیٰ کو کبرسنی میں تحریر کیا ہوگا۔ تاہم اس پر اصرار نہیں کیا جا سکتا۔

خان محمد کے والد کا نام ولی محمد تھا (شغل طوبیٰ) اور یہ گجرات کے مشہور صوفی شاہ عزنی منجھن شاہی کے نبیرہ ہیں۔ چنانچہ ایک اعراس نامہ میں ان کا نام شیخ خان محمد بن شیخ ولی بن شیخ خان محمد جانشین حضرت سلطان عزنین شاہی ملتا ہے۔ اسی میں ان کی تاریخ وفات "ذکر حق" سے ۱۰۲۸ھ ملتی ہے۔ چنانچہ یہ خوب محمد چشتی کے ہمعصر تھے اور اپنے زمانے کی معزز ہستیوں میں شمار ہوتے تھے۔ شغل طوبیٰ ہی میں اگرچہ ہمیں خان محمد ہی کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی تالیفات کے مالک تھے۔ لیکن دست برد زمانہ سے محض شغل طوبیٰ ہی ہم تک پہنچی ہے۔

گجری کے طالب علموں کے لئے خان محمد یوں دلچسپی کا باعث ہیں کہ صوفیانہ نکات کی تشریح اور حسب ضرورت و موقع اپنے بیان کی تائید میں یا وضاحت کے لئے وہ آیات قرآنی، احادیث نبوی، اقوال بزرگان اور ملفوظات اولیاے کرام کے علاوہ عربی و فارسی کے ساتھ ساتھ "ہندی" اشعار بھی استعمال کرتے ہیں۔ پوری کتاب میں ہندی کے کل ۱۷ اشعار پائے جاتے ہیں۔ ان میں سوائے ایک کے سب کو دوہرا کہا ہے۔ بقیہ ایک کو "ہندی" کے عنوان سے معنون کیا ہے۔ مصنف نے اگرچہ کہیں صراحت نہیں کی کہ استعمال شدہ اشعار کس شاعر یا کن شاعروں کے ہیں تاہم اس امکانی صورت سے انکار بھی مشکل ہے کہ یہ تمام شعر نہ سہی، کچھ شعر ان کے رشحات قلم کا نتیجہ ضرور ہیں۔

ان اشعار کو خان محمد اگرچہ ہندی کہتے ہیں مگر سچ تو یہ ہے کہ ان کی زبان قدیم گجری ہے۔ ان میں فارسی و عربی کے الفاظ قدرے کم استعمال ہوئے ہیں۔ دوہروں کا بھی یہی انداز ہے تاہم ان کی زبان شاہ علی جیو گام دھنی صاحب جواہر اسرار اللہ اور دوسرے بزرگوں کے کلام کے مقابلے میں زیادہ سلیس اور صاف ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

بھار نکلتا لاسوں تانو ، الّا اللہ سوں بھیتر آنو
جی دم شہ بن خالی جاوے ، اپنیں ہاتھوں گھر لٹاویں

یہ سب چھند تمھارے من ہر دس ہوں سر دیتا ، ترن نہالی باج تھوں پیو نام ہمارا کیتا

جی کچھ عقبا کاج نہ آوے ، دنیا نام اسہی کہاوے
جس تھیں تجھ پیو بسرے سہی ، دنیا نام اسہی کوں کہے

جاگو رے جگ جاتا جانوں ، مرن درن کون من میں آنوں
گور اندھاری دیکھ سارے ، جس کوں دھوکھا اتنا ہووے
سنگر بھیر تھان ہے بسنان ، دو ناں کھے کے جاوے ہسناں

چنتا آنوں پھکی لو ہو ہوا سو جیو ، ناں جانوں کس پنتھ میں مجھے چلاوے پیو

یہ ریختہ بھی سنیئے : ؎ دلا غافل چہ می خسپی کہ اتنی نیند کیوں کریئے
کہ وقت مرگ در پیش است کہ اپنی میت سوں ڈریئے

کچھ دوہے اور ملاحظہ ہوں : ؎
جے دم لیا سو کم ہویا چھوڑنی سو بھی جائے ، کھوٹ منڈانے دھون پروں مورکھ مرم نپائے

کا کرنتا آج کر، آج کرے سو ایتال
مورکھ مہلت کے کھیڑی جیسی کے موت خیال

سبحاں کیسو پیارا لگانوں سو ہردے سوہیں
ہونتو چیری تمھار پرلٹ کینہ دکھاؤ ہو

سید حسن [1]

آپ کا نام اگرچہ حسن ہے مگر شیخ حسن جی کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا یہ عرف ان کی بزرگی کے ساتھ اس ادب و احترام کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے جس کے مستحق وہ عوام و خواص میں سمجھے جاتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ زبردست عارف اور عالم تھے۔

ان کے والد ماجد کا نام سید فتح اللہ اور مولد پٹن (گجرات) ہے۔ والد کے انتقال پر اپنے بڑے بھائی

---

[1] تذکرۃ الانساب ۔ برکات الاولیاء، حقیقۃ السورت ، آئینۂ تاریخ (گجرات)

سید محمد کے ساتھ سورت میں سکونت اختیار کی۔ بعد میں حج بیت اللہ سے واپسی پر حضرت شیخ محمد نائب رسول اللہ (برہانپوری) بن فضل اللہ انہیں برہانپور لے گئے۔ وہاں انہوں نے اپنے مرشد سے ۱۰۲۹ھ تک علوم ظاہر وفیوض باطن کی تحصیل وتکمیل کی اور اپنے وطن لوٹ آئے۔ ذیقعدہ ۱۰۶۲ھ[1] میں بروز چہارشنبہ ۹۴ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ سورت میں آپ کا مزار سید پورہ کے قریب حسن جی کا ٹیلہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر اور پختہ کار خوشنویس تھے۔ آپ کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔

(۱) چالیس ہزار شعر سرور کائنات کی مدح میں۔ بزبان فارسی

(۲) پانچ ہزار شعر سرور کائنات کی مدح و میلاد کے سلسلے میں۔ بزبان ہندی

(۳) چند بے نقط قصائد سرور کائنات کی مدح میں

احسن اتحاف کے نام سے آپ کے ملفوظات شیخ ولی اللہ بن شیخ ابراہیم نے جمع کئے ہیں۔

افسوس ہے کہ آپ کا بیشتر کلام نایاب ہے۔ خصوصاً ہندی کلام سرے سے ملتا ہی نہیں ہے۔ حقیقۃ السورت میں اشعار قصائد بے نقط میں سے یہ ایک شعر درج ہے:

محمد آمد و اسلام کرد در عالم   علوم آمد همراه او عدل و کرم

دکن کے ہمعصر شعرا اور ان کا نمونۂ کلام

اردو زبان و ادب کی نشوو نما کے ابتدائی مدارج ہوں یا اس کے بھرپور شباب کا زمانہ، دکن اور اہالیان دکن نے اس کی بڑی خدمت کی ہے۔ نظم ونثر کو نئے روپ اور نئے رنگ عطا کئے ہیں۔ دل کا سوز و گداز، دماغ کی وسعت وگہرائی، ظاہر کا حسن اور باطن کا نور بخشا ہے اور لطف یہ کہ اس میں میروگدا، عالم و عامی، کافرومومن کسی کی تخصیص نہیں، زمانے کی بھی قید نہیں۔

ہمارے شاعر خوب محمد کے زمانے میں بھی دکن نے عظیم شاعر پیدا کئے۔ ان کا زیادہ تر تعلق قطب شاہی اور عادل شاہی درباروں سے رہا ہے۔ ذیل میں ان کے مختصر تراجم اور نمونۂ کلام درج کیا جاتا ہے تاکہ گجرات کی عصری زبان سے تقابل کی ایک صورت پیدا ہو جائے۔

---

[1] تذکرۃ الاولیا میں تاریخ وفات ۱۰۶۰ھ درج ہے۔

[2] ڈاکٹر زور، نصیر الدین ہاشمی اور دوسرے دکنی محققین اردو کی سائے جمیلہ کے سبب ان کے حالات و کلام عام معلومات کی بات ہے۔

(۱) قطب شاہی شعراء

محمد قلی قطب شاہ

دکن کی قطب شاہی سلطنت کا یہ پانچواں جلیل القدر حکمراں اردو کا زبردست شاعر تھا۔ تقریباً تمام اصناف نظم پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ اس کا کلام اپنے زمانے کا حسین عکاس ہے۔ اس کے کلیات کو اس کے بھتیجے محمد قطب شاہ نے ۱۰۲۵ھ میں مرتب کیا تھا۔[۱] اسے ڈاکٹر زور صاحب نے اپنے طویل مقدمے کے ساتھ شائع فرما دیا ہے لیکن نصیر الدین ہاشمی اسے مکمل نہیں بتاتے۔ فرماتے ہیں:

"جو کلیات شائع ہوا ہے اس میں بہت سا کلام نہیں ہے۔"[۲]

اس کے دو تخلص تھے: ایک قطب شاہ اور دوسرا معانی۔

نمونۂ کلام (بالاختصار):

قصیدہ

محمد نانوں سے بستا محمد کا اے بن سارا ۔۔۔ سو طوبیاں سوں سہاتا ہے جنت نمنے چمن سارا
دسے فانوس کے دریانے جوں جوت دیویکا ۔۔۔ سو تیوں دستا دوالاں میں تھے میویاں کا بدن سارا
سیکھے دم عیسوی دائم چمن میں گل لگانے تیں ۔۔۔ ہرے نہالاں کے جلوے میں شاطا ہو پون سارا

نبی کی دعا تھے برس گانٹھ پایا ۔۔۔ خوشیاں کی خبر کے دمامے بجایا
پیا ہوں میں حضرت کے ہت آب کوثر ۔۔۔ تو شاہاں اوپر مجھ کلس کر بنایا
مرا قطب تارہ ہے تاریاں نجل ۔۔۔ تو مجھ پر فلک رنگ کا چتر چھایا
سورج چندر پی نال ہو کر بجیں تب ۔۔۔ منڈل ہو فلک ٹمٹمایاں بجایا
کرے مشتری رقص مجھ بزم میں نت ۔۔۔ برس گانٹھ میں زہرہ کلیان گایا
مرا گلستاں تازہ اس تے بتوائے ۔۔۔ مجھ اس باغ تھے میوہ دمدم کھلایا
دندے دشمناں کو سو یک جا ملاکر ۔۔۔ سو اسپند کے پاتراں کرنا چاہا
خدایا معانی کی امید برلیا ۔۔۔ کہ جیوں سانت کی سبیوں سب جگ کھایا

وغیرہ

---

[۱] کلیات محمد قلی قطب شاہ مرتبہ ڈاکٹر زور   [۲] دکن میں اردو طبع چہارم ص ۴۹

غزل

گرجا ہے میگہ سر تھے تازہ ہوا ہے بستاں	پھولاں کی باس پایا بلبل ہزار دستاں
اے خوش خبر صباتوں لے جا جواں قداں کن	چمنا کی آرزو میں بیٹھے ہیں مے پرستاں
او نونہال پھولاں ہے جام خوئے سو بادہ	نرگس اپس پلک سوں جھاڑو کرے شبستاں
کھ نور پر دسے یوں لج خط عنبریں رو	جوں سورا پرہے بادل ریحاں سو گلستاں
بے ہوش میرے دل کوں میٹھے ایدھر جلائے	گلزار ہے عجب او دو لعل شکرستاں
ایدھر مج عشق کے گداکوں اورنگ شاہی دیتا	سب عاشقاں منج انگھے ہیں طفل جوں دبستاں
روزی ہوا قطب شہ تج عشق کا پیالہ	بھرے ہے ہر طرف توں جم شوق کے خمستاں

وغیرہ

ظل اللہ

سلطان محمد قلی قطب شاہ کے بعد اس کا بھتیجا اور داماد سلطان محمد تخت نشین ہوا۔ یہ بھی شاعر تھا۔ ظلُ اللہ و ظل الہ تخلص کرتا تھا۔ اس کا ذکر کرنے والی کتابیں بتاتی ہیں کہ اس کا کلام مثنوی، قصیدہ، غزل وغیرہ سبھی پر مشتمل تھا۔ کلام دستیاب نہیں ہوتا۔ تاہم اردو کے قدیم مربی ہونے کے علاوہ اس کا نام یوں بھی زندہ رہے گا، کہ اس نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کا کلیات مرتب کیا تھا۔ دیباچہ کے طور پر اس نے محمد قلی کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا اس میں سے چند شعر مثال کے طور پر نقل کئے جاتے ہیں:[۱]

سو کچھ شاعری بیچ شہ دھر کمال	بچن کہہ کے موتیاں نمن صدف ڈھال
کہے نیں کئیں شعر میں وصف اپس	جو رچہ شعر کے فن میں ریتا سرس
جو بھی کوئی اچھے شاعر اس دھات وو	تو بن وصف اپس نہ رہے سات وو
رہیا جائے نا شاعراں من منیں	بتا کے وصف شعر کے فن منیں

وغیرہ

وجہی

ملا وجہی اس دور کا ایک عظیم شاعر اور بلند پایہ نثر نگار ہے۔ اس کی شہرت عام اور کارنامہ دوامی ہے۔

---

[۱] کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ مرتبہ ڈاکٹر زور

نظم میں قطب مشتری اور نثر میں سب رس بقول نصیرالدین ہاشمی "دکن کے شہ پارے ہیں۔"[1] قطب مشتری خوب محمد کے حیات ہی میں بزمانہ ۱۰۱۸ھ لکھی گئی تھی۔ اس نے سلطان ابراہیم اور سلطان محمد قلی کا زمانہ پایا تھا۔

نمونۂ کلام[2]

مثنوی

چھپتی رات اجالا ہوا دیس کا لگیا جگ کرن سیو پرس کا
شفق صبح کا نیں ہے آسمان میں کہ لالے کھلے سنبلستان میں
جو آیا جھلکتا سورج واٹ کر اندھارا جو تھا سو گیا نھاٹ کر
سورج یوں ہے رنگ آسمانی منے کہ کھلیا کمل پھول پانی منے

وغیرہ

غزل

طاقت نہیں دوری کی اب توں بیگی آمل رے پیا
تج بن منجے جینا بہوت ہوتا ہے مشکل رے پیا
کھانا برہ کیتی ہوں میں، پانی انجھو پیتی ہوں میں
تج نے بچھڑ جیتی ہوں میں کیا سخت ہے دل رے پیا
ہردم توں یاد آتا منجے، اب عیش نئیں بھاتا منجے
برھالو سنتا تا منجے تج باج تل تل رے پیا

وغیرہ

غواصی

اس عہد کا دوسرا عظیم شاعر ہے۔ اس کے کلام کو دیکھ کر اس کی خود پسندی یا تعلی کچھ بری نہیں معلوم ہوتی۔ اس نے سلطان محمد قطب شاہ اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کا زمانہ پایا تھا۔ اس نے قصیدہ، مثنوی غزل سبھی کچھ کہا ہے۔ لیکن کامیاب مثنوی اور غزل کے میدان میں نظر آتا ہے۔

نمونۂ کلام[3]

---

[1] دکن میں اردو طبع چہارم ص ۴۷
[2] دکن میں اردو طبع چہارم ص ۴۷
[3] دکن میں اردو طبع چہارم

قصیدہ

شکر خدا جو ذوق پہ ہے ورق ٹہار من ٹہار آج
یعنی ہوا ہے ہر طرف ابر گوہر بار آج

نادر بہارستان کا زرگر ہزاروں صنع سوں
کیتا جرت گلزار کی جہاراں کوں خوش سنگھار آج

کسوت ہرے کر دھر ترے شبنم کی موتیاں میں ہو غرق
دیتی ہے جلوہ ہر گھڑی جیوں گنبد دوار آج

وغیرہ

مثنوی[1] (سیف الملوک و بدیع الجمال)

اگرچہ ہوں شہر کے بندیاں میں حقیر
ولے شعر کے فن میں ہوں بے نظیر

کہوں کھول یوں میں کہوں کیا اپیں
گواہی دے یوں شعر اپیں نا چھپیں

بہر حال یوں نظم الہام سوں
کیا میں نول شاہ کے نام سوں

برس یک ہزار اور پنج تیس میں
کیا نظم یو ختم دن تیس میں

وغیرہ

غزل

پیا بن پیالہ پیا جائے نا
پیا باج یک تل جیا جائے نا

کتے ہیں پیا بن صبوری کروں
کیا جائے نا کیا جائے نا

سجن میرا یو مجھ سوں بیدل ہوا
ہر یک تل مجھے یوں کہیا جائے نا

سینے میں میرے داغ دے کر گیا
کہ ذرہ یو دل میں رہا جائے نا

مجھے تیر سینے پر کاری لگے
جگر پھوٹ سارا اٹھا جائے نا

غواصی نہ دے توں دیوانے کوں پند
دیوانے کوں پند دیا جائے نا

وغیرہ

احمد

احمد بھی اسی دور کا شاعر ہے۔ ابن نشاطی[2] احمد کو استاد سخن کہتا ہے۔ حالات تو الگ رہے افسوس ہے

---

[1] مثنوی سیف الملوک و بدیع الجمال مطبوعہ

[2] پنجاب میں اردو ص ۲۲۹ (طبع سوم)

کہ اب تک اس کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات بھی ہمیں نہ معلوم ہوسکی۔ اس کی دو مثنویوں کا پتہ چلا ہے۔ لیلیٰ مجنوں اور مصیبتِ اہلِ بیت۔

نمونۂ کلام

مثنوی (لیلیٰ مجنوں) [1]

جو منج بخت کوں فتح یاور ہوا سو منج بخت کا سیوک انبر ہوا
جو شہ آپ تھے آپ منج یاد کر منج غم کی بندگی سے تھے آزاد کر
دیتے امر علی کی یہ باغ لاؤں جو پالوں اسے امریت نانوں
جو ئیں شہ کا امر سر پہ لیتا نرت باغ لاتے شتابی کیتا
جو احمد کرے آس دھر بن سنگار سو اب شہ تھے پائے سیتں سنگار

وغیرہ

(از مثنوی مصیبت اہل بیت)

پھر خوش ہو علی اکبر کافراں پر جا پڑے نوکر و کرسب یزیدی تیر تفنگ سوں آ لڑے
پیادے ہور سواریاں را مار توتے یکبار طمام تو زخمی کر علی شہ کوں کیتے کافر اپنا کام

عادل شاہی شعراء

ابراہیم عادل شاہ ثانی (۹۸۸ھ تا ۱۰۳۷ھ)

عادل شاہی خاندان حکومت کا یہ چھٹا بادشاہ تھا۔ یہ علم و ادب کا دلدادہ اور سرپرست ہی نہ تھا بلکہ خود بھی ذی علم، صاحب فن اور بلند پایہ شاعر تھا۔ اس کا بیشتر کلام نایاب ہے۔ البتہ نورس باقی ہے جو اس کے نام کو ابدالآباد تک زندہ رکھے گی۔ ڈاکٹر نذیر احمد (لکھنؤ و علی گڑھ) نے اسے مرتب کر کے شائع فرما دیا ہے۔ نورس میں بہت سے گیت ہیں جو مختلف راگ راگنیوں میں گائے جا سکتے ہیں۔

نمونۂ کلام [2]

سید محمد پتی پیرا جیو رتن میں اتم ہیرا
محل محل صدر سنوارے اس نمونے بہشت اپارے

---

[1] پنجاب میں اردو ص ۲۲۹ (طبع سوم) [2] دکن میں اردو طبع چہارم ص ۹۴

انند ہوتا ہر سدا بہارے
اری لیائی انبر بھر تارے

کدم کستوری جوا چندن لائے
بادل کان سے ہر رنگ دس پرسائے

شمالی عنبر بتیاں بھرائے
شربت گھول امرت پلائے

بادل دمامے بجلیاں بجاوے
باجی خالو آشتابی نتے پاوے

سہلا نورس کلیاں بدھاوے
ابراہیم گر گنی گاوے

برہان الدین جانم

برہان الدین جانم حضرت شمس العشاق کے بیٹے اور خلیفہ ہیں۔ علوم ظاہری اور فیوض باطنی کی تحصیل اپنے والد سے کی۔ ۹۹۰ھ میں وصال ہوا۔ آپ سے متعدد کتابیں یادگار ہیں اور اکثر منظوم ہیں۔

نمونۂ کلام [۲]

سکتا قادر قدرت سوں سمجھے تجہ کوں کوئی کیا
جس کوں نورے دیوے راہ کہیا یہدی من یشا

یہ روپ پرگٹ آپ چھپایا کوئی نہ پایا انت
پایا موہ میں سب جگ باندھیا کوں کر سوجھے پنت

امر خدا کا لیاؤ بجا توں نہی نہی منکر ہونا
مقام شیطانی جس کو کہنا دل تھی سارا دھونا

چلنے کا تو نیم نہ ہووے یہ توشا پھوکٹ پایا
اس دھات عمر خرچ کیتا آخر پھر پچھتایا

(وصیت الہادی) وغیرہ

اللہ واحد سرجنہار
دوجگ رچنا رچیا اپار

سگل عالم کیا ظہور
اپنے باطن کیرے ظہور

کوئی کہیں سب عشق تمام
عشق کی آنکھیں کیا ہر فہام

عشق لیا ہے سب پھر پاس
عشق تھی سگلا بھوگ بلاس

وغیرہ

---

[۱] نورس مطبوعہ

[۲] رسالۂ اردو جولائی ۱۹۲۷ء

عبدل

اس کا نام عبدالغنی ہے[1] اور تخلص عبدل۔ اسے زمانہ ابراہیم عادل شاہ ملا تھا۔ اس سے زیادہ اس کے حالات نہیں ملتے۔ ۱۰۱۲ھ میں بادشاہ زمانہ کے سوانح کو ابراہیم نامہ کے عنوان سے بطور مثنوی قلم بند کیا تھا۔

نمونۂ کلام (تعریف نورس محل)

سنواب صفت شاہ محل رہن ٹھاؤں — دھریا ناؤں نورس محل تس جو ناؤں
ولے محل نورس دھریا ناوں یوں — بھریا رنگ نورس نت انھ روپ جوں
اوسی محل پو شاہ عالم نو مائی — کہ جیوں چاند پر سور بھیا ہے آئی
ولے محل نورس ہوا یوں اٹھان — دسے گگن آگن ہور اس نشان
گگن سات سیڑھی ہور مل جوڑ کر — فلک محل نورس کی ایک کھن اوپر
ولے گگن آکر چھپی تس منجار — رہے طاق بندھیا ہو بر تھار تھار[2]

قریشی

یہ بریدشاہی شاعر امیر برید کا ہمعصر ہے۔ ۱۰۲۲ھ میں ایک مثنوی "بھوگ مل" کے نام سے لکھی ہے کہتے ہیں کہ اس کا نسخہ کلکتہ کی امپیریل لائبریری میں موجود ہے[3]

نمونۂ کلام دستیاب نہیں ہو سکا۔

حسن شوقی

حسن شوقی کا شمار دکن کے عظیم شعراء میں ہوتا ہے۔ اس کا تعلق گولکنڈہ، بیجاپور کی سلطنتوں کے علاوہ نظام شاہی سلطنت سے بھی تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر زور نے اسے گولکنڈہ، اور نصیرالدین ہاشمی نے بیجاپور کے علاوہ احمدنگر کے شعراء میں بھی شمار کیا ہے[4] اس کی شہرت اس کی زندگی ہی میں کافی ہو چکی تھی۔ ابن نشاطی نے اپنی مشہور مثنوی پھول بن میں اس کی تعریف کی ہے اور اس کے بقید حیات نہ ہونے پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ اس کی دو مثنویاں فتح نظام شاہ اور میزبانی نامہ اور چند غزلیں کتب خانۂ انجمن ترقی اردو میں محفوظ ہیں[5]

نمونۂ کلام

---

[1] تذکرۂ مخطوطاتِ اردو — [2] دکن میں اردو طبع چہارم ص ۱۵۲ — [3] ایضاً ص ۲۲۵
[4] اردو شہ پارے، دکن میں اردو — [5] رسالۂ اردو جولائی ۱۹۲۹ء

۱۔ فتح نامۂ نظام شاہ :

اپس میں اپیں دوست سب مل ہوے — محبت سو اخلاص یک دل ہوے
نزاع دل میں کا دور کیتے نفاق — اپس میں اپیں مل کئے اتفاق
یو سب مل کے ایسا کئے یک پنا — جو اس کفر کو مار کرنا فنا
کئے بھاگ سوگند و عہد استوار — یو غازی غزا پر ہوئے برقرار[۱]

۲۔ میزبانی نامہ :

سدا دار پر تجھ منگل گزگزیں — منگل گزگزیں جیوں بدل گزگزیں
ہتی مست پر پیلیاں مست ہے — زبردست پو کیا زبردست ہے
سدا دار پر تجہ طبل باجتے — طبل باجتے ہور مندل گاجتے
بہت دیس تے شہ کے گھر کاج ہے — شہر گشت کی رات سو آج ہے
شہر گست کا سازوساماں ہوا — نفیریاں ترائے دماماں ہوا[۲]

غزل

دلبر سلونی نین پر کھینچی ہے سو کا خوبتر — خطاط جیوں مادیا رقم چھندوں ثلث کے صاد پر
یا چک دوات ہے سیم کی کیکی سو بھر سیاہی رکھے — سو کا قلم جوں داستے کاتب گیا اس میں بسر
یا نین موتی دھال میں سوکا سو تاگا نیل کا — موتی پرو کر کھینچتے تو رہیا ہے ٹوٹ کر[۳]

آفتابی[۴]

سلطان حسین نظام شاہ کے عہد کے اس شاعر نے شاہنامہ کی بحر میں ایک مثنوی لکھی تھی۔ اس میں حسین نظام شاہ کے واقعات درج ہیں۔ اس کے اشعار کی تعداد ۳۷۰ ہے۔ افسوس کہ نمونۂ کلام دستیاب نہ ہو سکا۔

اس سے قبل ہم دیکھ چکے ہیں کہ دکنی اردو اور گجراتی اردو (گجری) میں چند ایک الفاظ کے سوا فرق محض مقامی لب ولہجہ کا ہے۔ اس کا ثبوت دکن اور گجرات کے ہمعصر شعراء کے کلام کے نمونوں سے بخوبی مل سکتا ہے۔ خوب محمد کے کلام سے

---

[۱] رسالۂ اردو جولائی ۱۹۲۹ء   [۲] ایضاً   [۳] رسالۂ اردو جولائی ۱۹۲۹ء
[۴] دکن میں اردو ص ۲۲۴

ان کا مقابلہ کرتے ہوئے یہی کچھ محسوس ہوتا ہے ۔ اس کی شہادت "خوب ترنگ" کی خصوصیات کے ذیل میں ملے گی ۔ خوب محمد کے کلام کی طرح گجرات کے دوسرے شعراء کے کلام پر گجراتی اور راجستھانی اثر نمایاں ہے ۔

تیسرا باب

(۱) حیات خوب محمد چشتی (۹۴۶ھ تا ۱۰۲۳ھ)

(۲) تصانیف خوب محمد — خوب ترنگ کے علاوہ

(۳) حیات خوب کے ماخذ :
خوب محمد کا ذکر کرنے والی کتابیں ، مع اقتباس و تبصرہ

میاں خوب محمد چشتی احمد آبادی (۹۴۶ھ تا ۱۰۲۳ھ)

پچھلے زمانے کے کسی ادیب، شاعر یا بزرگ کے حالات کے ماخذ کتب تواریخ اور تذکرے ہیں۔ چنانچہ خوب محمد چشتی کے سلسلے میں انہیں کو ماخذ سمجھتے ہوئے کئی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ مگر حاصل؟ صرف چند سطریں! تاریخ مرآت سکندری تو ان کے باب میں بالکل خاموش ہے۔ تاریخ مرآت احمدی کے خاتمے میں نام، تاریخ وفات اور چند کتابوں کا ذکر ہے۔ تقریباً یہی مواد دوسری کتابوں میں بھی ملتا ہے[1]۔ کتنی عجیب بات ہے کہ گلزار ابرار اور اخبار الاخیار خوب محمد کے ہمعصروں کا تو حال بیان کرجاتے ہیں مگر خود ان کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں کہتے۔ خوب محمد کے علم و فضل کو دیکھتے ہوئے نہ صرف ہماری حیرت بڑھ جاتی ہے بلکہ افسوس بھی ہوتا ہے۔

نام

خوب محمد نام[2] اور خوب و خوبی تخلص ہے۔ کبھی کبھی پورے نام ہی کو بطور تخلص استعمال کرتے ہیں۔ شاہ خوب اور خوب میاں عرف ہے[3]۔ تاریخ اولیاے گجرات کے سوا کہیں ان کی اولاد کا ذکر نہیں ملتا اور وہ بھی سرسری۔

ولادت و وفات

رسالہ خلاصۂ موجودات کے آخر میں "خموش" سے خوب محمد نے خود اپنی تاریخ ولادت ۹۴۶ ہجری نکالی ہے۔ سہ

باخموشی در دلم آمد ندا از گوش ہوش   خوب با ہر یک مگو تاریخ مولودت "خموش"

۹۴۶ھ

وفات ۲۴۔ شوال ۱۰۲۳ھ میں واقع ہوئی[4]۔ کارنجہ کے سامنے نالہ کے پاس چوک احمد آباد میں متصل مسجی ذہت

---

[1] تاریخ اولیاے گجرات، پنجاب میں اردو، اردو شہ پارے، اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیاے کرام کا حصہ، اورینٹل کالج میگزین   [2] خاتمہ مرآت احمدی، اور تاریخ اولیاے گجرات میں ان کا نام محض محمد درج ہے، مگر خود خوب ترنگ میں خوب و خوبی کے تخلص کے علاوہ خوب محمد ایک ساتھ ملتے ہیں۔ چنانچہ قیاس کہتا ہے ان کا اصل نام خوب محمد ہی ہے۔   [3] ایضاً

[4] خاتمہ مرآت احمدی وغیرہ

الملک مدفون ہیں۔ خوب کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسجد فرحت الملک عوام میں شاہ خوب کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ ہر سال ۲۴ شوال کو آپ کا عرس لگتا ہے اور بقول مولانا ابوظفر ندوی آپ کی اولاد مسجد اور متعلقہ زمین پر قابض ہے[1] قبضہ اور اولاد کا مسئلہ متولیان مسجد اور سید علی میاں قادری اور مولانا عبدالرحمٰن کے مابین آجکل تنازعہ کا مسئلہ بنا ہوا ہے، عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے۔

مذہب و مسلک

خوب محمد سنی المذہب اور چشتی المشرب تھے۔

علم و فضل اور تصوّف

میاں خوب محمد بہت بڑے صوفی تھے۔ وحدت الوجود کے قائل تھے بلکہ ان کا عقیدہ بھی یہی تھا جیسا کہ ان کی تصانیف خصوصاً حفظ مراتب، عقیدۂ صوفیہ و خوب ترنگ اور امواج خوبی وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ سلسلۂ چشتیہ میں حضرت کمال سیستانی سے بیعت تھے۔ خوب محمد کو ان سے اس درجہ تعلق خاطر تھا کہ اپنی تصنیف خوب ترنگ کو انہیں کے فرمودات کہتے ہیں۔ ؎

ان تھیں میں سنیا دن رات — اس منہ یاد رہی کچھ بات
وہ جیوں منجہ کوں آئی ترنگ — جمع کیے لے قس تس ڈھنگ
خوب ترنگ اس دیا خطاب — مدح رسول اللہ کے باب

اور یوں مولانا روم اور شمس تبریز کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

افسوس ہے کہ مرید کی طرح خود پیر کے حالات بھی پردۂ خفا میں ہیں۔ البتہ خوب ترنگ میں خوب محمد نے ان کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ؎

میں مرشد تھیں سنیاں بیان — ولے مرشد صاحب عرفان
جنھوں منجے سکھلایا دین — جن تھیں منجہ دل ہوا یقین
جیلانی بسطامی شاہ — بغدادی جس چتر کلاہ
ہر ماضی پر حجت لیکھ — ہوں معتقد ہوا ان دیکھ
وارث محمدی ہر ٹھانوں — شیخ کمال محمد نانوں
کیا عروج مقام اقدم — اللّٰہم اغفر وارحم

---

[1] تاریخ اولیاے گجرات ص ۱۲۱ حاشیہ

چنانچہ ان کی تاریخ وفات بھی دی ہے۔ مادۂ تاریخ بڑا پیارا ہے۔؎

کہہ تاریخ تنھوں کی خوب جن عددوں ذاکر محبوب
۹۷۹ھ

اور کہتے ہیں۔؎

ان کوں تھا یہ علم کمال خذ العلم افواہ رجال

خوب کی تعلیم و تربیت کا اندازہ انہیں کی تصانیف سے لگایا جاسکتا ہے۔ دوسری کتابیں[1] انہیں زبردست صوفی یا درویش کامل یا صوفی مرتاض و عالم آدمی کہنے پر ہی اکتفا کرتی ہیں۔ ان کی تصانیف کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ انہیں علوم قرآن، حدیث، تصوف، طب، نجوم، موسیقی، عروض، عربی، فارسی، گجراتی، عطاری اور منطق پر پورا عبور تھا۔ اس اجمال کی تفصیل آگے درج ہے۔

تصانیف

خوب محمد کی معلوم[2] تصانیف حسب ذیل ہیں:

(۱) رسالہ شرح جام جہاں نما الموسوم بہ شراب جام (۹۷۴ھ)۔ فارسی نثر میں ہے۔

(۲) صراط مستقیم (۹۸۱ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۳) خوب ترنگ (۹۸۶ھ) گجری نظم میں ہے۔

(۴) شرح خوب ترنگ الموسوم بہ امواج خوبی (۱۰۰۰ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۵) رسالہ حفظ مراتب (۱۰۰۹ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۶) رسالہ خلاصۂ موجودات (۱۰۱۴ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۷) رسالہ صلح کل (۱۰۱۶ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۸) مفتاح التوحید (سنہ ؟) فارسی نثر میں ہے۔

(۹) رسالہ بھاؤ بھید ـــ فارسی و گجری نثر و نظم میں ہے۔

(۱۰) رسالہ چھند چھنداں ـــ ہندی علم عروض پر ـــ فارسی و گجری نثر و نظم میں ہے۔

خوب محمد کے متعلق جو مجھے کہنا ہے وہ موقع بہ موقع میں کہوں گا۔ تاہم خود خوب محمد نے خوب ترنگ میں اپنے متعلق جو اشارے کئے ہیں انہیں نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں:

---

[1] ان کا حوالہ دیا جاچکا ہے۔ [2] اس لئے کہ جس رفتار سے انہوں نے کتابیں لکھی ہیں اس سے خیال گزرتا ہے کہ خوب محمد نے اور کتابیں بھی لکھی ہوں گی۔

خوب محمد خوب ترنگ میں

(۱) حضرت یوسف اور زلیخا کا قصہ بیان کرتے ہوئے جب خوب محمد زلیخا کی اس خواہش کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ حضرت یوسف کو خریدنا چاہتی تھی تو پھر اپنی بھی ایک خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ نعت کے دو لفظ کہہ کر رسول اکرم کے مداح کہلانا چاہتے ہیں۔ ؎

خوب محمد بھی تیوں جان   ہوس دھرے یوں من منہ آن
نعت مہیں دو بول ملاؤں   بارے تس مداح کہاؤں

(۲) شراب حقیقی کی مستی کے سبب خوب محمد جو کچھ ہیں اس سے کچھ مختلف باتیں کرتے ہیں۔ ؎

خوب محمد مستی ماٹ   ہے کچھ اور کہے اور گھاٹ

(۳) تفصیل حضرت الٰہیت کی تمثیل میں اپنے آپ کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ؎

خوب محمد کی جیوں ذات   دیکھ پچھانوں جس دن رات
خوب محمد لیویں ناؤں   ہوں معلوم ہوؤں اس ٹھاؤں
خوب محمد لکھے جانہ   میری ذات پچھانوں تا نہ
خوب محمد آنوں یاد   تب بھی میری ذات مراد
(ہر ٹھنہ باج تغیر ذات   ہور یہ سارے تعینات)

(۴) تصوف کے باریک نکتے بیان کرتے ہوئے خیال گزرنے لگتا ہے کہ شاید سامع انہیں سمجھ نہیں سکا ؎

خوب بولتا ہے جس ٹھانہ   کیا جانوں سمجھیا کی نا نہ

(۵) حضرت روح میں ایک شعر ہے۔ ؎

خوب محمد کا سن جیو۔   میرا جیو سچیں ہے پیو

یعنی اے جان خوب روح خوب محبوب خوب ہے۔

(۶) خوب کے دل کی کیفیت ملاحظہ ہو۔ ؎

کہوں خوب کے دل کی بات   سن دھر دل کے کان سنگھات
میرے دل کی سن تمثیل   جیوں ہے رنگ بھریا قندیل
بھر سلسلوں سو ٹانکیا کانہ   زلف ابتر مجموعے مانہ

(۷) اپنے "بول" کو ان مول کہنے کے بعد خوب محمد دعا کے طالب ہوتے ہیں۔ ؎

خوبیں سن یہ میرا بول   ایک بول پن جان امول

کبھیں جو تو اس ہوں کوں پائے منجھے دعا کر برائے خدائے

(۸) خوب محمد اپنے زمانے میں محبوب عصر کی حیثیت رکھتے تھے۔ ؎
(المجاز قنطرۃ الحقیقہ)

سب محبوبوں کا محبوب آج سو جیوں اپنوں منہ خوب

(۹) بہت کچھ کہنے کے باوجود خوب محمد چھپانے کی باتیں چھپا بھی لیتے ہیں۔ ؎

فرض چھپانے تھے جے بول وے کچھ بات کہی نا کھول

(۱۰) معرفت میں ڈوب کر رموز حقیقت بیان کرنے کے باوجود اپنے عجز کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔ ؎

سیکھیا سب کہتا ہے خوب کہاں خوب نیں کہاں محبوب

(۱۱) جسے لوگ ظاہر میں خوب محمد کہتے ہیں، اس کے اندر ذات حقیقی جلوہ نما ہے۔ ؎

باطن خوب ذات من آن ظاہر خوب محمد جان

(۱۲) اپنی "حقیقت" کی طرف ایک اور جگہ اشارہ کناں ہیں۔ ؎

یہ وحدت کثرت طرفین جیوں ہوں خوب محمد عین

اس کی تشریح میں کہتے ہیں: در وحدت کہ حقیقت انسان کامل ست ہمچنان در ذات خوب محمد را عین یافت۔ (امواج خوبی)

شاعری

خوب محمد فارسی و گجری کے شاعر ہیں۔ گجری کا کلام بھاؤ بھید، چھند چھنداں اور خوب ترنگ میں ملتا ہے۔ اس کی خوبیاں چنانچہ ان کے تبصرے میں بیان کی گئی ہیں۔ رہ گیا فارسی کلام تو وہ کمیاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہے۔ امواج خوبی وغیرہ میں جہاں کہیں ان کا کلام ملا ہے اس کی صراحت کردی ہے۔ اس کلام کے پیش نظر ان کی فارسی شاعری پر کوئی حکم تو لگایا نہیں جاسکتا۔ تاہم اس احساس کا ذکر ضروری ہے کہ نثر کی طرح انہیں نظم پر بھی زبردست عبور حاصل ہے۔ مشکل سے مشکل مفہوم اور مطالب کو بآسانی نظم کرتے ہیں اور وہ بھی خوبصورتی کے ساتھ۔ کاش کہ ہمیں ان کا کلام مل جاتا۔

آئیے اب ایک نظر ان کی تصانیف پر بھی ڈالیں: (خوب ترنگ کا ذکر بعد میں آئے گا۔)

شرح جام جہاں نما الموسوم بہ شراب جام

یہ شرح فارسی نثر میں ہے۔ وجود مطلق کے لئے چونکہ شراب کو استعارہ کیا ہے اس لئے اس کے بیان میں خاصی رنگینی پائی جاتی ہے، اور کیوں نہ ہو کہ خوب محمد نے جام حقیقی کو شراب مجاز سے پُر کیا ہے:

" درآن جام حقیقی شراب مجاز پُر کردم۔"

۲۹ سطریں فی صفحہ کے لحاظ سے باریک خط میں یہ ۱۸ فولس کیپ کاغذ پر لکھا جا سکتا ہے۔ خوب محمد نے اسے ۹۷۴ھ میں تحریر کیا تھا۔ چنانچہ خود کہتے ہیں :

نقش تاریخ بیان خوب زابجد بدر آر   سال ناصیت سنہ نہصد و ہفتاد و چہار

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جام جہاں نما کا مطالعہ عام تھا۔ تاہم لوگ اسے مشکل پاتے تھے اور اس کے رموز د نکات پر انہیں پورا عبور نہیں ہو پاتا تھا۔ انہیں اس کی شرح کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ خوب محمد کے دوستوں نے اس کی شرح لکھنے کی استدعا کی۔ ملاحظہ ہو ــ

" طائفہ دوستان یعنی ہیئت مستان کہ در قابلیت طالب علم توحید شراب بودند و محب تحقیق و تجرید کہ حقیقت مستان جعل جاعل نیست و از الفاظ ائمہ این طایفہ موجودات مستان ایشان را بردل یقین مستی حاصل میشد و از کتب ایشان کہ کتاب وجودیست و بہ فہم عبارت آن قاصر بودند ازین فقیر فاذ اتم الفقر فھو اللہ بدرگاہ ساقی از لسان التماس کردند کہ بزم رسالہ جامع کلیات علم توحید شراب علم وی عالمست و مراتب وجودی باشد بسازیعنی

بیت

درگردش آر ساقی جام جہان نما را   تا برتو راز پنہان گرداند آشکارا "

انہوں نے اس کی بھی خواہش کی کہ ہر مرتبہ کو ایک دائرہ سے ظاہر کیا جائے تاکہ اس صورت کا دور اور ہر صورت مرتبہ ایک الگ دائرہ سے نمایاں ہو کہ یہ ہیئت اور مفاتیح صور محسوسات ظاہر وجود ساقی ہے اور اس حقیقت کو معانی معقولات کی مدد سے مستوں پر واضح کیا جائے۔

خوب محمد نے دوستوں کی التماس کو بلسان محبوب قبول کر لیا اور استخارہ کے بعد صلوٰۃ مست بفحوائے رجوع سوی اصل اور ساقی کی صلوٰۃ اپنے جزکی طرف ہے، وہ اس دایرے کے "انشاء" میں مشغول ہو گئے کہ کل یوم ھو فی شان۔ اس دائرہ میں ایک ایسا دور آیا کہ اسے دُردکشوں کے سامنے صاف کر کے نہیں رکھا اور صاف پینے والوں کو دُرد نہیں دیا اور شراب وجود تعینات کے لئے جام جہاں نما بن گیا۔ اسی لئے اس رسالہ کا نام جسے عام لوگ پڑھتے ہیں جام جہاں نما رکھا اور حضرت بیچوں سے یہ آس لگائی کہ اس "مختصر کون" کو خطا و ذلل سے بچائے رکھے وانہ علی ما یشاء قدیر و بالاجابۃ جدیر۔

جام جہاں نما کی دقتوں کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بقول خوب محمد شیخ المشرق والمغرب بمعروف مغربی ایک ایسا آفتاب مغربی ہے کہ چشم مشرق اس سے تیرہ اور چشم جنوب و شمال خیرہ ہے۔ چنانچہ حسب فرمائش انہوں نے اس کی شرح لکھی اور یہ التزام کیا کہ جام حقیقی میں شراب مجازی بھر دی اور اس کو شراب جام سے خطاب کیا اور اس

کی مقبولیت کے لئے خدا سے دعا کی۔ مضمون کی رعایت سے شراب اور اس کے لوازمات کو اپنی دعا میں بڑے دلکش انداز میں استعمال کیا ہے اور یہ لطف سے خالی نہیں۔ ملاحظہ ہو:

"الٰہی بعطای ساقی و باحتیاج مستان دلسوز کباب و بجرعہ بیحاصل افتان و بگریہ صراحی بخندۂ جام و بجوش خم و بشیشۂ خون آشام این بوی کہ از شراب آوردہ ام این شراب جام را در بزم رندان چون صراحی سرفراز گردان و این سخنی راکہ از ساجد صراحی وش خوب محمد چشتی صادر شد حریفان مجلس را چون پیالہ شیشہ برسردار و ہریک مستان راکہ زیردست اند ازین جام شرابی نصیبی بخش و در دایرۂ بادہ کشان این شراب جام بصفت گلدستہ مقبول کن۔"

رسالہ شراب جام دو دائروں پر مشتمل ہے۔ ایک صاف کشوں کا ہے اور دوسرا درد چیشوں کا۔ اور ان میں کا ہر دائرہ دو قوسوں اور ایک خط پر مشتمل ہے اور یہ خط خط مار ہے جو قوسین کے درمیان برزخ کا حکم رکھتا ہے۔

دائرہ اول احدیت و واحدیت و وحدت و اعتبار وجود و عالم و نور و شہود و تعین تجلی اول کو محیط ہے۔

دائرہ دوم ظاہر وجود (کہ وجوب اس کا وصف خاص ہے)، ظاہر علم (کہ امکان اس کے لوازم سے ہے)، برزخیت ثانی (کہ حقیقت انسانی ہے اور وجوب و امکان کے درمیان برزخ کا حکم رکھتی ہے) اور یقین تجلی ثانی کو محیط ہے اور یہ جام دُرد ہے۔

ان دونوں دائروں میں جو نقاط بلکہ نکات ہیں ان سے یہ امر قطعی واضح ہو جاتا ہے کہ اس رسالہ میں خوب محمد نے مسئلہ وحدت الوجود کو تمام ضروری تشریحات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کی توضیح کے لئے کئی دائرے بھی بنائے ہیں۔ یہ دائرے ذات لاتعین سے لے کر تمام کائنات اور مخلوق کے دریا کو اپنے کوزوں میں سموئے ہوئے ہیں، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ شرح کر دینے کے بعد بھی خوب محمد کو یہ احساس تھا کہ اس کے اسرار کی غایت و انتہا نہیں ہے مگر اختصار لازم ہے۔ اس لئے کہ وہ حیلۂ عبارت سے باہر ہیں:

اسرار آن غایت و نہایت ندارد برہمیں اختصار کنم۔ بیت

از بیان آن معانی چون عبارت قاصر است　　　میر سر مستان بیانش باخموشی میکند

اپنے "رکنے" یا خاموش ہونے کی ایک وجہ خوب محمد یہ بتاتے ہیں کہ انہیں وقت عزیز ہے اس لئے کہ اس سے زیادہ اہم کام انہیں انجام دینا ہے: "... وقت عزیز است و کاری مہم تر ازین درپیش است۔"

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ کونسا اہم کام درپیش تھا؟ اس کا ایک عام جواب تو یہ ہوسکتا ہے کہ "بادہ کا ذکر جس طرح سنا ہے اسی طرح اسے پینا چاہیئے" (چنانچہ بادہ درمیکدہ شنید ہمان طور می باید چشید۔ شرح جام جہان نما) مگر میرے نزدیک یہ اہم کام خوب ترنگ کی تصنیف ہے۔ رسالہ شراب جام

اور خوب ترنگ کے درمیان خوب محمد نے اگر کچھ لکھا ہوتا تو دوسری تصانیف کی طرح ان کی تاریخ گوئی کی مدد سے ہم ان کا پتہ چلا لیتے یا پھر اپنی کسی کتاب میں وہ اس کا حوالہ ضرور دیتے جیسے رسالۂ عقیدۂ صوفیہ میں امواج خوبی اور حفظ مراتب کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ـــ

اینجا حضرت خمس من بیش تو مختصر گفتہ ام۔ در کتاب امواج خوبی و در کتاب حفظ مراتب در آن ہر دو کتاب یک بہ یک بتمثیلات واضح کردہ آوردہ ام۔

اسی طرح رسالۂ شراب جام کا ذکر حفظ مراتب کے آخر میں یوں کہا ہے کہ وہ شرح جام جہان نما الموسوم بہ شراب جام کا مقدمہ ہے۔

یہاں بظاہر خوب ترنگ کا ذکر نہیں ملتا، مگر جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ امواج خوبی خوب ترنگ کی شرح ہے انہیں اس کی کھوج نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے کاری مہم تر ازین" کا اشارہ خوب ترنگ کی طرف ہوتا ہے۔

تاہم جب تک بھید بھاؤ اور چھند چھنداں کے ارقام کی تاریخیں نہ معلوم ہوں اس وقت تک یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

شراب جام کے اختتام پر ایک فارسی غزل ملتی ہے جو غالباً خوب محمد کی ہے اور اس شرح سے بڑی پیوستگی رکھتی ہے۔ غزل یہ ہے:

غزل

ساقی اندر کل یوم از بادۂ شد درشان مست	درد نوشان کل شیٔ ہالک الآن مست
بایزید از جنبش این بادۂ مدہوش گفت	لیس فی الدارین غیری شد شہ عرفان مست
لم یکن معہ و ان الان چون بدہ پیمانست (کذا)	شد جنید از جام می این قوم را برہان مست
زد ندا منصور انا الحق از می خوبی چو جام	رقصد آن سردار جانباز و ہمان دوران مست
گفت ھٰذا ربی از جرعہ کواکب و جام ماہ	چون صراحی ساجد ابراہیم شد بیمان مست
من رآنی قدر الحق شنو از مصطفٰے	لی مع اللہ وقت چہ یعنی کہ بدہر آن مست

لیس فی جبۃ سوی اللہ شبلی از مستان گفت
خوب بدہر شیشۂ چشم از می انسان مست

صراط مستقیم

مشہور مستشرق ایتھے کی مرتب کردہ فہرست میں اس کا ذکر ملتا ہے۔[1] اس میں صوفیانہ مسائل پر فلسفیانہ

---

[1] فہرست، انڈیا آفس لائبریری، کالم ۱۰۴۴ نمبر ۱۸۷۸

اور نفسیاتی گفتگو ملتی ہے۔ تاریخ تالیف ۹۸۱ھ/۷۴-۱۵۷۳ء ہے جو خود رسالہ کے نام سے مستخرج ہوتی ہے۔ اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے:
آن حی لایموت کہ لا تاخذہٗ سنۃ ولا نوم و آن علیم بلاجہل کہ آن اللہ ... الخ تاریخ کتابت ۱۰۹۵ھ ہے۔[1]

امواج خوبی

میرے پاس امواج خوبی کا جو نسخہ ہے وہ مطبع نعمانی پیران پٹن کا چھپا ہوا ہے اور نام امواج خوبی نہیں بلکہ خوب ترنگ ہے جو ظاہر ہے غلط ہے اس لئے کہ دوسرے غیر مطبوعہ نسخوں سے یہ الگ نہیں ہے۔ انہیں کی طرح اس میں بھی خوب ترنگ کا متن شرح و نقشہ کے ساتھ درج ہے۔ یہ نسخہ ۱۳۲۷ھ کا چھپا ہوا ہے۔ شرح خوب ترنگ کو خود خوب محمد دو طرح یاد کرتے ہیں:[2]

(۱) ترجمہ شرح نما سے

" خوب کہیگا خوب ترنگ   سنتیں کچھ نہ کیجو ننگ

خوبکہ بخطاب خوبی مصنف مثنوی متن بزبان گجراتی و مصنف ترجمہ شرح نما آن مثنوی بزبان فارسی خواہد گفت در شنیدن این متن و شرح ننگ و ناموس نکنید۔"

(۲) امواج خوبی

" خوب ترنگ اس دیا خطاب   مدح رسول اللہ کے باب

و این مثنوی گجراتی را خطاب خوب ترنگ دادم و شرح آن مثنوی کہ این فارسی ست امواج خوبی نام نہادم کہ در باب نعت سید المرسلین ست۔"

تاہم یہ شرح امواج خوبی ہی کے نام سے مشہور ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اردو نظم آٹھویں ہجری سے قبل گجرات میں رواج پا چکی تھی اور شاہ علی محمد جیو گام دھنی کا کلام مقبول تھا تو خوب محمد کو خوب ترنگ کی شرح لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

جواب میں یہ عرض کروں گا کہ شرح کی ضرورت خوب ترنگ کی لسانی مشکلات یا پیچیدہ بیانی کے سبب نہیں ہے بلکہ مسئلۂ وحدۃ الوجود کے بیان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ اسلامی تصوف کی اساس مسئلۂ وحدۃ الوجود پر قائم ہے، لیکن اس کے افہام و تفہیم کے اختلاف نے دشواریاں اور غلط فہمیاں پیدا کردی تھیں اور ان کے امکانات ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ العربی (صاحب

---

[1] افسوس کہ کتاب کی نقل نہیں مل سکی۔
[2] امواج خوبی مطبوعہ مذکورہ ص ۱۰ و ص ۱۳، ۱۴۔

فصوص) کے عالم اجل اور صاحب باطن صوفی ہونے سے کون انکار کرسکتا ہے، لیکن یہ دونوں بزرگ بروایت گلزارِ ابرار مکہ کی مسجد میں ایک دوسرے سے دوچار ہوتے ہیں مگر گفتگو نہیں کرتے۔ میری یہ مجال نہیں کہ اس سلسلے میں ان دونوں بزرگوں پر محاکمہ کروں ع

رموز مملکت خویش خسروان دانند

غرض اپنے مطالب کی وضاحت اور غلط فہمیوں کے ازالہ کی خاطر خوب محمد نے امواج خوبی تحریر کی۔ ورنہ قدیم اردو سے مس رکھنے والوں کے لئے خوب ترنگ مشکل نہیں ہے۔ البتہ مولوی عبدالحق کی طرح بعض لوگوں نے اس کے خشک ہونے کی شکایت کی ہے[1] ورنہ واقعہ یہ ہے کہ خوب محمد کی زبان صاف اور انداز بیان واضح ہے۔ اور اگر کسی قسم کی گنجلک خوب ترنگ میں ہوتی تو خوب محمد اس کی شرح خوب ترنگ کے بعد ہی لکھ دیتے کہ وہ کوتاہ قلم نہیں ہیں۔ چودہ سال انتظار نہ کرتے۔ خوب ترنگ ۹۸۶ھ میں لکھی تھی ؎

خوب محمد گنے بچار چودہ گھاٹ اوس برس ہزار

اور امواج خوبی ۱۰۰۰ھ میں مرتب کی:

"وتاریخ شرح مثنوی ہزار کامل در فکر خوب محمد آمد ؎

عدد شمار ز تاریخ شرح نعت مجد ہزار سال مکمل ز فکر خوب محمد

شمارم سال شرح نعت امجد دہم سالٔ از دہم عشر از دہم صد"[2]

امواج خوبی کی ابتدا ایک نظم سے ہوتی ہے جسے یہاں مکمل صورت میں درج کیا جاتا ہے کہ ایک تو اس میں وحدت الوجود جیسے مشکل مسئلے کو مختصراً وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دوسرے یہ خود خوب محمد کی نظم ہے ؎

وجود مطلق از ہر قید بد پاک اینت اندران چون خمر در تاک

شد اول قید علمی از اینت نہ عینی و نہ علمی دارد اشراک

چوں من بی اعتبار آمد احد خوان ولی واحد ثبوت اوصافش املاک

پس از وحدت الہیت شنو باز انا اللہ گوید او با زہر و تریاک

سواری عرصۂ ثانی در آید قدیم و حادث آویزد دو فتراک

در این گلشن کل اسماءِ الٰہی دگر مواسم کونی خار و خاشاک

---

[1] اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ

[2] ذاتی نسخہ امواج خوبی ص ۱۶

جدا شد یک دگر ممکن ز واجب — ولی علیت آن از بار و اشواک
دو این غیب و سہ دیگر از شہادت — شہود و غیب زلف من تجباک
معطر شد مشام از باغ ثالث — زد آنجا روح چو گل جیب جان چاک
مثال و قلب در قید چہارم — زبان حال من گویند بی باک
مجسم عرش و کرسی پنجمی[1] جاے — لطائف صنعتی تا بام افلاک
اینت را یکی قیدیست مختص — چنار و بار و آب و ذرۂ خاک
مراتب پنج جمع از بعد تفصیل — کہ انسانست قل انتم و ایاک
اینت مطلق اندر قید من بین — یقین میدان مشو ہرگز تو شکاک
من و او یافتن غیر است مطلق — منم مطلق بدان گو ماعرفناک
انا للہ پاک انا لعبدست حادث — حدوث و پاک یک باشند حاشاک
اینت ہست در عبد و در اللہ — رسالت زوست در ہذا و در ذاک
گہی بالطف و گہ بافتنہ دلبر — خرامان کجکلاہ و چست و چالاک
گہی با درد و گہ با جان فشانی — فتان خیزان چو عاشق مست غمناک
شہ من مصلحت را بندہ گشتہ — ندائے خود خدا آورد ز ادراک

عطا کن سوی خوبیؔ آشنائی
بحق آنکہ حقش گفت لولاک

اس نظم کے بعد خوب ترنگ کا متن اور شرح شروع ہو جاتی ہے۔ اس شرح کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسے خود خوب محمد نے لکھا ہے۔ اسی لئے شرح مطالب محکم اور تشریح اشعار مستند ہے۔

تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

امواج خوبی کی دوسری خصوصیات حسب ذیل ہیں:
(۱) کہیں یہ محض ترجمہ ہے۔ مثلاً
(۱) ؎ اوسی روح ارواح تمام — اوسی جسے کے سب اجسام

---

[1] پنجمین چاہیئے۔

که ارواح و اجسام تفصیل روح و جسم اوست.

(ب) ؎ عقل کل تا حد انسان ہوے مفصل سب اعیان

از عقل کل تا حد انسان ہمہ اعیان مفصل شود.

(ج) ؎ یا نیچی یا اونچی ٹھار عالم منہ یا عالم بھار

یا زیر است یا بالا یا درون عالم است یا بیرون عالم۔ وغیرہ

(۲) کہیں کہیں شرح متن سے کم ہے۔ مثلاً ؎

کرے جو کو درپن تروار تس مکھ لانب جیوں پیزار

و اگر در شمشیر بیند دراز پیدا آید۔ وغیرہ

(۳) یہ شرح بعض اوقات بڑی طول طویل صورت اختیار کرلیتی ہے۔ تاہم مفہوم کے تمام گوشے بے نقاب ہو جاتے ہیں اور یہی ایک اچھی شرح کی خوبی ہے۔

(۱) ذات صفات اسما افعال جمع مفصّل چنہ اک حال

و ذات و صفات و اسماء و افعال جائیکہ جمع و تفصیل در یک حال اند مثالش تخم چون جمع بیخ و شاخ و برگ و شگوفہ و میوہ و تفصیل آن بہ شجر جمع بعد از تفصیل کہ در آن بیخ و شاخ و برگ و شگوفہ و میوہ اند و تخم اول ہم در وست۔ پس در شجر جمع و تفصیل در یک حال اند.

(ب) کہیں کہیں ایک چھوٹے سے شعر کی شرح کئی کئی صفحوں کو گھیرے ہوئے ہے، لیکن یہ شرح مفصل ساتھ ہی ساتھ دوسرے رموز و نکات سے آگاہی بخشتی ہے اور قلب و دماغ ایک نئے سرور کی اور ایک نئے نور کی فضا محسوس کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً ؎

اتناں ہٹہ ولے اسکوں دینٔ اس تھیں روح لطیف سوکین

این کثافت ست و روح ازین لطیف تر بشنو بشنو کہ روح طبیعی عبارتست از قوتی کہ اجزاءِ جسم را اونگہدارد و ازان قوت اجزاءِ جسم نیز از یکدیگر متلاشی نہ شوند و پارہ پارہ و جدا نہ شوند، چنانکہ صورت کوزہ را تنہا خاک برندارد وقتیکہ آب و خاک یکجا باشند قوتی پیدا آید کہ آن صورت کوزہ را بردارد و آن روح طبیعت و روح نباتی عبارت از قوتی باشد کہ جسم را در طول و عرض و عمق بکشد و بزرگ گرداند و روح حیوانی قوتی است کہ جسم باختیار او حرکت کند و چیزہا را بہ حس یابد و روح انسانی عبارتست کہ یدبر الامر فرمود کہ مدبرت بر ہمہ اشیا کہ ہر یکی را یک طبعیست و این بتدبیر خویش بر طبع ہر یک غالب آید چنانکہ طبع آب آنست کہ ہر کہ برو آید آن را غرق کند و ہر کہ بر آتش آید آن را بسوزد و تیغ ببرد و این کشتی سازد و برو نشیند و دراز کشیدہ

بلکہ رود کہ از تدبیر خویش بر آن طبع آب غالب آمد و باد کسی را فرمان بردار نشود و این بادبان بستہ و باد را کار فرمود کہ کشتی را بلکہ۔ بر بشنو بشنو کہ ذات صورت وہمی قایم است بر ذات و ہم کنندہ و صفات وے بصفات وہم کنندہ چنانچہ ذات عکس بر ذات شخص قایم ست و صفات آن بر صفات شخص قایم ست پس قوت ذات وہم کنندہ کہ ذات صورت وہمی را برداشتہ است آن را روح اقدس و امر حق خوانند، این قوت را بتعلق قوت علم عقل کل نامید کہ اول ما خلق اللہ عقلی فرمود چنانچہ ذات مطلق را بعلم حضوری وحدت خوانند و عقل کل را سہ معرفت کرامت گردانید۔ اول معرفت خود دوم معرفت حق سبحانہٗ تعالیٰ۔ سوم معرفت احتیاج او بحق تعالیٰ و از ہر معنی و معرفتی چیزی در وجود آمد از معرفت حق تعالیٰ عقلی دیگر پیدا شد و آن معرفت خود نفسی پیدا شد کہ نفس کل نامید و از معرفت احتیاج از حق تعالیٰ جسمی پیدا شد کہ جسم کل نامید و از ہر معنی و معرفتی چیزی در وجود آمد ازین قوت طبیعت کل پیدا شد و قوت مادہ را کہ صورت قبول میکند آن را ہیولیٰ میگویند و عقل دوم را ہمین معرفت پیدا شد از آن معرفت او ہم بدین طریق عقلی دیگر و جسمی دیگر ہمین طور نہ مرتبہ باشد تا آنکہ نہ عقل کل آن را عشر عقول نام نہاد نہ نفس و نہ جسم پیدا شد و آن نہ جسم نہ اجسام فلک اند و نہ نفس نفوس فلکی اند و نہ عقل عقول فلکی۔ پس ہر فلک را عقلی و نفسی و جسمی باشد و قوت تفاوت مرتبی ہر فلک را شکل کل نامید۔ فلک اول را عرش و فلک اطلس و فلک الافلاک و جسم کل خوانند و دوم را کرسی و فلک البروج و فلک ثوابت۔ و سوم را فلک مشتری و مریخ و شمس و زہرہ و عطارد و قمر و عقل فلک قمر را فعال خوانند و نفس اورا واہب الصور گویند و نفس صورت انسان را نفس ناطقہ خوانند کہ من عرف نفسہ اشارت بدوست، پس عقل کل و نفس کل مظہر ذات و مظہر اسماست و طبیعت کل و جوہر ہبا کہ ہیولاست و شکل کل این شش را حضرت ارواح و عالم ملکوت گویند کہ روح انسانی کبیر ست و عالم لطیف ست و عالم کثیف آن عالم اجسام از محیط عرش تا مرکز خاک و آن عالم اجسام بر دو قسم ست لطیف و کثیف، جسم لطیف آن مرتبۂ مثال اسماست و عرش مرتبہ مثال ارواح و کرسی مرتبۂ مثال اشباح این را حضرت مثال مطلق گویند کہ دل انسان کبیر ست و آن دایرہ ایست از نقطہ کہ مرکز آن قلب انسان کامل است۔ ؎

یکی نفس و یکی روح و یکی دل ولیکن ہست ہر یک حرف مشکل

و جسم کثیف از کرۂ آتش تا بمرکز خاک و از تاثیرات کواکب و از امتزاج عناصر موالید پیدا شد کہ چون از امتزاج آب و خاک و از تاثیر آفتاب کہ گرمیست صورت غلولہ یا خشت جامد گشت چون معادن و نبات و حیوان کہ جسم مرکب اند و بعد ازین مجموع الانسان کامل پیدا شد کہ بہ لسان و مرتبہ گوید ؎

ارواح قدس چیست نمودار عینم اشباح انس چیست نگہدار پیکرم

بشنو بشنو که برزخ اول وحدتست که میان احدیت و واحدیت آمد و برزخ دوم الٰہیت که میان ظاہر وجود وظاہر علم آمد و برزخ سوم روح که عالم غیب و عالم شہادت آمد و برزخ چہارم عرش که جسم لطیف ست۔ میان عالم لطیف و جسم کثیف آمد و برزخ پنجم کرہ ہای عناصر که میان جسم لطیف که عالم علویست۔ میان جسم مرکب که عالم سفلیست آمد و برزخ ششم مرجان که میان جماد و نبات آمد و برزخ ہفتم درخت خرما که میان نبات وحیوان آمد و برزخ ہشتم میمون که میان حیوان و انسان آمد[1] و برزخ نہم دل انسان که میان روح وجسم آمد بشنو بشنو که روح مجرد را بتعلق جسم کامل که بصورت انسان ست نفس ناطقہ خوانند که من میگوید و آن را در جسم ناقص که حیوان ست نفس حیوانی گویند و در صورت نباتی نفس نباتی گویند و در صورت جمادی نفس طبعی گویند پس در قوت روح مجرد عالم ارواح است۔

(۴) مقصد و مقصود کے تعلق کی وضاحت کے لئے شرح کے دوران میں حکایتیں بھی بیان کی ہیں۔ مثلاً سے

تو کچھ کہتیں آوے دھات بہت فائدیکی ہے بات

این راز دل پیش تو ۔بیرون نہم که فائدہ تمام دارد و یافتن این مقصد و مقصود بالکلی ست۔ بشنو ہر یک دین خود را راست دانستہ برو مستقیم اند و در راہ و روش یکدیگر اختلافی تمام دارند۔ یکی طالب صادق بود او خواست که آن راہ راست را اختیار کنم که از او بمقصد خود رسم۔ تامل کرد که اگر کسی ہوس جنگ آوری دارد بسپاہی سخن مشورت بہ پرسد و اگر تجارت خواہد بہ تجار و اگر زراعت خواہد بمزارع و این طلب حق ست والبتہ طالبان حق را می باید بپرسید و در ظاہر طالب آنست که لباس اول خود را تغیر داد که سپاہی بود فقیر شد و زنار دار بود جوگی گشت و بقال بود راہب شد و طالب خواست که ہرکہ تارک مطلق باشد اول او را باید پرسید بتعظیم تمام نزد جوگی آمدہ گفت که اگر یافتن مقصد با خاکستر موقوف است این جامہ نزد من قدری ندارد۔ زود بسوزانم و خاکستر بمالم یا ز چیزی دیگر است۔ او جواب داد که موجب خاکستر آنست که بہرہ پوشیدن احتیاج نباشد و رزق علی اللہ ست۔ اما یافتنی مقصد گفتہ اند که از سخن مرشد آن قوی آورد مضمونش حقیقت آدم که در دم خود صد غم ست آن را شناختہ با او مشغول باش۔ پس ازین سخن دل اطمینان نشد خواست که آنکہ بالیشان ضد دانستہ شد آنہا را پرسم زنار دار آن را ضد ایشان یافت که اینہا ہر روز خاکستری میمالند و آن ہا ہر روز غسل میکنند۔ ازان پرسید که یافتن مقصد ہمین غسل ست یا چیزی دیگر۔ ایشان جواب دادند که موجب غسل اینست که اگر شغل قرار نہ گیرد یکی علاج اینست که غسل کردہ ہیچکس سخن نہ گوید و مشغول باشد۔ ازین علاج شغل قرار گیرد و

---

[1] ڈارون کا مسئلۂ ارتقاے انسان کی اہمیت اس بیان کی روشنی میں ظاہر ہے کچھ نہیں رہتی۔

خطرۂ غیر درمیان حائل نہ گردد۔ از آن جہت آن غسل اختیار کردیم۔ اما در کتابہای من خبر ست کہ حق (و) عالم چنان نسبتی دارند کہ چون سخن در معنی عین معنی ست منی در سخن عین سخن ست۔ از قول ایشان نیز در دل طالب اطمینان نشد وبشنوکہ علاج دیگر آنست کہ سہ مرتبہ پی در پی دم محبوس کند و بعدہ بر عادت خود گذاشتہ شغل کند ہم خطرۂ غیر نگذرد و دیگر اگر قہوہ خوردہ سخن نگفتہ شغل کند خطرۂ غیر نگذرد و دیگر اگر چیزی مسکر خوردہ شغل کند بروز تمام می برد۔ از آن جہت نزد مسلم و کافر حرام شد و ہر کسی راکہ دل در قید ست کہ بغیر حق بجای دیگر نخواہد رفت۔ آنہا غیر معتقد مباش کہ بہر علاج می خورند۔ پس جوگی دم اختیار کرد و زناردار غسل و اہل شرع دیدکہ ہر روز غسل کردن طبع ہر یک تحمل نہ کند و ہر روز دم گرفتن نیز دماغ و بینائی چشم را زیان دارد۔ فرمود کہ وضو کردہ و سخن نگفتہ در دوگانہ تحیۃ الوضو ہر کہ مشغول باشد او را چندان ثوابست۔ آن طالب نزد اہل اسلام آمدہ پرسید کہ یافتن حق ہمین کلمہ و نماز و روزہ (و) حج و زکوٰۃ ست یا چیز دیگری است۔ ایشان جواب دادند کہ اگر احکام شرع واضح ادا نمایم قدرت مدرکہ تو مطلع نخواہد شد۔ چنانچہ باغبان تخمی در زمین پنہان ساخت و برو آب انداختہ بینندہ یقین دانست کہ ہمہ شئے ازین عمل خراب گردد و باغبان درین فن عالم بود۔ اما او را چگونہ تفہیم کند کہ شاخ و برگ و شگوفہ این این طرز برآید اگر چہ خود یقینی دارد کہ فردا ازین تخم گل صد برگ ما را نہال خواہد کرد ولیکن او را یقین نشود مگر بہ تجربہ کہ در نوبہار قیادت ازین سجدۂ خاک گل ہای جزا بشگفد و اگر اکنون تفصیل احکام شرع میخواہی حضرت شیخ محی الدین ابن عربی در فتوحات مکی میان جلد فرائض واضح فرمودہ است مطالعہ کن۔ اما دریافتن حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم چیزی دیگر فرمودہ است کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ این مقصد و مقصود است۔

(۵) امواج خوبی سیدھی سادی مگر پرزور نثر کا اچھا نمونہ ہے۔ شرح مطالب اور نوعیت مفہوم کے لحاظ سے جہاں تہاں نئی تشبیہوں اور پرلطف عبارت آرائی سے بھی کام لیا گیا ہے۔ مثلاً

(ا) نئی تشبیہ (پراگندگی سپاہ) سے

یون بھرائے تری بہلائے کر برباد اڈا لے جائے

وقتیکہ لشکر غنیم شہریان را چون بغوغای صاعقہ ابر باران ہجوم ساختہ و فوجہا ہر طرف آراستہ در مصاف آیند و این وقتیکہ بادپیمائی مہمیز کردہ بر آن قلب سپاہ زند ہمہ را چنان برد کہ چون میغ از غلبۂ باد برباد میشود و ہر یک اینچنین پراگندہ گردد کہ ... ہیچکس بہ ہیچ یک نہ پیوندد چنانچہ شعر از شاعران ناموزون کہ جائی وزن رفت و جائی قافیہ رفت و جائی مضمون رفت و جائی عبارت رفت۔ وغیرہ

(ب) پرلطف عبارت آرائی سے

کیتک بول مہرمن آن کہیا ملاوین ہم اسس نان

چند کسان از دلسوزی عاشق مستہام مہربانی تمام آوردہ خواستند کہ بنات النعش دار جدا گردگانرا بہر طور ثریا وش جمع سازند۔ وغیرہ

(۶) جابجا کلام پاک ، احادیث ، اقوال ائمہ و بزرگان دین مثلاً حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی کرم اللہ وجہہ و تصوف کی عظیم کتابوں مثلاً فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ ، سکندر نامہ ، بیسر نامہ وغیرہ کے حوالے ملتے ہیں۔

(۷) مختلف شعرائے کرام کے اشعار سے بھی شرح میں مدد لی ہے۔ مثلاً

(ا) حافظ کے شعر سے

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند — آنچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم
کمال فہم سخن نیست در گدا طبعان — سخن درست تعلق بگوش سہ دارد
تاریک خاطران ہمہ در اوج دولتند — ای روشنئ طبع تو بر من بلا شدی — وغیرہ

(ب) نظامی گنجوی سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ہست کلید در گنج حکیم — وغیرہ

(ج) شاہ نعمت اللہ ولی سے

صورت و معنی و قبا و پوست — عالمی از میانہ خوش برخاست — وغیرہ

(د) صائب سے

ہیچ کاری گرچہ صائب خوب نیست — بی تأمل آستین افشاندن از دنیا خوش است — وغیرہ

(ھ) جلال الدین رومی سے

کیست مرد اسماء خلاق ودود — کان بود فاعل در اطوار وجود
چیست زن اعیان جملہ ممکنات — منفعل گشتہ ز اسماء و صفات — وغیرہ

(و) خوب محمد نے خود اپنے کلام سے بھی مدد لی ہے سے

خلوت ہمہ در مجلس رونق باشم — یعنی یہ تقیدات مطلق باشم
در کسوت ما خوب محمد عین است — پس من رآنی نقد رای الحق باشم — وغیرہ

(ز) جامی سے

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز — کبوتر با کبوتر باز با باز — وغیرہ

(۸) عربی شعر سے

(۱) انی و ان کنت ابن آدم صورتہ — فلی فیہ معنی شاھد بابوتی

(ب) واصبحنا ولم تعلم واسینا ولم ندری　　اما حمار خاف اللہ قندت الناس بالکوی

(ج) غالباً امام اعظم کا شعر ہے ؎

صرفت العمر فی لعب ولـهو　　فآها ثم آها ثم آها　　وغیرہ

(۹) فارسی عبارت میں ہندی الفاظ کا استعمال:

(ا) جوگی

(اوپر نمبر ۳ میں) ... سپاہی بود فقیر شد و زنار دار بود جوگی گشت ...

(ب) سوالاکھ پربت

باز بشنو کہ در کوہسار قاف کہ سوالاکھ پربت اند آنجا ...　　وغیرہ

(۱۰) قدیم گجری زبان کا لغت مرتب کرنے کے سلسلے میں امواج خوبی سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ خوب ترنگ کی فرہنگ مرتب کرتے ہوئے مجھے اس سے کافی استعانت ہوئی ہے۔

(۱۱) مسئلۂ وحدت الوجود کو دوران شرح میں بڑی خوبیوں کے ساتھ بیان کیا ہے — اور بڑی وضاحت کے ساتھ۔

(۱۲) خوب محمد چلہ کشی کے قائل ہیں: ؎

یہ سب کثرت کا ہے کام　　کثرت تھیں سب ہوئے تمام

این ہمہ کار بکثرت است از ورزش نتیجہ دہد و اگر یک رکعت بلا ناغہ چہل روز ادا کند البتہ مقصود حاصل گردد — ترتیب اینست ... در اربعین ولی شود۔[۱]

(۱۳) بعض جگہ خوب محمد نہ صرف اپنے آپ سے خطاب کر اٹھتے ہیں بلکہ مثالاً اپنے آپ کو بھی پیش کر دیتے ہیں۔ مثلاً ؎ (مرتبہ جسم)

رایت ربی کہیا جا نہ　　دیکھ سو احسن صورت ما نہ

وقال علیہ السلام رأیت ربی فی احسن صورت۔ ہاں اے خوب بیا آن جمیل علی الاطلاق در قید صورت احسن و در مرأت آئینہ چنین مطالع کن۔ ؎

در شکل بتان رہزن عشاق حق ست　　لا بلکہ عیان در ہمہ آفاق حق ست

اور بعد کے شعر کی شرح کرتے ہوئے اپنی مثال بھی دے دیتے ہیں۔ ؎

جو سا سو جیوں آرسی ہوے　　اس کا حکم حکم ہے سوے

---

[۱] ص ۲۸۷-۲۸۸

جسم چنانچہ آئینہ است کہ ہر حکم کہ آئینہ دارد جسم ہمان حکم دارد کہ در جسم خوب وجود بصورت احسن نماید و دور جسم فرس وطاؤس وجود بصورت فرس وطاؤس در نظر آید۔ وغیرہ

رسالہ حفظ مراتب

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے اور رسالہ معارف کے سائز پر کوئی ڈیڑھ سو صفحوں پر پھیلا ہوا ہے۔ رسالہ کی حمد میں ارشاد ہوتا ہے:

حمد مطلق سزای ذاتی راکہ او بحفظ مراتب ایجاد عالم کرد در اژدحام کثرت اعتباری و وجودی ذات او فرد (یعنی حمد مطلق اس ذات کو سزاوار ہے جس نے حفظ مراتب کے ساتھ عالم کو پیدا کیا اور جس کی ذات اژدحام کثرت اعتباری و وجودی میں فرد ہے۔)

لیکن خود یہ حفظ مراتب کیا ہے؟ اس کے جواب اور رسالہ کی افادیت کے پیش نظر خوب محمد نے تقریباً تین صفحے میں حفظ مراتب کو مجمل طور پر بیان کیا ہے۔ اس کی تفصیل خوب ترنگ اور امواج خوبی ہیں۔ علاوہ برین اس اجمال کی تفصیل خود اس رسالہ میں بہ تمام صراحت موجود ہے۔ رسالہ "کلام بزرگان" پر مشتمل ہے اور اس کی تحریر کا یہ سبب ہے کہ بعض طالبان حق نے مراتب وجود میں بعض محل اعتراض دکھائے اور یوں غلطی کی چنانچہ خود کہتے ہیں:

... اما بعد کلمہ چند تالیف از بزرگان در حفظ مراتب بدان تقریب از خوب محمد چشتی صادر شد کہ طالبان حق در مراتب وجود بہ بعض محل اعتراض نمودند۔ در جواب آن بیت ... (شعر صاف نہیں ہے) ... وشنیدہ ام مصراع کہ

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

پس این رسالہ را حفظ مراتب نام نہادم چراکہ مستمع را باید کہ بانصاف کوشد نہ آنکہ باعتقاد خود در خروشد از جہت آن طبع خود را منصف کردہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل گفتہ ..."

اور مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"... روح را جسم نباید گفت وجسم را مثال نباید گفت وہمچنان حقیقت محمدی کہ وحدت است آن را عقل کل نباید گفت وعبودیت را الوہیت نباید گفت چراکہ عقل کل وعبودیت مخلوق اند و وحدت الوہیت غیر مخلوق اند ..."

خوب محمد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "ہر امر کی وجہ اور شرح بیان کرنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ "حمد مطلق سزای ذاتی" کی توجیہہ تندرست اور لاغر گھوڑے کی تصویر کی تمثیل کے ذریعے مقدمہ میں بیان کرتے ہیں:

" فہم کن مراد حمد مطلق سزای ذاتی را بہ تمثیلی شرح دہم چنانچہ مصور یک اسپی خنگ وپہن تنی تصویر کرد۔ اگر کسی

این اسپ را وصف کند عین صفت مصور است۔ پس ہر کہ را صفت کنند آن صفت حق است د ہمان مصور بطرح دیگر یک اسپی لاغر بی نہایت تصویر کرد۔ این را بد میگویند بہ نسبت آن تازی۔ و لی وقتیکہ در لاغری بینند نادر گویند و اگر عجب و نادر گفتہ وصف کنند آن زمان عین صفت حق است۔ پس حمد مطلق سزای ذاتی راشد کہ سوی او اشارتست لا احصی ثناء علیك وكيف كل ثناء يعود اليك کہ او بحفظ مراتب عالم ایجاد کرد ... "

خوب نے اسے ۱۰۰۹ھ میں ۷ محرم کو لکھا تھا:

بوقت ضحا فی یوم الاربع در تاریخ ہفتم از شہر محرم الحرام سنہ ہزار و نہ (۱۰۰۹ھ) بیانش واضح نمودم۔

تاریخ

خوب محمد کہ چو تاریخ سال — می شمرد از تو عدد یاحفیظ
حفظ مراتب کہ ز وی صادر است — حفظ کنش باش مدد یاحفیظ

تاریخ کا کنایہ اور ایک جگہ پایا جاتا ہے:

" ... اگر کسی خواہد کہ در سنہ ہزار و نہ ماہ ذی الحجہ مورخہ یازدہم آفتاب در کدام برج است ..." عدم حفظ مراتب کی صورت اور اس سے متعلق چند مثالیں بقول خوب محمد یہ ہیں:

ایک قابلیت اور ایک نسبت کو اصل نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اصل جمیع قابلیات یعنی حقیقت محمدی و وحدت و تعین اول تجلی وحدت ہے جیسا کہ صاحب فصوص فرماتے ہیں:

ان قلت بالتنزيه كنت محمدا — ان قلت با تشبيه كنت معددا
ان قلت با لاحرين كنت مددا — وكنت اماما فى المعارف سيدا

اور صاحب جہان نما وحدت کو اصل جمیع قابلیات ٹھہراتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ " چہ احدیت و واحدیت کہ منتسبین اند ظاہر نمیشوند الا بہ نسبتی۔"

چنانچہ منتسبین ہی کو اصل کہنا حفظ مراتب سے دوری ہے۔ چنانچہ صاحب گلشن راز فرماتے ہیں:

ز یک چشمیست ادراکات تنزیہہ — ز نابینائی آمد راہ تشبیہ

کیونکہ اس کا انحصار تنزیہ پر نہیں ہے پھر تشبیہ پر کیوں کر کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملحد ناسمجھی کی بنا پر عالم کو خدا کہتا ہے یا ایک کامل سکر کی بنا پر شطحیات پر اتر آیا۔

کہ انا الحق یا سبحانی ما اعظم شانی باهل فی الدارین غیری یا لیس فی جبتی سوی الله

یہ سب حفظ مراتب میں تغلیط کے برابر ہے۔ اسی طرح کسی عالم کا درجہ اجتہاد پر پہنچ کر یہ کہنا کہ میں ان مراتب میں تقدیم و تاخیر محسوس کرتا ہوں کہ المجتهد يخطى ويصيب یا پھر نبیوں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح (تارہ

چاند اور سورج کو) ھٰذا ربّی کہنا بھی روا نہیں ہے۔ حالانکہ انہیں صاحب ملت کہا گیا ہے۔

چنانچہ غالباً یہ دیکھتے ہوئے کہ انسان چاہے عامی ہو یا عالم، کافر ہو یا مسلمان، صوفی کامل ہو یا نبی حفظ مراتب کو بعض اوقات باقی نہیں رکھتا۔ خوب محمد نے اگلے صفحات میں سوال و جواب کی صورت میں تمثیلات اور شکلوں سے مدد لیتے ہوئے حفظ مراتب کو بڑی ہی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کی تصدیق رسالہ عقیدۂ صوفیہ میں اس طرح کی ہے:

"اینجا حضرات خمس را من پیش تو مختصر گفتہ ام۔ در کتاب امواج خوبی و در کتاب حفظ مراتب در آن ہر دو کتاب یک بہ یک بتمثیلات واضح کردہ ام۔"

شاید اسی توضیح کی بنا پر رسالہ حفظ مراتب کو کتاب حفظ مراتب کہا ہے۔ خود حفظ مراتب میں اس تفصیل کا ایک جگہ وعدہ بھی کرتے ہیں۔ " این حضرات خمس را من پیش تو مختصر گفتہ ام۔ بیشتر بہ تفصیل خواہم گفت و یک بہ یک را بہ تمثیلات مبین اظہار خواہم نمود۔"

سوالات میں اکثر و بیشتر اپنے آپ سے خطاب کرتے ہیں:

(۱) ای خوب اگر کسی سوال کند کہ واجب الوجود ...

(۲) ای خوب اگر کسی سوال کند کہ صفات تعالیٰ ...

(۳) ای خوب اگر کسی سوال کند کہ واجب الوجود در وجود خود ... وغیرہ

کہیں کہیں جوابات میں بھی اپنے آپ کو مخاطب ٹھہراتے ہیں:

(۱) ای خوب اسم سیوم الباطن استعداد خاص دارد ...

(۲) ای خوب اسم چہارم الآخر رب جوہر صباست کہ ...

(۳) ای خوب اسم ہفتم المحیط رب عرش عظیم و عرش جمیع عالم علوی و سفلی را محیط است ...

(۴) ای خوب اسم ہشتم الشکور رب کرسی است ... وغیرہ

اسم ہشتم تا ہفدہم کی توضیح اور صفات دکھاتے ہوئے علم الفلکیات کا مختصر سا ذکر کیا ہے۔ تمام ستاروں کے اثرات سے بحث کی ہے اور ان کے اثرات اور وقت کے لحاظ سے کام کے ہاتھ اس کا انجام بھی بتایا ہے۔ ان کے نزدیک دنیا کی کوئی بات ستاروں کے اثر سے خالی نہیں ہے۔ اس ضمن میں خوب محمد نے مسلمان یا عرب و ایران کے منجموں کے علاوہ "منجمان ہندی" کے خیالات بھی پیش کئے ہیں۔ مثلاً اسم دہم المقتدر رب فلک منازل کے بیان میں ان کی نو منزلیں نہ گنائی ہیں:

(۱) پکھرادا، سرون اترا، بھالکنی اترا، بھدرپت اترا، اکھادا، سبتھکھا، راہنی اور دھنشتا۔

(۲) جیشٹا، پراس، ہست، اسونی، مدکسر، دیوتی، اترادہا، سوانتھ اور چترا
(۳) مول، کرنکا مگھا ایساکھا بھرتے
سبیکھا بوریا بھا لگنے
بوریا اکھارا بوریا بھدرپت
یہ صورتیں مختلف امور کے سبب بیان ہوئی ہیں۔ مثلاً نمبر تین کے لئے کہتے ہیں:
این سہ منزل نظر فرود آرند۔ چاہ کندن و خزانہ در زمین نہادن و حوض کردن نیک است۔
دنوں کے اعتبار سے سات منزلیں حسب ذیل بیان کی ہیں:
"یکشنبہ۔ مگھا، دوشنبہ ایساکھا، سہ شنبہ ادرا، چہارشنبہ مول، پنجشنبہ کرنکا، جمعہ۔ اونہی اور شنبہ۔ ہست۔ درین ہفت منازل جم کھت جوگ گویند۔" اور "ہیچ کاری نباید کرد۔"
دوران بیان میں "نجوم ہندی" کی گھڑی، پل، نکھتر، نہاری اور پنوتی وغیرہ اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔ پنوتی (پَنَوْتی) کو علاقۂ بمبئی میں نحوست کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔
بائیسویں نام العزیز (رب جماد) کی شرح کرتے ہوئے خوب محمد نے مختلف جمادات کے نام بتائے، ان کی کیفیت اور خصوصیات بتاتے ہوئے فوائد کا بھی ذکر کیا ہے، مگر یہ فوائد مشروط ہیں۔ ساعتوں کے لحاظ سے ان جمادات کے استعمال میں زور دیا ہے۔ فصلوں کے اعتبار سے ضروری ادویہ، غذا اور پرہیز بھی بتایا ہے۔ ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں:
" وقتیکہ نصف آخر ساون و تمام بھادوں و نیم اول آسو خواہد شد این ایام را سردہ میگویند۔ درین فصل تلخہ راجاست و پردھان باد۔ درین روزہا ہلیلہ با نبات مصری بخورد و خوردنی این فصل شیر گاؤ و نیشکر و برنج و ہینگ و کمود و آب حوض و در شعاع ماہتاب خواب کند تا چہار گھڑی و صندل مالد و گل پیل استعمال کند و جماع کند و روغن گاؤمیش اندک نوشد و خرما تر و خشک خورد و نبات یا دال نخورد وانبہ پختہ خود و راکھ الاجی (الائچی؟) و ترش انار و ترنج و ادرک و نیبو۔ بشنو پرہیز این فصل از جغرات و کنجد و روغن کنجد را نہ خورد و نہ اندام مالد و جوز ہندی و کیری۔"
ممکن ہے "روغن کنجد را نہ خورد" پر بعض کے ہاں استعجابی کیفیت پیدا ہو جائے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ بمبئی علاقے میں تل کے تیل کا استعمال کھانا پکانے میں عام ہے جیسے شمالی ہندوستان میں سرسوں کا تیل۔ اسے مقامی اصطلاح میں میٹھا تیل کہتے ہیں۔
مختلف دھاتوں اور قیمتی پتھروں کے سلسلے میں کہتے ہیں کہ۔

چون بخار در زمین محبوس باشد و بر صفت اختلاط مختلف که کم و کیف است چون درازی و کوتاہی و سردی وگرمی ہنوز تمام نرسیده باشد ازان اجسام ارضیه گویند اگر بخار غالب آید بر دخان ازان اجسام تولد شود لیثم و بلور و زیبق و درصاص و سرب و دیگر جواہر که شفاف اند و اگر دخان غالب باشد ازان تولد شود نمک که آن را کیس و پھٹکری گویند و کبریت و نوشادر و پس از اختلاط این اشیا بعض به بعضی تولد شود. اجسام ارضیه مثل زر و نقره و درصاص و سرب و حدید و نحاس و خاصیتی این اجساد سبعه از زیبق و کبریت اند که این ہر دو ثابت شده اند...."

اس کے بعد زیبق، نوشادر، گوگرو، زرنیخ، سرب، قلعی، آہن، زر، مس، خارصینی اور نقره کی اجزائے ترکیبی اور خصائص منظوم (فارسی) طور پر بیان کئے ہیں۔ یہ نظمیں خود خوب محمد کی ہیں۔ ان نظموں کے بعد ارواح کانی عقارہا ے مختلف اور تصعید کے علاج کے طریقے بھی فارسی نظم میں بتائے ہیں۔ دوسری نظموں کی سرخیاں حسب ذیل ہیں:

صفت نوشادر، صفت گوگرو و زرنیخ، کیفیت کشیدن جوہر از گوگرو و زرنیخ، معرفت زاک یعنی کیس و پھٹکری، صفت املاح، معرفت پدیدان آمدن اجحاز، تکلیس اور تشمیع۔

چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اکابر صوفیہ کی کتابوں کے علاوہ خوب محمد کو نجوم و طب اور عطاری پر بھی عبور تھا۔

ان علوم پر بغیر استاد کے عمل کرنا بقول خوب محمد نادانی ہے۔ تاہم شغل حق سب پر افضل ہے اور لطف یہ کہ صاحب دل ہو جانے سے تمام دقتیں خود بخود حل ہو جاتی ہیں:

مثنوی

دلی ہرگز مکن دانا جز استاد	زمن این یک سخن را یاد کن یاد
ترا آن لحظہ باشد کار نیکو	که کرد و شغل حق بیخود شوی تو
وگرنہ بیہدہ چندین مبر رنج	که زیر این طلسم آمد ہمہ گنج
اگر خواہی شوم زین طرح مقبول	ضمیر خود شناس و باش مشغول

مبادا از شنیدن کارسازی	بنادانی ہمہ کس خورد بازی
از ان دور سخن این قدر آیم	که راه مکس کردن را نمایم

مزاج ہر یکی دانی درین راه	زنیک و بد ازیشان باشی آگاه
ولیکن تا نہ بینی پیش استاد	ہمہ ترکیب کردن بست بر باد

مگر در ہر عمل چندین غلطہاست | بغیر از اولیا ہرگز نشد راست
درین نسخہ اگر چہ نقص آرد | ولی این علم ہم یک فضل دارد
بدین ہنجار ہر کس علم داند | اگر باشد دلی کردن تواند
چو صاحب دل شوی گردد ہمہ حل | درین فن ہست خوب این خبر اول

بعض الفاظ کی فرہنگ بھی خوب محمد نے دی ہے۔ قدامت کے ساتھ ہم معنی انگریزی الفاظ کے استعمال کے سبب اس فرہنگ کی اہمیت بے حد بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اس فرہنگ کو میں انہیں کے الفاظ میں دہرا دینا بہت ضروری سمجھتا ہوں:

"فرہنگ این لفظہا ــ سنگ دھنج کہ از وسیلو میشود و سنگ مغنیسیا (MAGNESIA) یعنی ترتری کہ آنرا ہندوی کانہ میگویند و سنگ روص کہ از جبل برآید۔ آنرا در ہندی بت میگویند۔ و سنجار یعنی ساجی و سنگ سارقشنیسیا (SARCACIA ?) یعنی سون مکھی ... و بورق یعنی چو کھار و طلق ابرکھ را گویند ... تسقیہ یعنی پت دادن و تکلس بھوکہ (برادہ) کردن مثل آرد ... و تذب (؟) یعنی گداز از پھنکنا۔ الحدید یعنی کاٹھ فولاد و زاک یعنی کسیس و شب یمانی یعنی پھٹکری و سنگ گچ کہ از و چونہ (چونا) سازند و مازون یعنی مائن پھل ... تقیطہ یعنی چکا بندی ... زاک قلقند مور تھوتھہ و ابلوط یعنی ابلوت و خارصینی یعنی سنگ بصری گویند کہ ازو کھابریہ سازند و ازو ...... کوگرو زرد صاف یعنی گندھک اصل سادا و ... بی سنگ یعنی منسل کر... خردل یعنی رائی و فل یعنی سرکہ ... سنج یعنی سندور ... رنگ فریسہ یعنی نیل کتھ (کتھا) لعل آب یعنی بوٹی (؟؟) زرنیخ و سیاہی را در لعل آب آمیزند سوسنی (سومی ؟) شود و زرنیخ را در زعفران آمیزند نارنجی شود ...

(خالی جگہوں میں ایک آدھ ہی ایسے لفظوں کی جگہ خالی ہے کہ جو پڑھے نہیں گئے ہیں۔ بقیہ خالی جگہیں ان فرہنگوں کی ہیں جن میں انگریزی یا ہندی کا کوئی لفظ نہیں تھا۔)

انسان کا تعلق "جامع" سے ہے یعنی جامع (۲۷ واں نام) رب انسان ہے۔

۲۸ واں نام رفیع الدرجات یعنی رب خلیفۃ اللہ ہے اور اسموں کا بیان اسی پر ختم ہے۔ اس کے بعد نبوت، خلافت وغیرہ کا بیان ہے۔

رسالہ کے آخر میں یہ جملے ملتے ہیں:

"تمام شد رسالۂ حفظ مراتب کہ مقدمۂ شرح جام جہان نماست و آن شرح مسماست بشراب جام از تصنیف خوب محمد چشتی ..."

اس اقتباس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شرح جام جہان نما یعنی رسالۂ شراب جام اس کے بعد لکھا گیا

ہوگا۔ مگر حقیقت حال برعکس ہے۔ شراب جام کی تاریخ ارقام ۹۷۴ھ ہے۔ غالباً مقدمہ لکھنے کا خیال بعد میں آیا ہوگا۔ ویسے بعد کے ناقلین نے پہلے حفظ مراتب اور اس کے بعد رسالہ شراب جام کو نقل کیا ہے۔

اس رسالہ کے دو نسخے پیر محمد شاہ لائبریری (احمد آباد) میں موجود ہیں اور ایک نسخے کے اختتام پر یہ عبارت درج ہے:

تمت الکتاب ھذا رسالہ فی وقت ظہر یوم الخمیس بتاریخ شانزدہم معظم الکرام ماہ رمضان ۱۰۱۴ھ بخط ملا مدد ولد شیر محمد در امدآباد نوشتہ شد۔

بحضور

یہ تاریخ تحریر میرے نزدیک اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ انہیں ملا مدد ولد شیر محمد کا لکھا ہوا امواج خوبی کا ایک نسخہ پیر محمد شاہ لائبریری میں موجود ہے اور اس پر سنہ محض اس طرح درج ہے ۱۴ سنہ ا ھ۔ ظاہر ہے کہ یہ ۱۰۱۴ سنہ ھ ہی ہو سکتا ہے کچھ اور نہیں۔

حفظ مراتب کے ماخذ

خوب محمد نے رسالہ کی ابتدا میں لکھا ہے کہ یہ رسالہ بزرگوں کے کلام پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اس کے ماخذات کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱) قرآن و احادیث و اقوال بزرگان دین مثل ابوبکرؓ وغیرہ

(۲) فصوص الحکم از شیخ محی الدین ابن عربیؒ

(۳) گلشن راز از شبستری

(۴) جام جہاں نما از شیخ مغربی

(۵) نقد النصوص } از جامی
(۶) شرح رباعیات } از جامی
(۷) لوائح } از جامی
(۸) شرح لمعات } از جامی

(۹) نعمت اللہ (ولی) کا کلام۔ ان کی ایک طویل غزل دی ہے ؎

یاد گیر این گفتہ ہای نعمت اللہ یاد گیر   تا ترا امروز پند و مونس فردا بود

(۱۰) اور تصوف و نجوم و طب پر دوسری کتابیں۔

نوٹ: نجوم اور طب وغیرہ کی باتیں کرتے ہوئے خوب محمد نے کسی کتاب کا حوالہ درج نہیں کیا ہے۔ اس

سے نتیجہ نکالنا کہ خوب محمد کو ان علوم پر بھی مہارت حاصل تھی کچھ غلط نہ ہوگا۔

رسالہ عقیدۂ صوفیہ

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے۔ بعد کے دونوں رسالے: رسالہ خلاصۂ موجودات اور رسالہ صلح کل سے نسبتہً بڑا ہے۔ خوب محمد چشتی کی دوسری تصانیف کے مقابلے میں اسے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ان میں تفحص کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تصوف وحدت الوجود کا تصوف ہے اور اس رسالہ میں انہوں نے اس امر کی طرف شروع ہی سے اشارہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

" بعد از حمد و صلوٰۃ بیان عقیدۂ صوفیہ کہ قایل اند بوحدت وجود ... "

اس میں فصوص (الحکم)، گلشن راز اور جام جہان نما کے حوالے ملتے ہیں۔ رسالہ کے نام کی تصریح اور تاریخ تحریر خوب محمد سے سنئے:

شمار و سال از اعداد اگر کس   بگو خوبی ہزار و سیزدہ بس

(۱۰۱۳ھ)

اس کے بعد کہتے ہیں:

" این رسالہ کہ مسماست بعقیدۂ صوفیہ از خوب محمد چشتی در ایام نوروز سنہ ہزار و سیزدہ در ماہ ذی القعد روز چہارشنبہ مورخا (کذا) دوم بوقت ظہر تجلا شد ... "

آخر میں احکام کی تلقین اور اس تلقین کی اہمیت جتاتے ہوئے کہتے ہیں:

" و این کلام حق است کہ رسول وار بتومی رسانم بہ دلم وارد میشود کہ لہا علی الرسول الا البلاغ بیت

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند   آنچہ استاد ازل گفت بگو میگویم"

عام حالات و خیالات کے پیش نظر انہیں اس "دعوی رسالت" کی اہمیت اور بلندی کا خیال اور غالباً دوسروں کی کج فہمی کا احساس ہوتا ہے کہ وہ "بڑی بات" کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں:

" اگرچہ من زمرتبۂ خود پا برون نہادہ ام مانند چشم کہ در بیغولہ اند ... "

اور آخر میں ایک سچے صوفی کی طرح یوں دعا کے طالب ہوتے ہیں:

" الہی چنانچہ این رسالہ را از قوۃ بفعل آوری ہمچنان قول و فعل من موافق گردان و چنانچہ علم دادہ توفیق عمل بخش۔ الہی اگر دل دادۂ ان را دلبر شو کہ درای تو سوی کس متوجہ نباشد و اگر دلبر شوی آنرا دلدار باش کہ دل بحضوریت تو قرار گیرد ... "

پھر قلب و نظر سے خطاب کرتے ہیں کہ اے دل مراقبۂ محبوب میں قرار حاصل کر اور اے زبان مست بدۂ معشوق

میں دم نہ مار!

ترجمۂ رسالہ عقیدۂ صوفیہ

مقابلۃً رسالہ عقیدۂ صوفیہ کا ترجمہ ضروری ہے کہ اول تو اس کے سلسلے میں یہ کہا ہے کہ جو کچھ دل پر وارد ہوتا ہے اسے تم تک پہنچا دیتا ہوں۔ دوسرے صوفیہ کی طرح ان کا اپنا بھی عقیدہ وحدت وجود ہی کا ہے۔ ترجمہ پانچویں باب میں ملاحظہ ہو۔

رسالہ خلاصۂ موجودات

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے اور بہت ہی مختصر ہے۔ خوب محمد کے تمام رسالوں میں سب سے چھوٹا ہے۔ اگر فولس کیپ پر اوسط خط میں لکھا جائے تو ۲۸ سطریں فی صفحہ کے لحاظ سے تین صفحوں پر آجاتا ہے۔ اس کے مخطوطے پیر محمد شاہ لائبریری (احمد آباد) اور یونیورسٹی لائبریری، بمبئی میں موجود ہیں۔

رسالہ کی ابتدائی سطریں ہی رسالہ کا نام اور طریق تصوف (وحدۃ الوجود) کا پتہ دیتی ہیں:

"حمد موجودی را کہ خلاصۂ موجودات از قوۃ بفعل آورد و مولود او در مرتبہ ظہور فرمود وصلی اللہ علیٰ محمد کہ خلاصۂ موجودات است وعلیٰ آلہ واصحٰبہ وبارك وسلم۔ اما بعد ازین رسالہ کہ مسمّاست بخلاصۂ موجودات و بیانش وجودی کہ موجود است از جہت کنہ ذات حصول شی نیست کہ مجہول الکیفیت است۔ آن را لاتعین و وجود مطلق و ذات بحت و غیب ہویت میگویند کہ ضمیر ھُوَ اشارت بدوست۔"

اس رسالہ میں گلشن راز، نزہت الارواح اور شیخ سعدی کے حوالے علی الترتیب ملتے ہیں۔

خوب محمد نے اس رسالے کی تین تاریخیں کہی ہیں:

زخوب خوب بر آمد سہ جای سال صریح	رسالہ خوب نمودی تو خوب ہر دو ملیح
ہزار و چاردہ اتمام صبح آن سنہ انت	صباح دوازدہم در رجب خمیس صحیح

یعنی خوب نے اس رسالہ کو اپنی وفات (۱۰۲۳ھ) سے کوئی ۹ سال پہلے لکھا تھا۔

رسالہ خلاصۂ موجودات ایک لحاظ سے بڑی اہمیت کا مالک ہے۔ اس کے آخر میں خود خوب محمد کی کہی ہوئی اپنی تاریخ ولادت موجود ہے۔ اس تاریخ کا مادہ بڑا خوبصورت ہے اور اس کا استعمال بہت ہی نادر ہے جس کا اندازہ (مع مادۂ تاریخ کے) اس اقتباس سے بخوبی ہو سکتا ہے:

"پس ہر شئ کہ در موجودات بوجود می آید عین مولود خلاصۂ موجودات است مالانہایت کہ عالم تفصیل او است و او اجمال عالم چنانچہ میوہ در تخم بود و تخم در میوہ نمود۔ درین مقتضا خواستہ ام کہ مولود خود گویم۔ ناگہان در باطن بلا واسطہ وارد شد کہ "خموشی" این ہم مولود خلاصۂ موجودات کہ آن را مولود خویش پنداشتہ۔ بیت

باخموشی در دلم آمد ندا از گوش ہوش	خوب با ہریک مگو تاریخ مولودت خموش
(۹۴۶ھ)

رسالہ صلح کل

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے اور مختصر ہے۔ کتب خانہ پیر محمد شاہ (احمد آباد) اور بمبئی یونیورسٹی لائبریری میں اس کے مخطوطے موجود ہیں۔ اس کی ضخامت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ فولس کیپ پر اوسط خط میں لکھا جائے تو ۲۸ سطر (فی صفحہ) کے لحاظ سے تقریباً ساڑھے پانچ صفحہ پر آسکتا ہے۔

اس رسالہ کے موضوع اور اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں خوب محمد رسالہ کی ابتدا ہی میں خود ہی کہتے ہیں:

حمد جامعی راکہ بجمیع محامد محمد است وصلوٰۃ بر انسان کامل کہ در مرتبہ جامع محمد است۔ چنانچہ صفت جلال و جمال و اسماء الٰہی و کیانی در مرتبۂ ذات صلح کل دارد۔ خوب محمد چشتی کہ مصنف این سطری چند است بدین بیان این رسالہ را بخطاب صلح کل مخاطب کرد۔

اس اقتباس کے ساتھ جب ہم پورے رسالہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اس کا بھی موضوع مسئلۂ وحدت الوجود ہے اور اس کا بیان بھی دوسرے ہم مسلک صوفیائے کرام کے طرز پر ہے۔ وجود مطلق کو بحیثیت ذات پانچ مراتب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ذات مطلق یا وجود مطلق کو خوب محمد غیب ہویت اور ذات لاتعین و مجہول الکیفیت اور احدیت بھی کہتے ہیں۔ اس کے پانچ مراتب جو حضرات خمسہ بھی کہلاتے ہیں حسب ذیل ہیں:

(۱) وحدت (۲) واحدیت (۳) روح (۴) مثال (۵) جسم۔ وحدت کو حقیقت محمدی اور واحدیت کو اعیان ثابتہ سے تعبیر کیا ہے۔ وحدت اور واحدیت مراتب غیب یا غیر مخلوق ہیں۔ روح، مثال اور جسم مراتب کونیہ یا مخلوق ہیں۔ جسم ہی کے ساتھ انسان کا ذکر ملتا ہے جسے خوب محمد الگ درجہ کے طور پر نہیں پیش کرتے۔ حالانکہ دوسرے صوفیہ کے ہاں یہ ایک علیحدہ درجہ ہے۔ تاہم اس کے لئے جو اصطلاح: مرتبۂ جامع، رائج ہے وہ ان کے ہاں موجود ہے۔ مثلاً "صلوٰۃ بر انسان کامل کہ در مرتبہ جامع است۔"

چنانچہ رسالہ صلح کل شروع سے لے کر وحدت الوجود کے مسئلے کو تمام باریکیوں اور نکات کی مجمل تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وضاحت کے لئے پانی، دریا، غربال، آئینہ میں پیشانی وغیرہ کا دیکھنا "لحظہ" کا مجتمع ہو کر سال کی صورت اختیار کر لینا وغیرہ کی مروجہ مثالوں سے مدد لی ہے۔ تصوف اور نعت کی رو سے نبی، ولی، عارف، محقق، محدث، مفسر، کلام اللہ و کلام رسول وغیرہ کے "اختلافات" بڑی عمدگی سے سمجھائے ہیں۔

حضرات خمس کا بیان آئینہ بینی کی مثال خوب محمد نے اس طرح واضح کیا ہے:

بشنو کہ درین دیدن آئینہ مانند مراتب حضرات خمس ظاہر میشوند۔ اول دانستن ذات شخص کہ بینندہ است

آن را وحدت گویند و دوم دیدن و دانستن آن شخص که ذات با جمیع صفات است آن را الوہیت خوانند۔ این ہر دو مراتب غیب اند و غیر مخلوق و سه مراتب که مخلوق اند از آن اول آنست که شخص داننده است که پیشانی دارم و دایم در آن پیشانی چشم بینا است اما گاہی پیشانی را ندیده و باعتبار آئینه ہمان پیشانی دید که بچشم سر دیدن روا نیست اما بمعنی دیگر دران معنی که در نادیدن است بحال خود است که وھو الآن کما کان درین مرتبه ذات نگویند روح نامند و مخلوق از آن گویند که تکرار بازیافت اگر ہزار بار بازیابد در وحدت کثرت نباشد و معنی باز یافتن یکیست و آن روح ابوالارواح است و ہزار بار تفصیل او که ارواح عالم و آدم است و ازان سه مراتب دوم مرتبه عکس که اعضای راست را چپ نماید و چپ را راست از جهت مقابل آن را قلب نامید دور انقلاب او اصل شخص است و حامل تجلی اوست بدین معنی قلب المؤمن عرش الله فرمود و اگر ہزار بار انعکاس شود اما مفہوم عکس یکیست و مکرر تفصیل او بدین تقدیر قلوب عالم و آدم تفصیل قلب محمدیست و ازان مراتب مرتبه سیوم آئینه که درروی آئینه روی راست نماید و بر پشت آئینه مانند سپر دور شمشیر دراز و در آب پای بپای چسپان و سرنگون در نظر آید پس اختلاف صورت از آئینه است و ہستی صورت از شخص ہمچنان وجود در صغر بخاک بازی کند و در جوانی عشقبازی و جنگ آوری و در پیری عاجزی و بیچارگی پس آئینه آنست که باعتبار قابلیت خود ہستی بیننده بنماید اگر ہزار بار بتفاوت قابلیت بنماید اما مفہوم نمودن یکیست و ہزار بار مکرر نمودن تفصیل او برین تقدیر آئینه ہا و اجسام عالم و آدم تفصیل آئینهٔ جسم محمدیست۔[1]

اور یہ مقام محمدی چار "حکم" رکھتا ہے:

(۱) سوختگیٔ بی انباز ــــ مرتبۂ (لاتعین) (۲) عدل مراتب ساز ــــ مرتبۂ (تعین وحدت)

(۳) جمیعت راز تمام ــ مرتبۂ (تجلیٔ الوہیت) اور (۴) شجاعت جان باز ــ مرتبۂ (انسان کامل)

یعنی نقطۂ آخر نقطۂ اول سے پیوست ہو کر دائرہ کو مکمل کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس کی دوری اور نزدیکی یہی ہے۔ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔

خوب محمد کے نزدیک جو جماعت اپنے دل کو ان اوصاف سے موصوف کر لیتی ہے اور شریعت کے پیش نظر کلمۂ توحید و نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ ادا کرتی ہے وہ گویا مذہب سنت و جماعت کی پیرو ہے، اور جو جماعت خلاف شیخین و ذی النورین کی منکر اور "خلافت" امیر کرم اللہ وجہہ کی قائل ہے وہ مذہب شیعہ کی پیرو ہے۔ عالم ارواح و اجسام کو

---

[1] ترجمہ عمداً نہیں دیا ہے کہ یہی باتیں خوب ترنگ کے تصوف میں ملیں گی۔
مخطوطوں میں مصرع تاریخ اس پر ختم ہوتا ہے "زہجر محمد" مگر ڈاکٹر مدنی نے اپنے مقالہ میں "زہجری محمد" دیا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

تفصیل حقیقت روح وجسم محمدی اور آں حضرت کو اجمال عالم مخلوق وغیرمخلوق (کہ یہی ایک انسان قابلیت حق رکھتا ہے اور باقی اس کی تفصیل ہے) اور انسان بے مثال وہمتا کا عقیدہ رکھتے ہوئے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کا اسلام مسلم ہے اور یہی مرتبۂ صلح کل ہے۔

اس رسالہ میں محض ایک مقام پر نزہۃ الارواح کا حوالہ ملتا ہے۔ اور یہ تمام نفی نفسانیت کا ہے چنانچہ کہتے ہیں:

"صاحب نزہۃ الارواح فرمود کہ قومی را اندیشہ بخور رسید۔ گمان بردند کہ رسیدند چنانچہ تا کی صاحب فنا را شعور فنا باشد صاحب فنا نیست چون شعور فنا مرتفع شود صاحب فناست پس فنا در فنا مندرج است نہ آنکہ نفی در نفی اثبات۔"

حسب معمول اس رسالہ کی بھی تاریخ کہی ہے جو رسالہ کے آخر میں درج ہے۔

آمد ہزار و شانزدہ ز ہجری محمد   تاریخ صلح کل بقول خوب محمد

مفتاح التوحید[1]

کتب خانۂ کیمبرج یونیورسٹی کی فہرست (کتب فارسی) مرتبہ ای۔ جی۔ براؤن میں نمبر ۱۱۰ پر خوب محمد چشتی کے تین رسالوں کا ذکر ہے: صلح کل، خلاصۂ موجودات اور مفتاح التوحید۔

اس میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ صلح کل کے مصنف کی حیثیت سے خوب محمد کا نام یوں دیا ہے:

خوب محمد حسینی — حالانکہ خوب محمد چشتی ہونا چاہیے جو مشہور و معروف ہے۔

اس فہرست میں مفتاح التوحید کا نام تحریر کرنے کے بعد مصنف کا نام خوب محمد چشتی لکھا ہوا ہے۔ ابتدا یوں ہوتی ہے:

تحایف حمد و لطایف ثنا سزاوار نثار ذاتی است کہ ... الخ

رسالہ بھاؤ بھید

اس رسالہ کا ایک نسخہ دریافت ہو سکا ہے۔[2] خوب محمد کی بعض کتابوں کی طرح اس کا بھی ایک نسخہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔[3] رسالہ بھاؤ بھید کا موضوع صنائع بدائع ہے۔ چنانچہ بقول مولوی صاحب خوب محمد خود کہتے ہیں:

---

[1] فہرست: کتب خانۂ کیمبرج یونیورسٹی۔ افسوس کہ نقل نہیں مل سکی۔

[2] اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام ص ۶۰۔ مولوی صاحب نے اس کی تشریح نہیں کی۔ کذا

[3] میں نے اس رسالہ اور اس کی نقل حاصل کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

گفتہ صنایع بدایع را بزبان گجرات از جہت یادداشت می گویم، امید بحضرت صنایع و بدایع چنانست که مقبول گرداند۔ دوہرہ

حمد خدای خوب کر کہ صلوٰۃ رسول
پچھیں صنعت شعری کہے تو ہوئے قبول

امّا بعد این رسالہ بخطاب بھاؤ بھید مخاطب شدہ است در بیان تلوّنات کلام و انواع مفہومات منظوم۔ دوہرہ

بھاؤ بھید اس نانو کو بات بکٹ سمجھائیں
بھاؤ بھید کے شعر کے خوب جو تجھ آپ آئن

صنعت متضاد، آنست کہ الفاظ چند ضد یکدیگر باشند، مثال

دھیان خدا کا پکڑ جو چھوڑے اسے کہیں جگ مانہ
بھلا برا ہو ثمر یا دیکھو سبل ھسل اس ٹھانہ
تین بائیس دی رج بسلائے بادھرا کے اک کلال   عقدہ :
خوب ملیں صندلی رنگ نیلے پیلے کالے لال

صنعت تفریق تنہا آنست کہ میان دو چیز جدائی افگند، مثال

میں خوب تفریق تنہا پچھان
جدائی دو ہوں مانہ اس بھانت آن
کنول مکہ جمل بن جدائی ایک بات
کنول دیس بھول سے نیں یہ دیس رات

رسالہ چھند چھنداں[1]

چھند چھنداں کا ذکر پروفیسر شیرانی مرحوم نے اورینٹل کالج میگزین، فروری ۱۹۳۱ء میں کیا ہے اور اب یہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے[2]۔ یہ رسالہ ہندی پنگل، فارسی عروض اور تال ادھیا کے متعلق ہے۔ اس کا ابتدائی شعر یہ ہے

---

[1] اورینٹل کالج میگزین، فروری ۱۹۳۱ء
[2] مخطوطہ سخنوران گجرات و شیرانی کلکشن، کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی، مگر کتب خانہ والوں نے مجھے اس کی نقل نہیں بھیجی اور اس کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔

بسم اللہ کر ناؤں دھر چھند چھنداں پنگل اور عروض اور تال ادھیائیہ آں

اور اس کا عروضی حصّہ اس دوہرہ سے شروع ہوتا ہے۔ سہ

پنگل گن سب کہہ رہیا اب عروض گت آکہہ
مصرے خوب آئین گے جدی جدی بدہا کہہ

ارکان عروض کے سلسلے میں کہتے ہیں۔ سہ

خوب اصل جز آٹھہ ہیں ان کی بگت پچھان دوئی خماسی تن مہیں جھکوں سباعی جان

یعنی فعولن اور فاعلن خماسی ہیں اور مفاعیلن، فاعلاتن، مستفعلن، مفعولات، متفاعلن سباعی ہیں۔

ان رسالوں کے مطالعہ کے بعد مندرجۂ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) خوب محمد وحدت الوجود کے ماننے والے ہیں۔

(۲) چونکہ ہر رسالہ میں اس کی توضیح و تشریح مدنظر ہوتی ہے اس لئے نہ صرف عبارتیں ایک ملتی ہیں بلکہ جوعہ و دریا اور چھلنی، پانی، ماہ و سال اور درخت و بیج وغیرہ کی مثالیں بھی مکرر آتی رہتی ہیں۔

(۳) اور جہاں عبارت بدلی ہوئی ملتی ہے وہاں کوئی نیا خیال یا نظریہ نہیں ملتا بلکہ یہ فرق محض توضیحی اور تشریحی اہمیت رکھتا ہے۔

(۴) خوب محمد کو تصوف کے دقیق سے دقیق مسئلہ کے بیان پر پوری قدرت حاصل ہے۔ نثر ہے جامع ہو ادبی لطافت کے حامل کئی ایک جملے بھی ملتے ہیں۔

(۵) خوب محمد بالعموم رسالوں کی ابتدا میں رسالہ کا نام اور وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں اور آخر میں تاریخ ترقیم بھی کہتے ہیں۔ تاریخ گوئی پر خوب محمد کو بڑا عبور ہے۔

(۶) قرآن و احادیث کے علاوہ خوب محمد نے فصوص الحکم، گلشن راز، نزہتہ الارواح، رومی، عطار [illegible] وغیرہ کا زبردست مطالعہ کیا تھا۔ جابجا اکابر شعراء، تصوف کے اشعار نقل کرتے رہتے ہیں بعض مقامات پر عربی [illegible] بھی نقل کئے ہیں۔ طب نجوم اور عطاری پر بھی عبور تھا۔

(۷) خوب محمد پکے سنی مسلمان تھے۔ مگر غیر سنیوں کو برا کہنے کے قائل نہیں ہیں۔

خوب محمد کا ذکر کرنے والی کتابیں مع اقتباس و تبصرہ

اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ

ذکر کے بعد شیخ فرید الدین شکر گنج سے لے کر کبیر تک بہت سے صوفیہ کا مختصر حال ان کے مقولے اور تصانیف کے حوالوں کے ساتھ ان کے کلام کے نمونے پیش کئے ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۶۰ پر انہوں نے خوب محمد کا ذکر اس طرح کیا ہے:

"ایک اور بزرگ میاں خوب محمد چشتی ہیں۔ یہ بھی احمد آباد (گجرات) کے رہنے والے تھے اور ان کا شمار وہاں کے بڑے درویشوں اور اہل عرفان میں ہے۔ خصوصاً تصوف میں دست رسا رکھتے تھے۔ صاحب تصانیف اور صاحب سخن تھے۔ آپ کی ولادت سنہ ۹۴۶ھ/۱۵۳۹ء میں اور وفات سنہ ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء میں ہوئی۔ "خوش" سے تاریخ ولادت اور "خوب تھے" سے تاریخ وصال نکلتی ہے۔ تصوف میں ان کی کئی کتابیں ہیں۔ ان میں سے بعض میرے پاس ہیں۔"

اس کے بعد مولوی صاحب نے رسالہ بھاؤ بھید کا مختصر تعارف کرایا ہے جس کا ذکر آگے آچکا ہے۔ یہ تعارف بہت ہی اہم ہے۔ اس لئے کہ بھاؤ بھید کا تذکرہ اور اس سے مثالیں کہیں اور نہیں ملتیں۔

خوب ترنگ کے متعلق مولوی صاحب کی رائے اچھی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں "خوب ترنگ ... ایک خشک کتاب ہے۔ جس میں صوفیانہ اصطلاحات میں تصوف کے مقامات کا بیان ہے۔" چنانچہ وہ میاں خوب محمد کو عالم اور سالک تو مانتے ہیں مگر شاعر نہیں سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں خوب محمد تصوف کے نکات کے ماہر اور بہت اچھے ناظم ہیں۔" مولوی صاحب کی اس رائے پر تبصرہ خوب ترنگ کے باب میں ملے گا۔

صفحہ ۶۶ پر خوب کی زبان کو ریختہ کہا ہے۔

پنجاب میں اردو

پروفیسر محمود شیرانی مرحوم اپنی تحقیقات اور علم و فضل کے اعتبار سے بقول اے۔اے۔اے۔ فیضی صاحب ہندوستان کے عبدالوہاب قزوینی ہیں۔[۱] تنقید شعر العجم، فردوسی پر چار مقالے، پرتھی راج راسا، خالق باری وغیرہ ان کی تحقیق کے شان دار نمونے ہیں۔ "پنجاب میں اردو" بھی ان کی تحقیق کی معرکۃ الآرا تالیف ہے اور بڑی ہی خیال انگیز کتاب ہے۔ اس کتاب میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کے کوائف بہ تعلق پیدائش و ترقی دکھاتے ہوئے مدلل انداز میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اردو کی ابتدا پنجاب میں ہوئی ہے۔

ان کے اس نظریہ پر اگلے صفحوں میں تنقید کی گئی ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے صفحات ۴۱ اور ۲۲۵ تا ۲۲۷[۲] میں خوب محمد اور ان کے پیر کمال محمد سیستانی کے علاوہ

---

[۱] فیضی صاحب کی یہ رائے مجھے استاد مرحوم پروفیسر محمد ابراہیم ڈار صاحب قبلہ سے معلوم ہوئی تھی۔

[۲] میرے پیش نظر اس کا تیسرا ایڈیشن ہے جسے مکتبہ معین الادب اردو بازار لاہور نے انشاء پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔

خوب محمد کی تصانیف میں خوب ترنگ کے ساتھ امواج خوبی کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے،

(۱) کہ اگرچہ خوب محمد اس زبان کو عربی و فارسی آمیز گجراتی کہتے ہیں لیکن درحقیقت یہ اردو ہے۔

(۲) فارسی و عربی الفاظ خوب محمد کے زمانے سے پیشتر مقامی لہجہ اختیار کر چکے تھے، اس لئے وہ ان کو مروجہ لہجہ میں لکھ جاتے ہیں۔

اردو شہ پارے، جلد اوّل

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور دکن کے ادباء و محققین کے سرفہرست ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اردو کے محققین میں ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔ ہندوستانی لسانیات، اردو شہ پارے جلد اوّل اور داستان ادب حیدرآباد وغیرہ ان کے زبردست تحقیقی کارنامے ہیں۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق کی طرح ڈاکٹر زور نے بھی اردو کی بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اردو شہ پارے جلد اول میں ڈاکٹر صاحب نے بڑی تلاش اور کاوش کے ساتھ اردو ادب کے آغاز سے ولی کے زمانے تک کے شاعروں اور نثر نگاروں کے شہ کاروں سے اہم اور دلچسپ انتخابات پیش کئے ہیں۔ اس کے صفحہ ۱۵ پر ہمیں خوب محمد کا تذکرہ ملتا ہے:

"میاں شیخ خوب محمد چشتی حضرت شیخ کمال محمد سیستانی کے مرید اور احمد آباد کے باشندے تھے۔ یہ بڑے مرتاض بزرگ تھے۔ اپنے مرشد کے بہت سے اقوال و مباحث جو اکثر تصوف سے متعلق ہیں، اپنی اردو کتاب "خوش رنگ[1]" میں جمع کئے ہیں۔ یہ کتاب ۱۵۷۸ء[2] میں مرتب ہوئی۔ اس کی زبان ... سادہ و صاف نہیں ... ہے۔ اس کا موضوع اور مضمون بھی بہت خشک اور غیر ادبی ہے۔ خود مولف نے اس اردو کتاب کی ایک شرح فارسی میں لکھنے کی ضرورت محسوس کی۔ یہ شرح ۱۵۹۲ء[3] میں تیار ہوئی اور اس کا نام "امواج خوبی" رکھا گیا۔ خوب محمد نے ۱۶۱۴ء میں انتقال کیا اور چوک احمد آباد میں مدفون ہوئے۔ ان کی اردو نظموں کے دو قدیم مخطوطے انڈیا آفس کے کتب خانے میں محفوظ ہیں (نشان فارسی ۱۰۵۵ و ۴۶۰[4]) ضخیم تو بہت ہیں مگر اصلی شاعری سے خالی ہیں۔ مولف نے خود اپنی نظم میں اکثر جگہ اپنی زبان کو گجراتی کہا ہے۔ اپنا اور اپنے مرشد کا نام اور تاریخ تالیف بھی درج کی ہے۔ خوب محمد کو اعلیٰ پایہ کے شاعر نہیں تاہم ان کی طویل نظم اردو گجراتی صورت پر تحقیقات کرنے والوں کے لئے نہایت مفید ہے۔"

---

[1] خوب ترنگ ہونا چاہیے۔ اشاریہ میں بھی یہی غلطی پائی جاتی ہے۔ البتہ ص ۳۳۹ پر ضمیمہ نمبر ا متعلق باب اول میں خوب ترنگ ہے۔

[2] ۱۵۹۳ء چاہیے۔

[3] ضمیمہ نمبر ا مذکورہ میں یہ نشان صرف ۴۰۰ درج ہے۔

سخنوران گجرات (اردو)

یہ دراصل ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی صاحب کا وہ کامیاب مقالہ ہے جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے پی ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری کے لئے تیار کیا تھا۔[1] مدنی صاحب گجراتیات خصوصاً ولی گجراتی کے سلسلے میں بڑی شہرت کے مالک ہیں۔ سخنوران گجرات (اردو) تحقیق و تدقیق کا بہت ہی عمدہ نمونہ ہے۔ اس مقالہ میں پہلے پہل بے حد جامع اور مدلل طریقہ پر مدنی صاحب نے "اردو کی ابتدا گجرات میں" کے نظریہ کو پیش کیا ہے۔

اس مقالہ میں حسب ضرورت خوب محمد اور ان کے رسالوں کا مختصر ذکر اور خوب ترنگ کے اقتباسات ملتے ہیں۔

تاریخ ادب اردو مرتبہ ادارۂ ادبیات اردو، حیدرآباد (۱۹۴۰ء)

ادب اردو کی یہ پہلی کتاب ہے جس میں خوب محمد کا ذکر ملتا ہے۔[2] کتاب اگرچہ بہت ہی مختصر ہے مگر اپنے موضوع سے بہت ہی سائنٹفک انداز میں جامعیت کے ساتھ بحث کرتی ہے۔ اس میں خوب کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"شیخ خوب محمد احمد آبادی، حضرت شیخ کمال محمد کے مرید تھے۔ انہوں نے اپنے پیر و مرشد کی تعلیمات اپنی نظم خوب ترنگ (۱۵۷۸ء) میں بیان کی ہیں۔ یہ نظم لسانی نقطۂ نظر سے بہت اہم ہے۔ محکمۂ ہند کے کتب خانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ جو تاریخ تصنیف سے صرف (۲۹) سال بعد (یعنی تقریباً ۱۰۱۵ھ) کا لکھا ہوا ہے، محفوظ ہے۔"

اردو مثنوی کا ارتقا از پروفیسر عبدالقادر سروری (۱۹۴۰ء)

اردو مثنوی سے متعلق یکجائی معلومات شعر الہند، رسالۂ نگار اردو شاعری نمبر، تاریخ مثنویات اردو۔ (جلال الدین احمد جعفری) اور اردو مثنوی کا ارتقا میں ملتی ہیں۔ ان سب میں اردو مثنوی کا ارتقا بجہات بلند اور قابل قدر ہے۔ نفس مثنوی سے بحث کرنے کے بعد اردو کے تمام مرکزوں کی مثنویات کا تا حال جائزہ لیا ہے۔ چنانچہ گجرات کی مثنویات پر بھی تبصرہ کیا ہے۔ شاہ محمد جیو گام دھنی کے ذکر کے بعد تحریر ہے۔[3]

"گجرات کے دوسرے قابل ذکر بزرگ، میاں خوب محمد چشتی (۹۴۶ھ تا ۱۰۲۳ھ) ہیں۔ جن کی ایک مثنوی خوب ترنگ اردوے قدیم کا مشہور کارنامہ ہے۔ آپ احمد آباد کے رہنے والے تھے اور اپنے زمانے کے بڑے عارفوں میں شمار ہوتے تھے۔ اردو میں ان کے کئی منظوم رسالے موجود ہیں۔[4] جن میں سے ایک بھاؤ بھید صنائع بدائع پر ہے۔ لیکن ان کی مثنوی خوب ترنگ کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ دوسرے کارناموں کو حاصل نہ ہو سکی۔

"خوب ترنگ ایک کافی طویل اور مکمل مثنوی ہے۔ اس سنہ تصنیف ۹۸۶ھ ہے۔ یہ 'مثنوی معنوی'

---

[1] تھیسس نمبر ۱۰۱۸، یونیورسٹی لائبریری، بمبئی [2] ص ۳۱ تا ۳۲ [3] ص ۲۶ تا ۳۰

[4] بحوالہ مضمون اردو کے ابتدائی نشو و نما ... (مطبوعہ مجلۂ تحقیقات علمیہ جامعہ عثمانیہ ج ۱)۔

کی طرز کی اخلاق اور تصوف کی نظم ہے ۔ زبان کے بعض حصے ادق ہیں ۔ "مثنوی معنوی" کی طرح اس میں بھی چھوٹے چھوٹے قصوں کے ذریعے مطلب کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ ان قصوں میں سے بعض خاصے دلچسپ ہیں مثلاً چین کے مصوروں کا قصہ یا اپنی خودی کو فنا کرنے کی مثال کے طور پر جو قصہ لکھا گیا ہے ۔ "خوب ترنگ" کی ادق زبان کی وجہ سے خود مصنف نے اس کی شرح فارسی میں لکھی تھی جو امواج خوبی کے نام سے موسوم ہے ۔

"خوب ترنگ" کئی دفعہ چھپ چکی ہے ... [1]

فہرست کتب مخطوطات عربی ، فارسی اور ہندوستانی ... شاہان اودھ کے کتب خانوں میں جلد اول ... ہے ۔ اسپرنگر ۔ ایم ۔ ڈی ، اس مشہور فہرست کے نمبر ۱۳ پر کلمات الشعراء از سرخوش کا تعارف درج ہے ۔ کلمات الشعراء میں عاقل خان رازی کا جو ترجمہ ہے اس سے متعلق مندرجۂ ذیل معلومات ہمارے لئے مفید ہیں :

عاقل خان رازی ایک صوفیانہ مثنوی الموسوم بہ مرقع کا مصنف ہے جو جلال الدین رومی کے انداز میں لکھی گئی ہے ۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ امواج خوبی کی منظوم شکل ہے ۔

خوب ترنگ و امواج خوبی تصنیف خوب نمبر H 651 کے تحت جو معلومات ملتی ہیں وہ بہت کافی غلط ہیں :

گجراتی بولی میں صوفیانہ مثنوی ہے جسے کمال الدین محمد شبستانی المتخلص بہ خوب نے ۹۸۶ھ میں تحریر کیا تھا ۔ ۹۹۰ھ میں انہوں نے ترجمہ کے ساتھ فارسی میں اس کی شرح لکھی اور امواج خوبی نام رکھا ۔

ابتداء مثنوی : وجود مطلق از ہر قید بد پاک   اینست اندران چو خم در تاک

ابتداء شرح : بسم اللہ کہوں جپت ذات

موتی محل : اچھا پرانا نسخہ ، صفحات ۳۹۰ ۔ ۱۵ سطری

---

[1] مثال کے لئے مطبع نعمانی (پٹنہ) کا نسخہ استعمال کیا ہے ۔ راقم کے پاس بھی یہی نسخہ ہے ۔ مجھے کسی اور ایڈیشن کا حال معلوم نہیں ۔ پتہ نہیں سروری کو یہ اطلاع کیونکر ملی ۔

چوتھا باب

(۱) تصوف : (ا) فلسفۂ تصوف
(ب) تاریخ تصوف

(۲) سلسلۂ چشتیہ : تاریخ ، خصوصیات اور نظام

تصوف[1] (فلسفہ)

مذاہب عالم پر چاہے جس نقطہ نظر سے غور کیا جائے، اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ انفرادی یا اجتماعی طور پر ان کا مقصد انسانی فلاح و بہبود رہا ہے۔ ظاہر کی شائستگی کے ساتھ ساتھ باطن کی شستگی بھی ان کے مدنظر رہی ہے، مگر یوں نہیں کہ ایک دوسرے سے جداگانہ نوعیت وحیثیت دے دی جائے۔ نہیں ان کا رشتہ تو روح وجسم کا رشتہ رہا ہے یعنی بہ یک وقت دونوں ہی میں توازن و تناسب اور حسن وخوبصورتی پیدا کرنے کی سعی کی گئی۔

دنیا کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے مذہبوں میں اسلام کو جو نمایاں حیثیت حاصل ہے وہ عمرانیات اور سماجیات کے طالب علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وجود انسانی کی اہمیت کا احساس اور انسان کے ذہنی شعور کی جولانیوں اور ترقیوں کے لئے جو وسعتیں اور امکانات اسلام نے مہیا کی ہیں وہ اس کی اپنی ہیں۔ اسلام در اصل دین فطرت ہے۔ چنانچہ انسانی ذہن اور شعور کے گوناگوں پھیلاؤ کو اسلام بڑی خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ اپنی آغوش میں سمیٹے ہوئے ہے۔ زندگی جو تہذیب، ذات اور تحسین معاشرہ کے سہارے آگے بڑھتی ہے اس سے متعلق اس کی متعین کردہ قدریں سخت ہونے کے باوجود اپنے اندر وہ لچک رکھتی ہیں کہ حیات کی کیفیت وکمیت میں ان سے اضافہ ہی ہوتا ہے۔ زندگی کی رفتار میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ تیرہ سو صدیاں گزرنے کے بعد اسلام کی دلکشی اب بھی باقی ہے۔ یہ انسان کے ذہنی وعقلی، اخلاقی و معاشرتی، جسمانی و روحانی، انفرادی و اجتماعی ضرورتوں کا کفیل ہی نہیں بلکہ ہر شعبۂ حیات میں ترقیوں کا ضامن بھی ہے۔ وہ خیالات کی حد تک پھیلی ہوئی کائنات سے فائدہ اٹھانے کے ذرائع اور مسائل ہی نہیں بتاتا بلکہ خلاق عالم کو جاننے اور اس تک پہنچنے کے راستے بتاتا اور پھر رہبری بھی کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ 'حبل متین' کو تھامے رہنے والوں ہی کو فکر و کردار کی رفعتوں تک ہی نہیں پہنچاتا بلکہ ان کی بھی مدد و استعانت کرتا ہے جو دستگیری کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ واقعتہً اسلام ایک کامل اور جامع پیام رحمت ہے۔

اس پیام رحمت سے یوں تو شروع ہی سے فیض اٹھایا جاتا رہا ہے۔ ہاں ظرف کی قید ضرور تھی۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ ابتدائے اسلام ہی سے اس کے ماننے والوں میں ایسے لوگ ملتے ہیں جو دوسروں کے مقابلے میں دنیوی فوائد سے قطع نظر خداوند

---

[1] قرآن وتصوف، تصوف اسلام، تصوف کے آداب و اشغال اور ان کا فلسفہ، اسٹڈیز ان اسلامک مسٹی سیزم، تاریخ تصوف اور اس کا فلسفہ

عالم کی یاد اور ذکر کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے تھے اور صدق و صفا، سلوک اور احسان کے مختلف طریقوں پر عامل تھے۔ اس طرح کے لوگوں کو من حیث الجماعت مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہی لوگ بعد میں "صوفیہ" کہلانے لگے اور ان کے مسلک کا نام "تصوف" پڑ گیا۔ تصوف اسلام سے جداگانہ کوئی چیز ہے اور نہ ہی اکابر صوفیہ نے کبھی اس قسم کا مہمل دعویٰ کیا، اور وہ یہ دعویٰ کرتے بھی کیونکر! اس لئے کہ وہ پہلے مسلمان تھے، صوفی بعد میں۔ قرآن، حدیث، سنن نبوی اور اتباع صحابہ و ائمہ پر ان کا عمل تھا۔ انہوں نے اسلام کو اپنے تصوف پر مقدم رکھا اور تصوف کو محض اس لئے عزیز رکھتے تھے کہ وہ اسلام کی پاکیزہ اور خالص تعبیر تھی۔ آئیے تاریخ کی روشنی میں اس تعبیر کی حقیقت کا ایک ہلکا جائزہ لے لیں اور اس کے مفہوم کو سمجھ لیں۔

معنی و مفہوم کے اعتبار سے علمائے کرام میں اگرچہ اتفاق پایا جاتا ہے، مگر حیرت ہے کہ لفظی تحقیق میں انہیں سخت اختلاف رہا ہے۔ اختلاف ظاہر ہی کا نہیں ہے بلکہ کبھی کبھی باطن کے اعتبار سے بھی تصوف کو ایک جداگانہ چیز سمجھا گیا ہے۔

حضرت شیخ علی ہجویری فرماتے ہیں:

"مردمان اندر تحقیق این اسم (صوفی) بسیار سخن گفته اند و کتب ساخته۔" (لوگوں نے اس نام (صوفی) کی تحقیق کے سلسلے میں بہت کچھ کہا اور کتابیں لکھی ہیں۔)

(۱) [1] لفظ صوفی کو عام طور پر "صوف" (پشمینہ) سے مشتق سمجھا جاتا ہے۔ ابن خلدون کا بھی یہی قیاس ہے۔ اور مشہور مستشرق نولدیک (NÖLDEKE) کا بھی یہی خیال ہے، مگر یہ خیال و قیاس صحیح نہیں۔ "تصوف" کے معنی عربی لغت کی رو سے "اس نے لباس صوف پہنا" کے ہیں۔ اس لحاظ سے پشمینہ پوشی کے سبب صوفیہ کو صوفی کے نام سے یاد کیا گیا ہو غلط نہیں ہے، مگر نہ ہر صوف پوش صوفی ہو سکتا ہے اور نہ ہی یہ اہل معرفت کی پہچان قرار پا سکتی ہے۔ چنانچہ علامہ علی الہجویری کا قول ہے الصفا من الله تعالیٰ انعام و اکرام و تصوف لباس الانعام (کشف المحجوب) یعنی صفائی (باطن بندہ پر) اللہ کا انعام و اکرام ہے اور صوف جانوروں کا لباس ہے۔

(۲) [2] ابوالحسن قناد رح کی طرح بعض علماء صوفی کو "صفا" سے مشتق سمجھتے ہیں۔ گویا صوفی وہ ہے جس کا دل خدا نے پاک و صاف کر دیا ہے۔ معناً یہ درست ہے۔ لغوی اعتبار سے صحیح نہیں ہے کیونکہ لفظاً صوفی نہیں بلکہ 'صفوی' صفا سے مشتق ہوگا۔ شیخ ابو النصر سراج تصوف و صوفی کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے (کتاب اللمع) میں ایک قول نقل کیا

---

[1] قرآن و تصوف، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۴ ص ۶۸۱، مسٹکس آف اسلام ص ۳، تصوف اسلام ص ۳۳، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۴ اور نولدیک محض اسی اشتقاق کو صحیح سمجھتے ہیں۔

[2] قرآن و تصوف، تصوف اسلام ص ۳۲، ۳۳۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۴ ص ۶۸۱

ہے کہ صوفی دراصل صفوی تھا اور تلفظ کی ثقالت کے سبب کثرتِ استعمال سے صوفی بن گیا ۔

(۳) کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ صوفی "صف" سے نکلا ہے ۔ اس کا مطلب یہ بتایا جاتا ہے کہ صوفیہ خدا کے دربار میں اپنے دلوں کے ساتھ پہلی صف میں حاضر ہوتے ہیں ۔ معنوی اعتبار سے یہ بھی صحیح ہے مگر لغت اس اشتقاق کو بھی غلط ٹھہرائے گا صف سے صفی بنے گا صوفی نہیں ۔

(۴) بعض علما نے صوفی کو صُفّہ سے منسوب کیا ہے ۔ بعض صحابہ نے (جن کی تعداد ستر ہزار بتائی جاتی ہے ۔) ترک دنیا کرکے "فقر الی اللہ" اختیار کر لیا تھا اور محض ایک کپڑے میں زندگی بسر کرتے تھے ۔ ان کو "اہل صفہ" کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے صفۂ مسجد نبوی کو اپنی قیام گاہ بنا رکھا تھا ۔ ان کے اوصاف کی روشنی میں صوفیہ کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کرتے ہیں ، مگر یہ درست نہیں کیونکہ صفہ سے صفی بنے گا صوفی نہیں ۔

(۵) [1] کہنے والے صوفی کا تعلق صفوۃ القفا سے بھی بتلاتے ہیں ۔ گدی پر جو بال ہوتے ہیں انہیں صفوۃ القفا کہتے ہیں ۔ صوفیہ کی زلفوں سے غالباً یہ خیال پیدا ہوا ہوگا ۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ زلفیں خدارسی اور خداشناسی کا سبب یا علامت نہیں ۔

(۶) صوفہ سے بھی صوفی کو مشتق سمجھا جاتا ہے ۔ صوفہ دراصل ایک قدیم عربی قبیلہ کا نام ہے جو کعبہ کا خادم تھا ۔ قواعد کے لحاظ سے یہ درست سہی ، مگر اسلامی صوفیہ کا ان خدام کعبہ سے کوئی علاقہ نہیں ۔ ویسے کعبہ کی خدمت ہر صوفی دل و جان سے کرے گا ۔[2]

(۷) کچھ کا کہنا ہے کہ صوفی کا تعلق صوفانہ سے ہے ۔ صوفانہ ایک قسم کا پودا ہے ، مگر ظاہر ہے صوفانہ سے صوفانی بنے گا نہ کہ صوفی [3]

(۸) اب تک جن کی امور کی بنا پر صوفی کا تعلق مختلف لفظوں سے دکھایا گیا ہے وہ ظاہر ہے علاقہ رکھتے ہیں ۔ ان سے الگ کتاب الہند میں البیرونی "صوفی" کو یونان کا مستعار بتاتا ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ صوفی کے معنی فلسفی کے ہیں کیونکہ یونانی زبان میں لفظ صوف کے معنی فلسفہ کے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی میں فیلسوف کو فیلا سوفیا یعنی فلسفہ کا دلدادہ کہتے ہیں ۔ چونکہ اسلام میں ایک ایسی جماعت تھی جو ان کے مسلک کے قریب تھی اس بنا پر اس جماعت کا نام بھی صوفی پڑ گیا ۔[4]

(۹) [5] اسی کے قریب کی بات علامہ لطفی جمعہ نے اپنی کتاب تاریخ فلاسفۃ الاسلام میں کہی ہے کہ صوفی "تیوصوفیہ" (Theosophia) سے مشتق ہے ۔ یہ ایک یونانی کلمہ ہے اس کے معنی "حکمت الٰہی" کے ہیں ۔ گویا صوفی وہ حکیم

---

[1] انسائیکلو پیڈیا ج ۴ ص ۶۸۱ [2] ، [3] کشف المحجوب [4] کتاب الہند [5] قرآن و تصوف

ہے جو حکمت الٰہی کا طالب اور اس کے حصول کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حقیقت الحقائق کو جانے۔ اپنی رائے کی تائید میں علامہ لطفی جمعہ فرماتے ہیں کہ صوفیہ نے اس علم کا اظہار یا خود کو اس سے متصف اس تک نہیں کیا جب تک کہ یونانی کتابیں عربی زبان میں ترجمہ نہیں ہو گئیں اور فلسفہ کا لفظ اس (عربی) زبان میں داخل نہیں ہو گیا۔ نکلسن[1] اور براؤن بھی اسلامی تصوف کو یونان کا رہین منت جانتے ہیں۔ انہیں غالباً اس امر سے تقویت حاصل ہوتی ہے کہ حسن بصریؒ کے عہد سے پہلے زمانۂ رسالت تک لفظ صوفی کا استعمال نظر نہیں آتا۔ شیخ ابو نصر سراج اس کے رواج کو زمانۂ حسن بصریؒ کے عہد میں بتاتے ہیں۔ علامہ قشیری کا ارشاد ہے کہ یہ لفظ ۲۰۰ ھ سے کچھ پہلے مستعمل ہوا۔ اس کی وجہ اور پوری کیفیت علامہ قشیری یوں بیان فرماتے ہیں:

"رسول اللہ[2] صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لئے مومن کے لئے کوئی لفظ صحابی سے بڑھ کر پر فخر اور افضل نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس وقت کے افاضل اسی لقب سے موسوم ہوئے۔ اس کے بعد جب دوسری نسل چلی تو ان صحابیوں کے صحابیوں کے لئے تابعین کی اصطلاح ہوئی، پھر ان کی بھی آنکھیں دیکھنے والے تبع تابعین کہلائے۔ اس کے بعد جب امت زیادہ پھیلی اور لوگ طرح طرح کے پیدا ہونے لگے تو جن لوگوں کو امور دین میں زیادہ انہماک ہوا انہیں زہاد و عباد کہا جانے لگا، لیکن جب بدعتوں کا ظہور ہوا اور فرقہ فرقہ الگ ہو گئے تو ہر فرقہ اس کا مدعی بن بیٹھا کہ زہاد و عباد اسی میں ہیں۔ اس وقت اہل سنت کے طبقۂ خاص نے جو ذکر الٰہی میں مشغول اور غفلتوں سے دور رہتا تھا اپنے لئے "اہل تصوف" کی اصطلاح قائم[3] کی اور ہجرت کو ابھی دو صدیاں پوری نہیں ہوئی تھیں کہ یہ لقب اس طبقۂ خواص کے اکابر کے لئے مخصوص ہو گیا۔"

مولانا جامی شیخ ابو ہاشم کوفی (المتوفی ۱۵۰ھ) کے متعلق کہتے ہیں کہ سب سے پہلے انہیں کو اس نام سے پکارا گیا تھا۔ چنانچہ نفحات الانس میں لکھتے ہیں:

"اول کسی کہ وی را صوفی خوانده اند وی بود، پیش از وی کسی را باین نام نخوانده بودند۔"

فرقہ بندی کی جس مسموم فضا کا ذکر ہمیں علامہ قشیری کے ہاں ملتا ہے اس کی تعلیم[4] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (جلد ۴) پیش کرتا ہے کہ جذبۂ تصوف بالکلیہ سماجی بے انصافیوں اور تقصیروں — دوسروں ہی کی نہیں بلکہ اپنی بھی — کے خلاف ایک اندرونی بغاوت ہے۔ تاہم تصفیہ باطن اور خدا کو یہ ہر قیمت پر پانے کی خواہش بھی اس سے منسلک ہے۔

---

[1] ہسٹری کس آف اسلام، لٹریری ہسٹری آف پرشیا از براؤن، تصوف اسلام [2] تصوف اسلام ص ۹۱-۹۰

[3] یہاں یہ امر ذہن میں رکھنے کے قابل ہے کہ خارجیوں اور شیعوں وغیرہ نے صوفیہ کی دائماً مخالفت کی (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۴ [4] ایضاً

نکلسن[۱] سماجی بے انصافیوں اور تقصیروں کا تذکرہ نہیں کرتے، مگر تصوف کو جذبۂ خوف کا رہین منت بتاتے ہیں۔ یہ خوف اپنے گناہوں کی سزا اور یوم حشر کا ہے۔ اور یہ تصوف بقول ان کے عیسائیوں سے مستعار ہے۔ حالانکہ اسلامی تصوف خالص اسلامی چیز ہے۔ اس کا اقرار خود نکلسن کے ہاں مل جاتا ہے۔[۲] پروفیسر لوئی میسی نے تحقیق و کاوش سے ثابت کیا ہے کہ تصوف کا منبع و مخرج قرآن و احادیث ہی ہیں اور یہ تحریک خالص اسلامی تحریک ہے۔[۳] جہاں تک تشابہ کا تعلق ہے اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح دنیا کے تمام مذاہب بنیادی طور پر یکساں نظر آتے ہیں، اسی طرح دھیان گیان والے بھی آپس میں بہت سی باتیں مشترک رکھتے ہیں مثلاً سنیاسی، مسٹک (Mystic) اور صوفی سبھی "روحانی ارتقا" کو روحانی سفر سے تعبیر کرتے ہیں۔ خدا کا جویا (سالک) منزلوں پر منزلیں (مقامات) طے کرتا ایک جادہ (طریقت) پر رواں اپنا سفر طے کرتا ہوا منزل منتہا (فنا فی الحق) کو پالیتا ہے۔ یہ یا ایسی ہی ملتی جلتی اصطلاحیں عیسائی مذہب، بدھ مت، ہندومت اور اسلام میں بہت ہیں۔ چنانچہ پروفیسر محمد حبیب (علی گڑھ) چشت کے تعارف میں کہتے ہیں[۴] تصوف اسلام سے کئی سو برس پہلے انسانی فکر میں آچکا تھا۔ دارا شکوہ کا خیال صحیح ہے کہ تصوف کی اولین مستند تشریح اپنشدوں میں ملتی ہے۔ غور کیا جائے تو یہ حقیقت بھی واضح ہو جائے گی کہ ترکوں اور منگولوں کا نظریہ "ال تنگری" چینیوں کا تصور "یتان" اور صوفیائے اسلام کا نظریہ "حق" اساسی طور پر ایک ہی چیزیں ہیں۔" اس حقیقت واضح سے ظاہر ہے کہ کسی سنجیدہ طالب علم کو مجال انکار نہیں، مگر ہم اس امر بدیہی کو بھی نظر انداز نہیں کرسکتے کہ یہ یا اسی قبیل کے دوسرے تصورات، زمان و مکان کی پابندیوں کے ساتھ، ذہن انسانی کی اپج اور اس کے مراحل ارتقا کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اسلامی تصوف ان کے ساتھ، ضرور ہے مگر ان سے منفرد بھی ہے۔ قبل اسلام تصوف میں اس کا وہی درجہ ہے جو دوسرے مذاہب میں اسلام کا ہے۔[۵]

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہوگئیں (غالب)

یہاں تقابلی مطالعے کی چونکہ گنجائش نہیں ہے اس لئے قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے اقوال کی روشنی میں اب اسلامی تصوف کے مفہوم کو پیش کیا جائے گا۔ اس سے مستشرقین کے نظریات کا بطلان بھی ہو جائے گا۔ شیخ ابو علی رودباری فرماتے ہیں:[۶]

---

۱ مسٹکس آف اسلام ص ۴
۲ قرآن و تصوف ص ۹، ۱۰
۳ تاریخ مشائخ چشت ص ۲۴
۴ تعارف: تاریخ مشائخ چشت ص ۲۹
۵ قرآن و تصوف ص ۹، ۱۰

الصوفی من لبس الصوف علی الصفا و اذاق الھویٰ طعم الجفا ولزم طریق المصطفیٰ وکانت الدنیا علی القفا

صوفی وہ ہے جو صفائے قلب کے ساتھ صوف پوشی اختیار کرتا ہے، ہوائے نفسانی کو سختی کا مزہ چکھاتا ہے، شرعِ مصطفوی کو لازم کرلیتا ہے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی کے اقوال بھی اہم ہیں[1]:

(۱) "ہم نے تصوف کو قیل وقال کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا ہے، بلکہ گرسنگی، ترک دنیا اور ترک مرغوبات و مالوفات سے حاصل کیا ہے۔"

(۲) "خلق پر تمام راستے بند کردئے گئے ہیں، بجز اس کے کہ سنت نبوی کے نقش قدم پر چلا جائے۔"

(۳) "جو شخص کلام الٰہی کا حافظ اور احادیث رسول کا عالم نہیں اس کی تقلید طریقت کے باب میں درست نہیں، اس لئے کہ ہمارے علوم (سلوک) کا ماخذ قرآن وحدیث ہیں۔"

واقعہ یہ ہے کہ تصوف اسلامی کی بنیاد شریعت محمدی پر قائم ہے۔ علامہ قشیری فرماتے ہیں:

"تصوف کی ساری بنیاد اسی پر ہے کہ آداب شریعت کی پابندی رہے، حرام اور مشتبہ چیزوں سے دست کشی کی جائے، ناجائز اوہام وخیالات سے حواس کو آلودہ نہ کیا جائے اور غفلتوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں وقت گزاری کی جائے۔"

یہی وجہ ہے کہ شیخ عبدالواحد بن زیدؒ نے صاف صاف کہہ دیا کہ: "جو لوگ سنت رسول پر اپنی عقل کو صرف کرتے ہیں اور اپنے قلب سے متوجہ رہتے ہیں اور اپنے نفس کی خباثت سے اپنے سرور وسردار کے دامن میں پناہ لیتے ہیں، وہی صوفیہ ہیں۔"

شیخ ابوالحسن علی الہجویری المعروف بہ داتا گنج روحانی ترقی کے لئے اتباع شریعت کو لازمی قرار دیتے ہیں اور مزے کی چیز یہ ہے کہ ان کی تعریف اتباع شریعت میں اجماع امت کا اتباع بھی شامل ہے۔ فرماتے ہیں[2]:

رکن اول از شریعت کتاب است چنانکہ گفت عز قال فِیهِ آیَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ ودیگر سنت است چنانکہ گفت: وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ وسوم اجماع امت چنان رسول گفت علیہ السلام لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ

شریعت کا پہلا رکن کتاب (کتاب اللہ) ہے جیسا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے: قرآن مجید میں آیات محکمات ہیں کہ وہ اصل کتاب ہیں۔ دوسرا رکن سنت ہے جیسا کہ فرماتا ہے: جو کچھ (میرے) رسول نے فرمایا ہے اس پر عمل کرو اور جس کو منع فرمایا ہے اس سے بچو۔ اور تیسرا رکن اجماع امت

---

[1] تصوفِ اسلام ص ۹۳

[2] کشف المحجوب

اسلام قرار دینا غلط ہے۔

اب ذرا ان تعریفوں پر ایک نظر ڈال لیں جو "تعمیر باطن" پر زور دیتی ہیں تاکہ صوفیہ کے تعمیر باطن کا مفہوم بھی واضح ہو جائے۔ حضرت جنید فرماتے ہیں[1]:

هوان یمیتك الحق عنك ویحییك به یعنی صوفی ز خویش و باقی بحق ہوتا ہے۔ یعنی جہاں تک اس کی ذات کا تعلق ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور ذات باری کے سبب بقا حاصل کر لیتا ہے۔

شیخ ابو النصر سراج کہتے ہیں[2]: "صوفیہ کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ ہی پر نظر رکھتے ہیں۔ ان کا مطلوب و مقصود تمام تر اللہ ہی ہوتا ہے، ماسوا اور لایعنی مشغلوں سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔"

حسین بن منصور کا کہنا ہے[3]:

وحدانی الذات لایقبله احد ولا یقبل احداً۔

یعنی صوفی وحدانی الذات ہوتا ہے۔ نہ اس کو کوئی قبول کرتا ہے اور نہ وہ کسی کو قبول کرتا ہے۔ ظاہر و باطن دونوں حیثیتوں سے اللہ اس کے بصر و بصیرت میں رچ جاتا ہے۔

معروف کرخیؒ تصوف کی تعریف اس طرح کرتے ہیں[4]: التصوف الاخذ بالحقائق والناس مما فی ایدی الخلائق۔ یعنی تصوف حقائق کی گرفت اور خلق سے مایوسی ہے۔ گویا اس پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نفع و نقصان جو کچھ بھی ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔ پھر وہ غیر حق کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ ہر لحاظ سے اور ہر امر میں وہ خدا ہی کو فاعل جانتا ہے۔

شیخ علی بندارؒ چنانچہ تصوف کے سلسلے میں کہتے ہیں[5]: التصوف اسقاط الرویة للحق ظاهراً و باطناً۔ یعنی تصوف یہ ہے کہ بجز حق ہی حق کے ظاہر اور باطن میں اور کچھ نہ نظر آئے۔

حضرت شبلیؒ صوفی کی خصوصیت یہ بتاتے ہیں: الصوفی منقطع عن الخلق ومتصل بالحق کقوله تعالیٰ: واصطنعتك لنفسی، قطعه عن کل غیر ثم قال لن ترانی یعنی صوفی خلق سے منقطع اور حق سے متصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدا نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا "میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کر لیا ہے۔ غیر سے قطعاً منقطع کر دیا ہے۔ پھر آگے چل کر فرمایا تو مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔"

اسی مفہوم کا ذوالنون مصریؒ کا قول ہے[6]: هم اثر و الله عز و جل علی کل شیئٍ۔ یعنی صوفیہ وہ قوم ہے

---

[1] قرآن و تصوف ص ۱۴
[2] تصوف اسلام ص ۲۷
[3] قرآن و تصوف ص ۱۴
[4] قرآن و تصوف ص ۱۵
[5] تصوف اسلام ص ۶۶
[6] قرآن و تصوف ص ۱۵

جس نے تمام چیزوں پر اللہ عزّوجلّ کو ترجیح دی اور اس کو پسند کر لیا تو خدائے عزّوجلّ نے بھی تمام چیزوں پر ان کو ترجیح دی اور پسند کر لیا۔

شیخ علی بن عثمان ہجویری (لاہوری) المعروف بہ داتا گنج بخش کے نزدیک صوفی وہ ہے جس کا دل "صفا" (صفائی) سے لبریز اور "کدر" (گندگی) سے پاک ہو اور اس درجہ بلند پر ایک کامل ولایت ہی فائز ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں[1]:

(۱) "صفا ضد کدر بود و کدر صفت بشر بود، و جہ حقیقت صوفی بود آنکہ اورا کدر گزر بود۔"

(۲) "صوفی نامی ست کہ مر کلان ولایت را محققان بدین نام خوانده اند۔"

شیخ نے اہلِ تصوف کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے[1]: (صوفی، متصوف، مستصوف) صوفی آن بود کہ از خود فانی بود و بحق باقی و از قبضۂ طبائع رستہ و بہ حقیقت پیوستہ، و متصوف آنکہ بمجاہدہ این درجہ را ہمی طلبید و اندر طلب خود را بر معاملت ایشان درست ہمی کند، و مستصوف آنکہ از برای مال و منال و جاہ و حفظ دنیا خود را مانند ایشان کردہ و ازین ہر دو چیز، ہیچ خبر ندارد تا حدی کہ گفتہ اند المستصوف عند الصوفیہ کالذباب وعند غیرھم کالذیاب۔

یعنی صوفی وہ ہے جو اپنے نفس سے فانی ہو کر حق میں زندہ و باقی ہوتا ہے اور طبائع کے جبر سے باہر آ کر حق کے ساتھ پیوست ہو گیا ہو، اور متصوف وہ ہے جو مجاہدہ کے ساتھ اس درجہ کو پانے کی کوشش کر رہا ہو، اور مستصوف وہ ہے جو جاہ و مال اور منفعت دنیا کے لئے اپنے آپ کو ان لوگوں جیسا بنائے ہوئے ہو جا ہے ان کی کسی بات کی اسے خبر تک نہ ہو۔ کسی نے کہا ہے، مستصوف صوفی کی نظر میں مکھی کی طرح حقیر ہوتا ہے اور دوسروں کی نظر میں بھیڑئے کی مانند جس کی غذا ہی گوشت اور خون ہے۔

مختصر یہ کہ صوفی کا مقصد اللہ، اس کا جینا، اس کا مرنا، اس کی فکر، اس کا عمل، اس کی عبادت صرف اللہ کے لئے ہے۔ ما سوی اللہ سے وہ یکسر بیگانہ ہوتا ہے یعنی بغیر حق سے اس کے قلب کی تخلیص ہو جاتی ہے۔ گویا بغیر حق سے وہ منقطع اور حق سے متصل ہوتا ہے۔ یہاں چنانچہ اس امر کو پیش نظر رکھنا ہو گا کہ تصوف کی تعلیم محض تزکیۂ نفس و تصفیۂ اخلاق ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ "علم قرب" بھی عطا کرتا ہے۔ ہے یوں کہ تصوف، علم قرب، دینے کے ساتھ ساتھ اس کی تکمیل بھی کروا دیتا ہے۔ صوفی ذات خلق سے گزر کر ذات حق کے قرب و اقربیت، احاطت و معیت، اولیت و آخریت، ظاہریت و باطنیت کے تعلق اور ان کی نسبت کے راز کو جان لیتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کو اللہ کا ادراک فی الانفس بھی حاصل ہو جاتا ہے اور اب اس کا نفس فانی ہو جاتا ہے اور وہ حق میں زندہ ہوتا ہے۔ اسی

---

[1] کشف المحجوب

اس کی توضیح یہ ہے کہ صوفی سب سے پہلے "سالک" کو "ہوی" کے پنجے سے نجات حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے یعنی ذاتی، نفسی علم سے نکل کر وہ اللہ کے علم میں داخل ہونا سکھاتا ہے۔ یہ تعلیم مرتبہ دین کی تعلیم ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ ہی ہمارا مقصود، معبود، رب اور مدد کرنے والا ہے۔ ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں (ایاك نعبد و ایاك نستعین) اور جب یا جیسے جیسے یہ امر ذہن نشین ہوتا جاتا ہے ہم ماسوی اللہ سے کٹ کر فقر و ذات کا رشتہ اللہ سے جوڑ لیتے ہیں۔ معبودیت اور ربوبیت کا یہ یقین انسان کو تمام صفات رذیلہ (کدر۔ کشف المحجوب) سے پاک اور تمام اوصاف حمیدہ (صفا۔ کشف المحجوب) سے آراستہ کر دیتا ہے۔ اس کا دل کفر و شرک، نفاق و بدعت اور فسق و فجور سے پاک اور ایمان و توحید و صدق سے زینت پاتا ہے۔ تصوف اسی تطہیر قلب کا نام ہے اور اسی تطہیر کو صوفیہ نے "حسن خلق" و دخول فی کل خلق لستی والخروج من کل خلق دنی اور "اخلاق کریمہ" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

مقربین کے علوم یا "علم قرب" کا تعلق "سرعیت" سے ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ذوات خلق ذات حق کے غیر ہیں۔ دونوں میں کلی غیریت اور بدیہی ضدیت ہے۔ لیکن اس "غیریت" کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ ذوات خلق سے ذات حق کی معیت، اقربیت، احاطیت، اولیت و آخریت، ظاہریت و باطنیت یا صوفیہ کی اصطلاح میں "عینیت" بھی کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ بہ ظاہر یہ عجیب معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس کا یہ عجیب پن خود کتاب و سنت کی روشنی میں ختم ہو جاتا ہے۔ علم قرب یا تصوف اس تضاد و تناقض کو دور کر دیتا ہے۔ کلام اللہ اور حدیث نبوی اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ذات "معلوم" حق ہے اور غیر ذات حق ہے۔ ہمارے لیے صورت شکل، حد و مقدار اور تعین و تحیز کی قیدیں ہیں اور خداوند عالم ان تمام قیود اور عبارات سے پاک اور منزہ ہے۔ ہماری ذات میں عدم اور اس کی ذات میں وجود ہے یعنی ہم میں صفات عدمیہ ہیں اور اس میں صفات وجودیہ ہیں۔ ہم میں قابلیات امکانیہ مخلوقیہ ہیں اور اس میں فعل اور تخلیق فعل ہے۔ لیکن اس کے باوجود خداوند عالم کی تمام صفتیں ہم میں ثابت ہیں۔ مثلاً وجود، علم، صفات افعال، حکومت وغیرہ۔ مگر ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ جو اعتبارات ہم میں پائے جاتے ہیں وہ خدا کے لئے کامل و مطلق و قدیم ہیں اور ہمارے لئے ناقص و مقید و حادث۔ خالق و مخلوق کے یہی روابط تصوف کے موضوع ہیں۔

صوفی کتاب و سنت کے ذریعے اپنے 'فقر' سے واقف ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھ جاتا ہے کہ ملک و حکومت، جاہ و جلال، افعال و صفات اور وجود سب کے سب خدا ہی کے لیے ہیں اور وہ ان اعتبارات کے لحاظ سے "فقیر" ہے۔ یاایھا الناس انتم الفقرآء الی اللہ واللہ الغنی الحمید (پ ۲۲ ع ۳۰۶) اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ خدا ہی حی ہے ظاہراً و باطناً (ھو الحی القیوم) وہی علیم و قدیر ہے ظاہراً و باطناً (ھو العلیم القدیر) وہی سمیع و بصیر ہے ظاہراً و باطناً (ھو السمیع البصیر) اس احساس و یقین کے سبب وہ وجود و دانش، صفات و

افعال، مالکیت و حاکمیت کو اپنے آپ میں من حیث الامانت جانتا ہے۔ گویا وہ خدا کے وجود سے موجود، خدا کی حیات سے زندہ، خدا کے علم سے عالم، خدا کی قدرت سے قادر، خدا کی سماعت سے سمیع، خدا کی بصارت سے بصیر اور اس کے نطق سے ناطق ہے۔

یہ ہے مفہوم اسلامی تصوف کا۔ اسلامی تصوف اپنی اسی نہج پر قائم تھا کہ یونانی کتابیں عربی و فارسی میں ترجمہ ہوئیں۔ ان کتابوں کے زیر اثر فلسفہ و منطق کی روشنی میں شریعت اور اصول شریعت کا جائزہ لیا گیا اور پھر انہیں عقل نظری کی کسوٹی پر کسا گیا اور بعضوں کو بجنسہ قبول بھی کر لیا گیا اور بعضوں کی تاویلیں پیش ہونے لگیں۔ اشاعرہ اور معتزلہ کے ہاتھوں عقائد دینیہ اور تصوف میں خاصی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ متقدمین اشاعرہ نے تو اپنی عقل کو علم الٰہی کے ماتحت رکھا اور ان کے عہد میں علم عقائد یا کلام میں صرف وہی عقائد دینیہ مذکور ہوتے تھے جو کتاب و سنت سے ثابت تھے۔ ان میں منطق و فلسفہ کو دخل نہ تھا۔ مگر معتزلہ نے اپنے عقائد کو بالکلیہ عقل نظری کے حوالہ کر دیا۔ اس طرح عقائد میں تغیر ہونا لازمی تھا۔ اس کے اختراعات کا شروع ہونا ناگزیر تھا۔

معتزلہ نے معیت خالق بہ مخلوق سے انکار کر دیا کیونکہ عقل نظری کے سبب ذات خلق تجزیہ، تبعیض و تقسیم سے ذات خالق کا بھی تجزیہ، تبعیض و تقسیم لازم آتا تھا۔ نیز حلول و اتحاد بھی جو صریحاً خالق کی تنزیہ سے انکار ہے۔ اس لئے انہوں نے ان تمام قرآنی آیات کی جن میں معیت و اقربیت و احاطت ذاتیہ کا ذکر ہے تاویل کر دی کہ یہ معیت وغیرہ محض علمی ہے ذاتی نہیں۔ متاخرین اشاعرہ نے تنزیہ حق کو برقرار رکھنے کی خاطر اس توجیہ کو تسلیم کر لیا، مگر حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں آیات تنزیہ و آیات تشبیہ دونوں کثرت سے ملتے ہیں۔ چنانچہ ایک کو ماننا اور دوسرے کی تاویل کرنا درست نہیں ہے۔ اشراقیت کے سبب تصوف میں شئی کی غیریت ذاتیہ سے انکار کر دیا گیا۔ قرآن مجید میں غیریت خلق بالصراحت ملتی ہے مگر افلاطون کی تعلیمات کے زیر اثر شئی کو غیر ذات حق نہیں بلکہ عین ذات حق قرار دیا گیا یعنی کائنات میں جو کچھ ہے وہ خود حق ہے۔ غیر حق ذاتاً و وجوداً معدوم ہے۔ چنانچہ باعتبار شئی ہمہ اوست کا عقیدہ صحیح مان لیا گیا۔

ذات شئی اور غیریت شئی کی نفی کا لازمی نتیجہ اباحت و زندقہ تھا۔ اتباع سنت غیر ضروری سمجھا گیا۔ یہیں سے شریعت و طریقت کی راہیں جدا جدا قرار پائیں۔ شریعت ناقصین کا شعار ٹھہرا اور شریعت کی عدم پابندی گناہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ کاملین کے لئے اس کا اتباع غیر ضروری سا بتایا گیا۔ اللہ کے سوا ماسوی اللہ کا تصور ناممکن ہو گیا، خدا آمر ہو گیا، مامور نہیں رہا۔ شریعت کا علم، علم سفینہ بن گیا اور طریقت کا علم "علم سینہ" بن کر سینہ بہ سینہ منتقل ہونے لگا کہ یہ راز نہاں اور سر مکتون تھا۔ زاہد و شیخ ہمہ تصنع اور "[illegible] حقیقت" سے متصف بلکہ ہمہ حقیقت تھے۔

اشراقیت کا دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ شئ غیر مقصود کو مقصود قرار دے دیا گیا اور مقصود یکلخت نظر انداز کر دیا گیا۔ اب کمالات کو جو محض ' توابع ' ہیں اور حصول مقصد کے بعد پیدا ہوتے ہیں ، اصل مقصود سمجھا جانے لگا۔ لذت و احوال، کشف کونی ، تصرفات و کرامات ، وجد و حال ، رویائے صادقہ وغیرہ سالک کی غایت ٹھہرے۔ انہیں کو بزرگی اور تقویٰ کی علامتیں خیال کیا گیا۔ ان کمالات کی تحصیل کے لئے غیر مسنون ریاضتوں اور اشغال کی ابتدا ہوئی۔ جوگیوں اور سنیاسیوں سے بھی اشغال وغیرہ کے سیکھنے میں دریغ نہیں کیا گیا[1] اس طرح یونانی تخیلات کے علاوہ ہندی مراسم و نظریات تصوف میں داخل ہو گئے اور انہیں کو بحیثیت مجموعی اسلامی تصوف سمجھا اور بتلایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مستشرقین کو اسلامی تصوف کے سلسلے میں مغالطہ ہوا اور انہوں نے اسلامی تصوف کا ماخذ عام طور پر غیر اسلامی قرار دیا۔

اس زمانے کے تصوف کے بارے میں مولانا عبدالماجد دریا بادی رقم طراز ہیں:

"تصوف کی مسخ شدہ شکل یونانی اوہام ، ایرانی تخیلات ، ہندی مراسم اور دیگر غیر اسلامی عناصر کا ایک معجون مرکب ہے۔ جس کے بعض اجزاء اسلامی کہے جا سکتے ہیں ، اور وہ بھی بڑی تلاش و دیدہ ریزی کے بعد نظر آتے ہیں۔ حاشا ثم حاشا یہ اسلامی تصوف نہیں۔ اسلامی تصوف وہ تھا جو خود حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، جو ابو بکر صدیق رض و علی مرتضیٰ کا تھا ، جو سلیمان و ابوذر کا تھا۔ جس کی تعلیم جنید بغدادی اور رابعہ بصری نے دی ہے۔ جس کی ہدایت شیخ جیلانی رح و شیخ سہروردی و خواجہ اجمیری و محبوب دہلوی و خواجہ نقشبندی رح و مجدد سرہندی کرتے رہے اور جس کی دعوت اس دور آخر میں شاہ ولی اللہ دہلوی کی زبان قلم دیتی ہے۔"[2]

اسلام دین فطرت ہے اور فطرت خود فکر و عمل کے گہوارے کا نام ہے۔ چنانچہ اسلامی تصوف بھی فکر و عمل ہی کے مجموعے کا نام ہے۔ وہ فکر جو ذہن انسانی کو جلا دیتی ہے ، وہ عمل جو رشتۂ حیات کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اسلام ایک نہیں بلکہ کئی بار غیر مسلموں اور خود مسلمانوں کے ہاتھوں دور ابتلا سے گزرا ہے مگر صوفیہ نے ہر بار اسے صاف بچا لیا۔ اس تاریخی حقیقت کو پرفیسر گب سے سنئے:

"تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا ہے لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیہ کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا تھا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔"[3]

---

[1] تصوف اسلام ، مسٹکس آف اسلام ، قرآن و تصوف ، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۴ [2] تصوف اسلام صفحہ ۵۳ [3] اسلامک کلچر (۱۹۴۲ء) ص ۲۶۵

قرآن اور حدیث سے الگ صوفیہ غیر اسلامی قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ تصوف کا دروازہ بھی انہیں لوگوں پر کھولا جاتا تھا جو شریعت کے ہر طرح پابند اور اس کے رموز و احکام کے عالم ہوتے تھے۔

تصوف کی عہد بہ عہد تاریخی کیفیت

تصوف آٹھویں و نویں صدی عیسوی میں

حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ؐ نے جو خطبہ[۱] ارشاد فرمایا تھا وہ اخوت، مساوات اور عدل کا بہترین پیغام تھا۔ یہی بنیادیں ہیں جو کسی سماج کو پائداری اور استحکام بخشتی ہیں۔ اور یہی وہ اصول تھے جن پر اسلامی سماج اور سیاست بنی تھی۔ چنانچہ آنحضرت کے بعد خلفائے راشدین نے ان اصولوں کی پوری پابندی اور پاسداری کی۔ قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث و سنن نبوی پر عمل پیرا رہے۔ مگر ان کے بعد کے سیاسی نظام کی نوعیت بدل گئی۔ بنی امیہ کے زمانے میں خلافت نے ملوکیت کا لبادہ اوڑھ لیا اور "شاہی" اسلام کا نام لے کر مختلف سمتوں میں بڑھنے اور پھیلنے لگی۔ مذہب اور سیاست کے رخ بدل گئے۔ اسلامی زندگی کی وحدت ختم ہوگئی۔ دین داروں اور حکومت پیشہ لوگوں کی زندگیوں میں ایک خلیج پیدا ہوگئی جو زمانے کے ساتھ وسیع ہوتی چلی گئی۔ حالانکہ آنحضرت اور خلفائے راشدین کے زمانے میں مذہب و سیاست ایک ہی تصویر کے دو رُخ تھے، ایسے رُخ کہ بغیر ایک کے دوسرے کا تصور بھی محال تھا۔ چنانچہ سچے مسلمانوں ـــ صوفیہ ـــ نے سلطنت سے علیحدگی کو ضروری سمجھا اور بالعموم ہر دور میں الگ ہی رہے۔ بنی امیہ کے مظالم نے اس علیحدگی کو بڑی تقویت پہنچائی۔ صوفیہ کا پہلا طبقہ انہیں حالات میں نمودار ہوا۔ بصرہ و کوفہ میں امویوں نے بے حد مظالم ڈھائے تھے اور یہی شہر تصوف کے سب سے پہلے مرکز بنے اور پھر یہیں سے یہ اسلامی تحریک دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل گئی۔ اس طبقہ میں اویس قرنی، حسن بصری، مالک دینار، حبیب عجمی، فضیل بن عیاض اور ابراہیم ادہم، سفیان ثوری وغیرہ شامل ہیں۔ ان بزرگوں کی خصوصیات حکومت اور اس کے متعلقین سے دوری، خشیت خداوندی، باطنی اصلاح و تربیت، تزکیۂ نفس، عبادات وغیرہ تھیں۔ ان کا زمانہ ۶۰۱ء سے لے کر ۸۵۰ء تک ہے۔

تصوف ـــ نویں صدی عیسوی میں

پہلے دور کے مقابلے میں دوسرا دور سخت آزمائش کا دور تھا، اس لئے کہ اسی دور میں یونانی کتابوں کا عربی و فارسی میں ترجمہ ہوا اور ان کے سبب بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں "عقلیت کا طوفان اٹھا[۲] اور عوام کے عقائد میں

---

[۱] خطبہ کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ مشائخ چشت (نظامی) ص ۶۵-۶۴
[۲] اس سے قبل اشارہ ہو چکا ہے۔

تذبذب، ایمان میں شک اور ذہن میں خلش پیدا ہوگئی۔ علاوہ بریں مامون جیسے خلیفہ نے قرآنی اور اسلامی عقائد کے خلاف نئے رجحانات اور خیالات بہ جبر توسیع کرنے کی بھی سعی کی[1] نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی زندگی میں اس سے لامرکزیت پیدا ہوگئی۔ اعتقاد کی ساری بنیادیں ہل گئیں اور ملت کی ذہنی زندگی میں انتشار پیدا ہوگیا۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اسلام تحقیق و تلاش اور فلسفہ و حکمت کا مخالف ہے۔ اسلام نے تو ہر شخص کو تحصیل علم کی ترغیب دلائی ہے اور زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی مختلف اشیاء کو آیات بینات کہہ کر ان کے رموز کو جاننے اور پرکھنے پر مائل کیا ہے۔ ہاں اس کی تنبیہ ضرور کی ہے کہ طالب علم اپنے دینی وجدان پر مہر نہ لگائے۔ اس عقلیت کے ساتھ ساتھ وضعیت کا پھلنا پھولنا لازمی تھا۔ وضعیت فطرت مابعد ہے، مذہب نہیں صناعی ہے۔ چنانچہ اس دور میں ذات و صفات خداوندی، خلق، قرآن، دوزخ، جنت، معجزات، معراج غرض ہر مسئلہ عقل کی کسوٹی پر کسا گیا۔ آیاتِ قرآنی کی عجیب و غریب تاویلیں کی گئیں۔

اس دور میں بایزید بسطامی، ذوالنون مصری، جنید بغدادی، معروف کرخی، سری سقطی وغیرہ مشہور مشائخ تھے۔ انہوں نے اپنے دور کی "عقلیت" کے خلاف "عشق" پر زور دیا ہے۔

تصوف ۔ دسویں صدی میں

اسلام کی بڑھتی ہوئی فتوحات کے سبب اجتہاد اور استنباط کی ضرورت پڑی۔ اس لئے کہ اس وقت بعض مسائل ایسے درپیش ہوگئے جن کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں تھا۔ چنانچہ ضرورت ہوئی کہ انہیں (قرآن و حدیث و سنن نبوی) کی روشنی میں ان مسائل کا حل ڈھونڈ نکالا جائے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے اپنی پوری دینی بصیرت سے کام لے کر مختلف مسائل پر اجتہادی رائے کا اظہار کر کے چار 'مذہب' کی بنیاد ڈالی۔ عباسیوں کے زمانے میں امام مالک ہی کے فیصلوں پر عمل کرنے پر زور دیا جاتا تھا،[2] جو ظاہر ہے غلط ہے۔ کسی سماج کو مستقل طور پر ایک ایسے قاعدے کا پابند بنا دینا جو بہر طور انسانی اجتہاد کا نتیجہ ہو کبھی بھی درست نہیں ہوسکتا۔ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ لوگ جواز کی پناہیں ڈھونڈنے لگیں۔ اس زمانے میں بھی یہی ہوا۔ چنانچہ فقہی کتابوں میں باب الحیل ایک مستقل باب بن گیا۔ ان حیلہ جوئیوں کے سبب تزکیۂ نفس اور اصلاح باطن کی ترکیبیں گویا بے معنی ہوگئی تھیں، حالانکہ مذہب کی اساس انہیں پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کے صوفیہ نے مذہبی روح کی بیداری، اصلاح باطن اور درستگی اخلاق پر بالخصوص زور دیا۔

اس صدی کے صوفیہ میں شیخ ابو سعید ابن العربی، شیخ ابو محمد الخلدی، شیخ ابو نصر سراج، شیخ ابو طالب

---

[1] تاریخ مشائخ چشت (نظامی)
[2] تاریخ مشائخ چشت

مکی، شیخ ابو بکر اور ابو عبدالرحمٰن اسلمی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے اپنی تبلیغ کو حقیقی اور واقعی رنگ دینے کے لئے مشائخ متقدمین کے حالات ہی کو سامنے نہیں رکھا بلکہ تصوف کو شریعت اسلام کے مطابق ثابت کیا۔ تصوف کی ایک بہت ہی اہم کتاب: کتاب اللمع (جو شیخ ابو نصر سراج کے رشحات فکر کا نتیجہ ہے) اسی دور میں لکھی گئی۔

تاریخ تصوف میں اس دور کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ صوفیہ کے حلقے اور گروہ بننا شروع ہو گئے۔ شیخ علی الہجویری نے کشف المحجوب میں بارہ گروہوں کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان میں دو گروہ مردود اور دس مقبول ہیں۔ یہ مختلف گروہ درج ذیل ہیں:

(۱) دونوں مردود گروہ حلولی اور حلاجی تھے۔ حلاجی تناسخ کے قائل تھے۔

(۲) طیفوریہ۔ اس کی نسبت بایزید بسطامی سے ہے۔ اس گروہ پر شوق و مستی کا بڑا غلبہ رہتا تھا۔ اس کے پیرو "سکر" کو "صحو" پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

(۳) قصاریہ۔ اس کی نسبت شیخ حمدون قصار سے ہے۔ قصاریہ صوفیوں نے بعد میں ملامتیہ کی صورت اختیار کر لی تھی۔

(۴) نوریہ۔ اس کی نسبت شیخ ابو الحسن نوری سے ہے۔ اس کے تصوف کا مقصد "فقر" سے اونچا تھا اور "صحبت" کو "عزلت" سے بہتر جانتے تھے۔

(۵) محاسبیہ۔ اس کی نسبت شیخ حارث بن اسد محاسبی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ "رضا" مقام نہیں بلکہ "حال" ہے۔ خراسان سے ان کی تائید کی اور عراق نے مخالفت کی۔

(۶) تستریہ۔ اس کی نسبت شیخ سہل بن عبداللہ تستری سے ہے۔ انہوں نے تزکیہ نفس کے اصول ترتیب دئے تھے اور یہ سزائے نفس کے قائل تھے۔

(۷) حکیمیہ۔ اس کی نسبت ابی عبداللہ بن علی الحکیم الترمذی سے ہے۔ ولایت کا تصور اسی گروہ سے شروع ہوا۔ حکیم ترمذی کا ارشاد تھا کہ ساری دنیا ولیوں میں تقسیم ہے اور ہر علاقہ ایک ولی کے تحت ہے۔

(۸) خرازیہ۔ اس کی نسبت شیخ ابو سعید خرازی سے ہے۔ فنا کا تصور اس گروہ نے پیش کیا۔

(۹) حفیفیہ۔ اس کی نسبت شیخ ابو عبداللہ بن حفیف سے ہے۔ انہوں نے حضور اور غیبت کا تصور پیش کیا۔

(۱۰) سیاریہ۔ اس کی نسبت شیخ ابو العباس سیاری کی جانب ہے۔ انہوں نے جمع و تفریق کا نظریہ پیش کیا۔

یہ گروہ اگرچہ دسویں صدی عیسوی میں بنے تھے مگر ان کی نسبت مشائخ متقدمین کی جانب ہی رکھی گئی تھی۔ اس زمانے میں تصوف نے ایک باقاعدہ تحریک کی صورت اختیار کرلی تھی۔ مستند کتابوں کا خاصا ذخیرہ فراہم ہوگیا تھا۔ مگر تصوف باقاعدہ فلسفہ کی حیثیت سے ابھی مرتب و مجتمع نہیں ہوا تھا۔

تصوف ۔ گیارہویں صدی عیسوی میں

اس صدی کے ممتاز مشائخ درج ذیل ہیں:

شیخ ابونعیم اجہانی (و ۱۰۳۸ء)، شیخ ابوالقاسم قشیری (و ۱۰۷۲ء)، شیخ علی ہجویری (و ۱۰۷۲ء / ۱۰۷۹ء کے درمیان)، شیخ عبداللہ انصاری (و ۱۰۸۸ء)، اور شیخ ابوسعید ابی الخیر (و ۱۰۴۹ء)

اس صدی میں تصوف کے خیالات بڑی تیزی سے پھیل رہے تھے۔ تقریباً ہر مذہب کے مشاہیر صوفیہ اور علمانے تصوف کی حمایت میں قدم اٹھایا۔ تصوف اور شریعت اسلامیہ کا تطابق زیادہ جامع اور مانع صورت میں پیش کیا گیا۔ چنانچہ بہت سے علمائے وقت نے تصوف کو "قبول" کرلیا۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے اپنی رباعیات، شیخ عبداللہ ہروی نے اپنی مناجات، شیخ علی ہجویری نے کشف المحجوب کے ذریعہ تصوف کے خیالات کو عوام تک پہنچاکر تصوف میں ایک عوامی تحریک بننے کی صلاحیتیں سمودیں۔

تصوف ۔ بارہویں صدی عیسوی میں

اسلامی تصوف کے لئے بارہویں صدی بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ اسی صدی میں تصوف کا فلسفہ پورے طور پر مرتب ہوا اور اسے ایک فن کی مستقل حیثیت حاصل ہوگئی۔ بعض اہم روحانی سلسلے اسی صدی میں شروع ہوئے اگرچہ ان کو عروج ۱۳ ویں صدی میں حاصل ہوا۔ سیاسی و سماجی زندگی کی زبوں حالی کے سبب ایک انتشار تھا جو مسلمانوں خصوصاً ایرانی مسلمانوں میں پھیلا ہوا تھا۔ صوفیہ کرام اپنی تعلیمات اور اعمال کے ذریعے ان میں یکسوئی اور اطمینان کی کیفیت پیدا کردی۔

امام غزالی، شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، شیخ نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی، شیخ محی الدین ابن عربی اور شیخ شہاب الدین سہروردی اس دور کے علمائے صوفیہ میں بڑے ہی بلند مقام کے حامل ہیں۔ شعراء میں حکیم ثنائی، نظامی گنجوی اور خواجہ فریدالدین عطار اسی دور کی یادگار ہیں۔ امام غزالی، شیخ اکبر، شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس کا فلسفہ، اصطلاحات، بنیادی مسائل وغیرہ سب کی وضاحت کردی۔ حکیم سنائیؔ اور خواجہ عطار نے عشق الٰہی کی آگ کی لپٹیں کونے کونے میں پہنچادیں۔ سنائیؔ و عطار کے کلام و مرتبہ کا اندازہ مولانا روم کے اس شعر سے لگایا جاسکتا ہے۔

عطار روح بود و سنائیؔ دو چشم او ما از پی سنائیؔ و عطار آمدیم[1]

---

[1] غزلیات شمس تبریز

تصوف ۔ تیرہویں صدی عیسوی میں

بارہویں صدی کی مصیبتیں تاتاریوں کے سبب اپنی انتہا کو پہنچ گئیں ۔ ہر طرف لوٹ مار ، تباہی اور بربادی کا منظر تھا۔ انسانی فلاح وبہبود کا تصور عنقا تھا۔ اخلاق یک لخت ختم ہو چکا تھا۔ سلطنتیں ملیامیٹ ہوگئیں۔ مدرسے اور خانقاہیں بے نور و بے چراغ ہوگئیں۔ کتب خانے راکھ کا ڈھیر ہو گئے ۔ بقول خلیق احمد نظامی "ان روح فرسا مناظر کو دیکھ کر طبیعتیں خود بخود تصوف کی مائل ہوگئیں۔ انابت ، خضوع ، تضرع ، توکل جو تصوف کے خاص مقامات ہیں خود بخود دل پر طاری ہو گئے "[1]

صوفیۂ کرام نے اس دفعہ بھی مسلمانوں کی دستگیری کی۔ مختلف سلسلوں کی تنظیم کی اور جا بجا خانقاہیں بنائیں تاکہ عام مسلمانوں کے ذہن اور مزاج کی از سر نو تہذیب کر سکیں ، ان میں ایک بار پھر خود اعتمادی اور بھروسہ پیدا کر سکیں ۔۔۔ اور وہ اپنے اس جلیل القدر عزم میں کامیاب ہوگئے۔ مسلمانوں میں مرکزیت پیدا ہوگئی ، اخلاق اور سماجی قدریں پھر زندہ ہوگئیں اور مذہب و خدا پر بھروسہ کیا جانے لگا۔ صوفیہ کی یہ کوششیں اس درجہ دور رس اور پر کشش ثابت ہوئیں کہ اسلام دشمن تاتار نہ صرف مشرف بہ اسلام ہوئے بلکہ خود اس کے محافظ بن گئے۔[2]

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے ۔۔۔ پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے ۔۔۔ (اقبال)

اس عہد کے تصوف مشرب شعرا جو ساری فضا پر چھا گئے ان میں مولانا روم ، شیخ سعدی ، اوحدی اور عراقی ان میں بہت مشہور ہیں۔

اس عہد کے سلسلے میں مندرجۂ ذیل سلسلے ذکر خصوصی چاہتے ہیں :

(۱) سلسلۂ خواجگان ۔ یہ سلسلہ ترکستان میں قائم ہوا۔ اس کے سب سے زیادہ مشہور بزرگ خواجہ محمد اتالیسوی ، خواجہ عبدالخالق عجدوانی ، خواجہ بہاؤالدین نقش بند ہیں ۔ خواجہ بہاؤالدین نقش بند کے بعد یہ سلسلہ نقش بندیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ خواجہ نقش بند نے اتباع سنت پر بہت زور دیا ہے[3] اکبر کے زمانے میں یہ سلسلہ خواجہ باقی باللہ (و ۱۶۰۳ء) کے ذریعے پہنچا۔ خواجہ باقی باللہ کے عزیز مرید اور خلیفہ شیخ احمد المعروف بہ مجدد الف ثانی (۱۶۲۴ء) نے اس سلسلے کو ہندوستان میں ترقی دی۔ ان کے بعد یہ سلسلہ ، سلسلۂ مجددیہ نقشبندیہ کہلانے لگا۔

(۲) سلسلۂ قادریہ ۔ یہ سلسلہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے شروع ہوا۔ آپ کا نظام تربیت واصلاح آپ نے اپنے خلفاء اور مریدوں کو اسلامی ممالک کے مختلف حصوں میں بھیج دیا تھا۔

---

[1] تاریخ مشائخ چشت ص ۱۲۶ ۔۔۔ [2] بانگ درا ۔۔۔ [3] نفحات الانس

(۳) سلسلۂ چشتیہ — اس سلسلے کی داغ بیل یوں تو شیخ ابو اسحاق شامی (۹۴۰ء) نے ڈالی تھی لیکن یہ خواجہ معین الدین سنجری (و ۱۲۳۵ء) کے ہاتھوں پروان چڑھا۔ یہ سلسلہ ہندوستان میں معین الدین چشتی ہی کے مبارک ہاتھوں سے پہلے شروع ہوا۔ یہ پاک پٹن سے لے کر لکھنوتی، دہلی سے لے کر دیوگیر تک پھیلا ہوا تھا۔

(۴) سلسلۂ سہروردیہ — یہ سلسلہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی یادگار ہے۔ (وفات ۱۲۳۴ء) آپ نے اس سلسلے کے نظام کی تفصیل عوارف المعارف[۱] میں دی ہے۔ آپ کے مرید و خلفا ہندوستان بھی آئے تھے۔ شیخ نور الدین مبارک غزنوی، مجد الدین حاجی، شیخ ضیاء الدین رومی، قاضی حمید الدین ناگوری ان کے مشہور خلفا تھے مگر ہندوستان میں یہ سلسلہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ذریعے پھیلا۔ اس سلسلے کی خانقاہیں ملتان اور سندھ میں تھیں۔ ان سلسلوں کے علاوہ ابوالفضل نے ہندوستان میں جاری رہنے والے (اپنے زمانے تک) سلسلوں کی یہ فہرست دی ہے:[۲]

(۱) صبیان	(۲) طیفوریان	(۳) کرخیان	(۴) سقطیان
(۵) جنیدیان	(۶) کازرونیان	(۷) طوسیان	(۸) فردوسیان
(۹) زیدیان	(۱۰) عباسیان	(۱۱) ادہمیان	اور (۱۲) ہبیریان

سلسلۂ فردوسیان بہار تک محدود رہا۔ ہندوستان میں اس کے لانے والے شیخ بدر الدین سمرقندی تھے۔[۳] شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے اسے فروغ دیا۔

پندرہویں صدی کے وسط میں قادریہ اور شطاریہ سلسلے ہندوستان میں قائم ہوئے۔ قادریہ سلسلہ شاہ نعمت اللہ قادری کے ذریعے ہندوستان آیا۔ سید محمد غوث گیلانی، مخدوم شیخ عبد القادر ثانی، سید موسیٰ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے دور مغلیہ میں اس کی توسیع کی۔

شطاریہ سلسلہ شاہ عبد اللہ شطاری (و ۱۴۵۸ء) نے قائم کیا۔ سید محمد غوث گوالیاری اور علامہ وجیہ الدین علوی احمد آبادی نے اس کو ہندوستان میں ترقی دی۔

عہد خوب میں گجرات کے مشہور سلسلے:[۴]

(۱) چشتیہ — شیخ حسام الدین عثمان بن داؤد ملتانی (وفات ۷۳۶ھ) اور علامہ کمال الدین دہلوی (و ۷۵۶ھ)، شیخ یعقوب بن مولانا خواجگی (و ۷۹۸ھ)، سید کمال الدین قزوینی (و ۸۸۱ھ) اور شیخ کبیر الدین ناگوری

---

[۱] تاریخ مشائخ چشت [۲] آئین اکبری [۳] تاریخ مشائخ چشت ص ۱۳۴ - ۱۳۳
[۴] مرآت احمدی

وغیرہم کے ذریعے یہ سلسلہ گجرات میں پھیلا۔[1]

(۲) سہروردیہ ۔ گجرات میں یہ سلسلہ سب سے پہلے سید شرف الدین مشہدی کے ہاتھوں بھڑوچ میں پھیلا۔ یہ حضرت مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے داماد و خلیفہ تھے۔ سید یحییٰ بن علی ترمذی، قاضی علم الدین شاطبی، سید برہان الدین عبداللہ بن محمود البخاری، شیخ محمد بن عبداللہ البخاری، سید محمد زاہد، سید جلال، شیخ عثمان، شیخ علی خطیب وغیرہم (سادات قطبیہ، شاہیہ و بخاریہ اور ان کے خلفا) اس سلسلے کے نامور بزرگ تھے۔ یہ سلسلہ تمام گجرات میں پھیلا ہوا تھا۔[2]

(۳) مغربیہ ۔ سلسلۂ مغربیہ کے پیرو شیخ احمد کھٹو ہیں جو شیخ اسحاق مغربی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید محمود ایزمی اور شیخ صلاح الدین انہیں کے تربیت یافتہ تھے۔

(۴) عیدروسیہ ۔ اس سلسلے کی نشوونما حضرموت میں ہوئی۔ وہاں سے سید شیخ بن عبداللہ حضرمی کے ذریعے سورت (گجرات) آیا اور گجرات و دکن میں محدود رہا۔ سید محمد بن عبداللہ، سید عبدالقادر اور شیخ نورالدین محمد بن علی راندیری اسی سلسلے کے بزرگ ہیں۔

(۵) قادریہ ۔ سب سے پہلے غالباً شیخ شمس الدین ناگوری کے ذریعے یہ سلسلہ گجرات میں پھیلا۔ بعد میں شیخ جمال بن الحسین البغدادی بہادر شاہ کے زمانے میں گجرات آئے۔ شیخ یتیم اللہ، شیخ عبدالفتاح عسکری شارح مثنوی معنوی وغیرہ اس سلسلے کے بزرگ ہیں۔ شیخ عبدالفتاح کا فیض تو دیلور اور فرنگی محل تک پہنچا ہے۔[3]

(۶) رفاعیہ ۔ یہ سید احمد کبیر رفاعی سے منسوب ہے۔ یہ سلسلہ ہندوستان میں کم مروج ہے۔ اس کا تعلق گجرات و دکن ہی سے رہا ہے۔ شیخ شرف الدین اساولی، سید علی بن ابراہیم اور سید عبدالرحیم (و ۱۱۳۲ھ) کے ذریعے گجرات میں پھیلا۔ شاہ علی جی گام دھنی اسی سلسلے کے بزرگ ہیں۔

(۷) نقشبندیہ ۔ یہ سلسلہ گجرات میں شیخ نورالدین ابوالفتوح شیرازی کے ذریعے پہنچا ہے۔ یہ میر سید شریف کے مرید تھے۔ بعد میں خواجہ جمال الدین خوارزمی (و ۱۰۱۶ھ)، خواجہ محمد دہداری (و ۱۰۱۶ھ)، شیخ نوراللہ و شیخ نصراللہ پیشاوری کے ذریعے یہ سلسلہ اشاعت پذیر ہوا۔

(۸) شطاریہ ۔ یہ سلسلہ شیخ محمد غوث گوالیاری کے ذریعے گجرات آیا۔ علامہ شیخ وجیہ الدین علوی، شیخ صدرالدین ذاکر، شیخ شکر محمد عارف، شیخ علی شیر وغیرہ اس سلسلے کے مشہور بزرگ ہیں۔ شیخ صبغۃ اللہ بھڑوچی اسے مدینہ لے گئے اور وہاں بہت سے مشائخ کبار نے یہ دولت ان سے حاصل کی۔

---

[1] یاد ایام، سید عبدالحی ص ۴۴ تا ۴۵ [2] یاد ایام ص ۴۶-۴۵ [3] یاد ایام ص ۴۸

ان مشہور و معروف سلسلوں کے علاوہ دوسرے غیر معروف سلسلے مثلاً عیاضیہ، شاذلیہ وغیرہ بھی گجرات میں مل جاتے ہیں۔ ان کثیر سلسلوں کی اصل وجہ یہ تھی کہ سرزمین گجرات مختلف سلسلوں کے مشائخ کے لئے باعث کشش تھی اور گاہ گاہ وہ گجرات آکر عوام کے دلوں کو منور کرتے رہتے تھے۔ ان سلسلوں کو فروغ دینے کے لئے گجرات نے جید عالم اور بلند مرتبہ صوفی پیدا کئے اور ان کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ عوام نے ان کا یوں ساتھ دیا کہ وہ بیک وقت ایک سے زیادہ سلسلوں میں مرید ہوا کرتے تھے۔ تاہم سلسلۂ سہروردیہ، سلسلۂ چشتیہ، سلسلۂ قادریہ، سلسلۂ رفاعیہ اور سلسلۂ عیدروسیہ بہت زیادہ مقبول تھے۔ ان کی مقبولیت اب بھی باقی ہے۔ خوب محمد چشتی کے زمانے میں علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل و توسیع اور اشاعت ایسی جلیل القدر ہستیوں کے ہاتھوں انجام ہوئی کہ نہ صرف گجرات بلکہ پورا ہندوستان ہر لحاظ سے ان کا رہین منت ہے۔ ان بزرگوں میں علامہ وجیہ الدین علوی، سادات قطبیہ و شاہیہ، شاہ علی جی گام دھنی، شاہ صبغۃ اللہ بھڑوچی، عبدالقادر العیدروس وغیرہم اور خود خوب محمد چشتی بہت ہی بلند مقام کے حامل ہیں۔ گجرات کی ظاہری و باطنی زندگی میں حسن انہیں بزرگوں کی ذات سے پیدا تھا۔ خوب محمد کا زمانہ علم و فن اور تصوف کی سرگرمیوں کے سبب گجرات کا سنہری زمانہ کہا جاسکتا ہے۔

سلسلۂ چشتیہ

چشت خراسان کا ایک بہت ہی مشہور شہر ہے۔ یہاں کچھ بزرگان دین نے روحانی اصلاح و تربیت کا ایک نظام قائم کیا تھا جسے بڑی شہرت ہوئی۔ چشت کی رعایت سے اس روحانی نظام کا نام چشتیہ اور اس کے ماننے والوں کو چشتی کہا جانے لگا۔

سب سے پہلے بزرگ جن کے نام کے ساتھ چشتی کا لاحقہ نظر آتا ہے وہ خواجہ ابو اسحاق شامی ہیں (۹۴۰ء / ۳۲۹ھ)۔ تذکرے بتاتے ہیں کہ سلسلۂ چشتیہ کے بانی خواجہ ابو اسحاق شامی ہی ہیں۔ مگر افسوس کہ اس صاحب دماغ اور صاحب دل کے حالات کہیں مفصل نہیں ملتے۔ ہاں کرامتوں اور سماع کے چند واقعات کا پتہ ضرور چلتا ہے۔ خواجہ ابو اسحاق شام باشندے تھے۔ وہاں سے پیدل بغداد آئے اور جب خواجہ ممشاد علی دینوری کی خانقاہ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نام پوچھا۔ جواب دیا "ابو اسحاق شامی"۔ اس پر حضرت دینوری نے ارشاد فرمایا[۱]:

"از امروز ترا ابو اسحاق چشتی خوانند کہ خلائق چشت و دیار آن از تو ہدایت یابند و ہر کہ سلسلۂ ارادت تو آید آنہارا نیز تا قیام قیامت چشتی خوانند"

آج سے لوگ تم کو ابو اسحاق چشتی کہہ کر پکاریں گے چشت اور اس کے نواح کے لوگ تم سے ہدایت پائیں گے اور جو شخص تمہارے ارادت میں داخل ہوگا اس کو لوگ قیامت

[۱] خزینۃ الاصفیا (جلد اول) ص ۲۴۰

تک چشتی کہہ کر پکارا کریں گے۔

اس کے بعد حضرت دینوری نے آپ کو رشد و ہدایت کے لئے چشت بھیج دیا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اپنی پرخلوص محنت و ریاضت کے سبب ایک عظیم الشان سلسلے کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ چشت بہت جلد ایک عظیم روحانی مرکز بن گیا اور آپ کا سلسلہ، سلسلۂ چشتیہ کے نام سے موسوم ہوگیا۔ آپ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے، اور اس پر آپ کو فخر تھا۔

اس سلسلے کے چند مشہور بزرگ (سلسلہ وار یہ ہیں): چند دوسرے روحانی سلسلوں کی طرح یہ سلسلہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کے بعد دوسرے بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) خواجہ حسن بصری (۲) خواجہ عبدالواحد ابن زید (۳) فضیل ابن عیاض (۴) ابراہیم ادہم بلخی (۵) خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی (۶) خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری (۷) خواجہ ممشاد علی دینوری (۸) ابواسحاق شامی (۹) ابواحمد ابن فرسناختہ الچشتی (۱۰) ابومحمد ابن احمد چشتی (۱۱) ابو یوسف چشتی (۱۲) خواجہ مودود چشتی (۱۳) خواجہ حاجی شریف زندانی (۱۴) خواجہ عثمان ہروی (۱۵) خواجہ معین الدین حسن سنجری (آپ کو سنجری (سَن جَری) کہنا غلط ہے کیوں کہ آپ کے وطن سجستان کے لحاظ سے لفظ سجزی (سج زی) بنے گا، سنجری نہیں۔ مگر عرف عام میں لوگ آپ کو سجزی کی جگہ سنجری ہی کہتے ہیں)۔

سلسلۂ چشتیہ ہندوستان میں

یہ صحیح ہے کہ بقول مولانا جامی (نفحات الانس) خواجہ ابومحمد بن ابی احمد چشتی محمود غزنوی کے عہد میں ہندوستان آئے تھے۔ مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کا اجراء و توسیع خواجہ معین الدین حسن چشتی ہی کے مبارک ہاتھوں سے ہوئے۔ میر خورد نے آپ کو "نائب رسول اللہ فی الہند (سید الاولیاء) لکھا ہے۔

ابوالفضل آئین اکبری میں کہتا ہے: "عزلت گزین بہ اجمیر شد و فراوان چراغ برافروخت و از دم برای او گروہا گروہا مردم بہرہ گرفتند۔"

اجمیر کو اس وقت زبردست سیاسی اور مذہبی حیثیت حاصل تھی۔ اخبار الاخیار میں اس وقت کی مذہبی اہمیت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ تاہم اس زمانے کی عام حالت یہ تھی:

ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ فکر و عمل کا اتحاد عنقا تھا۔ چھوت چھات نے زندگی سے رونق چھین لی تھی خلقت "بہت ہی امیر" اور "بہت ہی غریب" کی مکروہ تقسیم کا شکار تھی۔ پستی و بلندی کے انہیں مناظر کو دیکھ کر بیرونی نے کہا تھا — "ہندوؤں میں بہت سی ذاتیں ہیں۔ ہم مسلمانوں کا ملک عام مساوات اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے مطابق ان سے بالکل جداگانہ ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان یہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے"۔

یہ تھا وہ ماحول جس میں خواجہ معین الدین چشتی نے اسلام کے نظریۂ توحید و مساوات کی تبلیغ کی اور اپنے عمل

سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اور اس طرح گویا آپ نے ہندوستان میں ایک زبردست روحانی اور سماجی انقلاب پیدا کردیا۔ گروہ در گروہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ سے استفادہ کرکے دلوں میں اجالا اور حرارت پیدا کرتے۔ لاکھوں دلوں پر حکومت کرنے والا "غریب نواز" و "ہندالولی" (یہ ترکیب لغوی اعتبار سے غلط سہی مگر لاکھوں عوام آپ کو اس نام سے یاد کرتے ہیں۔) بڑی ہی سادہ زندگی بسر کرتا تھا۔

آپ کے خلفاء میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور شیخ حمید الدین ناگوری قابل ذکر ہیں۔

سلسلۂ چشتیہ گجرات میں

سلسلۂ چشتیہ کے مرکزی نظام سے گجرات کا تعلق خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے زمانے سے ہوا۔ آپ کے دو خلیفہ شیخ محمود اور شیخ حامد الدین (تاریخ مشائخ چشت ص ۱۵۴) کا تعلق نہروالہ (پٹن) سے تھا۔ پٹن ان کا وطن تھا۔ مگر چشتیہ سلسلے سے گجرات کو پورے طور پر متعارف کرنے کا کام نظام الدین اولیا کے مندرجۂ ذیل خلفاء نے کیا:

(۱) شیخ سید حسن (۲) شیخ حسام الدین ملتانی (۳) شاہ بارک اللہ اور باقاعدہ تنظیم اور نشر و اشاعت کا کام علامہ کمال الدین، شیخ یعقوب، شیخ کبیر الدین ناگوری اور سید کمال الدین قزوینی نے انجام دیا۔

علامہ کمال الدین زبردست عالم اور صوفی تھے (و ۷۵۶ھ) حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ اور بھانجے تھے۔ آپ کے بعد علی الترتیب (آپ کی اولاد میں) شیخ سراج الدین، شیخ علم الحق، شیخ محمود معروف بہ شیخ راجن ——— اور پھر شیخ جمال الدین جمن، شیخ حسن محمد اور یحییٰ مدنی سجادۂ شیخت پر رونق افروز ہوئے۔ شیخ یحییٰ مدنی کے مرید اور خلیفہ شاہ کلیم اللہ نے سلسلۂ چشت کو دوبارہ مستحکم انداز میں دلی میں جاری کیا۔ پچھلی عظمت سلسلۂ چشتیہ دلی میں گویا ایک بار پھر تازہ ہوگئی۔

شیخ یعقوب (و ۷۹۸ھ) مولانا خواجگی کے فرزند رشید اور زین الدین دولت آبادی کے خلیفہ تھے۔ شیخ ابن عربی کی تصانیف پر بڑا عبور تھا۔ فصوص الحکم کا درس بڑی خوبی سے دیا کرتے تھے۔ آپ کی خانقاہ پٹن (گجرات) رشد و ہدایت کا سرچشمہ تھی۔

شیخ کبیر الدین ناگوری (و ۸۵۸ھ) شیخ حمید الدین معالی کے پوتے تھے۔ نامساعد حالات کی بنا پر ناگور سے احمد آباد چلے آئے۔ ایک زبردست عالم بھی تھے۔ مصباح النحو کی شرح لکھی تھی۔ سلسلۂ چشتیہ کی تعلیم آپ کے ذریعے عوام و خواص دونوں تک پہنچی تھی۔

سید کمال الدین قزوینی (و ۸۸۱ھ) کا تعلق گیسو دراز کے سلسلے سے ہے۔ خانقاہ بھڑوچ میں تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔

خاص چشت کے سلسلے کی ایک شاخ رکن الدین مودود[1] کے ذریعے بھی گجرات پہنچی تھی۔ آپ بابا فرید کی اولاد

---

[1] یاد ایام

میں اور شیخ محمد زاہد کے مرید تھے۔ ان کے ایک چہیتے مرید اور خلیفہ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ تھے۔ ان کے بیٹے شیخ رحمت اللہ سے سلطان محمود بیگڑہ بیعت تھا۔

مندرجۂ بالا بزرگوں نے اس سلسلے کو گجرات میں بے حد مقبول بنایا۔ کیا خواص اور کیا عوام سبھی میں یہ سلسلہ مروج اور دل پسند تھا۔ اور آج تک بھی گجرات کی آبادی کا معتدبہ حصہ اس سلسلے سے منسلک ہے۔ شیخ علی المتقی، شیخ حسن محمد اور خوب محمد خوبؔ وخوبی اس سلسلۂ متبرکہ سے وابستہ تھے۔ ان کے علم وفضل کا چرچا حدود ہندوستان کو پار کر کے مکہ اور مدینہ تک پہنچا ہوا ہے: کیوں نہ ہو کہ بقول خلیق احمد نظامی:

"چشتیہ سلسلہ کا مرکزی نظام تباہ ہو جانے کے بعد صوبوں میں جو خانقاہیں قائم ہوئیں ان میں گجرات کی خانقاہوں کو ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ وہاں کے خانقہی نظام میں مرکز کی کچھ خوبیاں باقی رہیں۔"[1]

سلسلۂ چشتیہ کی خصوصیات

ہر وہ تحریک جو انسانی فلاح وبہبود کو اپنا پہلا اور آخری مقصد قرار دیتی ہے، اپنے اندر ایک عالمگیر کشش رکھتی ہے۔ زمان ومکان کی حد بندیوں سے اسے کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ مختلف مذاہب عالم اور مختلف سلاسل تصوف کا یہی حال ہے۔ بدھ مت، ہندو مذہب وعیسائیت اور اسلام کی قبولیت اور صلاحیت نہ صرف یہ کہ اب تک باقی ہے بلکہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک دنیا اور اس کی آبادی کا ذہن وشعور باقی ہے۔ موجودہ زمانے کی رواداری اور مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ تصوف کے طریقے اور مذاہب کے اصول بنیادی طور پر اپنے اندر بہت سی مشترک باتیں رکھتے ہیں۔ اب یہ اور بات ہے کہ جب تک کسی تحریک پر ایک زمانہ گزر لیتا ہے تو بعد کے پیرو کبھی نجی اور کبھی سماجی ضرورت کے سبب خود کو مجبور پاتے ہوئے اس تحریک میں بعض اوقات اضافے اور ترمیمیں کر دیتے ہیں۔ تاہم اس کے پیروؤں کی مرکزی تنظیم سے وہ تحریک باقی رہتی ہے اور جب یہ تنظیم رخصت ہو جاتی ہے تو فروعی مسائل اہمیت اختیار کر لیتے ہیں اور پھر وہ تحریک دوسری مماثل مگر مختلف ٹکڑیوں میں بٹ جاتی ہے۔ اسلام کے مختلف فرقے اور تصوف کے مختلف سلسلے اس کی تین مثالیں ہیں کہ بنیادی معاملات میں آپسی اتفاق ان میں ضرور ہے مگر بعض امور میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ اور یہ اختلاف بھی اکثر اوقات نظری ثابت ہوتا ہے۔

وہ تصوف جس کی بنیاد قرآن اور احادیث پر رکھی گئی تھی اسے تاریخی وجغرافیائی اور سماجی ضرورتوں نے کبھی کبھی اتنا بدلا کہ دیکھنے والوں کو مختلف صورتیں نظر آنے لگیں، مگر یہ اختلاف بھی محض "ظاہر" کا ہے باطن کا نہیں۔ ان کے باہمی اتفاق واختلاف کی صورت وہی ہے جو حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلمانوں کی ہے یا شیعوں میں مختلف مجتہدوں

---

[1] اذکار الابرار

کی تقلید کی صورت ہے یعنی بعض امور دینی کے سلسلے میں "نظر" نہیں بلکہ "مقام نظر" کا فرق ہے۔

یہاں اس امر کی تو گنجائش نہیں کہ تصوف کے دوسرے سلسلوں اور چشتیہ سلسلہ کا تقابل کیا جائے۔ اس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے کی چند اہم خصوصیات بیان کر دی جائیں۔

بیعت

بیعت کے معنی ہیں: دست بر دست یک دیگر نہادن و عہد بستن [1] یعنی کسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد کرنا۔ یہ فعل بظاہر بڑا سیدھا سادا اور معمولی ہے مگر اہل شعور و دانش جانتے ہیں کہ جب تمام احساس اور بھرپور اعتماد کے ساتھ کوئی کسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد کرتا ہے تو اس کے روئیں روئیں میں ایک خود آگاہ دل اور بیش بین دماغ کی کیفیتیں موجود ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نفسیاتی اعتبار سے بیعت کی بڑی اہمیت ہے۔

مشائخ چشتیہ کا مقصد بیعت اور اس کا طریقہ شیخ نظام الدین اولیا کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے:

"چون کسی بخدمت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللّٰہ سرہ العزیز بیامدی بہ نیت ارادت، اول فرمودی فاتحہ و اخلاص بخوانید، بعدہٗ اٰمن الرسول بخواندی، بعدہٗ شہد اللّٰہ تا اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ خواندی، بعدہٗ فرمودی کہ بیعت کردی برین ضعیف و خواجہ این ضعیف و خواجہ خواجگان ما و بر پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم و با حضرت عزت عہد کردی کہ دست و پای چشم نگاہ داری و بر نہج شرع باشی۔" [2]

واقعہ یہ ہے کہ انسان کو اخلاقی بیماریوں سے نجات دلا کر اسے شریعت کا راستہ دکھانا مشائخ چشت کا شیوہ تھا۔ حضرت محبوب الٰہی نے شمس الدین یحییٰ کو جو خلافت نامہ عنایت فرمایا تھا وہ اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے (ملاحظہ ہو سیر الاولیاء) اور یہیں پر یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے اسے خود سچا مسلمان ہونا چاہیئے قرآن و حدیث کا پابند، سنن نبوی پر عامل ہونا چاہیئے۔ ورنہ وہ اسلام کے پیغام کو بہ حسن و خوبی اپنے مریدوں اور دوسروں تک کیونکر پہنچا سکے گا۔

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

اس سلسلے میں سیر الاولیاء کی یہ عبارت بہت اہم ہے:

سلطان المشائخ فرمود، بنگر ید کمال نبوت پیغمبر علیہ السلام والصلوٰۃ کاری بغیر خواست فرمود اول خود کرد تا دیگران کنند و درآن انقیاد نمایند، از دیگری این معنی چگونہ تصور توان کرد کہ خود نکند و بغیری فرماید

---

[1] سبع سنابل از امیر عبد الواحد بلگرامی ص ۳۶ بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص ۲۳۸

[2] سیر الاولیاء ص ۲۲۳

دآن معمول شود، امیر خسرو خوش گوید ؎

آن گفت مذکر نکند خلق کہ اورا　　　گفتار بسی یابی و کردار نیابی

مشائخ چشت نے اپنے افکار و اعمال میں چنانچہ آن حضرت کے سنن ہی سے اجالا پایا تھا اور اسی کی روشنی میں لوگوں کی رہنمائی کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سلسلہ روز بروز پھیلتا ہی رہتا تھا۔

مشاہدہ و مطالعہ

یہاں پر ایک بات یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ملک اور ہر قوم کی سماجی حالت زمانے کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ نئے نئے خیالات اور مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اگر راہبر ان مسائل کے بنیادی وجوہ اور ان کے حل سے واقف نہ ہوگا تو وہ لازماً اپنے مقلدین کی قرار واقعی رہنمائی نہیں کرسکے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے حدیث، تفسیر، فقہ اور دوسرے علوم پر نہ صرف خود عبور حاصل کیا بلکہ مریدوں کو ان کی تحصیل کے لئے ترغیب بھی دیتے تھے۔ ہاں اس کا خیال ضرور رہا اور دلایا کہ غرۂ علم احساس نفس پر حاوی نہ ہو۔ "من" یا "انا" کا احساس تیز نہ ہو کہ وہ بھلا دیا جائے جو تمام علوم اور ساری کائنات کا منبع و مخرج ہی نہیں بلکہ مجموعہ ہے۔ اب یہ علوم بھی جامد و ساکت نہیں۔ یہ بھی زمانے کے ساتھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ پھیلتے اور بڑھتے رہے ہیں۔ ان کے پھیلنے اور بڑھنے کا اصل سبب انسانی ادراک اور احساسات کے گوناگوں تجربے ہیں۔ چنانچہ بقول خلیق احمد نظامی "غالباً اسی مصلحت کے پیش نظر مشائخ چشت اپنے خلفاء کو خلق میں رہ کر لوگوں کی جفا و قفا برداشت کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ ان کا یقین تھا کہ جو نفسیاتی بصیرت تجربے کی راہ سے آئے گی وہ زیادہ صحیح اور مؤثر ہوگی۔"[1]

ذکر و مراقبہ

اس بصیرت کے پیدا کرنے میں مشائخ کے اعمال و اشغال بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس اہمیت کا اندازہ سلسلۂ چشتیہ کے اشغال سے بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے۔ ذکر خفی و جلی کا جو طریقہ چشتیہ سلسلے میں رائج ہے، اس سے ایک رگ جس کا نام کیماس ہے وہ خاص طور پر متأثر ہوتی ہے۔ اس سے دل میں ایسی گرمی پیدا ہوتی ہے کہ ذہن میں پیدا ہونے والے سارے وسوسے اور خطرے خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ ذکر کا یہ فائدہ شاہ عبدالرحیم نے اپنے بیٹے شاہ ولی اللہ دہلوی سے بیان کیا تھا۔[2] ذکر و اشغال کے لئے مراقبہ ضروری ہے اور خود اس کی ضرورت قلب و دماغ کی صفائی پر مبنی ہے جس پر مشائخ چشت ہمیشہ مصر رہے۔ اور یہیں پر توبہ کی اہمیت مرکزی حیثیت اختیار کرلیتی ہے کہ خلوص کے ساتھ حتمی توبہ کرلی جائے۔ توبہ کے بعد نفسیاتی اعتبار سے انسان ایک نیا جنم لیتا ہے۔

---

[1] تاریخ مشائخ چشت ص ۲۴۹　　[2] قول الجمیل ۴۸ - ۴۷

مشائخ چشت نے توبہ کی تین قسمیں بیان کی ہیں :

(۱) توبہ حال ۔ کہ اپنے کئے ہوئے گناہوں پر پشیمان ہو

(۲) توبہ ماضی ۔ کہ اپنے ماضی کے قصوروں اور کمیوں کو پورا کرے

(۳) توبہ مستقبل ۔ کہ گناہوں کے آیندہ کے ارتکاب سے بچنے کا مستحکم وعدہ کرے۔[۱]

خانقاہ

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خیال میں خانقاہ کا لفظ 'خان' اور قاہ سے مرکب ہے۔ 'خان' خانہ (گھر) کا مخفف ہے اور 'قاہ' کے معنی عبادت یا دعا کے ہیں۔ یعنی خانقاہ کا مفہوم عبادت کا گھر ہے۔[۲]

خانقاہوں سے مندرجۂ ذیل فائدے تھے :

(۱) لوگوں کی تربیت و اصلاح کے لئے اپنے اصولوں کے پیش نظر شیخ طریقت کو ایک علیحدہ اور مخصوص مقام مل جاتا تھا۔

(۲) خانقاہیں ملت اسلامیہ کی تہذیب و تمدن کا مرکز تھیں۔

(۳) بے گھر دینداروں کو ایک گھر اور دینی جدوجہد کے لئے ایک عمل گاہ مل جاتی تھی۔

(۴) ایک مسلک کے پیرو مگر مختلف مزاجوں کے لوگ ایک مقام پر جمع ہو کر تبادلۂ خیالات کے ذریعے ایک دوسرے کے لئے استفادہ کا موقع فراہم کرتے تھے۔ ان میں عالم بھی ہوتے تھے اور جاہل بھی۔ پاک باطن بھی اور فسق و فجور کے عادی بھی جو وہاں کی فضا اور تعلیم کے بعد دین و مذہب اور زندگی کے سچے راستوں پر گام زن ہو جاتے۔ چشتیہ خانقاہوں کے بارے میں خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں :

" مشائخ چشتیہ کی خانقاہیں صرف تزکیۂ باطن اور تہذیب نفس کے لئے مخصوص نہ تھیں، بلکہ وہاں دینی تعلیم کا بندوبست بھی تھا۔"[۳]

دینی تربیت

مشائخ چشت کے ملفوظات اور ان کے سوانحی حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شریعت کی پابندی پر بے انتہا زور دیا کرتے تھے۔ کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ اس کے بغیر کسی روحانی ترقی کی تحصیل ممکن ہی نہیں ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ پر مشائخ چشت خود بھی بڑی سختی سے عامل تھے اور اپنے مریدین کو بھی ان کی پابندی کی تلقین کیا کرتے تھے۔

---

[۱] فوائد الفواد [۲] خیر المجالس ۱۸۷، بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص ۲۶۵ [۳] تاریخ مشائخ چشت ص ۲۶۶

اخلاقی تعلیم

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء نے اخلاقی حسن کا کمال حضرت علی کی بیان کی ہوئی ان تین چیزوں میں پایا تھا،[1] (۱) لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک (۲) کسب حلال (۳) بندگان خدا کی خدمت

تاہم مشائخ چشت نے جن امور پر زور دیا ہے وہ فوائد الفواد، سیر الاولیاء وغیرہ کی روشنی میں حسب ذیل ہیں:
(۱) نیت صالح (۲) استقامت طبع (۳) توکل (۴) عفو (۵) ایثار (۶) دیانتداری (۷) عیب جوئی سے پرہیز (۸) تحمل وغیرہ

کیا کہنا اس جماعت کا جس کے افراد میں متذکرہ خوبیاں پیدا ہو جائیں۔ یہی خوبیاں تو تھیں جنہوں نے مسلمانوں کو قابل رشک حالت تک بلند کر دیا تھا۔

اصلاح و تربیت

اصلاح و تربیت کے سلسلے میں یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہیئے کہ جس طرح ایک ہی معلم، ایک ہی کتاب کے باوجود تحصیل علم میں طالب علموں کی ذاتی اپج کو زیادہ دخل ہوتا ہے اور اس کے پیش نظر معلم یا استاد نسبتہً زیادہ توجہ کا سلوک بعض طالب علموں کے ساتھ روا رکھتا ہے بعینہٖ شیخ طریقت اپنے مریدوں کے مزاج، رجحانات اور تحصیل معرفت کی سرگرمی پر نظر رکھتا ہے اور اسی لحاظ سے اپنی توجہ اس پر صرف کرتا ہے۔ مریدوں کو تین حصوں میں بانٹ سکتے ہیں: (۱) خلفاء (۲) مخصوص مرید اور (۳) عام مرید

اور ان تین کے علاوہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دینی یا دنیوی مقاصد کے لحاظ سے شیخ سے ملتے رہتے ہیں۔
آئیے اب دیکھیں کہ مشائخ چشت ان کی تربیت کیوں کر کرتے رہے ہیں۔

چشتیہ نظام

خلفاء

چونکہ ان مریدوں کو آگے چل کر بہ نفس نفیس دوسروں کی رہنمائی کرنی پڑتی تھی اور اپنے مسلک کو فروغ دینا ہوتا تھا، اس لئے ان کی تربیت پر مشائخ بے حد توجہ سے کام لیتے تھے۔ ان کی ظاہری اور باطنی زندگی کو ہر عنوان سے مثالی پاک و پاکیزہ بنایا جاتا تھا اور جب تک شیخ طریقت مطمئن نہ ہو جاتا وہ خلعت خلافت نہیں دیتا تھا۔ مشائخ خلافت کے لئے جن امور کو ضروری سمجھتے تھے، اس کا اندازہ اس سے لگائیے:

"اوصاف این کار بسیار است۔ فاما درآن ایام کہ خواجۂ من مرا بدولت خلافت خود رسانید، روزی مرا گفت باری تعالیٰ ترا علم و عقل و عشق دادہ است و ہر کہ بدین سہ صفت موصوف باشد از و خلافت مشائخ نیکو آید۔"[2]

---

[1] سیر الاولیا ص ۳۴۵

علم و عقل و عشق وہ عظیم بنیادیں ہیں جن پر خلیفہ کی دینی و دنیوی زندگی کی عمارت تعمیر ہوتی تھی، ان کی شخصیت سنورتی تھی۔ یہ علم بھی ایسا کہ قرآن و حدیث، علماء و صوفیائے کرام کی تصنیفات کے علاوہ دوسرے علوم میں بھی مہارت حاصل کی جاتی تھی۔ عقل بھی وہ عقل کہ ذہن انسان کے تمام گوشے اس کے آگے بے نقاب رہتے تھے۔ اور عشق، خدا کا عشق تھا، ما و تو سے بلند، این و آن سے بے نیاز، کبھی اپنے آپ سے اور کبھی ہر شے اور ہر جذبے سے بے فکر۔۔۔ احساس تھا تو خدا کا، خود عشق کا اور بس!

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسائخ چشت نے خلفاء کے لئے کمال علم کے ساتھ مال دنیا سے بے نیازی پر زور دیا ہے۔ مریدین خاص پر یہ پابندی نہیں تھی۔ امیر خسرو، حسن سجزی، ضیاء الدین برنی وغیرہ نظام الدین اولیا کے مخصوص مرید تھے لیکن انہیں دنیا سے بے تعلقی کی تعلیم نہیں دی گئی۔۔ اور خلفاء کو ہدایت تھی:

"می باید کہ تارک دنیا باشی۔ بسوی دنیا و ارباب دنیا مائل نہ شوی و دیہہ قبول نکنی و صلۂ بادشاہان نگیری۔"[1]

عام مریدین کو شرع و سنن نبوی کا پابند بنانا، اچھے انسان ہونے کی تلقین کرنا اور کسب کمال کی طرف رغبت دلانا تھا۔ ان میں جو ذہنی تبدیلی ہوتی تھی اس کا اندازہ ضیاء الدین برنی کے اس بیان سے لگائیے کہ ہر طرح کے لوگ نظام الدین اولیاء سے بیعت ہوتے اور اسی لحاظ سے گناہوں سے بچے رہتے۔ اگر کسی مرید سے کوئی لغزش ہو جاتی تو آپ اسے از سرِ نو بیعت کرتے اور توبہ کا خرقہ عنایت فرماتے۔ شیخ کی مریدی کی شرم تمام لوگوں کو بہت سی ظاہری اور باطنی برائیوں سے روک دیتی تھی۔

مشائخ سے خصوصاً چشتیہ مشائخ سے استفادہ کرنے والے محض مسلمان ہی نہیں ہوتے تھے بلکہ غیر مسلم خصوصاً ہندو بھی ہوتے تھے۔ شاہ کلیم اللہ دہلوی اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"صلح با ہندو و مسلمان سازند و ہر کہ ازین دو فرقہ کہ اعتقاد بشما داشتہ باشند، ذکر و فکر، مراقبہ و تعلیم او بگویند کہ ذکر بخاصیت اورا بر بقۂ اسلام خواہد کشید۔"[2]

اس سے ان کے تبلیغ اسلام کا طریقہ معلوم ہو جاتا ہے اور نظام الدین اولیا کے اس قول کی تصدیق و توثیق ہو جاتی ہے کہ "ہر چہ علمائے زمان دعوت کنند، مشائخ بعمل دعوت کنند۔"[3] اور کیوں نہ ہو کہ وہ اس کے قائل تھے۔ ع ہر قوم راست راہی، دینی و قبلہ گاہی[4]

---

[1] سیر الاولیا ص ۲۹۵ [2] مکتوبات کلیمی ص ۷۴ بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص ۳۷۱
[3] سیر الاولیا ص ۳۲۱ [4] تزک جہانگیری

آخر میں مشائخ چشتیہ کی ایک اہم رسم کا ذکر ضروری ہے۔ مسئلۂ سماع شروع ہی سے مابہ النزاع چلا آتا ہے۔ تذکرے اور سیر کی کتابیں ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں جن میں سماع کے سلسلے میں بحث مباحثے ہوئے ہیں۔ علمائے کرام بالخصوص اس کے مخالف رہے ہیں۔ تاہم کچھ ایسے بھی تھے جو "نہ انکار می کنم نہ این کار می کنم" کہہ کر سکوت اختیار کر لیا کرتے تھے۔ وہ صوفیائے کرام جو سماع کے قائل تھے ان کی توجیہ قطعی معقول معلوم ہوتی ہے، مگر ساتھ ہی اس کا بھی اقرار کرنا ہوگا کہ کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے سماع کو نرے گانے کی حیثیت دے دی تھی اور اسی لئے مباحث کا دروازہ کھل گیا تھا۔

مشائخ چشت سماع کو روحانی غذا سے تعبیر کرتے تھے اور اس کے آداب خاص پر بڑی سختی سے عمل کرتے اور کراتے تھے۔ نظام الدین اولیاء کے نزدیک سماع کی چار قسمیں ہیں:

حلال، حرام، مکروہ اور مباح

ان کا تعلق صاحب وجد کی دلی کیفیتوں سے متعلق ہے۔ چنانچہ ان کی شرح یہ ہوگی کہ،

(۱) اگر صاحب وجد کا زیادہ میلان حق کی طرف ہے تو سماع مباح ہے۔

(۲) اگر صاحب وجد کا زیادہ میلان مجاز کی طرف ہے تو سماع مکروہ ہے۔

(۳) اگر صاحب وجد کا زیادہ میلان صرف مجاز کی طرف ہے تو سماع حرام ہے۔

(۴) اگر صاحب وجد کا زیادہ میلان صرف حق کی طرف ہے تو سماع حلال ہے۔[۱]

(۱) مسمع (۲) مستمع (۳) مسموع (۴) آلۂ سماع، اور اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مسمع یعنی گانے والا مرد کامل ہو۔ لڑکا یا عورت نہ ہو۔

(۲) مستمع یعنی سننے والا یاد حق سے خالی نہ ہو۔

(۳) مسموع یعنی جو شے سنی جائے وہ فحش نہ ہو۔

(۴) آلۂ سماع یعنی مزامیر موجود نہ ہوں۔[۲]

مگر ان شرائط کی ہمیشہ پابندی نہیں کی گئی۔ اسی لئے اس کا اثر بھی ختم ہو گیا۔

---

۱ سیر الاولیاء ص ۴۹۱

۲ سیر الاولیاء ص ۹۲-۴۹۱

پانچواں باب

خوب ترنگ کا جائزہ و تبصرہ

ا ۔ مثنوی
ب ۔ اردو مثنوی خوبؒ محمد سے پہلے
ج ۔ اردو مثنوی خوبؒ محمد کے زمانے میں
د ۔ خوب ترنگ کا تصوف مع ترجمۂ رسالۂ عقیدۂ صوفیہ
مع شعری و ادبی خصوصیات
ہ ۔ فنی و ادبی خصوصیات
و ۔ خوب ترنگ کی لسانی خصوصیات

(۱) مثنوی

اردو اور فارسی شاعری میں غزل کے بعد سب سے زیادہ مقبول صنف شعر مثنوی ہے۔ مثنوی کو ابیات کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا رہا ہے جیسا کہ مندرجۂ ذیل قطعہ سے ظاہر ہوتا ہے:

در شعر سہ تن پیمبرانند ہرچند کہ لانبی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسی و انوری و سعدی[1]

تیسرے اور چوتھے مصرعے میں صنعت لف ونشر مرتب ہے اور اس کی رو سے فردوسی فارسی شاعری میں ابیات کا پیمبر ٹھہرتا ہے۔ اس کا کارنامہ — شاہنامہ ہے، جو ایک بسیط وطویل مثنوی ہے۔ چنانچہ ابیات و مثنوی ایک ہی صنف کے دو نام ہیں۔

ابیات جمع ہے بیت کی۔ اور بیت کے معنی جہاں محض شعر کے ہیں وہاں اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ردیف ہوں۔ یہی کچھ حال مثنوی کا ہے جو اثنا (دو) سے مشتق ہے۔ ہیئت کے اعتبار سے ابیات اور مثنوی کی اصطلاح رائج ہوئی مثل دوبیتی اور رباعی کے۔ بعد میں ابیات کی اصطلاح کی مقبولیت کم ہوتی گئی۔ آج کل مقبول مثنوی ہی کی اصطلاح ہے۔

مثنوی سے مراد وہ مسلسل نظم ہے جس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ردیف ہوں اور ساتھ ہی ہر شعر دوسرے سے الگ مگر مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے یکسر پیوست ہو۔ یعنی مثنوی کے کسی شعر کے دونوں مصرعوں یا شعروں کی ترتیب اتنی سنجیدہ ہو کہ ہر شعر کا ایک مصرع دوسرے مصرعے سے اور ایک شعر دوسرے شعر سے چسپاں ہو اور دونوں کے درمیان کوئی ایسا خلا نہ ہو کہ جب تک کچھ الفاظ یا جملے محذوف نہ تسلیم کر لئے جائیں، کلام میں ربط و انتظام نہ ہو۔ اس کے علاوہ وضاحت (لیکن غیر ضروری طوالت سے اجتناب)، اختصار بیان و مفہوم (مگر خبط مطلب اور دور از کار تشبیہوں اور بعید از قیاس استعاروں سے گریز)، حقائق نگاری، شعری نزاکتوں اور ادبی لطافتوں کا مناسب و موزوں استعمال، زمان و مکان کے اعتبار سے حسب موقع بیان اور نفسی کیفیات کی تصریح اور حسن مقصد کسی مثنوی کی کامیابی کی ضامن ہیں۔

---

[1] تذکرۂ دولت شاہ و شعرالعجم

غزل، قصیدہ، رباعی اور دوسرے اصناف شعر کے مقابلے میں یہ کم ہی پابندیوں کی قائل ہے۔ مستزاد یہ کہ تعداد اشعار بھی مقرر نہیں اور نہ ہی اس کے اجزا کی کوئی تعداد ہے۔ قصیدہ و غزل اور رباعی وغیرہ میں دوسرے ضروری فنی امور کے ساتھ قافیہ پیمائی کا وہ احساس و خیال جو مفہوم و بیان کا دامن تھام تھام لیتا ہے، مثنوی میں مفقود ہے۔ اس کے برعکس مثنوی میٹھے پانی کا وہ بہتا ہوا دریا ہے جو نرم و سخت زمینوں سے ہوتا، کسی سے آغوش بھرتا کسی سے دامن بچاتا۔ کبھی دھیمے اور کبھی اونچے سروں میں گاتا، کہیں سیلاب لاتا اور کہیں پھوہار برساتا، اپنی دھن میں آگے بڑھتا ہوا بحرِ مقصد سے جاملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مثنوی میں شاہی طمطراق بھی ہے اور فقیروں کا استغنا بھی، رزم کی گھن گرج بھی ہے اور بزم کی موسیقی بھی، مذہب بھی ہے اور کفر بھی، ہمہ گیر تصوف بھی ہے اور فرقوں کی حد بندیاں بھی۔ بیان حقیقت بھی ہے اور مجاز بھی۔ حسن کرشمہ ساز کا افسوں بھی ہے اور عشق خرد سوز کا جنوں بھی، غرض اس میں وہ سب ہے جو اس زمین اور آسمان میں یا ان کے درمیان ہے اور جنہیں انسان دیکھتا، سنتا، سمجھتا اور بہ ہر جہت آگے بڑھتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں قلب انسان کی گہرائی اور دماغ انسانی کی وسعت ہے۔ اس کے موضوعات بے انتہا ہیں۔ بہتوں پر مثنویاں لکھی گئیں اور بہت سے ابھی "تشنۂ مثنوی" ہیں۔ چونکہ مدح و ذم، حسن و عشق، اخلاق و تصوف وغیرہ بیانی مثنوی کا عمومی موضوع ہے اس لئے یہ اپنے اندر قصیدہ کی جزالت، غزل کا چٹیلا پن، مسدس کی وضاحت اور رباعی کا اختصار رکھتی ہے۔ حالانکہ انفرادی طور پر وہ ان سب اصناف شعر سے الگ ہے۔

اور جب تاریخ، قصہ یا کوئی واقعہ مثنوی کا موضوع ٹھہرتا ہے تو ان کے امور کے ساتھ وہ باتیں بھی اس کے لئے لازمی قرار پاتی ہیں جو تاریخ، قصہ یا واقعہ کے بیان کے لئے بلحاظ فن ضروری ہوتی ہیں۔ حالی کے مقدمہ شعر و شاعری، شبلی کی شعر العجم اور پروفیسر عبدالقادر سروری کی "اردو مثنوی کا ارتقا" میں یہ امور بالتفصیل ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

دوسرے اصناف شعر کے مقابلے میں مقصدی شاعری کے لئے اس سے بہتر صنف شعر کا تصور محال ہے کہ ایک ربط و تسلسل کے باوصف جس وضاحت و صراحت کے ساتھ کسی مقصد کو مثنوی کے ذریعے پیش کیا جا سکتا ہے وہ دوسرے اصناف کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ حالی کہتے ہیں:[1]

"جتنی صنفیں فارسی اور اردو شاعری میں متداول ہیں ان میں کوئی صنف مسلسل مضامین بیان کرنے کے قابل مثنوی سے بہتر نہیں ہے۔ یہی وہ صنف ہے جس کی وجہ سے فارسی شاعری کو عرب کی شاعری پر ترجیح

---

[1] مقدمہ شعر و شاعری مرتبہ عبدالوحید قریشی ص ۲۷۶

دی جاسکتی ہے۔ عرب کی شاعری میں مثنوی کا رواج نہ ہونے یا نہ ہوسکنے کے سبب تاریخ یا قصہ یا اخلاق یا تصوف میں ظاہراً ایک کتاب بھی ایسی نہ لکھی جاسکی جیسی فارسی میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں لکھی گئی ہیں۔ اسی لئے عرب، "شاہنامہ" کو قرآن العجم کہتے ہیں اور اسی لئے "مثنوی معنوی" کی نسبت "ہست قرآن در زبان پہلوی" کہا گیا ہے۔"

(ب) اردو مثنوی خوب محمد سے پہلے

اس میں شک نہیں کہ اردو شاعری کی ابتدا ریختہ سے شروع ہوتی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس کے بعد جو نظمیں ہمیں ملتی ہیں وہ مختصر مثنویاں ہی ہیں جن کے موضوع مذہب اور تصوف ہیں۔ اس تخصیص یا تحدید کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو مسلمانوں کو دوسری قوم (غیر مسلم) تک اپنے عقاید و خیالات مؤثر انداز میں پہنچانا تھا، دوسرے ان مسلمانوں کی بھی فکر دامن گیر تھی جو ہندوؤں میں رچ بس کر اپنی عربی و فارسی بھول کر ایک دیسی زبان اختیار کر رہے تھے۔ چنانچہ پروفیسر عبدالقادر سروری رقم طراز ہیں[1]:

"عام مسلمان جو ہندوؤں کے ساتھ رہنے بسنے پر مجبور تھے، فارسی سے نابلد ہوتے جارہے تھے۔ اس طرح اس نئی قوم کے لئے، اس کی نئی زبان میں مذہبی عقاید کے منتقل کرنے کی سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ فطرۃً مذہبی مسائل اردو کے اولیں ارباب قلم کے موضوع بن گئے۔"

ان ابتدائی مثنویوں کی زبان کہیں برج سے مشابہ، کہیں ٹھیٹھ دکنی اور گوجری ہے لیکن فارسی اور عربی الفاظ اور ان سے بنی ہوئی ترکیبیں بھی ان کی زینت ہیں۔ اور یہ سامان زینت بدلتے ہوئے مزاج کے ساتھ اور بڑھتا ہی گیا۔ ابتدا کے ہندی اوزان کی جگہ فارسی بحریں آگئیں۔ ان میں ادبی چاشنی تو نہیں، ہاں خلوص مقصد اور اظہار ما فی الضمیر کا احساس شدت کے ساتھ ملتا ہے۔

محققین اردو کی تحقیقات کی روشنی میں اردو مثنوی کے قدیم ترین نمونے حضرت بابا شیخ فرید شکر گنج (متوفی ۶۶۴ھ) کے ہاں ملتے ہیں۔ ان کی ایک مختصر مثنوی ملاحظہ ہو:

تن دھونے سے دل جو ہوتا پوک — پیش رو اصفیا کے ہوتے غوک
ریش سبلت سے گر بڑے ہوتے — بوکڑوں سے نہ کوئی بڑے ہوتے
خاک لالہ سے گر خدا پائیں — گائیں بیلاں بھی واصلاں ہوجائیں
گوشہ گری میں گر خدا ملتا — گوچویاں (کذا) کوئی نہ واصل تھا

---

[1] اردو مثنوی کا ارتقا ص ۱۳۔

عشق کا رموز نیارا ہے   جز مدد پیر کے نہ چارا ہے[1]

باباصاحب کے زمانے کے پیش نظر زبان کی صفائی اور فارسی بحر کا استعمال اس مثنوی کو مشکوک قرار دیتا ہے۔ اس کا احساس پروفیسر سروری کو بھی ہے:

"شاید بعد کی لکھی ہوئی ہو اور سہواً کاتب نے حضرت باباکے نام سے منسوب کردی ہو۔"[2]

ان کے بعد نظریں امیر خسرو پر پڑتی ہیں۔ ان کا زمانہ ۶۳۴ تا ۷۲۰ھ ہے۔ ان کے ہاں ہمیں اردو مثنوی تو نہیں ملتی البتہ جو پہیلیاں۔ ان مل اور کہہ مکرنیاں ملتی ہیں یا جو ان سے منسوب کی جاتی ہیں ان میں مثنوی کے قافیہ کی ترکیب ضرور ملتی ہے ؂

وہ گئے بالم، وہ گئے ندیو کنار   آپے پار اُتر گئے ہم تو رہے اردار
بھائی رے ملاحو ہم کو پار اتار   ہاتھ کا دیو دنگی مندرا، گل کا دیوں ہار[3]

تازی چھوٹا دیس میں قصبے پڑی پکار   دروازے سے دیتے رہ گئے نکس گئے اسوار
گوری سوئے پلنگ پر مکھ پر دارے کیس   چل خسرو گھر آپنے سانجھ پڑی جو دیس[4]

گجرات کے مشہور صوفی شاعر بہاء الدین باجن[5] (۷۹۰ تا ۹۱۲ھ) کے رسالہ "خزینۂ رحمت" میں ایسا کلام بھی مل جاتا ہے جسے ہم مثنوی کہہ سکتے ہیں۔ بقول باجن ان کی زبان دہلوی یا ہندوی ہے۔ مگر اس کی زبان گجرات کے شعرا کی زبان کے مماثل ہے یعنی گوجری ہے۔ بحر البتہ ہندی ہے ؂

ترے پنتھ کوئی چل نہ سکے   جو چلے سو چل چل تھکے
پڑھ پنڈت پوتھی دھویاں   سبب جان سدھ بدھ کھویاں
سب جوگیوں جوگ بسارے   سبھ تپئی تپ بسکارے
ایک درستی درسن بھولے   سر ناگے پانوہ کھلے
ایک سبوری ہوئے سبوکرنہ   ہوئے تپئی کیا دکہ دھرنہ
ایک درویش ہوئیکر آئے   ہوئے قلندر روپ بھرائے
ایک ابدال ہوئے اب دھوئے   ایک ہاندہ ھاھا ہوئے

---

[1] اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام [2] اردو مثنوی کا ارتقا
[3]، [4] پنجاب میں اردو [5] اورینٹل میگزین، نومبر ۱۹۳۰ء

ایک کھلے ہوئے دواتے　　ایک بادل ہمندرانے
ایک رائے ماتے ہوئے ارراونہ　　(بن) پی سب سدھ ہوہو جاونہ
ایک چنگم جٹا دھاری　　ہور ہمندو تس اندھیاری
ایک کاپری ہوئی کر کنیہ　　مندسیو تجھے چنیہ
ایک اپاسی راتنہ جاگنہ　　ہوئے بھکاری تجھے مانگنہ
یوں ٹولی ٹولی ہوئے کرے　　سب رل رل کہل کہل کہوئے کرے

دے مکت منے ایوے دیکھے
آرے باجن توں کس لیکھے [1]

حضرت سید محمد حسینی المعروف بہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (وفات ۸۲۵ھ) کی مثنوی کا نمونہ [2] تبرکاً درج کیا جاتا ہے ؎

سن تو سیانے میری بات　　بولوں دارو میں کسی دہات
جس کے منھ میں آوے باس　　اس کی دارو سن مجھ پاس
جس کے منھ میں دکھتے دانت　　ہلتے جلتے کیڑے کیڑے پات
وزن برابر سب کو تول　　دارو ہوئے یوں انمول
داتوں کارن مسّی کر　　خوبی کن تو دل میں دھر
زیرہ مرچیاں ستوا سونٹ　　کہتا اجلا لے کر گھونٹ
نیلا تھوتھا دھنیا بھون　　اس میں ملا تو سیندا لون
پان پلاس کے کانہٹیاں آن　　ماپھل لوچن اور لوبان
جوں جوں لگاوے پاوے سکھ　　تجھ دانتوں کا جاوے دکھ

خواجہ بندہ نواز کے فرزند اور خلیفہ سید محمد اکبر حسینی (وفات ۸۲۳ھ) کی مثنوی کا انداز یہ ہے ؎

بے پیر جو موا تو نہیں ہے درست اسے　　پڑنا نماز جنازہ تو ہوئے گناہ اکبر
بالغ ہوا نہیں لگ نیں حکم اس پو جانو　　بالغ ہوکے بعد از ہو امر ہے سو مانو
بیٹے کوں باپ بولے بیٹا کہے پدرتیں　　ہونا مرید جلدی لے کر بجا امرتیں

---

[1] اورینٹل کالج میگزین نومبر سنہ ۱۹۳۰ء　[2] دکن میں اردو۔ طبع چہارم ص ۲۷ و ۲۸

بیٹے نے ماں سو کہنا اے مہربان مادر ہونا مرید شتابی یک لحظہ نا درنگ کر[۱]

اس کی زبان کی صفائی حیرت انگیز ہے۔ اس کا جواز نصیرالدین ہاشمی اس طرح پیش کرتے ہیں: "معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ مابعد میں اس کے الفاظ شاید تبدیل ہو گئے ہوں۔"[۲]

قاضی محمود دریائی (۸۱۳ تا ۹۴۱ھ) علوم ظاہری و باطنی میں اکمل تھے۔ موسیقی میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ چنانچہ مختلف راگوں میں متصوفانہ خیالات کو بطریق احسن نظم کیا ہے۔ مثنوی کی سی کیفیت آپ کے بھی کلام میں ملتی ہے۔ زبان قدیم گوجری اور بحر ہندی ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو ؎

درد دھنا سری

جا پوچھ پیو کس ٹھاناں میں پیو منہ پیو مجھ ماہناں

دود ما نہ گہی جو آنہاں پیو پیو جیو من ماہناں

جی کو تن اپنا لے تاوے اس پرگت پیو دکھلاوے

کچھ پیو ہنیں الگا ناہیں مجھ لیکھن یوں من ماہیں

جے کو مرم سودھا پاوے سب الجھن اس کی جاوے

قاضی محمود اتنا مانے میٹھی پیو کوں الگا نجانے

بہت بات اک آکھی وے جھوٹ نہیں جگ ساجی[۳] وغیرہ

سلطان احمد شاہ ثالث بہمنی (۸۶۵ تا ۸۶۷ھ) کے زمانے کے ایک[۴] شاعر نظامی کی مثنوی کا انداز "کدم راؤ پدم" کے ایک اقتباس[۵] سے ملاحظہ فرمائیے ؎

پدم راؤ تہیا مہا کر دین کندل پیراؤ بہا ہور ہر دین

کھرا تیر ہو جیوں رہیا تہا اومل کمان ہو پریا نکپہ کی پائے تل

اجاسیس باہر کیسی بکہ نبات نہ یوں کوئی نبوی نہ ناک جات[۵]

کہ توں ساچ میرا گسائیں کدم پدم راؤ تجہ پاؤ کیرا پدم

جہاں توں دھرے پاؤں ہوں سر دہرون اپس سادکی لک ترای کردن

اس کے بارے میں نصیرالدین ہاشمی لکھتے ہیں:

۱، ۲ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۲۳
۳ مقالہ ڈاکٹر ظہیرالدین مدنی ص ۶۲
۴ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۳۷
۵ ایضاً ص ۳۷ : 'جاٹ' ہے۔

"حسب رواج قدیم اس میں عربی اور فارسی کے بجائے ہندی الفاظ زیادہ ہیں۔ اس کی زبان اس قدر مشکل ہے کہ اس کا سمجھنا دقت طلب ہے بدین ہم اس مثنوی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظامی اپنے عہد کا باکمال شاعر تھا اور اپنے فن میں استادانہ مہارت رکھتا تھا۔"[1]

صدرالدین (وفات ۵۷۶ھ) دکن کے قدیم صوفی اور شاعر ہیں اور کئی تصانیف کے مالک بھی۔ "کسب محویت" سے آپ کی مثنوی کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے ؎

نانو لے اللہ محمدؐ کا اول — کسب کا سب کو کہوں در ہر عمل
گوش جاں سے اب سنو صاحب یقیں — کیا کہتا ہے نظم میں شہ صدرالدیں
اولاً بانفس و دل قطب مثال — خواہش دانائی کا تو بوجھ حال
کامیاب کوں یہاں تے ہے راہ وصل — راہ الاتصال ذوالفضل[2]

حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق (وفات ۹۰۲ھ) کا تعلق گجرات اور دکن دونوں سے ہے۔ آپ کا کلام مثنویات پر بھی مشتمل ہے۔ ان کا رنگ اقتباسات سے ظاہر ہے ؎

حمد[3]

بسم اللہ الرحمٰن — الرحیم تو سبحان
یہ سب عالم تیرا — رازق سبھوں کیرا
تجھ بن اور نہ کوئے — نا خالق دوجا ہوئے
جسے تیرا ہوئے کرم — تو ٹوٹے سبھی بھرم
تجہ نر تالو مرجانے — اور پوری صفت بکھانے
ہے تیرا انت نہ پار — کس موکھوں کروں اچار
جو تیرا مرجانے — اس ہی کو نہ مانے

اقتباس از خوش نامہ[4]

کبھی نہ رنگی مید ہوں رنگوں، پھولوں باس نہ آیا
رنگ نہ رنگیا دنتو اس کے بھینی نہ ہلدوں کایا

---

[1] دکن میں اردو طبع چہارم ص ۳۵ و ۳۶ [2] تذکرہ اردو مخطوطات (ادارہ ادبیات اردو) مرتبہ ڈاکٹر زور نمبر ۱۴
[3] و [4] اردو مثنوی کا ارتقا ص ۳۲ و ۳۳

کہے منجھ سیر سہاگ اللہ کا چھوڑ رہیا سہاوا
اب کیوں سر سہاوے دوجا تم کو، ناہیں ٹھاوا
اسی کے رنگوں رنگی ساری دوجا رنگ نہ بالی (کذا)
اسی کی باسا ہم کو باسا پھول بہوکٹ کی آنی
ایسی باتیں کرے گونتی مورکھ بوجھیں سدہ
یہی من میں آوے اپنے چھند سوہی سکھاویں بودھ

بابا کبیر داس کی بھی ایک نظم ملاحظہ ہو جو بعینہٖ مثنوی کے قافیہ میں ہے ؎

گئی بیسی اب آیو بڑھاپا — بنا پیو کہو یوتر نایا
سبھی بیسی میں کھیل گنوائی — پیہ کے نیہا نیک نہیں پائی
ساٹھ برس میں جات نہ جانی — گور کی بچپن نیک نہیں مانی
چھن چھن دیہہ بھی ات جھنیاں — پیر کو سمرن کچھ نہ کنیاں
سب جوبن اکارت کھویو — برھی نام کبیرا رویو
چیلا سید مراد سیانا — جن گور بچن ساتھ گور مانا
موسوں کبھی موہ یہ آسا — کہدیو موکوں بارہ ماسہ
مانس مانس میں جے دکھ پائے — تے جگ کوں ان آئے سنائے

برہی سمت ہے بھیو گیارہ سے اور تیس
بارہ ماسہ میں کہوں پنڈت دیو اسیس

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی (۸۶۰ تا ۹۴۵ھ) کے ملفوظات میں مختصر مثنوی پارے ملتے ہیں۔ فارسی و عربی الفاظ کے باوصف ان کی زبان اور بحر ہندی ہے۔ ان کے موضوع متصوفانہ خیالات ہیں۔ آپ کا تخلص "الکھ داس" ہے۔ آپ کی مذکورہ قسم کی مثنویوں کا ایک نمونہ یہ ہے ؎

جان اجان سب کھیلنہ لوئی — بن پی کھیلے نہ کھیلا ہوئی
جان اجان جگ کھیلے رہے — ہوہو ہوہو، ہولی رہے
سب کھیلنہ سکھی مہ جان — سرب ترنتر پی بروان
جان اجان جگ کھیلے پھاک — کنت بلیاں لیوں ہردے لاک
الکھ داس آکھے سن تاہنہاں — ہم تم کھیلنہ دی گلی باہنہاں[1]

---

[1] پنجاب میں اردو

نویں صدی ہجری کے اواخر اور دسویں صدی ہجری کے شروع میں قطبن نے ملک محمد جائسی کی طرز پر ایک منظوم قصہ "مرگاوتی" کے نام سے لکھا تھا۔ اس مثنوی کا انداز کچھ یوں ہے ؎

شاہ حسین آہے بڑا راجا — چھتر سنگاسن ان کو چھاجا
پنڈت او بدھ ونت سیانا — پڑھے پرون ارتھ سب جانا
دھرم دود ستل ان کو چھاجا — ہم سر چھاہ جیو جگ راجا
دان دئے او گنت نہ آوے — بلی او کرن نہ سر بر پاوے
رائے جہاں لوں گندے رہ ہیں — سیوا کر ہیں یا سب چھہ ہیں[۱]

یہ بھی اردو مثنوی کی وہ فضا جو خوب محمد چشتی سے قبل ملتی ہے۔ بعض نظموں میں محض مثنوی کا قافیہ ملتا ہے اور بعض میں "مثنوی پن" کی کیفیت۔ لیکن اس حقیقت کا بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ گجرات اور دکن کے شعرا نے مثنوی بھی لکھی ہے — اب یہ اور بات ہے کہ زبان اور بیان کے اعتبار سے وہ صاف نہیں ہیں۔ برج بھاشا کے علاوہ مقامی لب ولہجہ صاف پہچانا جاتا ہے۔ موضوع بھی مذہب اور تصوف کے ساتھ ساتھ بزمیہ زندگی کے دوسرے گوشوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ رفتہ رفتہ زبان پر فارسی کا رنگ اور گہرا ہوتا جاتا ہے۔ فارسی و عربی کے الفاظ اور تراکیب کا استعمال بڑھتا جاتا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ مقامی زبان اور نکھرتی اور لہجہ کچھ اور شستہ ہوتا جاتا ہے۔ ہندی اوزان کے ساتھ فارسی بحریں بھی گونجتی جاتی ہیں۔ بلکہ نغمۂ ہندی کی لے مدھم اور فارسی بحروں کی گونج اونچی اور واضح ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ تنہا اسی کی صدائیں آنے لگتی ہیں — اور پیہم بھی! سچ تو یہ ہے کہ ادبی تشکیل کے اس دور میں ہی گجرات اور دکن کے شعراء نے فارسی زبان و ادب اور بحروں سے استفادہ کرتے اور اپنے خونِ جگر سے نوازتے ہوئے اردو مثنوی کو فارسی مثنوی کے مقابل لا کھڑا کرنے کی بڑی کامیاب کوشش کی۔ جب اردو کا مرکز نقل جنوب سے شمال پہنچا تو شعرا نے فارسی کو بری طرح اپنانے کی کوشش کی اور بقول سروری صاحب "رفتہ رفتہ تلمیحات، استعارے اور تشبیہیں بھی فارسی ہی استعمال ہونے لگیں۔"[۲]

واقعہ یہ ہے کہ مذکورۂ بالا شاعروں نے اپنے کلام کے ذریعے اردو مثنوی کی اساس اس درجہ محکم رکھی کہ اس پر آئندہ کی طویل مثنویوں کی شاندار عمارت بہ تمام استواری، بہ تمام جلوہ سامانی اور بہ تمام شان و شکوہ قائم ہوئی اور اس طرح قائم ہوئی کہ رہتی دنیا تک ان کی آب و تاب میں فرق نہ آسکے گا۔

---

[۱] پنجاب میں اردو
[۲] اردو مثنوی کا ارتقا ص ۲۲

(ج) اردو مثنوی خوب محمد کے زمانے میں

خوب محمد کا زمانہ دراصل طویل مثنویوں کا زمانہ ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ماقبل کے دور میں اردو زبان تشکیل کے بہت سے مراحل طے کرکے اس قابل ہوگئی تھی کہ مذہب، اخلاق، تصوف اور بزم و رزم کے سے مقاصد کی توضیح اور مصوری کے لئے بہ طیب خاطر استعمال ہو سکے۔ یہ امر اپنی جگہ اس صداقت کا حامل ہے کہ مقامی زبان میں عربی و فارسی کے الفاظ و تراکیب جزوِ زبان کے طور پر دخیل تھے اور مسلمانوں کا لایا ہوا تمدن مقامی تمدن پر اتنا اثرانداز ہو چکا تھا کہ ماقبل دور کے تمدن کے مقابلے میں وہ ایک نمایاں رنگ اور روپ کا حامل نظر آتا تھا۔ یہ نیا تمدن اردو کلچر کے سوا کچھ اور نہیں تھا اور اس تمدن کی زبان اردو زبان کے علاوہ کوئی اور زبان نہیں تھی۔ فرق اتنا ضرور تھا کہ اسے بھی اردو کلچر اور اردو زبان کا نام نہیں ملا تھا۔ یہ تمدن ابھی دکنی و گجراتی اور زبان دکنی و گوجری وغیرہ کے ناموں سے موسوم تھی۔

خوب محمد کے عہد کی اردو مثنوی نگاری کا ایک سرسری جائزہ بھی ہمیں یہ محسوس کرائے بغیر نہیں رہتا کہ گجرات میں وہ اپنے عہد کا معلوم شدہ تنہا مثنوی نگار — اور طویل مثنوی نگار رہے ہے۔ دکن میں البتہ کئی عظیم مثنوی گو شاعر ملتے ہیں۔ تاہم وہ ادبی فضا جس میں انہوں نے مثنویاں لکھی ہیں اس کی تعمیر میں مقامی اثرات کے علاوہ گجرات کا بھی معتد بہ حصہ ہے۔ اس کے متعلق ڈاکٹر زور کا اقتباس اس سے قبل نظر نواز ہو چکا ہے[1]۔ یہاں پروفیسر عبد القادر سروری کا بیان بھی ملاحظہ کر لیجئے:

"گجرات کی خود مختاری کے زمانے ہی میں، دکن کی بہمنی سلطنت کے انقراض سے پانچ خود مختار سلطنتیں قائم ہو چکی تھیں۔ ان میں بیجاپور اور گولکنڈہ کی سلطنتیں اردو زبان اور ادب کی سرپرستی کے باعث لازوال شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ ان سلطنتوں کے حکمران علم و فضل اور شعر و ادب کے بڑے قدردان تھے۔ چنانچہ گجرات کے عروج کے زمانے ہی سے یہاں کے علماء اور فضلاء بیجاپور آنے لگے تھے لیکن سنہ ۱۵۷۲ء میں جب اکبر نے گجرات کی خود مختاری کا خاتمہ کر دیا، تو ہجرت کرنے والے علماء کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ ادھر بیجاپور کے سلاطین اپنی علم پروری کے سبب محسود زمانہ بن رہے تھے۔ نہ صرف گجرات بلکہ ہند، ایران اور عرب کے علماء بھی یہاں آکر بسنے لگے تھے اور یہاں اردو زبان سیکھ کر اس میں تصنیف و تالیف کرنے لگے تھے۔ انہیں میں شاہ میراں جی شمس العشاق (وفات ۹۰۲ھ) بھی ہیں جو اپنے تقدس اور علمی وقار کے سبب بیجاپور میں رشد و ہدایت کا بڑا مرکز بن گئے تھے[2]۔"

بہرحال اس دور میں سب سے زیادہ مثنویاں ہمیں دکن ہی میں ملتی ہیں۔ ان عصری مثنویوں کی جستہ

---

[1] ملاحظہ ہو باب

[2] اردو مثنوی کا ارتقا ص ۳۰

کیفیت ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں پر یہ صراحت کردوں کہ قطب شاہی و عادل شاہی سلطنتوں کے زیر سایہ جو عصری مثنویاں ملتی ہیں انہیں میں "گولکنڈہ کی مثنویاں" اور "بیجاپور کی مثنویاں" کی سرخیوں کے تحت علی الترتیب درج کیا ہے۔

گولکنڈہ کی مثنویاں

محمد قلی قطب شاہ کے کلیات کو ڈاکٹر زور نے مرتب کرکے شائع کر دیا ہے۔ اس میں دوسرے اوصاف شعر کے علاوہ مثنویاں بھی کئی ایک ملتی ہیں۔ تاہم نصیر الدین ہاشمی کے اس قول کے مطابق کہ "جو کلیات شائع ہوا ہے اس میں بہت سا کلام نہیں ہے۔"[۱] گمان ہوتا ہے کہ اس کے ہاں اور مثنویاں بھی ہوں گی۔ محمد قطب شاہ نے "مثنویاں متعدد عنوانوں پر لکھی ہیں، کسی میں پھولوں کا ذکر ہے تو کسی میں سبز ترکاریوں کا بیان، کسی میں شکاری پرندوں کا ذکر ہے تو کسی میں رسم و رواج تیوہاروں اور محلوں کا بیان ہے۔"[۲]

ظل اللہ کا کلیات دستیاب نہیں ہوتا۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں مثنویاں بھی تھیں۔ اس کی فکر شعر و انداز مثنوی کا ایک نمونہ وہ منظوم مقدمہ ہے جو اس نے اپنے خسر سلطان محمد قلی قطب شاہ کے کلیات پر لکھا تھا۔ اس کا حوالہ باب ۲ میں گذر چکا ہے۔ اس لئے یہاں اس کی تکرار نہیں کی جاتی۔

فیروز دکنی کی مثنوی[۳] "توصیف نامۂ حضرت عبد القادر جیلانیؒ" کے حالات سے متعلق ہے۔ وجہی اور ابن نشاطی کے ممدوح شاعر فیروز کی اس مثنوی کی زبان اور اس کے انداز بیان کی کیفیت کا اندازہ مندرجۂ ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے ؎

تو سلطاں سلاطیں رعیت محی	تو حاکم کہ جگ پر حکومت تجی
ولی جا دکر پاؤں آپ سر لئے	قدم راکھے تجہ کہاں نداے
مگر شیخ صنعا ہوا پارکھا	رکھیا دین کھویا کافر سارکا
بھولیا دیک ترسا کہ یک پوستنی	لگی لنگ پوجن لکھا بھوتنی
شراب پیو قرآن لے جالیا	چرا خون کہ دوزخ ایس کھالیا
فرشتے تجہ آزمائے اپنے جب	پران جل پری تھی سزا پانے تب
تھیں عبد القادر سو قادر دیسے	کہ قادر کو قدرت میں قادر دیسے

---

[۱] دکن میں اردو طبع چہارم ص ۴۹ [۲] دکن میں اردو طبع چہارم ص ۵۰

[۳] فہرست مخطوطات اردو، ادارۂ ادبیات د دکن میں اردو طبع چہارم

نظر توں کرے تو موا جیو اٹھے
وضوبن جو تج ناؤں لے سرتوں بنی

رب اپنے سو عاشق ولی سب سبدا
تو معشوق عاشق تو سوں رب سبدا

بزرگی تجے سب دلیاں یں سوہے
ولی جس سوہی وہی تج سوہے

دکن کے مشہور شاعر اور نثار ملا وجہی کی "قطب مشتری" ایک زبردست ادبی کارنامہ ہے۔ زبان کی صفائی و پاکیزگی، بیان کی دلکش روانی لائق ستائش ہے۔ یہ مثنوی ایک منظوم قصہ ہے جس کا ہیرو محمد قلی ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو ؎

شہنشہ مجالس کئے ایک رات
وزیراں کے فرزند تھے سب سنگات

ہریک خوبصورت ہراک خوش لقا
سو ہرایک دلکش ہراک دلربا

مہابت کے کاماں میں جم جم ہے جیو
شجاعت کے کاماں میں رستم ہے جیو

ندیم ہوا مطرب سگھڑ فہم دار
اتھے شاہ سوں مل کر یو سب ایک ٹھار

صراحی پیالے لے ہا تاں سنے
ندیاں تے مشغول باتاں سنے

لگے مطرباں گانے یوں ساز سوں
کہ دھرتی ہلی مست آواز سوں

جو مطرب دو صحرا میں اس دھات گائے
تو پھران کو اس شوق تے حال آئے[1] وغیرہ

غواصی ایک عظیم شاعر ہے۔ اب تک اس کی دو ہی مثنویوں: سیف الملوک اور بدیع الجمال[2] اور طوطی نامہ کا پتہ چلا تھا۔ جدید تحقیقات کی رو سے اس نے ایک مثنوی چندا اور لورک[3] بھی لکھی تھی جو ۱۰۳۵ھ[3] سے قبل کی ہے۔ اول الذکر اور ثانی الذکر مثنویاں ۱۰۳۵ھ اور ۱۰۴۹ھ کی ہیں اور فارسی سے ترجمہ ہیں۔ ان سب میں قصے پائے جاتے ہیں۔ غواصی کی زبان سادہ اور تصنع سے پاک ہے۔ بیان میں جاذبیت اور قادر الکلامی پائی جاتی ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ ہو ؎

(۱) از سیف الملوک و بدیع الجمال —

ہوئے جمع جنگی ہزبراں تمام
قوی اور خونخوار امیراں تمام

یک یک جان یک کوہ یا برج جیوں
لے ہاتاں میں فتنے بھرے گرز جیوں

غضبناک ہو جیوں انگے دل ہوئے
کلیجے پہاڑ ان کے پھوٹ جل ہوئے

صلح پوش پولاد کے کوٹ جیوں
پر آشوب سمدور کی لوٹ جیوں

---

[1] یورپ میں دکھنی مخطوطات اور دکن میں اردو طبع چہارم
[2] و [3] دکن میں اردو طبع چہارم ص ۷۸

اوتالے ہو آفت بھرے عزم سوں ۔۔۔ کھڑے آکے میدان میں رزم سوں
بھیا باؤ جیوں قہر کا شور سات ۔۔۔ شطت کی اگن سلگ اٹھی زور سات
کئے قصد لڑنے کو دو دھیر تھے ۔۔۔ زمانہ ہوا تل اپر سیر تھے
اوٹھیا غل جدھر کا ادھر مار مار ۔۔۔ قیامت زمیں پر ہوا آشکار
جھلک ایک بجلیاں سی تروار کی ۔۔۔ اوڑی فاختے سخت سنسار کی
سٹے دھرت پر یوں منڈیاں کاٹ کاٹ ۔۔۔ سو کس کو سمجھتا نہ تھا باٹ گھاٹ
جو دریا لہو کا ابلنے لگیا ۔۔۔ گگن اس پو کشتی ہو چلنے لگیا[1]

(۲) از طوطی نامہ ـــ

سنیا تھا جو سوداگر اک بے نظیر ۔۔۔ اتھاں اس کنے ایک داداں گنیر
وفادار خوش فام شیریں کلام ۔۔۔ ہنر غیب کی تھا سمج میں تمام
کرے گھر کی سب دیدبانی وہی ۔۔۔ دیوے نیک و بد کی نشانی وہی
جیوں اک دن او سوداگر نام دار ۔۔۔ چلیا کرنے سوداگری ایک ٹھار
لگی دیس لی بیک پایا نہ آن ۔۔۔ تھی جان اس کی عورت لگی تلملان
جوان اس کی باڑی میں تھا ایک خوب ۔۔۔ لگائی چھپا عشق اسے دیک خوب[2]

بقول ابن نشاطی[3] استاد سخن احمد دکنی کی لیلیٰ مجنوں کا نمونہ ملاحظہ ہو ـــ

(۱) مجنوں کا باپ جنگل میں جا کر مجنوں کو سمجھاتا ہے :

کیا پوت کا سکھ دکھن آس ہو ۔۔۔ رہیا پوت کہ دکھ سوں نراس ہو
تری آگ تے جیو میرا جلے ۔۔۔ تری آہ تے دم ہو تن جلے
کیت توں جلے ہور جالے منجے ۔۔۔ نیا کیا کٹے ہور کالے منجے
جو نوں ہے پیارا تیں منج کوں ۔۔۔ ہنسوں کیوں جو روتے دیکھوں تج کوں
مرا جیو ہے تو مرے لاڈلے ۔۔۔ جلے جیو جس کا سو کیوں نا جلے
رکھیا آس جو توں بسائے محل ۔۔۔ نجانیا کہ تو یوں جگائے جنگل
ہو گھر چھوڑ جنگل بسانے لگیا ۔۔۔ سو تج تھے جنگل ہور جنگل بھی جلیا[4]

---

[1] سیف الملوک و بدیع الجمال
[2] طوطی نامہ
[3] دکن میں اردو ۔ طبع چہارم ص ۸۱
[4] پنجاب میں اردو

(۲) مثنوی مصیبت اہل بیت ؎

سنو قصہ مصطفیٰ کا جو ہے سرور انبیا — جن کے واسطے پیدا ہوا دونوں عالم دین دنیا
حق کا ناوں ہے عرش اوپر رحمۃ اللعالمین — اول ان کو پیدا کر کر بعد از کیا دنیا و دیں
دیکھو یاران معصوماں پر وقت کیا آپریا — پردیس جانے طفلاں اوپر کیا مشکل اگریا
دونوں فرزند مسلم کے اتھے چھپ کر قاضی پاس — دو کر قاضی کا پریا گرموں پکر اپنے جیو کی پاس
کوٹوالیا نے لائے پکڑ کر عبداللہ کوں دے خبر — بھیجیا ان کو بندیخانے کہیا راکھو قید کر[1]

مقابلتاً احمد کی زبان کچھ زیادہ صاف نہیں معلوم ہوتی۔

بیجاپور کی مثنویاں

علم و فن کے زبردست سرپرست اور شعر و موسیقی کے رسیا ابراہیم عادل شاہ کی جداگانہ مثنوی تو نہیں دستیاب ہوئی تاہم اس کی مثنوی نگاری کا اندازہ "نورس" کے اس اقتباس سے لگائیے ؎

سید محمد پتی پیرا — جیو رتن میں اتم ہیرا
محل محل صدر سنوارے — اسی نمونے بہشت اپارے
انند ہوتا ہے سدا بھلے — ارتی لیائی انبر بھرتا رے
کدم کستوری جوا چندن لائے — بادل کاں ہے ہر رنگ میں برسائے
شمالی عنبر بتیاں پھرائے — شربت گھول امرت پلائے
بادل دمامے بجلیاں بجاوے — باجی خالو آشتابی تے پاوے
سہلا نورس کلیان بدھاوے — ابراہیم گرگنی گاوے[2] وغیرہ

حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق کے فرزند اور خلیفہ شاہ برہان الدین جانم (وفات ۹۹۰ھ[3]) نے کئی منظوم رسالے لکھے ہیں اور یہ سب مثنویاں ہیں۔ آپ کے بعض رسالوں کو ڈاکٹر زور نے مرتب کر کے ان کا موضوع تصوف و سلوک ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ ہو[4]:

(۱) وصیت الہادی

سکتا قادر قدرت سوں سمجھے تجھ کوں کوئی کیا — جس کوں لورے دیوے راہ کہیا یھدی من یشاء

---

[1] یورپ میں دکھنی مخطوطات [2] نورس [3] اردو مثنوی کا ارتقاء (ص ۳۳) میں سن وفات ۹۹۹ھ درج ہے جو غلط ہے۔ [4] رسالۂ اردو، جولائی ۱۹۲۷ء

یہ روپ پرگٹ آپ چھپایا کوئی نہ پایا انت | پایا موہ میں سب جگ باندھیا کوں کر سوجھے پنت
امر خدا کا لیاؤ بجا توں نہی تھی منکر ہونا | مقام شیطانی جس کو کہنا دل تھی سارا دھونا
چلنے کا تو نیم نہ ہوئے یہ تو شاہ ہو کٹ کھایا | اس دھات عمر خرچ کیتا آخر پھر پچتایا

---

(۲) منفعت الایمان —

اللہ واحد سرجنہار | دو جگ رچنا رچیا ایار
سگل عالم کیا ظہور | اپنے باطن کیرے ظہور
کوئی کہیں سب عشق تمام | عشق کی آنکھیں کیا ہے فہام
عشق لیا ہے سب بھرپاس | عشق تھی سکلا بھوگ بلاس
بعض اکھیں اپنی بوجھہ | معلوم نہیں کچھ اس کی سوجھہ
ایک جمع سب پکڑیا بار | جو نکے بیچ تھی نکلیا جھاڑ
کانٹا چھانٹا پھل اور پھول | شاخ برگ سب دیکہ اصول[1]

عبدل کی مثنوی "ابراہیم نامہ" جو ابراہیم عادل شاہ کی منظوم سوانح عمری کا حکم رکھتی ہے ادبی اور لسانی اہمیت کے ساتھ تاریخی لحاظ سے بھی قابل قدر ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو —

شہر بیجاپور کی تعریف —

سنوں اب صفت شہ رہن تخت تھاؤں | بدیا پورن کر ہی ابھی اس کا ٹھاؤں
کہ دھن اس زمیں تھاؤ تھے بخت بھر | بسیا سیس جس کی بدیاپور نگر
ولیکن جتا کچھ زمیں کا مدد ہاں | سو اس شہر کا چوک اک درمیان
کریا اس شہر کا چھبی ایک جاں | دست روپ ست کھن گگن ہور نشان
سورج تاس زرین تاتکیا سوہائے | کردں دورلا باندہ دستاوں مائے
کونداں کھلا جیوں رکھیا تہر بھر | کھری چاند پورن سو روپی کی دھر
ستاروں کنت زد شومن کہوں کی ہار | رکھیا مرنگی لائی کوشن سو تھار
کیا اوس شہر دور خندق نشاں | رہیا پل پلا تیر بر آسمان[2]

---

[1] رسالۂ اردو جولائی ۱۹۲۷ء

[2] دکن میں اردو، طبع چہارم ص ۱۵۲-۱۵۱

حسن شوقی کی "فتح نامۂ نظام شاہ" خوب محمد کی عصری مثنویوں میں تنہا رزمیہ مثنوی معلوم ہوتی ہے۔ شوقی کو زبان اور بیان پر جو عبور ہے اس کا اندازہ مندرجۂ ذیل اقتباسات سے ہو سکتا ہے ۔

(۱) فتح نامۂ نظام شاہ ۔

ڈوبے قاب زریں سو غرقاب میں — گئی حور زنگی کرے خواب میں
حبش نے پھواں چیر سر پر لیا — ترک دیکھ پر نار سر تل کیا
حبش تے جو پرگٹ ہوا چندروپ — حبش نے جتنے ترک چینی سروپ
بیٹھا ناگ کالا اوڑیا راج ہنس — اوٹھی سیام سندر سو تاراج اونس
پڑیا پھول پر جب بہنور پنکہ پسار — چھپا ترک زنگی کھرا آشکار[۱]

(۲) معاشرتی مثنوی "میزبانی نامہ" سے ۔

سدا دار پر تجھ منگل گزگزیں — منگل گزگزیں جیوں بدل گزگزیں
ہستی مست پر بیلیاں مست ہے — زبردست پو کیا زبردست ہے
سدا دار پر تجھ طبل باجتے — طبل باجتے ہور مندا کاجتے
بہت دس تے شہ کی گھر کاج ہے — شہرگشت کی راج سو آج ہے
شہرگشت کا ساز و ساماں ہوا — نفیریاں ترائے دماماں ہوا[۲]

(د) خوب ترنگ کا تصوف

خوب ترنگ کے بنیادی موضوع وحدت الوجود کی توضیح و تشریح کے لئے لکھی گئی ہے۔ مسئلۂ وحدت الوجود ایک مہاتی مسئلہ بنا رہا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اس کی بابت ایک مختصر گفتگو بے محل نہ ہوگی۔

نفس تصوف، اس کے مطالب و مفاہیم اور انسانی زندگی میں اس کی نوعیت و اہمیت کا ذکر اس سے قبل آچکا ہے۔[۳] اس وقت وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی طرف ہلکا سا اشارہ بھی کیا گیا تھا اور ہم نے دیکھا کہ ان میں تنافرد تناقض یا تضاد نہیں ہے بلکہ ان میں وجود و تصویر وجود کا تعلق ہے، زاویۂ نظر اور اظہار بیان کا فرق ہے۔ دونوں ایک ہی حقیقت کے دو افسانے ہیں۔

تصوف اسلامی یا مسئلۂ وحدت الوجود کی مذہبی اساس قرآن کی یہ آیت ہے: هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ[۴]

---

[۱] و [۲] رسالۂ اردو، جولائی ۱۹۲۹ء

[۳] ملاحظہ ہو باب

[۴] قرآن مجید

چنانچہ وحدت الوجود کا نظریہ کسی قوم، فرقہ، گروہ یا جماعت کا نظریہ نہیں ہے۔ یہ پوری انسانیت کا نظریۂ حیات ہے۔ یہ اس حیات کا نظریہ ہے جو انسانی زندگی کے ظاہری اور باطنی دونوں ہی پہلوؤں کی یکجائی، تعمیر اور حسن سے مرتب ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہماری زندگی کا کوئی گوشہ نہیں ہے جو وحدت الوجود کے حیات افروز نظریہ سے وابستہ یا اثر پذیر نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک جماعت انسانی اس نظریہ کی روشنی میں شعوری یا غیر شعوری طور پر چلتی رہی وہ آگے۔۔ اور آگے بڑھتی رہتی اور جب اس نے اس کی انقلابی نوعیت سے خوف کھانا شروع کر دیا تب وہ ایک امر واقعہ کے طور پر تنزل اور پستی سے دوچار ہوئی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انسانیت آئے دن بری طرح مجروح ہوتی گئی اور یہ سلسلہ اب تک قائم ہے۔

اسلامی عقیدے کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس نظریہ کا چلن انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہوا، اور رفتہ رفتہ ابھرتا، مختلف مذاہب کا روپ اختیار کرتا ہوا اسلام کی شکل و صورت میں مکمل ترین نظریۂ حیات بن کر رونما ہوا۔ تاہم اس کی ابتدا اور تدریجی کیفیت کے بارے میں مشہور پروفیسر محمد حبیب (مسلم یونیورسٹی) یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

"وحدت الوجود کی تعلیم سب سے پہلے اُپنشدوں نے دی۔ مشرقی فلسفہ و افکار میں اس کی ایک امتیازی حیثیت ہے۔ قرون وسطیٰ کے صوفیہ اس کی نشر و اشاعت میں اس لئے پس وپیش کرتے تھے کیونکہ (کذا) حکمراں طبقہ سے متعلق ہو جانے کے بعد (سولہویں صدی تک پہنچتے پہنچتے) انہیں اس کی انقلابی نوعیت سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وحدت الوجود ایک ایسا مانوس لفظ ہو گیا جو ہر شخص کی زبان پر رہنے لگا اور اس کے اظہار کی ہر شخص کو اجازت ہو گئی کیونکہ اب یہ فکر، عمل کے کسی بلند جذبہ کو متحرک نہیں کر سکتا تھا۔"[1]

مندرجۂ بالا اقتباس سے دوسری باتوں کے علاوہ یہ امر بھی مستنبط ہوتا ہے کہ ایک زمانے میں وحدت الوجود کا ذکر ہر شخص کی زبان پر نہیں تھا۔ یہ واقعہ بھی ہے جس کی وجہ جاننے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس نظریہ سے مسلمانوں کے تعلق کا اندازہ لگالیں۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں نے ابتدا ہی سے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا مگر اس کی وضاحت سب سے پہلے شیخ محی الدینؒ المعروف بہ ابن عربی نے دوسری تصانیف کے علاوہ "فصوص الحکم" اور "فتوحاتِ مکیہ" میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کی۔ اس لئے کہ ان کا فلسفہ مرکزی نقطہ وحدت الوجود ہی ہے۔ جس کا لب لباب خلیق احمد نظامی کے الفاظ میں یہ ہے:

---

[1] مقدمۂ تاریخ مشائخ چشت ص ۳۱

"مختصراً اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا کائنات میں کوئی چیز موجود نہیں۔ یا یہ کہ جو کچھ موجود ہے سب خدا ہی ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک خدا سلسلۂ کائنات سے بالکل الگ ایک جداگانہ ذات ہے۔ صوفیہ کے نزدیک خدا سلسلۂ کائنات سے الگ نہیں ؂

با وحدت حق زکثرت خلق چہ باک
صد جاے اگر گرہ زنی رشتۂ یکیست

دھاگے میں جو گرہیں لگادی جاتی ہیں ان کا وجود اگرچہ دھاگے سے ممتاز نظر آتا ہے لیکن فی الواقع دھاگے کے سوا کوئی زاید چیز نہیں ہے۔ صرف صورت بدل گئی ہے۔"[1]

شیخ اکبر کے اس نظریۂ وحدت الوجود سے مسلمانوں کے بہترین دماغ متاثر ہوئے اور یہ نظریہ تصوف کی روح بن گیا۔ تاہم اس کی گفتگو خواص ہی تک محدود تھی۔ عوام کے سامنے اس کی تشریح و تفسیر کو صوفیاے کبار ممنوع گردانتے تھے کہ اس کی تفہیم سے عاری ہیں پھر بھی اس کی روشنی میں وہ عوام و خواص کی رہنمائی کرتے رہے اور ایک عظیم جماعت انسانی اس سے فیض یاب ہوئی اور دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی رہی۔

شعرا میں حکیم سنائی، نظامی گنجوی اور خواجہ فرید الدین عطار نے اول اول اسی نظریہ کو اپنی شاعری کا موضوع قرار دیا۔ چنانچہ ان کے ذریعے تیرہوں صدی عیسوی تک تصوف اور خود نظریۂ وحدت الوجود ایک عوامی تحریک کی صورت اختیار کر گیا اور اس نے اپنے سب سے بڑے اور مایۂ ناز شاعر جلال الدین رومی کو پالیا جو مثنوئ معنوی اور غزلیات شمس تبریز کے ذریعے نہ صرف اپنے مابعد زمانہ میں مسلمانوں کے خیالات و افکار پر اثر انداز ہوا بلکہ موجودہ دور میں اقبال اور دوسرے شعرا و مفکرین کو بھی متاثر کر رہا ہے۔ اس کی وجہ مولانا شبلی کے الفاظ میں یوں بیان کی جاسکتی ہے:

..." فارسی زبان میں جس قدر کتابیں نظم و نثر میں لکھی گئی ہیں، کسی میں ایسے دقیق، نازک اور عظیم الشان مسائل اور اسرار نہیں مل سکتے جو مثنوی میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ فارسی پر موقوف نہیں، اس قسم کے نکات اور دقائق کا عربی تصانیف میں مشکل سے پتہ لگتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر علماء اور ارباب فن نے مثنوی کی طرف تمام اور کتابوں کی نسبت زیادہ توجہ کی، اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ مصرع 'ہست قرآن در زبان پہلوی' تو کچھ تعجب کی بات نہیں"۔[2]

چنانچہ بعد کے شعرا نے سنائی و عطار کے ساتھ مولاناے روم کی رہنمائی میں اس کی لے کو اگر اور تیز نہیں کیا تو اسے مدھم بھی نہیں ہونے دیا۔ ان میں اوحدی، عراقی، مغربی، امیر خسرو اور جامی وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

---

[1] تاریخ مشائخ چشت ص ۱۱۲

[2] سوانح مولاناے روم ص ۵۱

اردو کے صوفی شعرا کے ہاں بھی ہمیں اس نظریہ سے دلچسپی اور شغف ملتا ہے۔ ابتدائے اردو شاعری مختصر مثنوی پاروں سے مالامال ہے، اور جب طویل مثنویوں کا زمانہ آیا تو اس سے مملو طویل مثنویاں بھی لکھی گئیں۔ ان میں خوب محمد چشتی کی خوب ترنگ نمایاں ہے اور اس وقت ہمیں اسی سے بحث ہے۔ خوب محمد چشتی نے اپنے ایک رسالے "عقیدۂ صوفیہ" میں اپنے اعتقاد کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ان کا عقیدہ وحدت الوجود کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ ان کے تمام رسالوں اور رسالوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم سہولت اور توثیق کے خیال سے ان کے رسالے "عقیدۂ صوفیہ" کا یہاں ترجمہ درج کیا جاتا ہے:

ترجمہ رسالۂ عقیدۂ صوفیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد ان صوفیہ کے عقیدے کا بیان ہے جو وحدت وجود کے قائل ہیں۔ وجود کے معنی "ہونا" کے نہیں بلکہ موجود کے ہیں اور وہ عین ذات ہے۔ اس حیثیت سے نہ صرف سلب اعتبارات بلکہ ثبوت اعتبارات بھی اس سے سلب ہیں۔ وہ 'حصول شئی' نہیں کہ کہنہ ذات ہے، کیونکہ ذات بنفسہٖ قائم ہے اور صفات قائم بذات۔ پس مرتبۂ ذات میں صفات نہیں اور یہ تقدیم و تاخیر مرتبۂ ذات کی رو سے ہے کچھ انفکاک صفات سے نہیں ہے کہ نظر اسے قدیم و حادث نہ کر دے۔ اس وجود مطلق کو ذات مطلق، وجود محبت، غیب ہویت اور لاتعین کہتے ہیں اور وہ ذات بے تغیر اپنے ہر مرتبہ میں جداگانہ نام اور نیا اعتبار رکھتی ہے۔ اس میں تغلیط نہیں کرنی چاہیے۔

بیت
غیرت غیر از قدرش دو سیر
پاک ز امکان تغیر چو غیر

کہ ممتنع الوجود است۔ شعر

تجلا حسن معشوق لاحباب و عشاق　　بتنزیہ و تشبیہ و تقیید و اطلاق
تبدا وجہہ حسناً تجلی حسنہ وجہا　　باسماء و اوصاف و احکام و اخلاق

جان لو کہ مرتبہ اول میں علم حضوری اور حصولی شئی ہے۔ چنانچہ نفس ناطقہ خود کو "میں" سمجھتی ہے۔ مگر بغیر تقدم استتار و غیبت۔ اس مرتبہ کو دائرۂ ذات، حقیقت محمدی، وحدت اور تعین اول کہتے ہیں کیونکہ خالی از حکم نظر قابل محض پر ہوتی ہے۔ پس دو اعتبار ذاتی ہوئے۔ ایک خالی از حکم اور اسی سبب سے باطن وجود ہے کہ اصل تصور ہے۔ وجود واجب اور وجود ممکن دونوں ہی تمیز علمی نہیں رکھتے۔ اس کی رو سے احدیت اس سے منسوب ہوئی کہ وحدت عین احدیت ہے۔ اور دوسرے قابل محض اور اس وجہ سے باطن علم ہے کہ اصل تصدیق ہے کیونکہ اسماء

الہٰی بلحاظ اعتبارات اصلی اور اسمای کیانی بلحاظ شیونات ذاتیہ بھی تمیز علمی نہیں رکھتے۔ اسی لئے واحدیت اس سے منسوب ہوئی کہ وحدت عین احدیت ہے۔ پس یہ قابل محض بھی دو حکم رکھتا ہے۔ اس مرتبہ میں قابل سلب اعتبارات بھی ہے کہ تنزیہ ہے اور قابل ثبوت اعتبارات بھی ہے کہ تشبیہہ ہے۔ مگر نظر حصول شئ پر ہوتی ہے۔ چنانچہ صاحب فصوص فرماتے ہیں ؎

ان قلت بالتنزیہ کنت محدداً	ان قلت بالتشبیہ کنت معدداً
ان قلت بالامرین کنت مسدداً	وکنت اماما فی المعارف سیداً

اور صاحب گلشن راز بیان کرتے ہیں۔ بیت

کہ یک چشمیست ادراکات تنزیہ	ز نابینائی آمد راہ تشبیہہ

اور صاحب جام جہاں نما وحدت کو اصل جمع قابلیات ٹھہراتے اور کہتے ہیں کہ احدیت و واحدیت کیا ہیں ؟ منتسبین ہیں۔ ظاہر نہیں ہوتیں الا نسبت کے ساتھ۔ سنو شئ وجود مطلق ہے اور مجہول الکیفیت ہے اور علم کہ حصول صورت سے عبارت ہے، شئ مطلق لابشرط شئ کہ نظر حکم سلبی کے ساتھ ہے حکم ثبوتی کے ساتھ نہیں۔ نظر حصول صورت شئ پر مطلق ہے اسی لئے تعین کہتے ہیں۔ وحدت عبارت ہے ذات کے "پانے" سے۔ مطلق اپنی خودی کے ساتھ حضوری ہے مگر یہ تعلق علم و معلوم کا نہیں۔ یہ حصول صورت شئ دو قسم کا ہے۔ پہلی کو تصور کہتے ہیں اور یہ حکم سے خالی ہے۔ دوسری کو تصدیق کہتے ہیں اور یہ حکم کے ساتھ ہے۔ اب چاہے یہ حکم سلب ہو یا ایجاب۔ سنو اول کو تصدیق سلبی کہتے ہیں کہ حصول صورت شئ حکم سلبی ہے۔ چنانچہ زید کاتب نہیں ہے۔ پس یہ بشرط لاشئ ہے۔ واحدیت اسی سے عبارت ہے کہ سلب اعتبارات ہے۔ اس حصول صورت شئ کی غرض ذات وحدت کا پانا ہوا اور اس حکم سلبی کی غرض احدیت ہوئی۔ حکم سلبی حصول صورت شئ پر ہرگز متقدم نہیں ہوتا کیونکہ اعراض میں سے ایک ہے۔ پھر احدیت و وحدت پر کیوں کر مقدم ہو سکتی ہے۔ دوم کو تصدیق ایجابی کہتے ہیں کہ حصول صورت شئ با حکم ثبوتی ہے۔ چنانچہ زید کاتب ہے۔ پس یہ بشرط شئ ہوا اور واحدیت اسی سے عبارت ہے کہ ثبوت اعتبارات ہے۔ اس حصول صورت شئ کی غرض ذات وحدت کا پانا ہوا اور اس حکم ثبوتی کی غرض واحدیت ہوئی۔ حکم ثبوتی حصول صورت شئ پر ہرگز مقدم نہیں ہوتا کیوں کہ یہ اعراض میں سے ایک ہے۔ پھر واحدیت وحدت پر کیوں کر مقدم ہو سکتی ہے۔ سنو یہ اعتبار احدیت و واحدیت نظر حکم پر رہنی ہی چاہیئے، وہ حکم سلبی ہو یا حکم ثبوتی و بہ اعتبار وحدت نظر مطلق ذات پر ہوئی کہ حصول صورت شئ ہے۔ بایں اعتبار تعین اول کہتے ہیں کہ قابل محض ہے اور قابلیت کہیں کہ سلب عبارات ہے اس نسبت سے احدیت کہتے ہیں۔ اور حکم سلبی کی جہت سے باطن وجود ہے منسوب ہے کہ عین ذات ہے اور کیسی قابلیت کہ ثبوت اعتبارات ہے۔ اسی نسبت سے واحدیت کہتے ہیں اور اس کے چار اعتبار ہیں

اور چاروں میں ہر ایک عین ذات ہے اور باطن علم سے منسوب ہے۔ پس وحدت میں سلب و ثبوت دونوں میں ہر ایک ذات ہے۔ سنو باعتبار وجود ذات ہے اور یہ اعتبار علم صفات ہیں، بہ اعتبار نور اسما ہیں کہ در علم حضوری ذات روشن ہو جاتی ہے جیسے "میں"۔ اور بہ اعتبار شہود افعال ہیں مثل لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے شَھِدَ اللّٰہ کی نفی دیگر ہو جاتی ہے۔ بشنو اول تصور محکوم علیہ چنانچہ ذات زید و دوم تصور محکوم بہ چنانچہ تصور قیام زید کہ بذات صفت حکم ہوا۔ سوم تصور نسبت حکمی کہ تعین کا نام ہے۔ چنانچہ تصور نسبت درمیان زید و قیام زید ہے۔ چہارم تصور ایقاع: وہ نسبت کہ جس کی تصدیق فعل سے ہوتی ہے۔ اور یہ بوجہ سلب یا ایجاب حاصل ہوتی ہے۔ پس تصدیق تصور پر موقوف ہے۔ چنانچہ احدیت و واحدیت، وحدت پر موقوف ہیں، یہ نہیں کہ وحدت پر مقدم ہیں۔ یہ ثبوت اعتبارات منشاء الٰہی ہے اور یہ ذات، صفات اسما اور افعال ہیں اور یہ عین ذات ہیں۔ اور عالم اس سے عبارت ہے۔ اس مرتبہ میں حقائق الٰہی کو اعتبارات اصلی کہتے ہیں اور حقائق موجودات کو شیونات ذاتیہ کہ باطن علم ہے اور مرتبہ دوم میں اس ذات کو جو شامل شیون کل اور اعتبارات اصل ہے اسے دائرہ اسما حقیقت انسانی والوہیت و تعین کہتے ہیں جیسا کہ نسبت احدیت اور نسبت واحدیت کے سلسلے میں کہا جا چکا ہے۔ اسی طرح واحدیت چاروں اعتباروں کے ساتھ عین انیت ذات ہے، اسے درمیان تصور کرد۔ اس کی جو دو نسبتیں ہیں دیکھو۔ جب انیت باعتبار علم یہ جانتی ہے کہ "میں" علم ہوں تو چونکہ صفت عین ذات ہے اس مفہوم کے سبب ایک نسبت عین عالم ہے اور علم کی دوسری نسبت عین معلوم۔ پس عالم ہونے کی نسبت سے رب اور اسم الٰہی ہے کیوں کہ صفت غیر ذات ہے اور معلوم ہونے کی نسبت سے ربوب اور اسمائے ممکنات و مخلوقات ہے۔ بہ تقید ذات ہے۔ بہ آں اعتبار ممکن و مخلوق اور جب معلوم مطلق ہو تو عالم و معلوم حق ہے۔ جیسا کہ علم کے ضمن میں کہا گیا ہے یہی کیفیت نور کی ہے جس کا نام روشنائی ہے اس نور سے عالم روشن ہوتا ہے۔ اس وقت بجای روشنائی کے روشن کرنے والا نام کہتے ہیں۔ نور یوں منور ہوتا ہے کہ علم عین عالم ہے۔ چنانچہ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض کی جگہ منور السمٰوٰت والارض ہو جاتا ہے۔ اور چنانچہ عالم کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح وہ خود کو بھی منور کرتا ہے کیونکہ نور خود بخود موجود ہے اور کسی چراغ کا محتاج نہیں ہے کہ جب چراغ لائیں تب ہی یہ نور دیکھا جا سکتا ہے۔ پس باین تقدیم نور آپ اپنے نور سے روشن ہوا۔ روشن کرنے والے کی نسبت سے رب و اسم بھی ہے اور روشن شدہ کی نسبت سے مربوب بھی ہے۔ اور باعتبار تقید ذات ممکن و مخلوق اس کا نام ہے۔ جس طرح علم و نور کا ذکر ہوا ہے اسی طرح شہود میں کہ "میں ہوں دوسرا کوئی نہیں ہے" وہ خود ہی شاہد اور مشہود ہے جیسے لا الٰہ الا ھو سے شھد اللّٰہ۔ شاہد اسم الٰہی ہے اور مشہود باعتبار تقید ذات ممکن و مخلوق۔ اب جیسا کہ علم و نور و مشہود میں کہا گیا ہے بعینہ وجود ہے جس کا لازمہ صفات ہے۔ جب کسی کو وجود بخشتا اور نمودار کرتا ہے تو وہ موجود ہوتا ہے۔ جیسے الف کو قیام میں موجود کیا، لام کو رکوع میں اور ہ کو سجود

میں۔ اب یہ دیکھو کہ ہر حرف کو پیدا کرنے والے تم ہی ہو۔ جب بھی تم انہیں پیدا کرنا (لکھنا) چاہتے ہو یہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس عین وجود ہر حرف بن گیا کہ بغیر وجود کے کوئی شئی موجود نہیں ہو سکتی۔ اور وہ وجود تمہارا ہے کہ وہ ہر حرف کا موجود کرنے والا ہے۔ اب چاہے اسے وجود کہیں یا موجد لگر ہے۔ چنانچہ ہزار آئینے رکھتے ہیں اور بیچ میں ایک شخص بیٹھ جاتا ہے۔ بہ اعتبار ہر آئینہ صورت جداگانہ دکھائی دیتی ہے اور ذات شخص بغیر تغیر کے ہر عکس کو پورے طور پر نمایاں کرتی ہے اور ایک عکس دوسرے عکس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہر ذرہ تک وجود پہنچا ہوا ہے اور یہ قابل تجزیہ نہیں ہے۔ پس اسماءِ الٰہی ـــ سب کے سب فاعل اور رب ہیں اور اسمائے ممکنات و مخلوقات بمعنی مفعول و مربوب ہیں اس معلوم و مفعول کے۔ تقید ذات بآن اعتبار ممکن و مخلوق ہے۔ اور جب معلوم و مفعول مطلق ہوتا ہے تو اس وقت عالم و فاعل و معلوم و مفعول حق ہوتا ہے۔ وجود و علم و نور و شہود کہ ذات و صفات و اسماء و افعال ـــ چاروں کے چاروں فی التحقیق والحصول میں ہیں۔ چنانچہ نور کو کہ بذات خود ہست ہے روشنائی کہتے ہیں کیونکہ عین ہے۔ اور اس خیال سے کہ (اپنی حالت) روشنائی میں اس نے اپنے آپ کو روشن کرنے والا کہتے ہیں کیونکہ فی التفہیم والعقول غیر ہے۔ پس اس مرتبہ کو جب ان چاروں میں تا ہر ایک عین ذات ہے وحدت کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو کہ جب یہ غیر ذات ہیں الوہیت کہتے ہیں۔ بہ این تفصیل کہ بہ اعتبار ذات کہ وجود ہے واجب الوجود اور ممکن الوجود کہتے ہیں اور بہ اعتبار علم کہ صفت ہے حیات و علم و ارادت و قدرت و سمع و بصر و کلام سب صفات حق اور صفات عبد ہیں اور بہ اعتبار نور کہ اسم ہے۔ اسمائے الٰہی و کیانی ہر ایک ۲۸ ـ ۲۸ ہیں بدیع و باعث سے لے کر رفیع الدرجات تک اور عقل کل و نفس کل سے لے کر خلیفۃ اللہ کہتے ہیں اور بہ اعتبار شہود کہ فعل ہے رب و مربوب ہونے کے لحاظ سے افعال خالقیت اور مخلوقیت اور رازقیت و مرزوقیت کہتے ہیں۔ یہ دائرہ اسما کہ الوہیت تحت ثبوت اعتبارات دو نسبت رکھتا ہے ان میں کی ایک باطن وجود ہے اور تحت ثبوت اعتبار ہونے کے سبب اسے ظاہر وجود کہتے ہیں کہ یہ عین ذات اور یگانگی ذات ہے۔ اور وجوب اس کا وصف خاص ہے۔ اسی طرح اسماءِ الٰہی ہیں اور نسبت حیات کے سبب حی کہتے ہیں اور نسبت علم کی وجہ سے علیم۔ اسی حیثیت سے قوس ذات کو واجب الوجود کہتے ہیں کہ وجوب اسی کے لیے لذاتہ ہے۔ یہاں ذات معلوم مطلق ہے کہ وحدتِ حقیقی ہے اور جمیع اسماء الحسنیٰ کی حیثیت سے ذات شریف کو اللہ کہتے ہیں۔ اور اسم جامع کہ بہ اللہ موسوم ہے رب الارباب ہے کیونکہ باقتضائے ذات تمام اسما کی خود ہی پرورش کرتا ہے اور ہر اسم کا مرجع یہی اسم ہے کہ ماصدقہ ہے۔ اقتضائے مختلف کو اسما کہتے ہیں اور مقتضاعنہ کو اثر و فعل جانتے ہیں۔ اقتضا قدیم ہے اور مقتضاعنہ حادث۔ مقتضی رب ہے اور مقتضا مربوب۔ اسما و صفات اگرچہ بہ اعتبار مفہوم ایک دوسرے سے الگ ہیں مگر ان کا "ماصدقہ" واحد ہے اور کثرت نسبتی کنایہ اسی سبب سے ہے۔ اس قوس میں احدیت ظاہر ہے اور واحدیت باطن۔ اس کی

دوسری نسبت باطن علم اثبات ثبوت اعتبار ہے اسے ظاہر علم کہتے ہیں کہ شیونات ذاتیہ نے اعیان ثابتہ کو نمود دی اور امکان اسی کے لوازم سے ہے۔ اس طرف اسما کونی ہیں۔ یہ حقائق موجودات ہیں اور بہ اعتبار رب مربوب کہلاتے ہیں اور بہ اعتبار علم معلوم۔ اس حیثیت سے اس قوس ذات کو ممکن الوجود کہتے ہیں۔ یہاں ذات معلوم مقید ہے کیونکہ کثرت حقیقی ہے۔ جمیع اسما کیانی کے لحاظ سے وحدت نسبتی کو حضرت ارتسام کہتے ہیں کیونکہ ذات شریف حق ثبوت علمی میں اعیان ثابتہ منقوش ہیں۔ اس قوس میں احدیت ظاہر ہے اور واحدیت باطن و لغیرہ اس کے لزوم سے ہیں۔ لازم شئ ممتنع ہے اور وجود شئ اس کے لئے بس ہے۔ پس وجوب لغیرہ کے لئے وجوب لذاتہ لازم ہے کیونکہ ماہیت مساوی الطرفین ہے یعنی وجود و عدم دونوں برابر ہیں بلا مرجح۔ ترجیح عدم سے وجود میں نہیں آتی اور وہ مرجح واجب الوجود ہے۔ حالت ترجیح میں ممکن الوجود کو وجوب لغیر کہتے ہیں کہ بہ ارادت موجب واجب ہے۔ پس ممکن میں وجوب بھی ہے اور بہ اعتبار وجود اضافی وجود بھی۔ اس "تقدیر" کے سبب ہر انسان کے باطن میں الوہیت کا دعویٰ ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے آسمان کو پیدا کیا ہے اور لطف یہ کہ وہ کہنے سے باز نہیں آتا۔ اسی لئے کلمۂ توحید فرض قرار دیا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ کیونکہ ہر وہ شخص جو وجوب لغیرہ اور وجود اضافی رکھتا ہے وہ شایان الوہیت نہیں ہے مگر اللہ کہ اسے وجوب لذاتہ ہے اور اس کا وجود عین اس کی ذات ہے۔
جان لو کہ ظاہریت حق واحدیت سے عبارت ہے اور بجمیع مظاہر وہ خود ظاہر ہوتا ہے پہلے بہ مرتبہ مفردات عقل کل سے لے کر مرتبہ خاک تک اور دوسرے بمرتبہ مرکبات مرتبہ معادن سے لے کر مرتبۂ حیوان تک۔ عقل کل تا جسم کل مرتبہ عالم معانی ہے اور عرش تا فلک قمر بسیط علوی ہے اور کرۂ آتش تا مرتبہ خاک بسیط سفلی ہے۔ بسیط علوی کو آبا کہتے ہیں اور بسیط سفلی کو امہات۔ مرتبہ مرکبات کو موالید سہ گانہ کہتے ہیں اور مرتبہ انسان کہ علوی و سفلی کے درمیان برزخ جامع ہے، وہ بہ اعتبار روح اضافی کہ وجود اضافی ہے کل عالم ہے اور بہ اعتبار جمعیت اسم مظہر کا جامع ہے اور بہ اعتبار جسم جزو عالم ہے۔ یہ انسان مقابل الٰہیت ہے: فص حکمت الٰہیہ فی کلمہ آدمیہ۔ اور ایک قوس الٰہیت بہ اعتبار صفات کاملہ واجب الوجود اسم اللہ سے موسوم ہوا۔ قوس دوم بہ اعتبار صفات مقید ممکن الوجود بہ اسم عالم مسمیٰ ہوا۔ وجود کی رو سے وہ ذات دونوں طرفوں کے لیے برزخ جامع ہے اور اس کا نام رسول ہے۔ ان دونوں قوسوں میں سے عقل کل کو لے کر اللہ ہے اور اسی طرح جسم کو روح کہنا کفر و زندقہ ہے کیونکہ اس سے حفظ مراتب باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ اللہ واجب الوجود ہے بصفات کاملہ اور غیر مخلوق ہے۔ عقل کل ممکن الوجود ہے بصفت مقید اور مخلوق ہے۔ سنو سنو جب وجود کو واحد بیان کرتے ہیں اس وقت بھی کفر و زندقہ ہوتا ہے مگر کب جب حفظ مراتب نہیں ہوتا یا لوگ وجود واحد کے قائل نہیں ہوتے۔ سنو یہ ایسا ہے کہ ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لے اور کہے کہ یہ تمام شخص ہے حالانکہ آنکھ اور کان ہاتھ میں نہیں ہیں کہ یہ دوسرے اجزائے شخص ہیں اور کل کی طرف اشارہ

کرتے ہیں اگر کل ہاتھ آجائے تو تمام جزو ہاتھ آجاتے ہیں۔ چنانچہ روی گل، زلف سنبل، زبان سوسن اور بوے نسترن ... سب مجموعے گلشن ہیں۔ ان میں کا ہر ایک ذات خود چمن نہیں ہے مگر اس گفتگو سے دہریوں کی طرح یہ نہ سوچ لینا کہ حق عبارت ہے مجموعے عالم سے کہ کل ہے۔ نہیں نہیں عقیدۂ صوفیہ میں دور و تسلسل و حلول و اتحاد و کلی و جزوی وجز روا نہیں ہے۔ سنو، دور یہ ہے کہ دو اینٹوں کو کھڑا کر کے ایک دوسرے کا تکیہ بنا دیتے ہیں۔ اور اس سے قوت پاکر وہ کھڑی رہتی ہیں۔ یا پھر جیسے کہتے ہیں کوزہ گِل ہے اور گِل کوزہ۔ سنو کوزہ کو گل کہنا غلط ہے کیونکہ گل قابل محض ہے اور آبدار خانہ کی (اشیاء کی) تمام اشکال کی قابلیت رکھتی ہے۔ اور کوزہ اس کی محض ایک قابلیت ہے سمجھو کہ نام شکل کوزہ ہے۔ کوزہ گِل و مٹی نہیں ہے۔ نام تنزیہ زمین، نہ اِلٰہ و نام وجود گِل شکل سے منزہ ہے۔ گِل کوزہ نہیں ہے پس دور برطرف ہوگیا۔ اور کوزہ ورائے وجود گِل موجود نہیں ہے اس نسبت سے گِل کوزہ ہے۔ چنانچہ صاحب نزہت الارواح فرماتے ہیں۔ ع ہرچہ گویم آن و نہ آن خود تو ہیں۔ یہ نہیں کہ گِل کوزہ ہوگئی۔ چنانچہ نہ گل آگ ہوئی نہ ہوا، نہ زمین ہوئی نہ کوزہ۔ گِل بحال خود موجود ہے کہ **وھو الآن کما کان**۔ گِل نے کوزہ کو نمود بخشا یعنی مخلوق کیا اور بہ شکل کوزہ تجلا ہوئی کہ فلما تجلی، بہ للجیل بہ صورت مربوط و مشروط ہے کیونکہ ظہور گِل بہ صورت کوزہ مربوط ہے اور وجود کوزہ بوجود گِل مشروط ہے۔ شعر ؎

الکون فال قد بدا من خطرہ ونقل تجلا خدہ من خالہ

چنانچہ صفت مہتابی (چاندنی) ماہ (چاند) سے مشروط ہے اور چاند کا ظہور چاندنی سے مربوط ہے۔ شعر ؎

اعداد کون وکثرت صورت نمایش است فی کل واحد یتجلی بکل شان

یہ تمام تجلائے گل ہے جو بصورت کوزہ و مشروبہ ظہور فرما ہوئی۔ یہ نہیں کہ زمین بہ صورت کوزہ و منزبہ متجلی ہوئی۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ ایک قوس کی نسبت چنانچہ غلط عام ہے کہ لفظ وجود ادا کرتے اور اس کا مفہوم جسم لیتے ہیں۔ اسی طرح ملحد لفظ اللہ کہتا اور اس کے معنی اس وجود کے لیتا ہے جو قابل محض ہے۔ وہ یہ تمیز نہیں کرتا کہ اللہ اور عبد دو قوس وجود ہیں۔ سنو سنو کہ "میں بادشاہ ہوں اور اس وقت لباس فقر میں مقید ہوں"۔ جب ایک شخص لباس شاہی اتار کر بلاس فقر پہن لیتا ہے۔ اس وقت بھی اس کا یہ احساس زائل نہیں ہوتا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اصلِ اِلٰہ ہیں۔ اور اس وقت عبد بن گئے ہیں اور یہ علم کیوں کر فراموش ہو سکتا ہے۔ دوسرے لباس میں "شخص کا یہ علم جاتا نہیں رہتا۔ میرا اِلٰہ ہونا بطرق اولیٰ یاد رہے گا۔ نہیں نہیں سمجھو کہ اللہ نے لباس عالم نہیں کیا ہے۔ بہ این تقدیر تم عالم کو کہتے ہو کہ وہ اِلٰہ ہے۔ پس یہ کفر و زندقہ و گناہ کبیرہ ہے۔ سنو کہ یہ تمام لباس انیت ذات مطلق ہے۔ کوئی بھی انیت کو فراموش نہیں کر سکتا۔ سبھی "میں" کہتے ہیں۔ چنانچہ صاحب گلشن راز فرماتے ہیں۔ بیت ؎

چو ہستی مطلق آمد و اشارت　　بلفظ من کنند از وی عبارت

چنانچہ "میں" یقین صورت میں ہوں۔ مجھے دیکھا اور شناخت کر لیا۔ جب میں یقین خط میں ہوتا ہوں تو مجھے نام سے پکارا اور شناخت کیا۔ اور جب یقین کلام میں ہوں تو میرا نام سنا اور پہچان لیا۔ جب میں یقین علم میں ہوتا ہوں تو میری یاد آئی اور شناخت کر لیا۔ سمجھ لو کہ میری ذات یقین متعین میں بلا تفسیر کے ہے یہ نہیں کہ بس ایک تعین خاص کے ساتھ معین ہے۔ سنو تسلسل یہ ہے کہ اشیاء عالم صورت اعیان ثابتہ صورت اسماء و صفات ہیں اور اسماء و صفات صورت وحدت ہے۔ اب وحدت یقین اول ہے غیب حلویت ذات مطلق کی کہ غیب الغیب ہے۔ بلکہ کہیں زیادہ ورای الورا ہے۔ اسے تسلسل کہتے ہیں۔ یہ روا نہیں ہے مگر یہ سب نام ذات مطلق کہلاتا ہے۔ جو غیب حلویت ہے۔ حاشیہ، دور و تسلسل چہرۂ ممکن الوجود پر بصورت زلف و خط مکتوب ہے۔ کہ تجلاء ذات، لانہایت ہے تکرار ہے۔ بیت ؎

بر حاشیہ ملاحہ چہرۂ دوست　　دور و تسلسل ولی فیہ نظر

سنو حال یہ ہے کہ پانی درخت میں یا سبو پانی میں یا پانی سبو میں ہو جیسے عالم میں حق یا حق عالم میں ہے۔ نہیں نہیں صوفیوں کی بات کو سمجھو اس نظم (شعر) میں یہ کیونکر جاری ہے۔ بیت ؎

ای درون جان برون جان توئی　　ہر چہ گویم آن نہ ای آن خود توئی

مبادا اس گفتگو سے کہیں تم کو یہ گمان نہ ہو کہ حقیقت عالم حق ہے اور ذات حق عالم ہے۔ نہیں نہیں۔ ذات نے بہ اعتبار اسماء و صفت سبھی عالم کو ظاہر کیا۔ سنو حقایق ذات کو بمرتبہ وحدت شیونات ذاتیہ کہتے ہیں کہ قابلیت محض ہے اس مرتبہ میں یہ ذات حق یا ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں۔ اصلاً لا علماً و لا عیناً ہیں۔ ان کی کیفیت دیکھنے سے پہلے منعکسات محض کی سی ہے۔ دوسرے مرتبہ میں کہ الوہیت ہے حقایق موجودات تمیز علمی کے سبب ممتاز ہیں۔ چنانچہ شخص اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ اگر آئینہ کی پشت کو دیکھتا ہوں تو سپر نظر آتا ہوں۔ شمشیر (کے آئینہ) میں دیکھتا ہوں تو دراز معلوم ہوتا ہوں۔ اس خیال کو اعیان ثابت کہتے ہیں۔ اور جب آئینہ دیکھا تو تمیز عینی ہوئی کہ وجود عکس وجود شخص سے نمودار ہوا۔ یہاں آئینہ کے اعتبار سے تفاوت شکل کو حکم وجود نہیں بلکہ حکم عدم ہے (یعنی تفاوت نہیں ہے) کیونکہ روح و مثال و جسم کو نمودار کیا ہے۔ پس حقایق عالم شیونات ذاتیہ اور اعیان ثابتہ ہیں کہ قابلیت ذات و صورت علمی ہے۔ اب شخص صورت نہیں ہوا۔ بلکہ صورت کو ظاہر کیا۔ جیسے کسی کاغذ میں سے صورت اسپ کاٹ لی جائے۔ اسے اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔ یہ وجود سے خالی ہے۔ اسے کاغذ پر رکھتے ہیں کہ مانند وجود ہے۔ اور اس وجود کو وجود اسپ کہتے ہیں۔ سوچو کہ وہ کاغذ رنگین گھوڑا بن گیا یا اس نے گھوڑے کو ظاہر کیا۔ اس اعتبار سے خلق مخلوق حق ہے۔ سنو اتحاد یہ ہے کہ دو چیزیں قرب میں ایک جا ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے متعلق اس طرح کی بات کہنا

روا نہیں ہے۔ سنو کہ اللہ وجود ہے اور عبد موجود ہے۔ اور ہر دو امر متنایر ہیں کیونکہ عبد اللہ نہیں ہو سکتا اور اللہ عبد نہیں بن
سکتا۔ تاہم کوئی ایک بغیر وجود کے موجود نہیں ہے۔ پس انیت وجود ہستی کہ الٰہیت میں "انی انا اللہ لا الٰہ انا فا
عبدونی" کہتی ہے اور عبودیت میں انا عبدہ کہتی ہے۔ اس انیت میں ہر دو جمع ہیں۔ یہ حقیقت رسول ہے اور
یہ تم میں ہے۔ پس خود کو پہچانو کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ اگر یہ انیت
وجود قید کے ساتھ مقید ہو از روی اضافت یا از روی صفت کہ میری روح و میرا جسم یا میں عالم یا میں جاہل تو اسے
نفسانیت کہتے ہیں۔ اس کی نفی آئی ہے۔ جب یہ اضافت و صفت نفی ہو جاتی ہے تو انیت مطلق باقی رہتی ہے۔
کہ ورائے انیت کچھ بھی ملحوظ نہیں ہے۔ بے خودی اس سے عبارت ہے۔ اس میں استغراق ہوتا ہے۔ اور ایک
لحظہ کے لئے بیخود ہو جاتا ہے۔ اسے ولی کہتے ہیں۔ اور اس انیت مطلق کو نفس ناطقہ کہتے ہیں۔ عرفان یہیں (ضروری
قرار دیا گیا) ہے۔ اور "رسیدن" عبارت ہے اس مرتبہ پر قرار پانے سے۔ جو قرار پاتا ہے اسے واصل نام دیتے اور
صاحب دل پکارتے ہیں۔ اضافات و اسقاط کے ساتھ ایک لحظہ سے لے کر تمام شب روز جو جتنا (مستغرق) ہوتا ہے
اس نسبت سے اس کا الگ نام ہوتا ہے۔ اگر ایک لحظہ (مستغرق) ہوا تو اسے ولی کہیں گے۔ مراتب میانہ میں کبھی
ابدال کہتے ہیں (کہ وہ صورت تبدیل کر لیتے ہیں) کبھی اوتاد کہتے ہیں (کہ عالم نے اس سے قرار حاصل کیا ہے۔ جیسے
زمین سما، کوہ کے سبب ٹھہری ہوئی ہے) اور کبھی غوث کہتے ہیں (کہ وہ ظالم کی فریاد رسی کرتا ہے) اگر کوئی شب و روز
"کھویا ہوا" رہے تو اسے قطب عالم کہتے ہیں (کہ مدار زمانہ اسی پر قائم ہے)

سنو کلی و جزئی وہی ہے۔ جان لو کہ حیوانیت و انسانیت امور کلی ہیں۔ اور ہر حیوان و انسان اس کے افراد ہیں۔
یہ احکام بر امر کلی منصبع ہوتا ہے تو اس کلی کو فرد پاتے ہیں۔ اب اسے جزئی کہتے ہیں۔ کیا کہا سمجھے۔ چنانچہ ہر فرد میں
انسانیت پاتے ہوئے ہر ایک کو انسان کہتے ہیں۔ اب اگر حیوانیت پاتے ہیں تو اسے حیوان کہتے ہیں۔ کیونکہ اگر وجود
منضم ہو جائے تو پھر سارے احکام اس پر صادق آتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ نرا مفہوم ہی رہے گا۔ پس
کلی کہ انسانیت ہے اس کی عین جزئی ہے انسان۔ کہ وہ کلی اس جزئی میں بہ اتمام مل گئی۔ تجلاءِ حق کی بات یہ نہیں
ہے۔ سنو کل و جز کا حکم ایک دوسری نوعیت رکھتا ہے مثلاً کل جز میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے کہ کل ایک گروہ کے مانند
ہے اور جز اس کے مختلف افراد کی طرح ہے۔ اب ہر فرد کو گروہ تو نہیں کہہ سکتے۔ ویسے جز کی حیثیت سے ہر فرد موجود
ہے۔ ان افراد کی جمع کا نام (البتہ) کل ہے۔ اور یہ عقلی ہے۔ حق کو کل و جز یا کلی و جزئی نہیں کہہ سکتے۔ اس
لئے کہ یہ عقلی ہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کو عقلی کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ہستی ذات موجود ہے اور چونکہ اس
ذات کو کل و کلی مطلق نہیں کہتے، پھر جز و جزوی مقید کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر یہ کہیں کہ جز حقیقی ہے اور وہ
جز مشرق و مغرب سب مل کر ہیں۔ بلکہ جہاں بھی انگلی رکھ دو تو وہ "وہ" ہے۔ تو یہ بھی روا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر

وہ حصہ جو مشرق میں جعفر کے تحت ہے وہ مغرب میں زید کے تحت نہیں ہے۔ حالانکہ وہ جز متصل ہے۔ (اگر یہ اتصال ایسا ہے کہ) وہ جز قابل تجزیہ ہے اور یہ روا نہیں ہے۔ اس لئے کہ وجود تو ہر ہر ذرہ تک "پہنچا" ہوا ہے۔ اور ہر ایک میں معیت وجودی ہے۔ جیسے آئینوں کو اکٹھا کیا جائے اور ایک شخص بیچ میں بیٹھ جائے۔ اور وہ شخص آئینوں کے اعتبار سے ہزار شکلیں دکھائے، ان مختلف شکلوں سے اس شخص میں کوئی کمی بیشی واقع نہیں ہوتی۔ حالانکہ ہر ایک عکس میں پورا پورا وجود سر سے لے کر پیر تک پہنچا ہوا ہے۔ ایک عکس کے حصے میں دوسرا عکس خلل انداز نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک میں معیت وجودی ہے علمی نہیں۔ اور وہ شخص ہر ایک عکس سے جدا ہے۔ اگر ایک عکس لے کر کہیں کہ یہ وہ شخص ہے تو یہ کفر و زندقہ ہوگا۔ کیونکہ وہ شخص مختلف صورتیں دکھاتا ہے۔ اور ہر عکس ایک صورت ہے ان تمام صورتوں میں سے جیسے روح و مثال و جسم۔ سو جب ایک شخص آئینہ دیکھتا ہے تو حضرات خمس کی طرح پانچ مرتبے ملحوظ ہوتے ہیں۔ حضرت اول کہ ذات شخص کے دیکھنے والے کی ہے۔ اسے ہستی مطلق فرض کرو۔ اس کا حصول ویسا ہی ہے جیسا کہ تم وحدت میں سمجھ چکے ہو۔ حضرت دوم اس شخص کی صفات ہیں مثلاً آئینہ دیکھنا اور سمجھنا جیسے الوہیت میں بیان ہوا۔ حضرت سوم اس کی روح ہے چنانچہ وہ شخص جانتا ہے کہ میرے ایک پیشانی ہے اور وہ یہ دیکھے ہوئے ہے کہ اس پیشانی میں چشم بینا رکھتا ہے۔ مگر اپنی پیشانی کو اس نے اس طرح نہیں دیکھا جس طرح کہ آئینہ کے واسطے سے دیکھتا ہے یعنی وہ ذات پیشانی کہ جسے بچشم سر دیکھنا مشکل تھا۔ اسے اس حکمت سے معلوم کر لیا۔ یہ پیشانی عین وہ ذات ہے۔ انہیں معنوں میں کہ بحال طرز نادیدنی ہے۔ وھو الآن کما کان۔ اس مرتبہ میں ذات نہیں کہتے، روح کہتے ہیں اور مخلوق اسے اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بہ تکرار ملی ہے۔ اس کی تکرار ہزار اعتبار سے بھی ہو۔ تو بھی وحدت میں کسی قسم کی کثرت نہیں پیدا ہوتی۔ چنانچہ بالتکرار پانے کا مفہوم بھی ایک ہی ہے۔ یہ روح انسان کامل ہے۔ اور ہزار بار بازیافت ہونا اس کی تفصیل ہے جو ارواح عالم ہے۔ حضرت چہارم مثال ہے بہ مرتبہ قلب و وہم و خواب و خیال کا ہے۔ یہ چنانچہ آئینہ کا عکس ہے۔ اسے "تمیز" ہی کے ساتھ سمجھنا چاہیے۔ صورت آئینہ اور پیشانی کے دوبارہ "پائے جانے" میں فرق کرنا چاہیے۔ پیشانی عین ذات ہے۔ اور اپنے آپ کو اس نے دوبارہ "پایا"۔ اور وہ صورت جو آئینہ میں ہے وہ اس پیشانی کی مثال ہے۔ اس کے دیکھنے والے اعضا ہیں تو اس کے بھی ہیں۔ مگر اس طرح کہ بائیں کو دایاں اور دائیں کو بایاں کر کے دکھاتی ہے۔ مقابل ہونے کی حیثیت سے چونکہ عکس، برعکس نظر آیا۔ اس لئے اسے قلب نام دیا گیا۔ انقلاب میں یہ وہی شخص ہے۔ اب چاہے ہزار بار اس کا انعکاس کیوں نہ ہو۔ مفہوم عکس ایک ہی ہے۔ یعنی قلب انسان کامل۔ ہزار بار تکرار تفصیل بھی اسی کی تفصیل ہے جسے قلوب عالم کہتے ہیں۔ حضرت پنجم جسم ہے۔ اسے عالم حس اور عالم شہادت کہتے ہیں۔ جسم مثل آئینہ ہے۔ ہر وہ حکم جو آئینہ رکھتا ہے جسم وہی حکم رکھتا ہے۔ جسم خوب میں وجود بھی احسن ہی ہوگا، گھوڑے اور مور میں وجود گھوڑے اور مور ہی کی صورت

میں نظر آئے گا۔ اس لئے کہ آئینہ مقابل صورت کو "ٹھیک" ہی طرح دکھاتا ہے۔ البتہ پانی پر چلنے سے پابہ پا اور
سرنگوں نظر آئے گا۔ یہاں حکم وجود نہیں ہے۔ کیونکہ آئینہ کے لحاظ سے صورت مختلف نظر آتی ہے۔ اگر کوئی اپنے
ناخن کو جلا دے دے تو اس سے احکام آئینہ میں فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ وجود اعیان ثابتہ کی صورت میں ظہور کرتا
ہے۔ اور آئینہ کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی ہستی کے مطابق دیکھنے والے کی شکل کو ظاہر کرے۔ تاہم اس "اظہار" کا مفہوم
ایک ہی ہے۔ اور وہ جسم انسان کامل ہے۔ ہزار بار کی تکرار اس کی تفصیل ہے۔ اور یہ جسم عالم ہے۔ مگر ان حضرات
خمس کو کلی و جزئی کے مانند نہ سمجھنا جیسا کہ حیوانیت و انسانیت کا مفہوم نکلتا ہے۔ نہیں نہیں۔ یہاں ایک ذات
موجود حقیقی ہے جس کے متعلق حدیث قدسی ہے کہ کنت اسمعاً و بصراً و رجلاً و کل جولاتاً آئینہ ہے اس
ذات کا جیسے تمثیل جسم میں بیان ہو چکا ہے۔ حقیقت جسم محمدی ہے۔ جو بالائے عرش ہے۔ اسی لئے وہ جسم بے سایہ
ہے۔ اور دل سے زیادہ لطیف ہونے کے سبب بالائے عرش معراج ہوئی۔ کیونکہ وہ جسم کل تھے۔ اور تمام اجسام
ان کی تفصیل ہے: جسم لطیف عرش سے لے کر جسم مرکبات تک، ورنہ ایسا نہ ہوتا۔ ملی کا کہنا ہے کہ جسم کثیف کو
جسم لطیف پر معراج ہونا امر محال ہے۔ مگر جسم کل داخل عالم ارواح ہے۔ اور وجود جوہر ہے اور عالم اجسام اس
کی تفصیل ہے۔ چنانچہ اس قول: اول ما خلق اللہ عقلی کے کہنے والے سے جمیع عقول اور نفس کل سے جمیع نفوس
کہ 'من عرف نفسہ ای نفس المحمدیہ' اور ایک آئینہ کے اعتبار سے ایک عکس نمایاں کیا۔ جو قلب محمدی ہے۔
عکس کے ایک ہونے کے اعتبار سے خود کو بھی ایک ہی بار دوبارہ پایا۔ یہ روح ابو الارواح ہے۔ سنو سنو!
یہ تمام مراتب حضرات خمس مل کر انسان کامل ہیں۔ اسے جان کے ساتھ سمجھو اور قرار دل کے ساتھ سنو۔ اس لئے
کہ اب میں انسان کامل کو بیان کرتا ہوں۔ اس کے مفہوم کو جان (سمجھ لو) اس مرتبہ پر دیکھنے والا عکس کی پتلی
میں چھپا ہوا دیکھتا ہے، اس موقع پر حضرات خمس جمع ہیں۔ کیونکہ ذات وحد الوہیت کی صفت کے ساتھ ہے۔
عکس کی پتلی میں اس کے سوا دیکھنے والا اور کون ہے جو بالتکرار اپنے آپ کو پاتا ہے، کہیں یہ نہ سوچنا کہ یہ تو
بہت معمولی بات ہوئی۔ مگر یاد رہے کہ یہ بیش قیمت۔ ؎

سخن درست تعلق بہ گوش شہ دارد
کمال فہم سخن نیست در کدا طبعان

یہاں پر میں نے حضرات خمس کو مختصر طور پر بیان کیا ہے۔ کتاب امواج خوبی اور کتاب حفظ مراتب دونوں ہی میں
ایک ایک کو تمثیلات کے ساتھ واضح کر کے بیان کیا ہے۔ جان لو کہ قابلیت حق میں ایک انسان کامل موجود ہے
اور باقی تمام عالم اس کی تفصیل ہے۔ جس طرح کوئی درخت بیج میں عین بیج ہوتا ہے اور سوائے بیج کے اور کچھ موجود
نہیں ہوتا۔ اور اس وقت وہ بیج تنے، شاخ، پتیوں اور پھولوں کی شکل میں کہ اس کی تفصیل ہیں نمایاں ہے۔
یہ تمام تفصیل پیڑ میں ملتی ہے بلکہ اس میں پہلا بیج بھی پایا جاتا ہے۔ اور اس طرح تفصیل ہاتھ آئی۔ شجر مبارک

انسان کامل کہ جمع بعد از تفصیل ہے اور بیج وحدت ذات کہ حقیقت محمدی ہے اس میں پایا جاتا ہے۔ وہ ذات مطلق ہر مرتبہ میں ایک نئے نام سے ظاہر ہوئی۔ مرتبہ اول میں کہ وحدت ہے حقیقت محمدی کے نام سے ظاہر ہوئی۔ اس دائرہ ذات دو قوسوں کے ساتھ مقوس ہے۔ ایک قوس سلب اعتبارات کے ساتھ احدیت سے موسوم ہے۔ اور دوسرا قوس ثبوت اعتبارات کے ساتھ واحدیت کہلاتا ہے۔ اور مرتبہ دوم میں کہ الوہیت ہے حقیقت انسانی کے نام سے ظاہر ہوئی اور یہ دائرہ ذات مع الاسماء والصفات بھی دو قوسوں کے ساتھ مقوس ہے۔ ان میں کا ایک قوس اسماءِ الٰہی کے ساتھ ظاہر وجود کے نام سے موسوم ہے اور دوسرا قوس اسماءِ کیانی کے ساتھ ظاہر علم کہلاتا ہے۔ سنو سنو قوس ظاہر وجود میں وحدت کے دونوں قوس موجود ہیں۔ اس لئے کہ احدیت ظاہر ہے اور واحدیت باطن۔ کیونکہ ذات ایک ہے اور اس کے نام کئی ایک ہیں۔ یہ مقام وحدت حقیقی اور کثرت نسبی کا ہے۔ قوس ظاہر علم میں (اسی طرح) وحدت کے دونوں قوس ہیں کہ واحدیت ظاہر ہے اور احدیت باطن کہ اعیان ثابتہ متکثر اور حضرت ارتسام ایک ہی ہے۔ علم میں قدیم معلومات معلوم قدیم منقوش ہے۔ سنو سنو یہ دونوں قوس ظاہر وجود و ظاہر علم الوہیت میں جمع ہیں۔ چنانچہ ذات وصفات و اسماءِ الٰہی قدیم ہیں۔ اسی طرح علم قدیم معلومات میں معلوم قدیم ہے۔ اور اسماءِ کونی سے موسوم ہے۔ اور یہ دونوں قوس ظاہر وجود و ظاہر علم (خود) انسان میں جمع ہیں۔ اسماءِ کونی کہ خاک و آب و باد و آتش ہیں اور اسماءِ الٰہی کہ حی علیم مرید قدیر سمیع بصیر و کلیم ہیں۔ دونوں حادث میں جمع ہیں۔ کہ اس کا نام آدم علیہ السلام ہے۔ ۲۸ اسم کلی رب ہیں اور ۲۸ اسم کلی کونی مربوب ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے: بدیع عقل کل باعث نفس کل باطن طبیعت کل آخر جوہر ظاہر شکل کل حکیم جسم کل محیط عرش شکور کرسی غنی الدہر فلک البروج مقتدر فلک منازل رب فلک زحل علیم فلک مشتری قاہر فلک مریخ نور فلک شمس مصور فلک زہرہ محصی فلک عطارد متین فلک قمر قابض کرۂ آتش حی کرۂ ہوا محیی کرۂ آب ممیت کرۂ خاک عزیز جماد رزاق نبات مذل حیوان قوی مرتبہ ملک لطیف مرتبہ جن جامع مرتبہ انسان رفیع الدرجات مرتبہ خلیفۃ اللہ۔ جان لو کہ ہر مربوب اپنے رب سے تعلق رکھتا ہے۔ ان دونوں قوسوں کے تمام اسماء الوہیت میں قدیم ہیں اور آدم علیہ السلام میں حادث۔ پس اس طرح ہر ایک رب و مربوب ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ جمعیت ربوبیت کا الوہیت نام اور جمعیت مربوبیت کا آدم خطاب رکھا۔ بعینہٖ جمعیت الٰہی ہے۔ اور اس کے مقابل جمعیت آدم ہے۔ اسی لئے فرمایا ہے فص حکمۃ فی کلمۃ آدمیۃ۔ چونکہ آدم علیہ السلام کی معراج الٰہیت میں ہے۔ ہر خلیفۃ اللہ کہ انسان کامل ہے حضرت آدم سے بالتفصیل ظاہر ہوا۔ اور ہر ایک کی معراج ہر نام میں قرار پائی۔ اس کی نسبت انبیاء کے نام سے ہے اور اس تفصیل کے ساتھ فص حکمۃ نفسیۃ فی کلمۃ شیثیۃ فص حکمۃ سبوحیۃ فی کلمۃ نوحیۃ فص حکمۃ قدوسیۃ فی کلمۃ ادریسیۃ فص حکمۃ مہیمنیۃ فی کلمۃ ابراہیمیۃ فص حکمۃ حقیقۃ فی کلمۃ اسحاقیۃ فص حکمۃ علیہ فی کلمۃ اسماعیلیۃ فص حکمۃ روحیۃ فی کلمۃ یعقوبیۃ

فص حکمة نوریة فی کلمة یوسفیة فص حکمة احدیة فی کلمة ہودیة فص حکمة فاتحیة فی کلمة صالحیة فص کلمة قلبیة فی کلمة شعیبیة فص حکمة ملکیة فی کلمة لوطیة فص حکمة قدریة فی کلمة عزیزیة فص حکمة نبویة فی کلمة عیسویة فص حکمة رحمانیة فی کلمة سلیمانیة فص حکمة وجودیة فی کلمة داؤدیة فص حکمة نفسیة فی کلمة یونسیة فص حکمة غیبیة فی کلمة ایوبیة فص حکمة جلالیة فی کلمة یحیویة فص حکمة مالکیة فی کلمة ذکریاویة فص حکمة ایناسیة فی کلمة الیاسیة فص حکمة احسانیة فی کلمة لقمانیة فص حکمة امامیہ فی کلمة ہارونیة فص حکمة علویة فی کلمة موسویة فص حکمة صمدیة فی کلمة خالدیة پس تمام اسماءِ انسان کامل کہ قوس انبیاء میں ہیں اور اسماء کہ معراج مناسبت انبیاء ہیں۔ اپنے دونوں ہی قوسوں کے ساتھ وجود مطلق کی فرویت میں جمع ہیں اور یہ دونوں قوس منصر محمدی میں بھی موجود ہیں۔ پس فرویت ومحمدیت دونوں بالمقابل ہیں۔ اسی لئے فرمایا فص حکمة فرویة فی کلمة محمدیة۔

تاریخ سال   شمار وسال از اعداد اگر کس   بگو خوبی ہزار وسیزدہ بس

یہ رسالہ کہ جس کا نام عقیدۂ صوفیہ ہے، اسے خوب محمد چشتی نے ماہ ذالقعدہ سنہ ایک ہزار و تیرہ کے ایام نوروز میں بروز چہار شنبہ بتاریخ دوم بوقت ظہر متجلی ہوا و باجمیع مراتب انسان کامل ظہور پذیر ہوا۔ اس عقیدہ کے ساتھ جس موحد نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بہ اعتقاد کہا۔ اس پر مسلمانی علم ہوئی۔ ورنہ وہ مقلد ٹھہرے گا۔ کہ حمالیت حق اس پر ظاہر نہیں ہوئی۔ من عرف نفسہ ای نفس المحمدیة فقد عرف ربہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے اور وہ مسلم محب خدا ہے اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ، اسی کے لئے وارد ہوا ہے۔ متابعت رسول علیہ السلام یہ ہے کہ 'اذکرو قیاماً و قعوداً و علی جنوبھم' ہر وقت ادا کرو کہ یہی احکام نماز ہیں۔ اور تخلقوا باخلاق اللہ ہو جاؤ کہ وہ کھانے پینے اور جفت سے طاق ہے۔ ان احکام کو روزہ میں پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جو کچھ دل پر وارد ہوتا ہے اسے رسول وار تم تک پہنچا رہا ہوں کہ، علی الرسول الا البلاغ۔ بیت

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند   آنچہ استاد ازل گفت بگو میگویم

اگرچہ میں نے اپنا قدم اپنے مرتبہ کے باہر رکھا ہے مانند اس آنکھ کے جو بیغولہ میں ہوتی ہے اور حضرات خمس کا بیان یوں کر رہا ہوں جیسے نظر آسمان کی خبریں بتاتی ہے کہ زحل قوس میں اس طرح ہو جیسے بادل میں سیاہ آنکھ ہو اور سورج برج حمل میں اس طرح آتا ہے جیسے ایک روشن چہرہ شرف و بزرگی لئے ہوئے ہو۔ بیت

ماتشنہ لب وچشمۂ حیوان نفس ماست   درویش جہانیم و ہما در قفس ماست

الٰہی جس طرح اس رسالہ کو قوۃ سے فعل میں لے آیا اسی طرح میرے قول کو فعل کے موافق کر اور جس طرح (تونے) علم بخشا ہے اسی طرح عمل کی توفیق بھی عنایت کر۔ الٰہی دل دیا ہے تو اس دل کے لئے تو دلبر بن کر سوائے تیرے وہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو اور اگر دلبر بنے تو پھر اس کا دلدار بھی ہو کہ دل تیرے ہی حضور قرار پائے۔ اے دل مراقبۂ محبوب

میں قرار حاصل کر اور اے زبان مشاہدۂ معشوق کے بارے میں کچھ مت کہہ۔ بیت

نگہ بصورت ہستی کن و زبان مکشای | کہ در مشاہدۂ دوست دم زدن غلطست

تمت تمام شد عقیدۂ صوفیہ

اب آئیے ہم خود خوب ترنگ سے رجوع کریں تاکہ اس کی ادبی، لسانی اور متصوفانہ خصوصیت کا اندازہ ہو جائے۔

(۵) فنی و ادبی خصوصیات

فارسی اور اردو کی مثنویوں کا عام انداز یہ ہے کہ شاعر حمد و نعت، منقبت خلفائے راشدہ و ائمہ کے بعد بادشاہ وقت کی مدح سرائی کرتا ہے۔ پھر سبب تصنیف بتاتے ہوئے اصل مثنوی یا قصہ کا آغاز کرتا ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ متصوفانہ مثنویوں میں، چاہے وہ فارسی کی ہوں یا اردو کی، یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ الا ماشاء اللہ مثال کے لیے "مثنوی معنوی" یا اسی قبیل کی دوسری مثنویاں پیش کی جاسکتی ہیں۔ خوب ترنگ خود عام روش سے ہٹی ہوئی ہے اس میں اولاً مجمل طور پر مثنوی کا سارا مواد پیش کر دیا گیا ہے ؎

بسم اللہ کہوں جیت ذات | جس رحمٰن رحیم صفات
ذات صفات اسما افعال | جمع مفصل چنہ اک حال
نانوں محمد تس کو دیت | اوس تفصیل سو عالم کیت
اسی روح ارواح تمام | اسی جو سے کے سب اجسام
سارے نسخے منہ یہ بات | سینس کہوں کا بگت سنگھات
بگت سو اس تھیں سمجھی جائے | جسے حضرات سو خمس کلھائے
اول حضرت وحدت نانوں | الہیت دوجے اس ٹھاؤں
تیجے حضرت روح پچھان | چوتھا نانوں مثال سو جان
جو سا پانچویں ٹھانہ بیان | پانچوں مل کامل انسان
پانچ مراتب ماتھیں آن | جدے جدے کر کہوں بکھان
ہے تیسا کہ کہا جائے | منجہ مقدار صفت کچھ آئے
جیوں کھلھلیا سمند چھنپائے | جانے سب دریا لے جائے
نوک تھنس دریا بن پار | بھرے تو نو کج کی مقدار

کہیں صلوات علیہ السلام

جنہ خالق مخلوق تمام

پھر مختلف تمثیلوں کے ذریعے اس اجمال کی تفصیل پیش کرتے ہیں اور بڑے دلچسپ انداز کے ساتھ اور واقعہ یہ ہے کہ مسئلۂ وحدت الوجود کو خوب محمد نے نہایت عمدگی اور صفائی سے بیان کیا ہے جو نہ صرف اس وقت کی اردو کے وسیع سرمایۂ الفاظ اور بیان کی لچک پر دلالت کرتا ہے بلکہ خوب محمد کے کمال فن کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ وہ وحدت الوجود کے سے دقت پسند مسئلے کو اور اس کے رموز و نکات کو نہایت ہی شاعرانہ انداز میں بہ تمام پختگی پیش کر دیتے ہیں۔ اس کا احساس خود خوب محمد کو بھی ہے ؎

خوب کہے گا خوب ترنگ	سنتیں کچھو نہ کیجو ننگ
یوں انکا نہ کیجو دیکھ	جایو ناں تج یوں من لیکھ
کی یہ تو کہتا ہے خوب	دیکھو کی کہتا ہے خوب

تاہم خوب محمد نے غیر ضروری تفصیل سے اجتناب کیا ہے۔ اس مثنوی میں اتنا ہی کچھ بیان کیا ہے جتنا ایک "طالب" کے لئے کفایت کر سکتا ہے ؎

جتنا طالب کوں بس ہوئے	میں اس مانہ کہیا ہے سوئے

لیکن یہ کچھ بیان کرنے سے قبل مواد کے بارے میں مجمل گفتگو کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کو خریدنے والی بڑھیا کا قصہ بیان کیا ہے جو ایک آنٹی سوت لے کر یوسف کو خریدنا چاہتی تھی۔ اس پر لوگوں نے اسے سٹھیانے کا طعنہ دیا ؎

سبھوں کہیا کنہ تیری باچ	ساٹھی نیں بدھ ناٹھی ساچ

اس پر بڑھیا نے جواب دیا کہ میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں چنانچہ اتنی سمجھ میں بھی ہے کہ ان کا خریدنا میری بساط سے باہر تاہم میرا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ ان کو خریدنے والی کے طور پر رجسٹر میں میرا نام لکھ لو ؎

تب ڈوسی پھر کہیا یوں	منجہ سر گالا ہوا سو جیوں
اتنیں سان تو ہے منجہ مانہ	کہاں سو یوسف نے ہوں کانہ
یہی بچن لکھ میرے بھاگ	یوسف کی ہوں ہوئی گرہاگ

اور اس حکایت سے چنانچہ حسب معمول خود خوب محمد یوں فائدہ اٹھاتے ہیں ؎

خوب محمد بھی تیوں جان	ہوس دھرے یوں من منہ آن
نعت مہیں دو بول ملاؤں	بارے تس مداح کہلاؤں

لیکن اسی کے ساتھ ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ خوب ترنگ ملفوظات کا درجہ رکھتی ہے اور یہ ملفوظات خوب محمد کے مرشد شیخ کمال محمد جیلانی بسطامی کے ہیں ؎

میں مرشد تھیں سنیاں بیاں	وے مرشد صاحب عرفاں
جنہوں منجے سکھلایا دیں	جس تھیں منجہ دل ہوا یقیں
جیلانی بسطامی شاہ	بغدادی جس چتر کلاہ
ہر ماضی پر حجت لیکھ	ہوں معتقد ہوا اُن دیکھ
وارث محمدی ہر ٹھاؤں	شیخ کمال محمد ناؤں

حضرت شیخ کمال محمد خوب ترنگ کی تصنیف سے قبل واصل بحق ہو چکے تھے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے خوب محمد نے ان کی تاریخ وفات کہی ہے۔ مادۂ تاریخ "ذاکر محبوب" ہے۔ ؎

کیا عروج مقام اقدم	اللہم اغفر و ارحم
کہہ تاریخ تنھوں کی خوب	جن عددوں "ذاکر محبوب"

شیخ کمال کو "حقیقت محمدی" یا نفسِ تصوف پر بڑا عبور تھا۔ خوب دن رات ان کے ارشادات سے فیضیاب ہوتے تھے۔ انہیں ارشادات کو ترنگ میں آکر نظم کیا اِن کے مجموعے کو خوب ترنگ نام دیا ؎

انکوں تھا یہ علم کمال	خذ العلم افواہ رجال
ان تھیں میں سنیا دن رات	اس منہ یاد رہی کچھ بات
وہ جیوں منجہ کوں آئی ترنگ	جمع کیسے لے تس تس ڈھنگ
خوب ترنگ اس دیا خطاب	(مدح رسول اللہ کے باب)

گویا خوب ترنگ نہ صرف منظوم یادداشتوں کا شیرازہ ہے بلکہ ایک مثنوی ہے، جس میں رسول اللہ کی مدح ہے لیکن اس سے یہ قیاس نہ کرنا کہ اس کا موضوع وحدت الوجود نہیں بلکہ مدح رسول اللہ غلط ہے۔ اس لئے سنائیؒ، عطار، رومی اور دوسرے صوفی مشرب بزرگوں اور شاعروں کی طرح خوب محمد بھی مسئلۂ وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس کے تمام اوصاف و احوال ایک حال میں جمع ہیں۔ اور ان کی تفصیل سارا عالم مگر خود تفصیل ذات محمدی کی محتاج ہے۔ آں حضرتؐ خالق و مخلوق کے درمیان حد فاصل ہیں۔ آپ میں عبد و اللہ دونوں ہی کی خصوصیات مجتمع ہیں۔ چنانچہ جہاں "حقیقت محمدی" کی تفصیل سارا عالم ہے، وہیں یہ عالم یا اس کا کوئی فرد اگر ذات واحد (خدا) تک پہنچنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اس حقیقت کا جاننا، پہچاننا اور پانا لازمی ہے۔ بغیر اس کے وسیلے کے باری تعالیٰ کی بارگاہ میں باریاب ہونا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ،

خوب آں حضرت کا دامن تھامے رہتے ہیں اور دوسروں کو ایسا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ عشق مصطفےٰ خوب کا محبوب موضوع ہے۔ اور اس کی کیفیت پوری خوب ترنگ میں جلوہ گر ہے۔ چنانچہ "حقیقت محمدی" کے سبب وہ خود ذات الوہیت کا عرفان کرتے ہیں۔ مدح رسول اللہ کا یہ بھی ایک بڑا سبب ہے۔ بہرحال خوب ترنگ کو مدح رسول اللہ قرار دیتے ہوئے خوب محمد دعا کرتے ہیں ؎

یا اللہ اے مدح رسول — اوسی دوستی کر قبول

شاید "حفظ مراتب" کا غالباً خیال آجاتا ہے اور وہ ہر مقام اور ہر باب میں خدا کی حفاظت کے طالب نظر آتے ہیں ؎

خدا حافظ ہے ہر ٹھانہ — کرے نگہبانی اس مانہ

تاہم انہیں اپنے موضوع کی وسعت اور اہمیت کا پورا پورا احساس ہے۔ اسی لئے جہاں وہ لوگوں کو "قصد شعر" سے منع کرتے ہیں۔ وہیں یہ کہتے ہوئے کہ میں کل مراتب کو جز میں لاکر ایک نسخہ تصنیف کر دکھاؤں گا۔ وہ اپنے آپ کو ایک کچھ نہ جاننے والے شخص سے تعبیر کرتے ہیں، خدا سے نعت کے بخیر و خوبی انجام پانے کی دعا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی "خطاوں" کو درست ہی نہ کریں بلکہ کسی لفظ کو نہ سمجھ پانے پر بدلیں نہیں ؎

عذر خواہی

ابنہاں شعر کا قصد نہ لیکھ — ابنہاں مراتب کہوں سو دیکھ
ارض سما منہ جے نہ سمائے — وزن شعر منہ وے کیوں آئے
دوڑیا ہوں نظروں کی شان — دیکھ مراتب منہ اسان
کل مراتب جز منہ لیاؤں — کر نسخا تصنیف دکھاؤں
نعت مہیں کرتا ہوں سیر — یا اللہ تمّم بالخیر
غلط نہ پکڑیں اہوں اجان — درس کہوں وے تومن آن
جو کچھ خطا اس منہ توں پائے — اوسے صحی کر برائے خدائے
پر اتنا کہوں گود بچھائے — مت آن سمجھے بول پھرائے

اس عذر خواہی کے بعد خوب محمد نے اپنے تاریخ گوئی کے فن کا کمال دکھایا ہے۔ خوب ترنگ کی تاریخ کہتے ہوئے بارہ شعر لکھے ہیں۔ اور لطف یہ کہ ہر مصرع سے باعداد ابجد اس کی تاریخ نکل آتی ہے ؎

تاریخ خوب ترنگ در ہر دو مصرع باعداد ابجد

نسخے کی تاریخ اس ٹھانہ — پاے عدد ہر مصرعے مانہ
خوب محمد گنے بچار — چودہ گھاٹ اوس برس ہزار

دوجا چاند سو تھا شعبان	دیس دوشنبہ کیا بیان
برس ہزاروں دکھ قبول	جو کہیں جانیاں جاے رسول
خدا سو جانیاں کہیئے کب	پوچھیا جاے محمد جب
عرف نفسۂ ذات سو کس	نانوں محمد کہیئے جس
ہے عرفان اس پر موقوف	عرف ربہ، جیوں معروف
پانچ مراتب خوبیں جان	تو سمجھے گا یقین سو آن
انھوں مراتب کر عرفان	آن یقیں درس ایمان
بوجھے جبھیں رسول تمام	تب ہوئے پورا اسلام
مقدمے کہوں مطلق ذات	پچھیں اس کی تنزلات
تب لگ من منہ راکھیں یاد	جب لگ اپنیں پایں مراد

مختصر یہ کہ دوشنبہ کے دن دوسری شعبان کو ۹۸۶ھ میں خوب محمد نے خوب ترنگ کو تصنیف کیا۔

۱۔ تاریخ گوئی کے کمال فن کے اس مظاہرہ کے بعد اس سرخی کے بعد خوب محمد اپنی مثنوی کا آغاز کر دیتے ہیں:

"آغاز کتاب خوب ترنگ بعضی منقولات شیخ کمال محمد رحمۃ اللہ در معارف محمدیہ علیہ السلام" تاہم اس سے قبل کہا جا چکا ہے کہ تصنیف خوب ترنگ کے سلسلے میں اگرچہ خوبؔ محمد "مدح رسول اللہ" کا ذکر کرتے ہیں جیساکہ مندرجۂ بالا اقتباس سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ مگر واقعتاً ان کا موضوع مسئلہ وحدت الوجود ہے جس کی تفصیل و تشریح مدح رسول اللہ کا روپ اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس حقیقت کا احساس ان عنوانات سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو خوبؔ محمد نے مختلف رموز کو بیان کرتے ہوئے قائم کئے ہیں:

(۱) مرتبہ لاتعین کہ غیب ہویت ذات مطلق است نمودن درخود۔ اور اس کے تحت یہ ذیلی سرخیاں ہیں:

حضرت وحدت، قوس احدیت، قوس واحدیت، حضرت الٰہیت، قوس ظاہر وجود، قوس ظاہر علم، تمثیل مراتب۔

(۲) حقایق موجودات کہ در ہر مرتبہ نامی دگر دارند۔ اور اس کی ذیل میں یہ عنوانات ہیں:

مرتبۂ وحدت، مرتبۂ الٰہیت، مرتبۂ روح، مرتبۂ قلب و مثال، مرتبۂ جسم۔

(۳) خلق پیش از ظہور عین حق بود و حق بعد از ظہور عین عالم

(۴) یافتن ذات مطلق از اسقاط اضافات (۵) وجودی کہ قایم بوجودی بود درحقیقت اورا وجود نہ بود۔

(۶) حکایت آمدن از طرف وجود بروش و مالک شدن بر ہر مقام (۷) مراتب وجود

(۸) اول نور وجود محسوس می شود اما از لطافت مدرک نمی گردد و آن عین حجابست و منکشف حجاب

(۹) تفصیل الہیت (۱۰) فرق مراتب (۱۱) رابطۂ صفات حق و عبد (۱۲) احاطت افعال در عالم

(۱۳) حق فاعل بصفات است نہ بذات (۱۴) ہر صفات کہ ہست بجز ہستی در نمی گیرد

(۱۵) اللہ و عبد از روی ہستی ہر یک بہ احدیت خود قایم اند (۱۶) مقدمۂ فاعل مختار

(۱۷) مرتبۂ محمدیت علیہ السلام (۱۸) مرتبۂ اعیان ثابتہ کہ آنرا حکما ماہیت می خوانند (۱۹) حضرت روح

(۲۰) دائرۂ عشق در تمثیل روح (۲۱) مرتبۂ عبودیت (۲۲) حکایت مرتبۂ خلافت

(۲۳) حضرت قلب و مثال (۲۴) حکایت تمثیلات وہم (۲۵) حکایت صفای دل

(۲۶) حکایت در مرتبۂ طلب (۲۷) حکایت در مرتبۂ سلوک (۲۸) حکایت سند مراقبہ

(۲۹) حکایت مرتبۂ جمعیت و تفرقہ (۳۰) حکایت سوال و جواب در نفی و اثبات (۳۱) مراقبہ در شغل علم

(۳۲) مراقبہ در شغل سمع (۳۳) مراقبہ در شغل بصر (۳۴) شرط ذکر (۳۵) مرتبۂ عزت (۳۶) مراتب عشق

(۳۷) حکایت مرتبۂ حیرت (۳۸) مقامات معراج

(۳۹) حکایت مرتبۂ شفاعت ولایت کہ آنجا گناہ عین عبادتست

(۴۰) حکایت تمثیل کردن در خواب ــــ اور اس کے تحت یہ سرخیاں ہیں:

قسم اول از خواب ، قسم دوم از خواب ، تعبیر خواب

(۴۱) مرتبۂ نبوت (۴۲) مرتبۂ رسالت (۴۳) حکایت المجاز قنطرۃ الحقیقۃ (۴۴) حضرت جسم

(۴۵) حجاب صورت (۴۶) حجاب رنگ (۴۷) حجاب ابعاد ثلاثہ (۴۸) حجاب لذت

(۴۹) حجاب محسوس لمس (۵۰) حجاب بوی (۵۱) حجاب آواز (۵۲) حجاب ثقل اور اس کے تحت

حکایت تمثیل (۵۳) عناصر اربعہ (۵۴) مولدات ثلاثہ (۵۵) حکایت دانستن مقصد

(۵۶) حکایت غفلت از خود اور (۵۷) مرتبۂ انسان کامل

مرتبۂ انسان کامل کے بارے میں خوب محمد کا جو نظریہ ہے وہ وہی ہے جو سنائی، عطار، ابن عربی، رومی اور الجیلی وغیرہ کا ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے لازمی طور پر مسئلۂ وحدت الوجود کے بیان کا ایک بار پھر اعادہ کرتے ہیں۔ اس کا احساس انہیں بھی ہے ؎

سن جے خمس کہیں حضرات ۔۔۔ اول حضرت وحدت ذات
وہ جیوں درپن دیکھن ہار ۔۔۔ جیوں ہر بار سنیا تکرار
دوجے حضرت الہیت ۔۔۔ اسم صفات سو اس حضرت

یہ جیوں دیکھناں ہوئے تفہیم — اے دو حضرت غیب قدیم
تیجے حضرت روح کلھائے — شخص آرسی منہ پھر پائے
چوتھے حضرت قلب مثال — درپن منہ جے عکس خیال
جو سا پانچویں حضرت لیکھ — ہاتھ آرسی ذات سو دیکھ
جب تگہ اپناں مانجے کوئے — تب درپن بھی غیر نہ ہوئے
یہی شہادت حضرت تین — اے مرتبے سو حادث کین
غیب شہادت ہریک شان — پانچوں مل کامل انسان

اور یہ انسان کامل آں حضرتؐ کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ آپ ہی کی مقدس ذات کے ذریعے حق تعالیٰ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اور اس کا اظہار نمود کائنات ہے ؎

فی انفسکم آیۃ پائے — جے صورت حق کی دکھلائے
واقع چھت ماں ایک سو ذات — دے جب ذات ہوئے مرآت
ایک آرسی ہوئے جانہ — ہوے عکس بھی ایک اوس مانہ
ایک عکس منہ دیکھے جب — ایک بار پھر پاوے تب
جو سا آرسی وحدت جان — جسم محمد اوسے پچھان
ایک عکس اوس مانہ جو ہوئے — قلب محمد کا ہے سوئے
ایک عکس پھر ایک جو پائے — یہی ابوالارواح کلھائے
روح مثال جو سا موجود — ایک سو واقع اور نمود
لیس کمثلہ اینہاں پچھان — نفی مثل کی مثل سو جان
مثل محمد ہوئے نہ کوئے — سب اوس کی تفصیل سو ہوئے
ذات جو ذاتوں مانہ تمام — جسم محمد عین اجسام
اسی قلب کے حاکم قلوب — اسی روح روحاں محبوب
وحدت عین محمد آج — کثرت جگ کھلناں اس کاج
یہ وحدت کثرت طرفین — جیوں ہوں خوب محمد عین
انا من نور اللہ سو جیوں — خلق سو من نوری ہے تیوں
ہوے حقیقت جس کی جانہ — دے پائے معراج سو تانہ

اول وحدت حضرت کی — یہی حقیقت محمدی
وحدت ذات جو کثرت آج — او نھاں محمد کی معراج
دوجے حضرت کی سن بات — الٰہیت جنہ ذات صفات
حقیقت انسانی اوس ناؤں — ہریک کی معراج اس ٹھاؤں
سیر سو وحدت لگ جس آئے — سوئے محمد منہ ہو پائے

چنانچہ ذات محمدی کا احساس دلاتے ہوئے خوب نے ایک عالم باعمل اور صوفی باصفاء کی طرح شرع و قرآن اور احادیث پر عمل پیرا ہونے کی تلقین اور ہدایت کی ہے۔ کہ اس کے بعد ہی انسان ایک عارف کامل بن سکتا ہے، حقیقتِ عالم سے ہمکنار ہوکر من و تو کے فرق کو مٹا سکتا ہے ؎

ذات چھپے عالم منہ جیوں — یہ مخفی عالم منہ تیوں

اور یوں وہ بے نشان ہو جائے گا ؎

بے نشان اس کا نیشان — یہ عارف ہے کل لسان

اس طرح گویا وہ منتہائے مقصد کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی لئے غالباً خوب نے اپنی مثنوی اس شعر پر ختم کردی ہے۔

۲۔ فارسی شاعری میں جو اہمیت مثنوی معنوی کو حاصل ہے اس سے کسی کو انکار نہیں۔ اس کی شعری خوبیاں بھی اظہر من الشمس ہیں۔ یہی کچھ خوب محمد کے سلسلے میں بھی محسوس ہوتا ہے۔ اردو کے آغازی زمانے کی یہ مثنوی ادبی و شعری خوبیوں کے لحاظ سے بھی بہت اہم ہے، اس کی لسانی خصوصیات الگ رہیں۔ ایسے شعروں کی کمی نہیں ہے جن کی صفائی، برجستگی اور دلآویزی میں کلام نہیں۔ چند مثالیں درج کی جاتی ہیں:

آغاز کتاب خوب ترنگ بعضی منقولات شیخ کمال محمدؒ در معارف محمد علیہ السلام

فرض کرو اک شخص سو کیوں — ہے موجود و موجودج جیوں
دے ہب علم بصارت ماٹ — دیکھ پچھانے ہر ہر گھاٹ
یہ موجود سو ذہنی کیوں — موم مہیں نرمائی جیوں
نرمائی کوں ہاتھ جو لائے — موم جو عین وجود سو پائے
موم ہبیں نرمائی ماٹ — دکھلاوے گھوڑوں کی گھاٹ
یہ موجود اضافی کیت — مومیں چھت گھوڑے کوں دیت

پن چھت ماں موجود سو موم — دیکھو تب گھوڑا معلوم

(مقدمۂ فاعل مختار)

توں تو ہے فاعل مختار — تو تجھ کہتا ہوں ہر بار
کر اختیار سنے جو بات — بات کہوں تو تجھ سنگھات
سن جس کوں پاوے ہر ٹھانوں — امور کلی تس کا نانوں
وہ جب ایک فرد کن پاے — امر جزی اوس نانوں دھرائے
مطلق سبی صفات پچھان — امور کلی ان کوں جان

حرف الف بے کلی جان — جزی عبارت منہ جب آن
الف سو پھر بے ہوئے نہ جائے — الف الف بے بیچ پڑھائے
تو مختلف عبارت ہوئے — جو ہر حرف پھرے نھیں کوئے
حرف الف ب ج اور دال — اون کوں کدھیں نہ ہوئے زوال
قدح مدح منہ وہی سو دال — ممکن قید جزی اس حال
حرف قدیم سو ابجد مانہ — قدح قدح حادث اس ٹھانہ

مرتبۂ محمدیت علیہ السلام

سن سن توں دھر دل کے کان — خوبیں دل سمجھا اس شان
ذات اکیلی وحدت جس — واحدیت اک صفت سو تس
اک واحد اوس اسم سو جان — اوس تھیں شئے بھی ایک پچھان
جمع مفصل احمد اس ٹھانوں — وحدت اصل محمد نانوں
ایسا دوجا کدھیں نہ ہوئے — اس تفصیل ہوے سب کوئے
اس کی اصل سو وحدت ٹھانہ — کیف مد الظل عالم ٹھانہ
وحدت جیو پرگٹیا سور — جنسوں چھانہ بڑھاوے نور
گھڑی دو پہری سر پر آئے — اصل فرع استوا دکھائے

ایسا وقت نہ ہووے دوبار | ایکج بار ہووے اظہار
جب پرگٹ ہووے اس ٹھانہ | مطلق اوس کوں ہوے نہ چھانہ
اوس کی چھانہ سو عالم ہوے | یہ معجزا کہے سب کوے

انا من نور اللہ اس جان
ظل اللہ بن چھانہ پچھان

دائرۂ عشق در تمثیل روح

عشق ہوا آ غالب جب | قیس کیا ے مجنوں تب
یاد سو لیلیٰ بن نہیں کوے | لیلیٰ مانہ گیا تب کھوے
بول دیوے کو لیلیٰ جانہ | مجنوں پھر دیکھے تس ٹھانہ
سب لیلیٰ کے غمزے ناز | مجنوں مانہ ہوے دم ساز
کہیں مجنوں لیلیٰ اس ٹھور | کہے کہ ہوں لیلیٰ نہیں اور
مجنوں بھی یوں ہوا مشہور | کہے انا الحق جیوں منصور

مجنوں ہوا سو لیلیٰ جیوں | لیلیٰ مجنوں ہوئی سو تیوں
یہ بھی عشق سو مجنوں کاج | جے لیلیٰ منہ بھیدیا آج
جب عاشق آپس کوں کھوے | تب معشوق سو عاشق ہوے
لیلیٰ مجنوں ہوئی سو راس . | مجنوں لیلیٰ کاج لباس
ہن لباس لکم سو جیوں | تمہیں لباس لہن تیوں
جیوں مجنوں تھا پہلی شان | وے مجنوں مت کرے گمان
اب مجنوں جے مجنوں پائے | وے لیلیٰ کی شان کلھائے
کیوں کی لیلیٰ آپس ٹھانہ | بوجھیا ہوں مجنوں من مانہ
لیلیٰ کے یہ معنی آن | مجنوں مجنوں ہو سو جان
کہ مجنوں جب دیویں بول | مجنوں دیکھے انکھیاں کھول
تیوں مجنوں بھی لیلیٰ ہوے | کرتا ناز سو غمزے سوے

مجنوں کی یہ بات سو جب پھر لیلیٰ منہ آی سب
جب لیلیٰ کہہ کوی بلاے تب لیلیٰ اٹھ دوڑ سو جاے
یہ لیلیٰ کا پہلا چال خوبیں سمجھیں نہیں اتال
اب صورت منہ لیلیٰ جاے
ہن معنوں منہ مجنوں آے

حضرت قلب و مثال

وحدت ذات سو دیکھن ہار الہیت دیکھن کی ٹھار
روح سو پھر پایا ہے جیوں بات سو اب سمجھے ہے تیوں
جو سا آرسی کی ہے شان اس کوں آگیں کروں بیان
صورت درپن منہ کی دیکھ ہب تھیں اس کا کریں یہ بیکھ
یہ دل عالم وہم خیال روح جو سے بچ ناتوں مثال
دیکھن ہار اہیں اس ٹھانہ ایک رتی کا پھیرا نانہ

عجب نیہ کی الٹی ریت جانے وہ جس ہوے پریت

مشک کا چاند ہوا گل سوئے ہوئے کہیں کو کہیں نہ ہوئے

۳۔ خوب ترنگ تنہا تصوف و سلوک ہی کی کتاب نہیں ہے بلکہ اس میں عقائد اور علم کلام کے موضوعات پر بھی سیر حاصل اور دلچسپ گفتگو ملتی ہے۔ طریقۂ استدلال دل میں گھر کر جاتا ہے۔ اور اگرچہ شک و شبہات کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے مگر طالب حق کو اطمینان قلب کی وہ اکسیر بھی مل جاتی ہے کہ ذہن و فکر کا سارا اضمحلال دور ہو جاتا ہے۔ ذات باری، صفات باری، نبوت، اس کی حقیقت، وحی کی نوعیت، معجزہ، کرامات، معاد اور جبر و قدر کے سلسلے میں اہم اور بھرپور بیان ملتا ہے، جو انسانی ایقان کی سرحدوں کو چھو لیتا ہے۔

۴۔ خوب ترنگ کی ایک نہایت اہم خصوصیت اس کا طرز استدلال اور طریقۂ افہام ہے۔ خوب

کا استدلال عموماً قیاس تمثیلی کی صورت میں ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ دماغ کے ساتھ دل کو بھی مخاطب
کر لیتے ہیں۔ اور ان کی منطق، حاصل بحث اور حسی کیفیات کا ادراک آسان اور پھر ان سے انکار مشکل ہو جاتا
ہے۔ ساری گفتگو دل میں تواتر کے ساتھ بیٹھتی جاتی ہے جو اس بات کی شاہد ہے کہ خوبؔ محمد کو نہ صرف نفس امر
پر عبور ہے بلکہ ان کو دل نشین بنانے پر بھی قدرت حاصل ہے۔ وہ انسانی نفسیات کے رموز و نکات، ان کی
گہرائی اور گیرائی کا پورا شعور رکھتے ہیں۔ چنانچہ دقیق سے دقیق مسئلے کو سمجھا دینے پر انہیں ید طولیٰ حاصل ہے۔
غالباً یہی احساس ہے جس کی وجہ سے انھوں نے خوب ترنگ میں نہایت کثرت سے تمثیل اور تشبیہ سے کام لیا
ہے۔ ورنہ تصوف و سلوک اور الٰہیات کے مسائل جو عام لوگوں کی فہم سے بالا تر ہیں۔ ان کا ادراک و احساس
بہت ہی مشکل ہوتا اور خوب ترنگ کی تصنیف اپنے مقصد میں ناکام رہتی۔ نفس تصوف کے علاوہ اس کی
زبان و بیان کی دلآویزی اور تمثیلوں کی دل نشینی نے خوب ترنگ کو گجرات میں ایک اہم درسی کتاب کا درجہ
دے دیا تھا۔ عربی و فارسی کے علاوہ خوب ترنگ کا مطالعہ ضروری اور لازمی سمجھا جاتا تھا۔

۵۔ یوں تو خوبؔ محمد کی تمثیلات کے بھرپور احساس کے لئے ڈاکٹر زورؔ صاحب کی "قصص خوب ترنگ"
کا مطالعہ ضروری ہے، تاہم ان کا ادراک و احساس اور نفسی کیفیت کا اندازہ کرنے کے لئے ذیل کی چند مثالیں
کافی ہیں:

صفائی دل کی تمثیل کے طور پر ایک حکایت بیان کی ہے۔ نفس موضوع کے پیش نظر چین کے مصوروں کا
انتخاب کیا ہے کہ انہیں فن مصوری میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ قصہ یہ ہے کہ ملک چین میں باکمال مصوروں کا
ایک ایسا گروہ تھا جو اڑتے ہوئے مور کی بھی تصویر کھینچنے پر قادر تھا۔ باہر سے اتفاقاً ایک اور گروہ آیا اور اپنے
کامل فن ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس پر دونوں میں گفتگو ہوئی کہ وہ بادشاہ ملک کے پاس جائیں اور اسے حکم
قرار دے کر تصفیہ کے طالب ہوں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونوں گروہ آمنے سامنے کی دو دیواروں پر الگ الگ
اپنے کمال فن کا مظاہرہ کریں۔ مگر اس طرح کہ درمیان میں پردہ باندھ دیا جائے۔
چینی مصوروں نے بھی رنگ ختم کر دئے اور ایسی تصویر بنائی کہ وہم بھی اس کے تصور سے قاصر تھا۔ جب
پردیسیوں نے دیکھا کہ سارے رنگ ختم ہو چکے ہیں تو ان سب نے طے کیا کہ شبانہ روز کی محنت سے وہ دیوار کو اس
طرح صاف کر دیں کہ وہ آئینہ کی طرح صاف اور روشن بن جائے۔
وعدے کے دن بادشاہ نے دربار کیا۔ مصوروں کو بلایا۔ پردے دور کر دئے گئے۔ پردوں کا ہٹنا تھا کہ
دیکھنے والوں نے کمال فن کا ایک زبردست نمونہ دیکھا کہ دونوں نے آمنے سامنے ایک ہی قسم کی تصویر بنا رکھی
تھی۔ ملاحظہ ہو ؎

حکایت صفائے دل

چین مہیں چتیارے جان — چتریں مور سو اڈتے آن
تتہ کیتک چتیاروں اور — دعوا کیا سو آتس ٹھور
کہیا بادشہ کن چل جایں — لکھ پانیں پر نقش دکھاین
گئے سلطان کنیں سب چل — آ سلطانیں دیا محل
دو نہ ٹولوں چل کیا سلام — ہور یہ کیتا عرض تمام
حکم بادشاہ کا جو پایں — چتر سال کچھ کر دکھلایں
ہوا بادشہ کا فرمان — دیتا دو نہ ٹولوں کوں مان
کہیا کہ جاکر کرو اتال — آمھیں سامنھیں دوے دوال
دو نہ ٹولے چتریں دو نہ ٹھانہ — دو نہ پردے باندھیں بچ مانہ
جب لگ کام ادھورا ہوے — تب لگ ان کن جاے نہ کوے
حکم سو یہ کیتا سلطان — سبھوں چڈھایا سر فرمان
جیوں فرمایا تس اصول — پردے باندھ ہوے مشغول
سہدیسی چتیاروں آے — چین مہیں یوں رنگ ملاے
رنگ آمیز کیا اس بھیکھ — رنگ پھرا گئے سیپ سو دیکھ
گلگن پھرے دہریہ من کھانت — ہررت رنگ سیکھے اور بھانت
سبی زماناں سیکھیا رنگ — نوے نوے دکھلائے ڈھنگ
ایسی بھانتیں رنگ ملاے — پری رنگوں میں چتر دکھاے
چتری بیچ جھبکتی چین — ہوے اجالا جس تھیں عین
بہت صفا کے رنگوں مانہ — جیو کی صورت چتری تانہ
چترے کوں سو یوں بن چین — صفا عکس درپن سنہ کیں
سب ٹھاہوں رنگ ایسے دیت — باو بند چتراون کیت
صورت اس اس بھانت لکھایں — جہاں دہم کے پاؤ بندھایں
تنہ جے پردیسی تھے آئے — رنگ تنھوں کوں کچھو نہ پائے
اوں ساروں کیا مل بچار — کہو اپن کیا کریں اونھار

یہ ساروں مل پر تھی بات
اپن کریں یوں دن ہور رات

گھوٹ جھلکتی کریں دوال
جیوں آرسی ہوے اوجال

جیوں پرتھیا تیوں کیتا ان
باج صفا کچھ کیا نہ تن

دیس واعدے کا تھا جب
محل دیا سلطانیں تب

بلا چتیارے آنیں تانہ
دور کئے پردے اک ٹھانہ

سب حیرت منہ ہوئے سو دیکھ
دونہ پاسوں چتریا اک بھیکھ

جے ایدھر سو اودھر پایں
ایک یہ بیکھ سو من منہ لیایں

سب درگاہ کیا انصاف
چتریا پردیسیوں ات صاف

اور پھر اس کے بعد خوب محمد یہ نتیجہ نکالتے ہیں سے

دل کی بھی یونہی ہے ریت
جیسے صفا وہ جاوے جیت

اسی طرح لیلیٰ مجنوں (دائرۂ عشق درتمثیل روح) و شرط ذکر، حکیم لقمان (مرتبہ سلوک)، سکندر (جمعیت و تفرقہ) اور شیخ چھلی (چلی)۔ (غفلت از خود) کی حکایتیں بیان کی ہیں۔ ان کے علاوہ دو تین عشقیہ کہانیاں اور کئی ایک افسانچے بھی ہیں تاہم ایک پہلوان کا قصہ اور سن لیجئے اور دیکھئے کہ خوب محمد نے تصریح مفہوم کے لئے اسے کیونکر استعمال کیا ہے۔ درمیان قصہ میں اس امر کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ یہ کہانی خوب محمد کے زمانہ میں کافی مشہور تھی۔

قصہ یہ ہے کہ ایک بلونت گھوڑے پر سوار کسی شہزادے کے پاس آیا اور کہا کہ اگر آپ میرے زور کی آزمائش کریں تو میں ایک تماشا دکھلاؤں۔ چنانچہ ایک بڑا غالیچہ منگوا کر بلونت اس پر چت لیٹ گیا۔ ہاتھ پاؤں لمبے کر دئے اور پیٹھ کو بھی طاقت کے ساتھ دبالیا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ سارے لوگ غالیچہ پکڑ کر مجھے اٹھائیں۔ دربار کے پہلوانوں نے مل کر غالیچہ کو جو اٹھایا تو اٹھا تو لیا غالیچہ کو مگر اس بلونت کے برابر غالیچہ پھٹ کر زمین ہی پر رہ گیا، جیسے کسی نے پتلے کا ایک نقش بنا رکھا ہو۔ اس کی طاقت کا قصہ اب بھی زور و شور سے سنائی دیتا ہے۔ تاہم یہ بات بھی سننے کے قابل ہے کہ جب وہ بلونت بوڑھا ہوگیا تو اس کا سارا گوشت پوست گل گیا۔ اور وہ پھول یا کسی تصویر کی مانند ہلکا ہوگیا۔

نتیجہ: چھت (ہستی) زور کی طرح ہے اگر کوئی اسے عدم کرنا چاہے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ ہستی کو ہستی ختم نہیں کر سکتی۔ اس کا زور یا وزن کم نہیں ہوسکتا کہ وہ ہستی مطلق ہے۔ چنانچہ اس کے مقابلے میں عدم محض ہلکا ہے۔ چنانچہ غلبہ ہستی کے وقت اس کا پلڑا ہلکا نہیں ہوسکتا۔ ملاحظہ ہو سے

حکایت تمثیل (حجاب ثقل)

ایک بلونت سو ہوا اسوار آیا راج کنور کے بار
کہیا کہ میرا زور آزماؤں آج تماشا اک دکھلاؤں
بڈا زلیچا اک بچھوائے سوتا چت تس اوپر جائے
دوہوں ہاتھ پگ لانبے ناکھ زور بیٹھ کے رہیا سو راکھ
کہیا ایتہاں تھیں منجھے اچاؤ لاکھوں مل اک تسو ہلاؤ
سب بلونت ملے اک ٹھور کہیا زلیچا پھرتے دور
ایسا بل اکھٹے مل کیت جیوں زلیچا اوچا سو لیت
جنہ بلونت سوتا تھا تانہ اوتنا ٹوٹ رہیا تس ٹھانہ
ٹوٹا یوں زلیچا سوئے جیوں پوتلا چتریا ہوئے
ایتا بھار سو تھا اک زور جس کا اب لگ آیا شور
بھار تو اتناں تھا سب مل جیوں لے جائے ٹھو منزل
پن سب قدرت زور سو بھار بھی سن اس کا کہوں بچار
بوڈھا ہوا سو وے بلونت تب اوس کی ہوئی کیسی بھنت
ہلکا ہوئے گیا جیوں پھول گل رہوے جنہ چھاجے دھول
زور بھار پن ہوا سو آج جیوں رنگ بھار چھتا ج نہ تھاج
جیوں صورت رنگ دیکھ بچار واقع چھت بن تیوں ہی بھار
بھی سن ہمیں اک معنی اور چھت ہے عین بھار کی ٹھور
چھت کوں عدم کرے کوئے تب چھت عدم کیہ نہیں نہیں ہوئے
چھت چھت تھیں کاڈھی نہیں جائے یہ قوت یہ بھار کہائے
چھت مطلق وے عین سو بھار عدم سو ہلکا دیکھ بچار
چھت جس پل منہ بھاری ہوئے نہیں سو پلڑا ہلکا ہوئے

کہانیوں کے علاوہ پانی، آئینہ اور بیج وغیرہ کی تمثیلات بھی تفہیم مطالب کے لئے استعمال کی ہیں۔

٦- مذکورہ بالا حکایتوں کے ساتھ خوب ترنگ میں جہاں مذکورہ حکایتیں ملتی ہیں، وہیں ہم کو دو تاریخی کہانیاں بھی نظر آتی ہیں۔ ان دونوں کا تعلق گجرات کے مشہور بادشاہ بہادر شاہ سے ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ

کرنا کہ خوب محمد اپنے تمثیلی انداز کے سلسلے میں نہ صرف تمثیل سے مدد لے کر فرضی قصے بیان کرتے ہیں بلکہ اس پر بھی قادر ہیں کہ تاریخی حقائق سے بھی وہی کچھ حاصل کریں۔ اور اسی طرح انہیں سبق آموز دکھائیں، قطعی درست ہوگا۔ اور یہ ان کی عظمت کی دلیل ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ وہ وحدت الوجود کے قائل ہیں اور اس کی حقیقت کی جلوہ سامانی اور درس آموزی ہر واقعے، ہر احساس بلکہ ہر شئے میں موجود ہے۔

پہلی تاریخی کہانی فتح مانڈو سے وابستہ ہے کہ مانڈو فتح کرنے کے بعد بہادر شاہ نے وہاں کی سیرگاہ سے ایک بحری اڑائی جو اڑتے اڑتے آسمان سے جالگی۔ بلند ہونے پر اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی تو اسے چانپانیر کی اپنی دائمی سیرگاہ نظر آئی جہاں میر شکار تمام پرندوں کو اکٹھا کر کے طعمے کھلا رہا تھا کیونکہ وہ وقت طعمے کھانے کا تھا۔ چنانچہ جہاں بیٹھ کر بحری طعمہ کھایا کرتی تھی، وہیں پر وہ اتر پڑی حالانکہ دونوں مقاموں میں خاصہ فاصلہ تھا۔

اس سے خوب محمد نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بلند ہو جانے پر سبھی جگہیں برابر کی نظر آتی ہیں۔ بعینہ جو کوئی درجہ بدرجہ بلند ہو کر ذات مطلق تک آتا ہے، اسے اینت مطلق کے سوا اور کسی چیز کا خیال نہیں رہتا اور اتنا اونچا ہو کر وہ جہاں چاہتا ہے، پہنچ جاتا ہے۔ اسے اس دنیا سیر طیر نصیب ہو جاتی ہے۔ اور وہ سبھی مقاموں کا مالک ہو جاتا ہے۔ کہانی ملاحظہ ہو ۔

حکایت آمدن از طرف وجود بروش انبیا و مالک شدن بر ہر مقام

فتح ہوئی مانڈو کی جب ۔۔۔ حاکم شاہ بہادر تب
سیرگاہ مانڈو کی مانہ ۔۔۔ بحری ایک اواڈی تانہ
چڈہ چاکے جا لگی اکاس ۔۔۔ اونچی چڈہ دیکھیا چنہ پاس
چانپانیر مہیں جس ٹھانہ ۔۔۔ سیرگاہ تھی دایم جانہ
مانگ جناور سب تس ٹھار ۔۔۔ لے آ بیٹھا میر شکار
تامے کی بیلا تھی تب ۔۔۔ تاماں کھاتے تھے تب سب
سدا سو تاماں کھاتے جانہ ۔۔۔ آ کر بحری اوتری تانہ
اونچے چڈہ دیکھے جے کوے ۔۔۔ سب ٹھنہ اوسے برابر ہوے
بحری تھوڑی بیلاں مانہ ۔۔۔ مانڈو تھیں آئی تس ٹھانہ
نفی کرے سب حق دہر جاے ۔۔۔ یوں چڈھ تیں مدت منہ پاے
چڈہ تیں مشکل ہوے ڈھال ۔۔۔ اونچے تھیں اوترے فی الحال
اوڈتا چڈہے جناور جانہ ۔۔۔ باد بھرا جاوے بھل تانہ

اونچے چڑہ کر جنہ بیداے — باندھ بازواں تنہ جھنپلاے
تیوں جے چڑہ کر چھت پر آئے — مطلق ہوں اور بن نیائے
تنہ چڑہ کر جب کرے نزول — ترت ہوے ہر ٹھانہ وصول

سیر طیر دنیا منہ ہوے
سبھوں مقاموں مالک سوے

دوسری کہانی نیند میں سیر کرنے کے ضمن میں بیان ہوئی ہے۔ اس میں بہادر شاہ کے رعب داب اور جاہ و حشمت کے تذکرے کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ وہ ملک پر ملک فتح کرتا رہتا تھا۔ آج دکھن پر قبضہ کیا تو کل مانڈو کو زیر نگین کیا۔ وہ دن بھر تو دربار کرتا اور رات میں بھیس بدل کر لاؤ لشکر کا حال احوال معلوم کرنے نکلتا۔ جب اسے نیند زیادہ ستاتی تو پالکی منگوا کر اس میں نکلتا اور کہاروں سے کہہ دیتا کہ جب فلاں جگہ آجائے تو مجھے جگا دینا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو سالک نیند میں چلتا ہے وہ شطار ہوتا ہے۔

خوب محمد کے الفاظ میں یہ حکایت تمثیل اس طرح ہے ؎

حکایت تمثیل سیر کردن در خواب

اک راجا گجہ دہر ٹھانہ — نانوں بہادر تھا کل مانہ
تاس کھڑک کی تاب بنیچ — وصول رہے دل بت جیوں بیچ
جنہ دل پر دل کئے ہیں کوے — دل با دل جیوں اکٹھے ہوے
باندہ گھٹا رج فوجاں جوڑ — کر جو ہر آویں چڑہ کوڑ
پون پھرا دے تری بہاے — کر برباد اوڈا لے جاے
اس کا تھا نس دن یہ چال — آج دکھن لے مانڈو کال
یوں کرتا دنیا کا کام — اوٹھے سو تب جب ہوئے تمام
کاربار کرتا سب دیس — رات پھرا لیت اور بھیس
ہو جا سوس چھوں دس جائے — سب لشکر کی سدہ لے آئے
رات دیس رہتا اس بھانت — ملک کہے کے دھرتا کھانت
جب بھر نیند چنپا نا سوئے — بن سوتیں بسرام نہ ہوئے
تے تی بیراں مانگ شتاب — کرت پالکی مانھیں خواب
بھویوں کوں کہتا بلوائے — جبیں فلانیں جاگہ آئے

مجھے جگایو تم تس ٹھار — کرتا کوچ سو سوتی بار
سو تیں جس کوں چلنیں آئے — وے سالک شطار کلھائے

۷۔ تمثیلوں اور فرضی حکایتوں کے ضمن میں اخلاقی مسائل کی تعلیم ایک ماہر نفسیات کے انداز میں پیش کی گئی ہے۔ اچھے اور برے مستقبل کا انسان خود ضامن ہے۔ نیکی و بدی یا جنت اور دوزخ دونوں اس کے اختیار میں ہیں۔ جسے چاہے لے اور جسے نہ چاہے چھوڑ دے۔ اس کی مثال پانی کی طرح ہے کہ جہاں پانی نالیوں سے ہوتا ہوا تختۂ گلاب میں پہنچ سکتا ہے، وہیں یہ بھی ممکن ہے کہ پھیر کھاتا ہوا نابدان کے ذریعے حمام یا کسی گندی جگہ پہنچ جائے ؎

پانیں جس جس نیک بھرائے — اوس منہ اوس کی شان چلائے
نانھیں نیک سو جاوے جانہ — بھریاں گلالاں ہیں تس ٹھانہ
کہیا ہدایت کی یہ باٹ — پائے بہشت یوں آئیں ماٹ
ایک چکاپو پھیری کھائے — وہ پانیں حماں میں جائے
باٹ ضلالت کی اس ناؤں — یوں جاتیں دوزخ منہ ٹھانوں

(تمثیل۔ مقدمۂ فاعل مختار)

جمعیت و تفرقہ کی نوعیت سمجھانے کے لئے سکندر کی حکایت بیان کی ہے کہ سکندر سے اس کے ایک دوست نے پوچھا کہ آخر کس حکمت سے تم نے دنیا کو فتح کیا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک تمہاری ہی حکومت نظر آتی ہے۔ اس پر سکندر نے جواب دیا کہ میرے پاس ایک عمل شتاب ہے۔ جب دل کسی ملک کو فتح کرنے کے لئے کہتا تو میں بغیر تاخیر کے اس پر عمل کرتا۔ یاد رہے کہ جب تک دشمن نے تجھ کو مار نہیں ڈالا ہے تب تک توقع ہے کہ تو اس پر وار کرے اور اسے ختم کر دے۔ اس کو ہوشیار سپاہی کہتے ہیں۔ اس سے خوب محمد کئی نتیجے نکالتے ہیں۔ (۱) ایسا ہی شخص حق کو پاتا ہے۔ (۲) جلد بازی اگرچہ اچھی چیز نہیں سمجھی جاتی مگر اس موقع پر۔ (۳) جس طرح سکندر کو فتح ملک کا خیال رہتا تھا، اسی طرح ہر وقت حق کا خیال رکھنا چاہیئے، یہ جمعیت ہے۔ (۴) جس وقت حق کے خیال کو ٹال دیا، برا ہوا، گناہ ہوا، دل مردود ہوا، — یہ تفرقہ ہے۔ (۵) اور پھر گویا سنہری موقع معیت حق کا کھو گیا کہ ایک تو گیا ہوا وقت نہیں آتا، دوسرے کون جانے آنے والا وقت کیسا آئے اور کیسا نہ آئے۔ ملاحظہ ہو ؎

حکایت مرتبۂ جمعیت و تفرقہ

ایک سکندر کا تھا یار — پوچھیا اونھیں سو ایکس بار

تم سب مشرق مغرب لیت
کس حکمت جگ فتح سو کیت
سکندریں تب دیا جواب
منجہ کن ہتا اک عمل شتاب
یہ یوں ملک کہے جب دل
تب تاخیر نکیتی تل
جنہ تو نہیں ماریا ہشیار
تب لگ توں دشمن کوں مار
یہ ترکش بند تیز کلھائے
یہیچ طالب حق کوں پائے
کہیں شتابی نہیں جمیل
پن اس ٹھانہ کریں نہ ڈھیل
دل منہ آوے جیتی بار
رہیں خدا ستوں تیتی بار
یہ جمعیت اسے سنبھال
ہر ٹھنہ رہ حق سوں ہر حال
جے کہوے یہ کروں سو کام
پچھیں خدا کا ہوئں تمام
جان تفرقا اس کا ناتوں
حق بسرے کی ہے یہ ٹھانوں
یہ طالب کوں گنہ سو جان
یہ دل کا مردود پچھان
کا ہے کہ گذریا وقت نہ پائے
آتا وقت سو کیسا آئے
تجھ کن وقت سو ہے فی الحال
حق سوں رہیں شتاب اتال
حق سوں رہیں شتاب سو اب
مراقبے کر سستی سب

وغیرہ

۸ ۔ بعض اوقات مفہوم کی صراحت اور دل نشینی کے لئے خوب صنعت سوال وجواب سے کام لیتے ہیں۔ مگر ان کا سوال عموماً کسی شعر کا کوئی مصرع نہیں ہوتا بلکہ دو سے لے کر چھ چھ شعروں پر مشتمل ہوتا ہے ۔ جوابات نسبتاً زیادہ طویل ہوتے ہیں مثلاً انہیں یہ بتانا ہے کہ صفتوں کا انقاد ہستی کے بغیر نہیں ہو سکتا ۔ اسے طرح طرح سے وہ یوں سمجھاتے ہیں سے

ہر صفات کہ ہست بجز ہستی در نمی گیرد

جان قاعدا سبی صفات
بلکے گے دے چھتے سنگھات
چھت ہووے تو بصر سو جوے
جانے علم چھتا جو ہوے
عدم سو دیکھے منہ کیوں آئے
نہیں سو کیا کر جانیا جائے

سوال

ہمیں نتھے موجود سو جب — تھے حق کوں معلوم سو تب
درس قاعدا کیوں ہے یوں — بن چھت علم نہ بلگے کیوں

جواب

حق کی چھت پر نظر سو آن — عالم چھت کیا شاناں جان
وے چھت علم ہیں جب آے — علم سو سب شانوں منہ پاے
علم جاناں کہیئے کیوں — جے جیسا اوس جانے تیوں
جیوں ماٹی دیکھے کونبھار — یا وے اس منہ تیتی بار
دیکھے قابلیت ہے تا نہ — آبدار خاناں ہے تس مانہ

سوال

کہی ہوتیت منہ یہ بات — علم نہ امرٹے جنہ چھٹ ذات
جو چھت ذات علم منہ آے — تو یہ ٹل تعریف سو جاے
علم سو جان پنیں کا ناوں — چھت کو بلگے گا ہر ٹھانوں
علم نہ امرٹے چھت کوں جب — یہ بتعریف سو جاوے تب
ایا حقیقت علم سو جائے — ایا حقیقت ذات پھرائے
ذات علم دو نہ اپنیں حال — کوئی پھرے یہ بات محال

اس لمبے "سوال" کا جواب بھی طویل ہے

جواب

صفت ذات پر قائم ہوے — اس مرتبے نہ امرٹے کوے
جہاں صفت ہے عین سو ذات — تنہ سب امرٹے عین صفات
یہ اجمال سنیں دھر کان — ہب تفصیل کہوں اور شان
آنکھوں تھیں پیشانی دور — کدھیں نہ امرٹے جگ کا نور
جب درپن دھر دیکھے کوے — دیکھے وہی پیشانی سوے
جسے دیکھناں اہے محال — وے دیکھی جاوے فی الحال
دیکھے اپنہاں سو دیکھن ماٹ — جے دیکھن دیکھے سب گھاٹ
عین ذات دیکھناں نہ ہوے — اپنہاں ذات دیکھن منہ سوے

بن جے غیب ہویت مانہ — وؤں پیشانی دیکھے نانہ
عین وہی پیشانی جان — دیکھے اس مرتبے سو آن
بن مرتبے نہیں موجود — پاے جائیگے عین وجود
جیوں آپس کی صورت جوے — تب دیکھے نہیں درپن سوے
جیوں درپن پر نظر جو لیاے — تب صورت نہیں دیکھی جاے
ہب درپن مرتبا کلھاے — سو وحدت جس ماں چھت پاے
جیوں پانیں نہیں پاے کب — دھار بوند منہ پاے تب
دھار بوند منہ آوے نیر — پانیں پاے اسس تدبیر
چھت پانیں کی پاے نانہ — بن ہاں بھی مرتبے سو مانہ
پاے چھت بن جاگہ اور — چھت نہیں پاے چھت کی ٹھور
دھار بوند نہیں جانیں جاے — وے موجود نہیں کیوں پاے
نہیں مرتبا سو کو موجود — پاے تس ٹھنہ عین وجود

پاوے علم تمیز سنگھات
یوں امرٹے گے سبی صفات

---

(۹) شعری وعصری خصوصیات

تصوف کا موضوع کسی بھی دقت پسند موضوع سے کم دلچسپ یا کم مشکل نہیں ہے۔ اسی لیے لائق ستائش ہیں وہ شاعر جنہوں نے اس خیال انگیز مسئلہ کو اپنی شاعری کا عنوان قرار دیا اور کامیاب رہے۔ دنیا کی کسی اور زبان کی طرح اردو نے بھی ایسے کئی شاعر پیدا کئے ہیں جن میں باجنؔ، خوبؔ محمد چشتی، شاہ علی جیو گام دھنیؔ سراجؔ اورنگ آبادی اور دردؔ بڑے پائے کے شاعر ہیں۔ تاہم خوبؔ محمد کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ خوب ترنگ کے پورے مطالعہ کے علاوہ مندرجۂ ذیل چند شواہد ان کی اعلیٰ شاعرانہ صلاحیتوں کا یقین دلانے کے لئے بہت کافی ہیں:

(۱) مشاہدہ کی باریکی

(۱) اونچے چڑہ دیکھے جے کوے — سب ٹھنہ اسے برابر ہوے
(۲) پہلوں ترت سو آوے باس — پچھیں کرتیں بیل قیاس

(۳) جیوں پنھاری گھڑے چڑھاے — دھیان باندہ بھرائے جاے
ہنسی ٹھکول کرے سب ساتھ — گھڑا پکڑ وہم کے ہاتھ
باج وہم ٹل سکے نہ راکھ — چھوٹے دھیان دیوے تب ناکھ
(۴) رنگ کا پھیر سنیں دھرکان — دیکھیں وقت بتی اور شان
جے رنگ دن کوں زرد دکھاے — رات سو نارنجی دکھلاے
اور جے ہووے لال سو دیس — وے کالا ہے نس کے بھیس

(ب) تشبیہیں

تشبیہیں زور بیان اور حسن خیال کا نمونہ ہوتی ہیں۔ ان کی ندرت اور جدت شاعر کے فکر و ذہن کی ندرت و جدت کا پتہ دیتی ہے۔ چنانچہ خوب محمد کی تشبیہوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں ان کی شاعرانہ عظمت کے آگے سر جھکانا ہی پڑتا ہے۔ خوب محمد کو اعلیٰ درجہ کے ناظم کہنے والے دراصل ان کی شاعرانہ صلاحیتوں کے منکر ہیں۔ اور میرے نزدیک یہ ان کا ادبی کفران نعمت ہے۔ تشبیہیں ملاحظہ ہوں ؎

یہ حیرت منہ جاوے کھوے	۱	سب ٹھٹہ اسے برابر ہوے
یہ جیوں بلبل کرے بیان	۲	وے جیوں پھول رہیا دھرکان
چھانہ شخص سرکھے ہیں دوے	۳	جیوں دیوے تھیں دیوا ہوے
میرے دل کی سن تمثیل	۴	جیوں ہے رنگ بھریا قندیل
رنگوں مانہ جلے دل کیوں	۵	ہے فانوس سنواریا جیوں
(ایہاں جو پکارھیا جاے	۶	ولی سو تس کا ناوں دھرائے)
اس کے دل منہ عالم دیکھ	.	جیوں جنگل منہ رائی دیکھ
غلطاں موتی تھالی مانہ	۷	تیوں دل چنچل رہے نہ ٹھانہ
دور دور ہوئی بات مشہور	۸	جیوں سورج کا سب جگ نور
جیوں جو سے ماتھیں جگ ہوے	۹	تیوں جگ منہ سلطاں سو سوے
چھپی رہے وے دن ہور رات	۱۰	جیوں عاقل کے دل منہ بات
راج کنور بھی بیٹھا تانہ	۱۱	جیوں شیشا تس مجلس مانہ
چل آیا تس مارٹے تل	۱۲	دیکھیا چھجا سو جیوں بادل
ہوں تھی تس باندی کے روپ	۱۳	چھانہ میں تھی چھپی سو دھوپ

ثنک کا چاند ہوا گل سوے ۱۴ ہوے کہیں کو کہیں نہ ہوے

وغیرہ

(پ) مرکب تشبیہیں

جیوں جھاڑ تھیں ٹوٹے پانت ۱ باد پھراوے اوس جس بھانت

تیتی بھانت سو پھرتا جاے ... ...

جیوں وے تلوتا دن رات ۲ تیوں اس کی بھی وہی سو بات

جیوں دو شمع سو جلتیاں دور پن بن بگٹ دوہوں کا نور

(ت) مبالغہ

مبالغہ کا کمال یہ ہے کہ وہ مبالغہ محسوس نہ ہو۔ ذرا خوب محمد کے یہ چند مبالغے دیکھئے :

چین مہیں چتیارے جان ۱ چتریں مور سو اڑتے آن

کہیا بادشہ کن چل جائیں لکھ پانیں پر نقش دکھائیں

سب ٹھاہوں رنگ ایسے دیت باد بند چتراون کیت

صورت اس اس بھانت لکھایں ۲ جہاں وہم کے پاو بندھایں

زور بھار بن ہوا سو آج ۳ جیوں رنگ بھار چھتاج نہ تھاج

پیئے جو تھے پیالے مکھ لاے ۴ ڈھلے سو وہ آنکھوں منہ آے

میں یہاں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ صنعتوں کی مثالیں عمداً نہیں دے رہا ہوں کہ ان کا استعمال دراصل شاعر سے کہیں زیادہ کسی ناظم کی صلاحیتوں کا پتہ دیتا ہے۔ بہر حال خوب محمد نے عورت کا جو سراپا بیان کیا ہے اسے پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(ٹ) عورت کا سراپا (تریاراج)

اسم الٰہی مرد پچھان نانوں ذات کا عورت جان

ذات سو ہر ٹھا ہر سلطان تریاراج ہوا اس شان

کنیہ چال ڈھلکتی ڈھال ترنگ چنچل چکر چنچھال

دل پت جیت چلے سینسار باندہ چڈھیا تنہ جوبن بھار

دیکھت ماں جے جیو بہلاے دے چھب ایک انی دکھلاے

حسن جو سوہے سوہے تانہ دوجا لاس ورن رنگ مانہ

فوج سوڑا وے جمنے دوے — طرفوں فوج حسن رنگ ہوے
سور دھیر تنہ غمزے ناز — مار مار ہور ہی آواز
اک پر ایک بھلے اوڈھ چال — سکے نہ دل ہتھیار سنبھال
بھنوں دھنک دھرماریں تیر — من بیدھیا تنہ کیا تدبیر
دیوے لس ترچھوں اسیس — لیس کمثلہ چھتر سو سیس
روپ اکل کس کلت نہ آے — فوج سو اوس بیرق بچھنائے
صبر نہ رہوے دیکھت بار — بھاگ چلے سنتوکھ قرار
وہ دس جایں بکھر کر یوں — لٹکی کرل پریشاں جیوں

اور اس کا یہ روپ بھی ملاحظہ کریجئے:

ہبب اس کی کیا کہوں بکھان — جگ جیوک ہے وہی سو جان
سیت سیام رتنالی نین — مست اونوے جیوں چڑھ کین
پان دھڑی کھل بیٹھی یوں — نانیں دھنک گگن منہ جیوں
دسن سو چھلکیں بیج اونھار — جوبن گرج رہیا دھر بار
کرل گھٹا گھن گھور دکھاے — چاتک سور سورت کنٹھ لاے
پون سو بھاو تتی کے بھاؤ — برکھا امرت بچن بتاؤ

(ث) ایسے اشعار جن میں ضرب المثل ہونے کی صلاحیت ہے سے

کاہے کہ گذریا وقت نہ پاے — آتا وقت سو کیسا آے
سانپ سو ہے جنہ ہووے گنج — شربت تنہ مکھیوں کا رنج

وغیرہ

(ج) انتظار عاشق میں معشوق کی بے چینی اور اس کی آمد کا اہتمام سے

مانجہ سرہی آتا ہے تنگ — آو تو مست ہوے تم سنگ
گل بندھن کر بیٹھی پھول — ہار جیت تم آیں قبول
تن صندل اینہاں گھسولے — آو تو ٹک تلوے سہلاے
آو تو تم سکھ دیکھت بار — پاو پڑے ان مانیں ہار

(چ) عاشق و معشوق کے راز و نیاز سے (اس وقت کے رہن سہن کا طریقہ بھی دیکھتے چلیے)

عاشق اور معشوق اک ٹھانہ / بیٹھے تھے جا باڑی مانہ
تنہ بیٹھے یوں کیتی بات / رہے خواص وہی دن رات
ہویں بہت ہنر جس پاس / محلدار کر راکھوں تاس
تب عاشق اٹھ کیپا سلام / ہور یہ اردا دیا تمام
کپڑے باسوں تیل لگاؤں / چھانٹوں پھول اور پان کھلاؤں
اس بن ہنر جو ہیں جگ مانہ / بوجھوں ہوں عالم تس ٹھانہ
تب اس کپڑے راکھن دیت / بھی اک دن یہ بات سو کیت
خاصا تری جو باندھے کوے / دے تس دن منجھ پاسے سوے
ان سن رشک بتی اوس ٹھار / گھوڑا بھی کیتا اختیار
گھوڑا پچھلی رات بنائے / سر ٹھاکر پکڑوں کن آئے

(ح) اس زمانے کی طرز معاشرت کا ایک نمونہ " عاشق و معشوق کے راز و نیاز کی صورت" میں آپ نے دیکھا، اب ذرا ڈومنیوں، بلوچنوں اور سندھنوں کی کیفیت بھی ملاحظہ کیجئے ؎ (تمثیل دہم)

وہم ڈومنیاں کریں بسیکھ / اون کا ایک تماشا دیکھ
پھیلے چھالے تیل لگائے / پان مسی کر کسوت آئے
باندھے تھن چولی منہ تان / دہم جوانی کا کر جان
جو وہ کاڈھی بوڈھی ہوئے / تو بھی اوس دیکھے سب کوے
اور بلوچن سندھنیں جات / چھوٹے وہم پھریں دن رات
تن سیناں لرہترتا یوں / دو جو تر چھوٹے گل جیوں
تھن ہر کاندھے اوپر ناکھ / پیچھل بیٹا بیٹی راکھ
بیٹھی آ گل کھان پکائے / پیچھل تن کوں دودھ پلائے
رکھے چھپیا تھن کر اک ٹھانہ / جیوں ہرلیسا موٹھی مانہ
کبھیں لڑیں اس کا بھرتھار / تس کھیچ ادھے وہ نار
مارے تھن سوں پکڑ سو ہاتھ / جیسے ترت ساٹ کے ساتھ

(خ) محبوبوں کی زیبائی و دلربائی کے طور ملاحظہ کیجئے ؎

تنہ معشوق سو جانے کاج / انگ ڈھنگ رنگ تلتل چتلاج

نین بھنوں کے ڈھنگ چڑھائے — کر انجن تن پنجہ بنائے

عاشق محبوب کی خاطرداری یوں کرتا ہے ؎

بسلایا اوس حجرے مانہ — عاشق رہتا تھا جس ٹھانہ
میوا ہور خوشبوئی پان — اور سائے بھائے کئی شان

اب بے مراد محبوب کی تصویر بھی دیکھئے:

دل منہ دکھ اور منہ منہ پان — زیارت کے پانوں کی شان

(د) مذہبی خیالات اور وہم پرستی کا انداز:

۱۔ دہری ؎ جیوں دہری کہتے ہیں آج — سب عالم مل ایک خداج
۲۔ تصویر اور فرشتہ ؎ صورت ہووے جس گھر مانہ — کرے فرشتا گذر نہ تانہ
۳۔ پری کا تصور ؎ ہیں سنیں بتیاں اک دوے — پری جو کس کی عاشق ہوے
مانس سجے اختیار سو کیں — عشق مہیں سجے اردا دین
یہ سارے اختیار سو ہوے — عورت بھی ہو آوے سوے
سبی زرنیاں پھول اور پان — کسوت رنگ چھاتی کی شان
پن معشوق کہے جس حال — پری گھرل پھرے سر بال
بڈھیں ہوے مشغول اس ٹھانہ — جان پری بھی عاجز تانہ

(ڈ) نفسیاتی مطالعہ:

خوب محمد نفسیات کے ماہر معلوم ہوتے ہیں جیساکہ ذیل کی مثالوں سے معلوم ہوگا ؎

(۱) فرض کرو اک ایسا کوے — جن آپس دکھیا ج نہ ہوے
وہ دیکھے جب درپن مانہ — یا پانیں بھریا ہو تانہ
اوسے کہو یہ تیری ذات — کدہیں نہ وہ مانے یہ بات
کہے کہ ہوں ہوں میری ٹھانہ — کیوں پانیں ہور درپن مانہ

(۲) محبوب کے بلاوے پر اس کی خادمہ کے پیچھے پیچھے چلنے والے عاشق کی کیفیت ملاحظہ ہو ؎

وہ آگے گھونگھٹ منہ جائے — یہ ان سمجھیں چلیا آئے
کچھ بوجھے ہے ساچی بات — سچیں ملوں گا ہوں اس رات
ات خوشیوں گدگدیاں آئے — اس پہلوں جیو منیں جائے

جھوٹھ کچھو بوجھے من مانہ — کہاں سو ہوں نیں ملناں کانہ
خوف امید مہیں ڈگ دیہ — دونہ پر جیو جانیں کا چھیہ
خوشی بتی جیو جاے بسیکھ — بھوٹ تو مرناں سچ کر لیکھ

وغیرہ

(ذ) **لغت نویسی** : رسالۂ حفظ مراتب کی طرح خوب ترنگ میں بھی لغت نویسی کا رجحان ملتا ہے ۔

(۱) فرس ، اسپ ، گھوڑا ؎

فرس ، اسپ یا کہو تکھار — معنوں منہ گھوڑا ہر بار

(۲) قریب ، ولی ؎ — لغت قریب ولی ادس جان

(۳) ماٹی ، ارض ، زمین ، دھرتی ؎

جیوں ماٹی تنز یہ سوں جب — ارض ، زمین ، دھرتی کہیں سب

وغیرہ

(س) زیارت کے پان

؎ دل منہ دکھ اور منہ منہ پان — زیارت کے پانوں کی شان

سوئم یا فاتحہ کے لئے زیارت کا یہ استعمال گجرات و دکن سے مخصوص ہے ۔ اور اس کا رواج اب بھی باقی ہے ۔

(ش) گھڑیالی ؎

جیوں گھڑیالی کی آواز — چھپی سو گھڑیالی منہ باز

دیواری گھڑی کا ذکر اردو ادب میں یہ غالباً پہلے پہل ہو رہا ہے ۔

(س) شکار کے مختلف طریقے

شکرے کے ذریعے شکار :

؎ عین طبیعت ہے حیوان — کھول اسے شکرے کی شان
بھوکھا راکھ اور رات جگاؤ — انکھیاں موندیں دھیان دھراؤ

کتے کے ذریعے شکار :

نفس بدل حق پا اس ٹھار — جیوں کوتے سوں کرے شکار
پلیت کوتا ہے ہر حال — ہرن شکار کیا سو حلال ۔ وغیرہ

(ش) آگ جلانے کی ترکیب

جیوں جنہ چھپی پتھر منہ آگ　　کیوں رہتی ہے کہیں نہ لاگ
پتھر مہیں پتھری کے رنگ　　پائیں آگ دو ہوں اک سنگ
باندھیں لے کپڑے منہ تس　　تہاں ٹھنڈ ہی پتھری کے مس
چخ مخ ماریں پھر جو آے　　روپ کا چہ بھٹکوں بھراے

(ص) آتش بازی کی کیفیت

پھول پھٹاکوں منہ اور رنگ　　کرے تامئے کن کن دھنگ
جب مہتاب مہیں ہے سوے　　تب رنگ جیوں عاشق کا ہوے
بھی کبھینک اس بھانت دکھاے　　ہوے ہوائی گگن چڑہ جاے
کبھی چھٹک جاوے بے باک　　جیوں معشوق سو ہوے پھٹاک
کبھیں دکھوں کے جھاڑ دکھاے　　و رخ منازوں منہ جب آے
کبھیں ہرے ساروں کے دکھ　　نرم پھول جیوں ہسے سو مکھ
رنگ نگینوں کے دکھلاے　　کب ہو چرخی پھیری کھاے

(ض) مختلف پیشے

۱۔ بہروپئے　　لیاے بھیس بہروپا جب　　اتنا تو بوجھے گا تب
کی یہ روپ رہوں اس ٹھانوں　　پرکہ تری کا بھیس دکھانوں
۲۔ پان فروس　　تہاں سو رہے اور دکان　　تہاں تنبولی بیچیں پان
۳۔ بازی گر　　بازی گر پوتلا نچاے　　وے ناچے نہیں ہاتھ ہلاے
۴۔ کمہار　　جیوں ماٹ دیکھے کونبھار　　پاوے اس میں تیتی بار
دیکھے قابلیت ہے تانہ　　ابدار خانہ ہے تس مانہ
وغیرہ

۵۔ سامان موسیقی بنانے والے

عرب بانسلی گھڑیں سو جب　　چھیک پاڑ خالی کر سب
نال تونبڑے تاراں تانہ　　میر گھڑا بھنوریاں اک ٹھانہ
سارنگی کر ساز سو سب　　ٹھاٹھے جنترے بوجھیں تب

۶۔ چھپائی — چھاپ کرے کاغذ پر کوے — سب چھاپا اک بیراں ہوے

۷۔ کرتب دکھانے والے:

بجائیں جیوں کھیلیں لاگ — دونہ ڈوروں پر چل دیں ماگ
انیں انیں پر راکھیں جوڑ — اوس پر سہ بھر رہیں بہوڑ
یہ کسرت ستا کی ماٹ — دھیرے دل ھتیں کھیلیں کھاٹ

۸۔ پنھاری — جیوں پنھاری گھڑے چڑھاے — دھیان باندہ بھرا لے جاے
ہنسی ٹکول کرے سب ساتھ — گھڑا پکڑ وہم کے ہاتھ
باج وہم ٹل سکے نہ راکھ — چھوٹے دھیان دیوے تب ناکھ

۹۔ سوتھار (بڑھئی) ؏ — ہوے لکڑا تو گھڑے سوتھار

۱۰۔ لوہار ؏ — لوہا جو ہوے تو گھڑے لوہار — وغیرہ

(ط) کھیل اور مشغلے

پتنگ بازی سے — جہاں پونکڑے کڈی اوڈائیں — باو کدھر ہے تنہ کیوں پائیں
چیٹی بھر رج ناکھیں تانہ — غلبا ہے بڈھاں رنگ مانہ
یہ ننھیں کی عادت ہوے — کڈی اوڈاویں گے جے کوے

کبوتر بازی سے — طالب کو کس کا جب ہوے — اوس کی عادت سیکھے کوے
اوسے کبوتر کھیلیا بھاے — یہ بھی ٹولا ملا اوڈاے
جن کھیلوں سوں اس کی میل — یہ اختیار کرے وہ کھیل

(ظ) سواریاں

جہاز سے — دریا ہے معرفت مجاز — دل تس مانھیں جیوں جہاز
پانیں کہے ڈبوں اتال — جے منجھ اوپر آوے چال
یہ لکڑی کا جھاز گڈھاے — سوتا بیٹھا کعبے جاے
باندھے سڑہ جیوں باو بھراے — باو پاس یہ جھاز تناے

پالکی سے — جب پوری بے ہوشی آے — لیاؤ پالکی مانہ سلاے

(ع) ایک شاندار عمارت کی شان ملاحظہ ہو۔ خوب محمد اس عمارت کو محل سے تعبیر کرتے ہیں۔

یونھیں آے محل اک مانہ — تن اینٹوں سس سورج چھانہ

روشن گچ کی صفا سو کیوں | صاف سو دل عارف کا جیوں
شمع ہلا لوں گا کنہ اور | قندیل اور فانوس کروڑ
اونہاں زماناں مانگ اوجال | اینہاں کلھاوے دیس اتال
تخت سو بھاری نگوں جڑاو | جوت سو ہر رنگ کی بن باو

خوب ترنگ کی لسانی خصوصیات

قطع نظر اپنے نہایت دقیق موضوع کے خوب ترنگ لسانی اعتبار سے بہت ہی اہم ہے۔ پراکرت اور جدید ہندوستانی کے درمیان اس کی زبان کو عبوری زبان کا نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتے؛ اس میں وہ لسانی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو قدیم پنجابی، قدیم برج، قدیم دکنی اور قدیم مرہٹی میں بھی ملتی ہیں۔ بلکہ سچ تو ہے کہ یہ لسانی خصوصیات پراکرت کی تقریباً تمام اپ بھرنش شکلوں میں مشترک ہیں۔ اس سے یہ قیاس لگانا کہ زمانۂ گذشتہ میں برعظیم ہندو پاکستان میں جو عوامی بولی رائج تھی وہ بہت سے عناصر مشترک رکھتی تھی۔ قدیم پنجابی اور دکھنی کے بعض مشترک عناصر پروفیسر شیرانی مرحوم وغیرہ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یہ زبان پنجاب سے دہلی اور بعد ازاں گجرات اور دکن میں پہنچی[1]۔ اگر ان زبانوں کا تعلق صرف چند الفاظ یا چند صرفی صورتوں تک محدود ہوتا تو غالباً یہ قیاس صحیح ہوتا لیکن قدیم گجراتی اور قدیم پنجابی میں جو تعلق نظر آتا ہے وہ صرف ایک فتح مند لشکر یا چند خاندانوں کے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں منتقل ہونے سے پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہ نتیجہ نکالنا کہ دونوں زبانوں کی بنیادی شکل ایک تیسری زبان ہے، غلط نہ ہوگا۔ اور اس تیسری زبان کی کچھ خصوصیات ان دونوں میں وراثتاً آئی ہیں۔ اور بعض خصوصیات مقامی اثرات کا نتیجہ ہیں۔ تاہم جہاں تک اردو اور گوجری کا تعلق ہے، یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ یہ دونوں ایک ہی زبان کے دو نام ہیں۔ اس کی شکل گجرات میں بہت پہلے (ہندوستان کے دوسرے علاقوں کے مقابلے میں) ہوئی اور یہ زبان یہیں سے ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں پہنچی۔ اور خوب محمد کے زمانے تک آتے آتے ادبی تشکیل کا ایک دور بھی اس پر گذر گیا۔[2]

---

[1] پنجاب میں اردو ۔ ہندوستانی لسانیات
[2] مقالۂ ڈاکٹر مدنی

اس سے قبل کہ ہم خوب ترنگ کی لسانی خصوصیات پر ایک نظر ڈالیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کی زبان کے متعلق خود خوبؔ محمد کا بیان سن لیں جو اس سلسلے میں خصوصی اہمیت رکھتا ہے ؎

جیوں میری بولی منہ بات   عرب عجم مل ایک سنگھات

اس کی شرح میں خوبؔ محمد کہتے ہیں :

"ہر یکی شعری بزبان خود تصنیف کردہ اند و میکنند من بزبان گجرات کہ الفاظ عربی و عجمی آمیز ست گفتہ ام ۔" (امواج خوبی)

گویا خوب ترنگ یا خود خوبؔ محمد کی زبان وہ " زبان گجرات " ہے جس میں عربی اور عجمی الفاظ کی آمیزش ہے۔ اور اس طرح خوب ترنگ کی زبان گجرات کی اس زبان سے ممتاز ہو جاتی ہے جسے گجراتی کہا جاتا ہے ۔ یہ ممتاز زبان اردو کی وہ قدیم شکل ہے جسے گوجری یا گجری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اس کی صراحت بھی خوبؔ محمد نے کر دی ہے۔ ؎

جیوں دل عرب عجم کی بات   سن بولے بولی گجرات

اس کی شرح سن لیجئے :

" مانند دل کہ کلام عربی شنیدہ و ترجمہ وار بزبان عجمی گفت و سخن عجمی در ہندی آوردہ بیان کرد ۔" (امواج خوبی)

یہ ہندی وہی گوجری ہے جس کی لسانی خصوصیات خوب ترنگ کی روشنی میں یہاں پیش کی جا رہی ہیں :

(۱) مصادر کی کیفیت

۱ ۔ امر کے آخر میں علامت " نا " کا اضافہ :

۱۔ کہنا ؎   تنہ میرا کہنا ہے کیوں   بات سنیں ہوگی تیں جیوں

۲۔ ہونا ؎   ایسا وقت نہ ہوے دوبار

۳۔ ہوونا ؎   جب پرگٹ ہووے اس ٹھانہ

۴۔ جاننا ؎   تنہ مولود محمد جان

۵۔ دھرنا ، سمجھنا ؎

سن سن تو دھروں کے کان   خوبیں دل سمجھا اس شان

وغیرہ

(ب) امر کے آخر میں علامت "ناں" کا اضافہ:

۱۔ لیناں ــ جو دے لیناں سہنگا مول ــ تنہ کھوٹے دل کا کیا بول
۲۔ امڑناں ــ کشف ولی ہور نبی جو کوے ــ اینھاں امڑناں کسے نہ ہوے
۳۔ چھپناں ــ پرتگ کھولے تعین مانہ ــ ذات کھوے چھپناں تس ٹھانہ
۴۔ کھولناں ــ بن پردے پردا ہے اس ــ پردے منہ کھولناں ہے تس
۵۔ بڈھناں ــ تج بڈھناں دے تجے سو جیوں ــ ہییں جسا جیوں ٹلینبا تیوں
وغیرہ

(ج) فارسی سے حاصل کردہ مصادر:

بخشیدن سے بخشنا ــ ہوے غفورانیں تو اب ــ توبہ دے بخشے ہر باب
وغیرہ

(۲) وقت: مختلف حصوں کے مختلف نام

۱۔ وقت ــ وقت زمانیں منہ موجود
۲۔ زمانہ ــ سبی زماناں برس ملایں ــ وغیرہ
ــ وقت زمانیں منہ موجود ــ وغیرہ
ــ ازل، ابد دونہ اک ٹھنہ پایے ــ وغیرہ
۳۔ ازل، ابد ــ
۴۔ دن، رات ــ دیکھ پچھانوں جس وات رات
دیس (دن) ــ دیس داعدے کا تھاجب
دھاڑا (دن) ــ پھر مہینا سو دھاڑے تیس
نس (رات) ــ جیوں کلف دیتا ہوے نس ــ وغیرہ
۵۔ کہ (صبح)، فجر ــ کہہ نزدیک کھیا اس ول ــ آج فجر ہے منجھ محل
تڑکہ ــ تڑکے کی تاپوں کل جاے ــ وغیر
۶۔ شام، سانجھ ــ سانجھ مہیں لے ڈھانپیا دیس
سرساندہ (سرسانجھ، سرشام) ــ ہوں سنتا ہوں یہ سرساندہ
مغرب ــ کھیا ملیں مغرب کوں کال ــ وغیرہ
۷۔ پل ــ دو پل رہے لو جاوے بھان ــ وغیرہ

۸۔ گھڑی	؁	جنہ گئی رات گھڑی اک دوے	
	؁	برس ماس گھڑی نمود	
گھڑیاں	؁	دیس سوہیں گھڑیاں بتیس	وغیرہ
۹۔ پہر	؁	آٹھ پہر رہے مل دن رات	وغیرہ

۱۰۔ دوپہری (دوپہر) ؁ جب دوپہری بیلاں آئے وغیرہ

۱۱۔ مہینہ: مہینا	؁	پھر مہینا سو دھاڑے تیس	
مانہ	؁	یوں میں کرتیں کیتک مانہ	
ماس	؁	برس سو بارہ ماس کہایں	وغیرہ
۱۲۔ سال: برس	؁	پن وے برس مہیں اک بار	وغیرہ
۱۳۔ کل: کال	؁	باندی آئے کہے سب کال	
	؁	کھیا ملیں مغرب کوں کال	وغیرہ
۱۴۔ کل، پرسوں	؁	کل پرسوں تھا دیا محل	وغیرہ

۱۵۔ زمانے: ماضی، حال، مستقبل ؁

عین حال موجود سو اب ماضی ہور مستقبل سب

حال	؁	حال وقت اوس ناوں دھرائے	وغیرہ

۱۶۔ دوسری، تیسری، چوتھی، چاندرات ؁ بیج، ترتیج، چوتھ ہرناوں وغیرہ

(۳) مختلف رنگ

سفید، اجلا	اجلا	؁	تب ہو اجلا پھٹک سو جاے
	اوجلا	؁	کالا اوجلا ہووے رنگ
زرد		؁	تس رنگ جیوں سونا ہے زرد
نارنجی		؁	ہری زرد نارنجی تیوں
سرخ	رترا	؁	جیوں چوناں ہور ہلد ملایں
	رتری	؁	رتری سوں دوہوں ہیں جوے
	لال	؁	غوسا چڑھے ہوے لال سو رنگ
سبز ہری		؁	ہری زرد نارنجی تیوں

سبز ہری ۶ پوپٹ جیسا بیڑا پان

کالا ۶ ولے جل کالا کاٹھی ہوے

سیاہی ۶

نیلا ۶ عین نہ نیلا کرے خیال

نیلا، سبز نیلاکچھنال ۶ تب رنگ جیوں نیلاکچھنال

کچے انار کی طرح نیلاکچھنال ۶ تب رنگ جیوں نیلاکچھنال

دھندلا ۔ دھونکھلا سے

رنگ دہونکھلا جیسا سوے دھوپ چھانہ بچ مل جیوں ہوے

سرخ ۔ رتری

سیاہ ۔ کالی ۶ رتری کالی پیلی ذات

زرد ۔ پیلی

(۴) ذائقوں کے نام

میٹھا کڑوا پھیکا کھار ۔ یہ طبیعت کا سبی بچار

سانپ جو ڈسیا ہووے کس ۔ نیمب سو ہے میٹھا مکھ تس

باؤ پت جب غالب آئے تب کڑوا سب ساؤ بجھائے

(۵) جمع کی مختلف صورتیں

ا ۔ اردو جمعیں:

اسم سے اسموں ۶ یعنی حق کے اسموں مانہ

اور سے اوروں ۶ عاشق اوروں کی دس جوے

بازو سے بازوں ۶ دو ہوں بازوں رستے جوڑ

بھانت سے بھانتوں ۶ جو آپس لکھ بھانتوں جوے

بیدا سے بیدوں (بیضوں) ۶ اثر کرے بیدوں منہ سوے

ٹولا سے ٹولوں ۶ دونہ ٹولوں چل کیا سلام

چتیارہ سے چتیاروں ۶ تنہ کیتک چتیاروں آے

ذات سے ذاتوں ۶ ذاتوں الگی ہویں کیوں تب

رستہ سے رستوں ؏ تنہ رستوں خلق نچ ہزار

طرف سے طرفوں ؏ طرفوں فوج حسن رنگ ہوے

نظر سے نظروں ؏ اس نظروں ہور صورت مانہ وغیرہ

بیدا سے بیدے (بیضے) ؏ بیدے پھاٹ بچے ہو جایں

ٹوڑلا سے ٹوڑلے ؏ دونہ ٹوڑلے چتریں دونہ ٹھانہ

خلیفہ سے خلیفے ؏ کرے خلیفے یوں موجود

گھڑا سے گھڑے ؏ جیوں پنھاری گھڑے چڑھائے وغیرہ

(ب) فارسی کے انداز پر "ان" کے اضافہ سے بنی ہوئی جمعیں :

اینٹ سے اینٹاں ؏ پن اینٹاں اوس بھانت دکھایں

انکھی سے انکھیاں ؏ مجنوں دیکھے انکھیاں کھول

بات سے باتاں ؏ سب ای باتاں کرے سو سوے

بوند سے بونداں ؏ دے بونداں ہو گرے سو جانہ

بھینت سے بھینتاں ؏ جیوں ظاہر بھینتاں کہلایں

بازو سے بازواں ؏ باندہ بازواں تنہ چھنلاے

زوج سے زوجاں ؏ زوج کھلے اوس زوجاں نام

شان سے شاناں ؏ عالم جھت کیا شاناں جان

صورت سے صورتاں ؏ سبی صورتاں ہیں جس مانہ

طرف سے طرفاں ؏ خلق خدا طرفاں ہیں دوے

گلال سے گلالاں ؏ بھریا گلالاں ہیں تس ٹھانہ

نسبت سے نسبتاں ؏ ہیں نسبتاں سو طرفاں دوے

نیک سے نیکاں ؏ ہر قابلیت نیکاں جیوں

ہانک سے ہانکاں ؏ ہاکاں ماریں بہت پکار وغیرہ

(ج) عربی جمعیں

حقیقت سے حقایق ؏ نانوں حقایق جگ کا تانہ

ذات سے ذوات ؏ اوس تفصیل جمیع ذوات

روح سے ارواح	ع	اوسی روح ارواح تمام	
علاقہ سے علایق	ع	عاشق سبی علایق توڑ	
عین سے اعیان	ع	جب اعیان مہیں چھت پاے	
قلب سے قلوب	ع	یہی قلوب ہور یہی مثال	
مرتبہ سے مراتب	ع	توسب پانچ مراتب ہویں	
موجود سے موجودات	ع	بگت حقایق موجودات	وغیرہ

(٦) خلاف قاعدہ صیغے

۱۔ آواز کے لئے تذکیر کا صیغہ	ع	تنہ پڑ چھندا ہے آواز	وغیرہ
۲۔ ارواح کے لئے واحد کا صیغہ	ع	تنہ مانخیں یوں ہے ارواح	وغیرہ
۳۔ باطن کے لئے تانیث کا صیغہ	ع	حق کی باطن سے ہے انسان	وغیرہ
۴۔ باس کے لئے تذکیر کا صیغہ	ع	پایا راج کنور کا باس	وغیرہ
	ع	تیسے خوشں بوئی کا باس	
	ع	جب جوئیی کا باس سو پائے	وغیرہ
۵۔ تھڈ کے لئے تذکیر کا صیغہ	ع	دکھ کا تھڈ ایکل بن جان	وغیرہ
جڈ کے لئے تذکیر کا صیغہ	ع	دکھ کا جڈ اکلا پا مان	
۶۔ چال کے لئے تذکیر کا صیغہ	ع	عقل درس طبیعت کا چال	
	ع	یہ لیلیٰ کا پہلا چال	
	ع	جگ منہ بہت وہم کا چال	وغیرہ
۷۔ شان کے لئے تذکیر کا صیغہ	ع	پہلی شان نہ پایا جائے	وغیرہ

شراب کے لئے تذکیر کا صیغہ سے
ہوا شراب سو ہے اس ٹھار

آپیں پردا کھولن ہار

۸۔ شرائط کے لئے تانیث کا صیغہ	ع	اوس کی کہوں شرائط اب	
۹۔ قید کے لئے تذکیر کا صیغہ	ع	تنزیہ کا بھی قید نہ ہوے	
	ع	ایک قید تنزیہ کا سوے	
۱۰۔ مقصود کے لئے تانیث کا صیغہ	ع	ان کی بھی حق ہے مقصود	

	۶	میری ہب کیا ہے مقصود
۱۱۔ میل کے لئے تانیث کا صیغہ	۶	جن کھیلوں سو ل اوس کی میل
۱۲۔ مولود کے لئے تانیث کا صیغہ	۶	اسس تھیں آدم کی مولود
۱۳۔ نیہ کے لئے تذکیر کا صیغہ	سے	

پوچھیا نیہ پورا اس ٹھانہ ۔۔۔ کہیا ادھورا ہجوں سو کانہ وغیرہ

(۷) ضمائر

(۱) ضمائر متکلم

فاعلی حالت

واحد	جمع
میں ۶ میں اس مانہ کھیاہے سوے	ہم (یہ ضمیر استعمال میں ہے مگر اس کی اپنی مثال نہیں ملی)
ہوں ۶ ہوں معلوم ہوں اس ٹھانوں	ہموں ۶ ہموں سمجھے کوں کہیا پن سمجھیں
	ہے نہیں ہنیں کوں بھی ماگ نہیں
	اپن ۶ کہو اپن کیا کریں اونھار

مفعولی حالت

واحد	جمع
منجے ۶ منجے دعا کر برائے خدائے	(مثال نہیں ملی)
منجھے ۶ منجھے فکر کر دیو جواب	
منجکوں ۶ وہ جیوں منجکوں آئی ترنگ	
ہوں کوں ۶ علم بتی جانوں ہوں کوں	

اضافی حالت

واحد	جمع
میرا ۶ میرا جیوں کہوں ہوں جب	(مثال نہیں ملی)
میری ۶ کہے کہ ہوں ہوں میری ٹھانہ	
میرے ۶ یہی بچن لکھ میرے بھاگ	

ظرفی حالت

واحد	جمع
منجہ مانہ ۶ اتنی سسان تو ہے منجہ مانہ	ہم منہ ۶ ہم منہ حادث علم واہیچ
طوری حالت ۔ منجھ (سے) ۶ سمجھے ہو منجھ کہو سو تیوں	(مثال نہیں ملی)

(ب) ضمائر مخاطب

فاعلی حالت واحد	جمع
تو ؏ تنہ تو پہلوں حق کوں پاے	تُم (لکمُ کا قافیہ) ؏ کرو سو یوں جب دعوت تُم
توں ؏ کبھیں جو توں اس ہوں کوں پاے	تُم ؏ فکر کرو ٹک جیوں سوں تم
تیں ؏ سمجھیا تیں جگ کا احوال	تمھیں ؏ جہاں تمھیں تنہ وہی سو جان
	تمھوں ؏ فرق تمھوں بوجھیا ہے سب

مفعولی حالت

واحد	جمع
تجھے ؏ خدا تجھے سمجھاوے بات	تمھیں ؏ تمھیں لباسس لہنؔ تیوں
تونجہ	
تونج	

اضافی حالت

واحد	جمع
تیری ؏ تیری قید مہیں توں جان	(مثال نہیں ملی)

ظرفی حالت

واحد	جمع
تجھ ماں ؏ تجھ ماں ہوں توں دیکھ اوس مانہ	(مثال نہیں ملی)
تجہ منہ ؏ وہ ہوں خوب جو تجہ منہ توں	

(ج) ضمائر غائب

فاعلی حالت واحد	جمع
وہ ؏ اقرب شہ رگ تھیں وہ جان	وے ؏ وے خالق ہے نوا نیاے (تعظیمی)
دے ؏ وے پگڑی جب لیہ اتار	اون ؏ اون چتیاریں اور بھی مت
	انھوں ؏ انھوں پالکی تہاں منگاے
	وے ؏ سوتے سب نس وے گل بانہ

مفعولی حالت

واحد	جمع
اس کوں ؏ توہیج اس کوں صفت سو ہوے	اونھیں ؏ پوچھیا اونھیں سو ایکس بار
اوس کوں ؏ اے سب اوس کوں جے چھت ذات	تن کوں ؏ پیچھل تن کوں دودھ پلاے
تاس ؏ یہ بھی نہیں قابلیت تاس	تنھوں کو ؏ پیا شراب تنھوں کو سوے

۱۹۱

مفعولی حالت واحد | جمع
تس کوں ؏ نانوں محمد تس کوں دیتا | ان کوں ؏ ان کوں تھا یہ علم کمال
اوس ؏ جے جیسا اوس جانے تیوں
تس ؏ آپ سو آپس بسریا تس
اوسے ؏ دوزخ اوسے عذاب سو پاے

اضافی حالت

اس کا ؏ ظاہر علم سو اس کا نانوں | اونہہ کا ؏ سبع مثانی اونہہ کا نانوں
اوسی (اس کی) ؏ اوسی دوستی کر مقبول | انہہ ؏ انہہ بچھیں مولود سو تیں
انھوں ؏ ہوں تفصیل انھوں چنہ حال
ان کا ؏ عقلی پن ان کا ہر ٹھانہ

ظرفی حالت

(مثال نہیں ملی) | اِن ماں ؏ قدح قدح سب اِن ماں تیوں
اوں منہ ؏ اوں منہ کے کن پکڑیا نانہ

طوری حالت

تس تھیں ؏ تس تھیں قلب سو کہیا جاے | ان تھیں ؏ ان تھیں میں سنیا دن رات
تن تھیں ؏ تن تھیں پھوٹ دکھاے گلال

مذکورۂ بالا ضمیروں سے متعلق دوسری ضمیری کلمات

اپنیں ؏ جب لگ اپنیں پایں مراد
آپس ؏ تب آپس ناظر کہلاے
آپیں ؏ تو آپیں پڑھ ہوئے کتاب وغیرہ

(د) ضمیر موصولہ

فاعلی حالت واحد | جمع
جنھیں ؏ جنھیں ٹٹولیا دم کے پاس | جن ؏ جن اس دیکھیا گئے سو کھوٹے
جنھوں ؏ جنھوں منجے سکھلایا دین

واحد	جمع
مفعولی حالت	
جسے ع جسے ثواب اسیج عذاب	(مثال نہیں ملی)
جس ع مطلق کلی کہیں نہ جس	
اضافی حالت	
جس ع بغدادی جس چتر کلاہ	(مثال نہیں ملی)
ظرفی حالت	
جس ع توہیب جس مرتبے سو ذات	(مثال نہیں ملی)
طوری حالت	
جس تھیں ع جس تھیں ہوں آپس کوں پاے	جن تھیں ع جن تھیں منجہ دل ہوا یقین

ضمیر موصولہ کی دوسری مثالیں:

جو ع جو دیکھے سو مول بڈھاے	
جے ع ارض سما منہ جے نہ سماے	
جو، سو ھ نرمائی کوں ہاتھ جو لاے	موم جو عین وجود سو پاے
جے، سوے ھ آوے قید نہیں جے کوے	اوس پہلوں بے قید سو ہوے
جے، سو ھ نفی کریں یا کر اثبات	عین مراد سو شئے جے ذات

(ھ) ضمیر استفہامیہ

واحد	جمع
فاعلی حالت	
کن ع اون منہ کن پکڑیا نانہ	(مثال نہیں ملی)
مفعولی حالت (مثال نہیں ملی)	(مثال نہیں ملی)
اضافی حالت	
کس ع عرف نفسہ ذات سوکس	کنھوں کے ع ہرن کنھوں کے پڑیا پاس
ظرفی حالت	
کس منہ ع پن جب کس منہ دیا چھپاے	(مثال نہیں ملی)
طوری حالت	
(مثال نہیں ملی)	(مثال نہیں ملی)

(د) ضمیراشارہ

۱ اِس ۶ دیکھے اِس مرتبے سو آن
۲ اُس ۶ اُس کھیا سی برباد
۳ اسی ۶ اسی روح ارواح تمام
۴ اوس ۶ دیکھے اوس پاسے کا سوے
۵ اوسی ۶ اوسی صفت سنہ فاعل تانہ
۶ اوسے ۶ اوسے صحیح کر براے خداے
۷ اِن ۶ اِن بولوں نقصان نہ جان
۸ اُن ۶ عقلی ہن اُن کا ہر ٹھانہ
۹ اُون ۶ اون چھپانہوں کی شان نمود
۱۰ ای ۶ ہن ای دونسبتاں سو جانہ
۱۱ اسے ۶ یا اللہ اسے مدح رسول
۱۲ ایہ ۶ تحت قبائے ولی سو ایہ
۱۳ ایہاں ۶ ایہاں بگت علمی سنہ پاے
۱۴ اینہاں ۶ اینہاں امڑناں کے نہ ہوے
۱۵ تہاں ۶ تہاں صفت تشبیہ نہ کوے
۱۶ جہاں ۶ بیٹھی جہاں تری کی ذات
۱۷ اونھاں ۶ اونھاں اوچھانیاں کوڑ ہزار
۱۸ تس ۶ ہن تس سوت سو جیو کا قوت
۱۹ تن ۶ تن منہ ای دوغیب سو جان
۲۰ سو ۶ عین مراد سو شئے بجے ذات
۲۱ سوے ۶ (آے وجود مہیں بجے کوے) پہلوں سوے عدم منہ ہوے
۲۲ وہ ۶ وہ جب ایک فرد کن پاے
۲۳ وہی ۶ دیکھے وہی بیشانی سوے
۲۴ یہ ۶ سارے نسخے منہ یہ بات

۲۵ یہی ۶ یہی فاتحہ یہ اخلاص

(ز) ضمائر تنکیر

کوے ۶ آے وجود مہیں جے کوے
کس کی (کسی کی) ۶ کس کی چھت پر چھتا نہ سوے
کچھ ۶ منجہ مقدار صفت کچھ آے
کچھو ۶ سنتیں کچھو نہ کیجے ننگ
ہرٹھاہر ۶ جب یہ چھت ہرٹھاہر پاے
کو ۶ پن کو صفت نہ امرٹے ثانہ
کوئی ۶ پایں جو امرٹے کوئی صفات وغیرہ

(ح) صفات ضمیری

صفات مقداری

اوتناں ۶ اوتناں اوسے مراتب ہوے
جتنیں ۶ جتنیں جنسو گنو عذاب
جتناں ۶ جتناں اینہاں سکے رہ کوے
اتنیں ۶ اتنیں ساں تو ہے منجہ مانہ
اتناں ۶ پن اتناں کہوں گو دیکھاے
اتنا ۶ تب اتنا تو ہے من مانہ
اوتنیں ۶ اوتنیں بھاگ بتی ہور تیل
تیتی ۶ رہیں خدا سوں تیتی بار
جیتی ۶ جل درپن ہے جیتی بار
کیتی ۶ ہے موجود سو کیتی شان
تتنا ۶ تتنا عاشق کوں بس ہوے

صفات ذاتی

ایسی ۶ ایسی بھانتیں رنگ ملاے
جیسا، تیوں ۶ جے جیسا اوس جانے تیوں
ووں ۶ ووں ہووے جیوں کرے خیال
تیسا ۶ ہے تیسا کنہ کہیا جاے
ایسا ۶ ایسا بوجھ کرے انکار
ویسا ۶ ویسا دیہ جواب سو تب

ان کے علاوہ دوسرے الفاظ یہ ہیں:

ای ۶ ای دونیں نسبتاں پچھان
ہرافراد ۶ صحت مانگے ہرافراد

ہرہر	۶	جزی سو ہرہر مانس مانہ
کو	۶	کوئی بول دیوے کو یسلی جانہ
اے	۶	اے سب اوس کوں جے چھت ذات
ایہ	۶	تخت قبائی ولی سو ایہ
فلاں	۶	ہوں فلاں یہ کافر نفس
فلانے	۶	یہ تو کہیا فلانے یار
فلانیں	۶	پوچھے میاں فلانیں کانہ
آگل	۶	آگل بیٹھی کھان پکاے
پیچھل	۶	پیچھل بیٹا بیٹی راکھ
بعضوں	۶	بعضوں دیکھے روح بماس
جیوں	۶	جیوں کو بھینت پریں چل جاے
سارے	۶	سارے نسخے منہ یہ بات
ساروں	۶	یہ ساروں مل پرتھی بات
سب، پاچھے	۶	پاچھے دل سب گئے تس ٹھانہ
کے	۶	اوس کوں پر پر دکھ ہیں کے
ہجوں	۶	دیا جواب ہجوں ہے خام
آپ	۶	گھاٹ آپ منہ منیں سوناں ایکھٹے تھے ...
تسی، پاچھا	۶	پاچھا دلیا تسی اونھار
چھیلا، (آخری)	۶	چھیلا ایک تعین جویں
سگلے	۶	جگت عالم منہ سگلے آے
کیاں شاناں	۶	عالم چھت کیاں شاناں جان
محلی	۶	آے تری کی محلی تانہ
حضوری	۶	علم حضوری ہے تس ٹھانہ
یوں	۶	ہوس دھرے یوں من منہ آن
سبی	۶	اس کا کھیا سبی برباد

تیوں ہی	۶	تیوں ہی کہوں گا کریں نہ کھوڑ	
کل، جز	۶	کل مراتب جز منہ لیاؤں	
اجان	۶	غلط نہ پکڑیں اُہوں اُجان	
پچھیں	۶	پچھیں اوس کی تنزلات	وغیرہ

(۸) افعال لازم و متعدی

(ا) افعال لازم و متعدی کا اندازہ مندرجۂ ذیل مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ دیکھن جاے، کہلاے	۵	جیوں آرسی دیکھن جاے	تب آپس ناظر کہلاے
۲۔ سمجھاوے	۵	خدا تجھے سمجھاوے بات	پاے مراتب منہ توں ذات
۳۔ پاے، دکھاے	۵	چھت وجود سو موج پاے	اور گھوڑا موجود دکھاے
۴۔ دکھلاوے	۵	موم ہبیں نرمائی ماٹ	دکھلاوے گھوڑوں کی گھاٹ
۵۔ سکھلایا	۵	جنھوں منجے سکھلایا دین	جن تھیں منجہ دل ہوا یقین
۶۔ سکھایں	۵	جیوں معنی رحمان سکھایں	رزق سو مومن کافر پایں
۷۔ کھلاؤں	۶	چھانٹوں پھول اور پان کھلاؤں	وغیرہ

(ب) فعل ناقص کی مثالیں

۱۔ راکھوں	۶	محلدار کر راکھوں پاس	
۲۔ باسوں	۶	کپڑے باسوں تیل لگاؤں	
۳۔ چھانٹوں	۶	چھانٹوں پھول اور پان کھلاؤں	
۴۔ بوجھوں	۶	بوجھوں ہوں عالم تس ٹھانہ	وغیرہ

گجراتی کے فعل "چھے" کی استعمال کی مثالیں:

۱۔ چھے	۵	قل ہو اللہ احد اک دس	الہکم واحد چھے تس
۲۔ چھوں	۵	یہ ہوں چھوں رہیا جیوں جان	اے جیوں وحدت تیوں بچ آن وغیرہ

(ج) فعل کی امری صورتیں[۱]

---

[۱] یہ صورتیں اردو اور پنجابی میں بھی ملتی ہیں۔ ملاحظہ ہو پنجاب میں اردو ص ۹۷ و مابعد

(۱) علامت مصدر کے حذف کرنے کے بعد۔

لکھنا سے لکھ ء یہی بچن لکھ میرے بھاگ

سننا سے سن ء سن موجود چھتا جس نانوں

دیکھنا، بچارنا سے دیکھ، بچار ء تیوں ہوں ہوں مل کر دوچار کی ہوں ایکج دیکھ بچار

وغیرہ

(۲) جمع مخاطب میں ایک واؤ کا اضافہ:

آوؤ، پاوؤ ء اقرأ کتابک اس بھانت آؤ کھی بنفسک معنی پاؤ

دیو ء منجے فکر کر دیو جواب

دیکھو ء دیکھو انکھیاں میچ سوتب وغیرہ

(۳) امر کے بعد "ے" کے اضافہ سے مضارع اور امر کا مفہوم پیدا کیا ہے۔

مت بوجھے ء مت بوجھے ہے چھوکرواد

بھرے ء بھرے تو نو کج کی مقدار

پاے ء جو کچھ خطا تو اس منہ پاے

کہیئے ء گھاٹ سونے کا کہیئے جیوں وغیرہ

(۴) صورت ج میں بعض جگہ "ی" جیم سے بدل دی ہے۔

کیجے ء دوی سمجھ کر کیجے سیر

دیجے ء وہ دیجے جے کرے سوال وغیرہ

(۵) امر کے بعد جمع مخاطب میں یو کا اضافہ۔

لیو ء دوجا نانوں سو لیو تب جان

دیو ء نہ دیو زمانیں کوں تم گال

کریو ء جب بسرے تب کریو یاد وغیرہ

اس کی انفی صورت

لیوں ء یہ لیوں ملک کے جب دل

(د) مضارع کی صورتیں:

(۱) امر کے بعد "ے" کا اضافہ۔

مانے	۶	کبھیں نہ وہ مانے یہ بات	
بسارے ، رکھے	۶	رکھے بسارے یہ استاد	
دکھائے	۶	تن تھیں پھوٹ دکھائے گلال	
پچھاڑے ، چونتھے	۶	آپ پچھاڑے چونتھے بال	وغیرہ

(۲) امر کے بعد وے کا اضافہ۔

دکھاوے	۶	چھت کا نور دکھاوے تب	
آوے	۶	دل منہ آوے یہ مشکل	
ہلاوے	۶	روح ہلاوے کیوں من آن	
پاوے	۶	ہب تھیں صفت سو پاوے جانہ	وغیرہ

(۳) صورت ب بلحاظ جمع

کھاویں	۶	یہ پھیریں اور کھاویں ٹھور	
آویں	۶	جانے وہ بھی آویں نانہ	
دیویں	۶	کہ مجنوں جب دیویں بول	
لیویں	۶	خوب محمد لیویں نام	وغیرہ

(۴) صورت ا بلحاظ جمع

بندھایں	۶	جہاں وہم کے پاد بندھایں	
لیایں	۶	جیوں بانیں کوں لیایں اناج	
پایں	۶	جس منہ انسانیت پایں	
لکھایں	۶	صورت اس اس بھانت لکھایں	وغیرہ

(۵) ماضی

۱۔ ماضی مطلق بنانے کے لئے اردو کے قاعدے کے خلاف بجاے ا کے

(۱) یا کا استعمال

دھریا	۶	جو سا سو دھریا تس کا ناؤں	
کہیا	۶	تس تھیں قلب سو کہیا جاے	
پوچھیا	۶	معشوقیں اوس پوچھیا تب	وغیرہ

(ب) زائد 'ی' کا استعمال

دییا ؎ دییا جواب ہجوں ہے خام

۲ - ماضی تمام میں زائد 'ی' کا استعمال

کیا تھا ؎ دہم کیا تھا تس کی ذات

۳ - 'جانا' سے ماضی بنانے کا وہی قاعدہ خوب ترنگ میں ملتا ہے جو اردو میں مروج ہے۔

جانا سے گیا ؎ کنہ تھیں آیا گیا سو کانہ

جانا سے گئی ؎ کنہ تھیں آئی گئی کنہ سوے وغیرہ

۴ - 'دینا' سے ماضی مطلق 'دیا' بھی خوب ترنگ میں موجود ہے۔

؎ پن جب کس منہ دیا چھپاے

(و) ماضی شرطیہ

ماضی شرطیہ اردو ہی کے قاعدے سے بنی ہے مگر خوب ترنگ میں اس کی بیشتر الفی صورتیں ملتی ہیں مثلاً

(۱) پاتیں ؎ پھر پاتیں چھت ذاتج پاے

(۲) ہوتیں ؎ دے بنسے ہوتیں نسیان

(۳) جاتیں جاتیں ؎ جاتیں جاتیں اوسی ادنھار

(۴) کرتیں ؎ یونہیں کرتیں جن اک دوے وغیرہ

غیر الفی صورتیں :

(۱) ڈھونڈتے ؎ اسے ڈھونڈتے آپس کھوے

(۲) اڑتے ؎ چتریں مور سو اڑتے آن وغیرہ

(۹) بعض مصادر کی ماضی خلاف قاعدہ آئی ہے۔ مثلاً لینے، دینے کی ماضی لیتا، دیتا۔ اس کا استعمال دکنی، گوجری اور پنجابی میں پایا جاتا ہے[1]

(۱) کیتا = کیا ؎ ہور یہ کیتا عرض تمام

؎ کیتا سبی منگار امول

(۲) دیتا = دیا ؎ بھر دیتا اوس اپنیں ہاتھ

؎ دیتا دونہ ٹولوں کوں مان

(۳) لیتا = لیا ؎ کاربار کرتا سب دیس رات بھر لیتا اور بھیس وغیرہ

(۱۰) مستقبل

مستقبل بنانے کا اندازہ مندرجۂ ذیل مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے:

(۱) کھینگے ـــ آپیں چھتا کھلا ہے جد روشن ہوا کھینگے تد
(۲) بولے گا ۶ سنے سوچے بولے گا سوے
(۳) سمجھیگا ۶ تو سمجھیگا یقین سو آن
(۴) کھونگا ۶ تیوں ہیں کھونگا کریں نہ کھوڑ
(۵) دھراوینگے ـــ ہر مرتبے سو اس کے ناتوں اور دھراویں گے سب ٹھانوں
(۶) دھرینگے ـــ روح دھریں گے اسی مقام گھڑے کوز مخلوق تمام
(۷) دکھلاویگی ۶ صفا سو دکھلاوے گی سوے
(۸) ملیگا ۶ پر تک خواب ملے گا سوے
(۹) لاگے گی ۶ تالی لاگے گی اس مس وغیرہ

اس "گا" کی علامت کے علاوہ مستقبل کی ایک اور صورت ملتی ہے: امر کے بعد 'ہ' کا اضافہ۔ یہ صورت پوربی میں پائی جاتی ہے۔ مثال:

(۱) دیہ (دے گا) ۶ وجود اضافی دیہ جلاے
(۲) لیہ (لے گا) ۶ وے پگڑی جب لیہ اتار

(۱۱) "گا" حال کے معنی بھی دیتا ہے۔ اس کا استعمال اب اردو تحریر میں نہیں ملتا مگر عوام کی بول چال میں اب بھی سنائی دیتا ہے۔ ویسے قدیم اردو اور پنجابی میں اس کا استعمال ہوتا رہا ہے۔[1]

(۱) سنی ہوگی کے لئے سنی ہوگی (تشکیہ اقراری) ـــ جو سا پھرے کچھ یہ نہیں دور
سنی ہویگی بات مشہور

(۲) باقی پچیگی کے لئے باقی رہوے گی ـــ نفی فلان پناں کر اب
ہوں مطلق رہوے گی تب

(۳) ـــ آپیں آپ کھلا ہے جد
روشن ہوا کھینگے تد

(۱۲) فعل ناتمام میں ا کا حذف مثلاً

(۱) دیکھت ۶ صبر نہ رہوے دیکھت بار

---

[1] پنجاب میں اردو ص ۹۹

(۲) کرت ؏ کرت پالکی مانھیں خواب

(۳) کہت ؏ آہ کہت بھر راوے جھال وغیرہ

فعل کے ساتھ "کر" کا استعمال

(۱) ؏ جوں آرسی کوں کر دیکھ

(۲) ؏ یہ آگیں کر کہوں یہ بیکھ وغیرہ

(۱۳) فعل مطابق مفعول

(۱) ؏ بھریاں گلالاں ہیں تس ٹھانہ

(۲) ؏ جس مقصود کہی میں بات

(۳) ؏ کیاں عذر خواہیاں سمجھائیے

(۴) ؏ ہویاں جو باتاں جا معراج

(۵) ؏ انکھیاں کھولیاں جیتی بار

(۶) ؏ جیوں دو شمع سو جلتیاں دور وغیرہ

(۱۴) مرکب افعال

(۱) اٹھ بیٹھت ؏ صفتوں منہ اٹھ بیٹھت یار

(۲) الٹا کر دیکھ ؏ جیوں کاغذ الٹا کر دیکھ

(۳) ان دیکھ ؏ ہوں معتقد ہوا ان دیکھ

(۴) بوجھ کرے ؏ ایسا بوجھ کرے انکار

(۵) بھوک بھوک کہنا ؏ بھوک بھوک کیا کہوں تکرار

(۶) باچھا ولیا ؏ باچھا ولیا تسی اونھار

(۷) پڈ جاویں ؏ جیوں پڈ جاویں دانت جو جب

(۸) تھاک پڈے ؏ تھاک پڈے آ مسجد مانہ

(۹) جانیا جاے ؏ تو ایکل پن جانیا جاے

(۱۰) جانیاں کہیے ؏ جو کہیں جانیاں کہیے کب

(۱۱) جایو ناں تج ؏ جایو ناں تج یوں من لیکھ

(۱۲) جانیاں جاے ؏ جو کہیں جانیاں جاے رسول

(۱۳) خوبیں سمجھیا ۶ تو خوبیں سمجھیا اس شان
(۱۴) دھر دیکھو ۶ ہب چلیں دھر دیکھو ایک
(۱۵) دیا چھپاے ۶ پن جب کس منہ دیا چھپاے
(۱۶) دے لیناں ۶ جیو دے لیناں سہنگا مول
(۱۷) دیکھ پچھانے ۶ دیکھ پچھانے ہر ہر گھاٹ
(۱۸) سمجھی جاے ۶ بگت سو اس تھیں سمجھی جاے
(۱۹) سن دھر ۶ ہبیں کہوں ٹک سن دھر کان
(۲۰) کیا کر جانیا جاے ۶ نہیں تو کیا کر جانیا جاے
(۲۱) گذری تھی ۶ جے جے گذری تھی تنہ بات
(۲۲) سن کر ۶ مت سن کر کچھ کرو بچار
(۲۳) ان سمجھے ۶ مت ان سمجھے بول بھراے
(۲۴) نظر کر جوے ۶ جے اس بھانت نظر کر جوے
(۲۵) نہ کیجو دیکھ ۶ یوں انکار نہ کیجو دیکھ
(۲۶) ہوا تراٹھ ۶ ہرن دیکھتیں ہو اتراٹھ وغیرہ

(۱۵) حالت مجروری میں بعض الفاظ کے آخر میں "وں" بڑھا دیا ہے۔ مثلاً

(۱) نظروں ۶ یہ نظروں کی عادت لیکھ
(۲) اسماوں ـه یہ افعال فکر کر دیکھ کر اسماوں مانہ بہ بیکھ
(۳) پہلوں ـه آئے وجود ہیں جے کوے پہلوں سوے عدم منہ ہوے
(۴) معنوں ـه علم ہیں چھت روشن جاں نور سو ان معنوں نج پچھان

(۱۶) حالت ظرفیہ میں "یں" لفظ کے آخر میں لگا ہوا ملتا ہے۔ مثلاً

(۱) ـه ایک چکا پو پھیری کھاے وہ پانیں حمایں جاے
(۲) ـه جب یہ چھت ہر ٹھاہر پاے تب اک قیدیں گنی نہ جاے
(۳) ـه یوں وحدت نج کریں قیاس پاسیں دو نسبتاں سو تاس

مذکورۂ بالا دونوں حالتوں کا مخصوص استعمال دکنی اور پنجابی میں بھی ملتا ہے۔[1]

[1] پنجاب میں اردو طبع سوم ص ۱۲۴

(۱۷) خلاف قیاس جمع :

(۱) دو کی جمع دوہوں ؏ عدم وجود دوہوں اک حال

(۲) چار کی جمع چہوں ؏ چہوں دسوں میدان چھنٹایں

اس کی مثال پنجابی اور دکنی میں بھی ملتی ہے[۱]

(۱۸) جب ہم مصدر کو منصرف کرنا چاہتے ہیں تو اردو کے مروجہ قاعدے کے لحاظ سے مصدر کے آخری حرف "الف" کو "ے" سے بدل دیتے ہیں۔ مثلاً نکلنا سے نکلنے، جانا سے جانے وغیرہ بنا لیتے ہیں۔ اس قاعدے کا استعمال خوب ترنگ میں بھی ملتا ہے :

(ا) (۱) دینا سے دینے سے ہاتھ جیو لے آے گرھاک جیو دینے کا بھی نہیں باک

(۲) پچھانا سے پچھانے سے وے ہب علم بصارت ماٹ دیکھ پچھانے ہر ہر گھاٹ

(۳) جاننا سے جانے سے حق ہور خلق نہ جانے اس مطلق علم نہ امڑے اس

(ب) خوب ترنگ میں اس کی انفی صورتیں بھی ملتی ہیں :

(۱) ؏ ایکس علم سو کہنیں مانہ

(۲) ؏ دو ٹھاہر جنہ چلنیں جاے

(۳) ؏ پن اک فعل سو کرنیں مانہ

(۴) ؏ باے بہشت یوں آنیں ماٹ

(ج) تاہم خوب ترنگ میں اس کا ایک قاعدہ اور بھی ہے یعنی مصدر کے آخری حرف "الف" کو اسی مقصد سے گرا دیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) ؏ جنہ محسوس سو دکھین جاے (۲) ؏ تب اس کپڑے راکھن دیت

(۳) ؏ تم ملکھ لاگن کے سراے (۴) ؏ جب بیسن کوں آیا حیال

(۵) ؏ کھڑیا لیکھن کاتب ذات (۶) ؏ اک آپس ہوں بوجھن مانہ وغیرہ

مصدر کو منصرف کرنے کے یہ دونوں قاعدے پنجابی و دکنی میں بھی ملتے ہیں[۲]

(۱۹) یوں ایسے مصادر ہیں جو گوجری اور اردو دونوں میں ملتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو موجودہ گجراتی اور قدیم گوجری (و گجراتی) کے علاوہ دکنی[۳] و پنجابی ہی میں ملتے ہیں :

---

[۱] پنجاب میں اردو ص ۱۲۴ [۲] پنجاب میں اردو طبع سوم ص ۱۲۵ [۳] پنجاب میں اردو ص ۱۲۶ تا ۱۲۹

(۱) لوڑنا = ضرورت ہونا ؎ جے کو آیا لوڑی مانجہ — کھولے باٹ وے کہ اور مانجہ

(۲) امڑنا یا ایمڑنا = پہونچنا۔ دکنی و پنجابی میں اس کی صورت اپڑنا ہے۔

؎ ہویں تعین منہ سب نانوں — توکیوں امڑیں کیہ تس ٹھانوں

(۳) پچھاننا = پہچاننا ؎ بوہر اس منہ حرف سوجان — تہاں عرض اعراب پچھان

(۴) بلگنا = ایک شئے یا جسم کا دوسری شئے یا جسم سے ملنا، سٹنا ؎ بلگے گے وے چھت سنگھات

(۵) لانا = لگانا ؎ نرمائی کوں ہاتھ جو لاے — موم جو عین وجود سو پاے

(۶) بھلانا = ملانا (بھڑنے اور بھڑانے کی صورت میں یہ اب بھی مستعمل ہے۔)

؎ ہبیں فکر کرتوں من لاے — مت مرتبے بھلا کر جاے

(۷) آننا = لانا ؎ ہبیں الہیت کوں جان — کہوں سنیں من ایدھر آن

(۸) آنکنا = جانا ؎ ہریک پاے وجود سوانگ — یہ قسمت بن قسمت آنک

(۹) اچانا = اٹھانا ؎ دوجی طرف وجود دکھاے — یہی امانت بھار اچاے

(۱۰) جالنا = جلانا ؎ نقطا چنگی لکڑی جال — اوسی دایرے پھرا سووال

(۱۱) پھرنا = بدلنا ؎ تلتل شکل پھرے اور شان — نھیں اعراض رہے دو آن

(۱۲) بھاننا = الگ کرنا ؎ احد سو بھانے صفت جلال — واحد دیہ وجود جمال

(۱۳) لہنا = پکڑنا ؎ جیوں جنہ چھپی پتھر منہ آگ — کیوں رہتی ہے لہیں نہ لاگ

(۱۴) کاچنا = کاڑھنا ؎ چخ مخ ماریں پھر جو آے — روپ کاچ بھٹکو بھر راے

(۱۵) ناکھنا = رکھنا، راکھنا = رکھنا

؎ جال پتھر چوناں کر ناکھ — آپس کوں بھی رہے نہ راکھ

(۱۶) بھینا = بھگونا ؎ دانیں باین بھے کر چھوڑ — اوگ اٹھینگے دیکھ بھوڑ

(۱۷) لیانا = لانا ؎ لیاے بھیس بہ روپا جب — اتنا تو بوجھے گا تب

(۱۸) پچھانا = پہچنوانا ؎ تمکوں تھوڑی تھوڑی دیت — صفت سو پچھانیں یوں کیت

(۱۹) الٹانا = الٹنا ؎ جیوں کاغذ الٹا کر دیکھ — تنہ پائے گا رنگ بہ بیکھ

(۲۰) بانا یا باہنا = ڈالنا

؎ تخت مہیں لے اچک سوآن — بانز گلے منہ باہی تان

(۲۱) جونا = دیکھنا ؎ جیوں آپس کی صورت جوے — تب دیکھے نہیں درپن سوے

(۲۰) فعل سے اسم بنانا

(۱) بوجھناں = بوجھنے کی قوت ع بوجھنے بوجھناں تس جو ہووے

(۲) بڈہ، گھاٹ = بیشی، کمی ع وحدت ماں کچھ بڈہ نہ گھاٹ

(۳) جاگنتی = بیداری ع یہ ہے موت جاگنتی باج

(۴) چتراون = تصویر ع جیوں چتراون ہٹا نہیں ٹھانہ

(۵) دیکھناں = دیکھنے کی قوت ع الہیت دیکھناں صفات

(۶) دیکھناں = دکھائی دینے کی صورت، درشن ع نور دیکھناں دیوے کیوں

(۷) دیکھناں، سنناں، دیکھنے اور سننے کی قوتیں ع دیبا دیکھناں، سنناں جب

(۸) دیکھنیں، جانیں = دیکھنے اور جاننے کی صلاحیتیں:

ع دیکھے دیکھنیں تھیں، بوجھیں جانیں سوجھت چھت بتی کچھو نہ کرے

(۹) کہیا = کہا، کہنا ع کہیں کہ اتناں کہیا مان

(۱۰) کھلناں = ظاہر ہونے کی صورت ع کثرت جگ کھلناں اس کاج

(۱۱) کھیلیا = کھیل، بازی ع اوسے کبوتر کھیلیا بھاے

(۱۲) گھومن = گرداب (گھومنا سے) ع گھومن لہر پہوٹے کیوں

(۲۱) مرکب الفاظ

۱۔ کبھی سالم اور کبھی غیر سالم میں پن یا پناں یا نیں یا پا کے لاحقے کا اضافہ کرکے ایک مرکب لفظ بنایا ہے اور اس سے اسم مطلق کا کام لیا ہے:

(۱) پن کا لاحقہ

اندھلاپن = اندھلا + پن (کوری) ع اس بھانتیں اندھلاپن دین

ایکل پن = ایکل + پن (تنہائی) ع تو ایکل پن جانیا جاے

بڈپن = بڈ + پن (بڑائی) ع اسں بڈپن سوں [illegible]

بھارپن = بھار + پن (وزن) ع زور بھارپن ہوا سو آج

تتپن = تت + پن (گرمی، تپش) ع خوب دھوپ چھپتی تتپن

چنچل پن = چنچل + پن (شوخی) ع چنچل پن چتر سے منہ یاد

عقلی پن = عقلی + پن (عقلیت) ع عقلی پن ان کا ہر ٹھانہ

ننھپن = ننھ + پن (لڑکپن) ؎ یہ ننھپن کی عادت ہوے

(ب) پنا کا لاحقہ:

جان پنا = جان + پنا (جاننا) ؎ چھتا چھت بتی ہوا جان پنا خوب چھت سوں تو ملتا ج نہیں

(ج) پناں کا لاحقہ:

اندھل پناں = اندھل + پناں (اندھیرا) ؎ اندھل پناں نہیں حق ہے جانہ

ایک پناں = ایک + پناں (وحدت) ؎ چھت ایک پناں کچھو پاے نہیں...

فلان پناں = فلان + پناں (منی) ؎ نفی فلان کر اب

لانب پناں = لانب + پناں (لمبائی) ؎ لانب پناں بھی تسی سنگھات

ہوں پناں = ہوں + پناں (خودی) ؎ عین ایک ہوں پناں سو ہوے

(د) پنیں کا لاحقہ:

جان پنیں = جان + پنیں (علم) ؎ ہے گھونگھٹے منہ من ہر چھپیا جنہ جان پنیں کوں بھی لاگ نہیں

؎ علم سو جان پنیں کا نانوں

جوان پنیں = جوان + پنیں (جوانی) ؎ جوان پنیں منہ اورج بات

جھاڑ پنیں = جھاڑ + پنیں (وجود درخت) ؎ .... سو تو جھاڑ پنیں منیں اور رھیا

دور پنیں = دور + پنیں (دوری) ؎ دور پنیں کی یہ تاثیر سبی کبیر دکھاے صغیر

ذات پنیں = ذات + پنیں (وجود ذات) ؎ ذات پنیں منہ پای نہ جاے

ہوں ہوں پنیں = ہوں ہوں + پنیں (منی) ؎ ہوں ہوں پنیں سو اپنیں مانہ وغیرہ

(ہ) پا کا لاحقہ:

اکلاپا = اکلا + پا (وحدت، تنہائی) ؎ دکھ کی جد اکلاپا مان وغیرہ

۲۔ دار کے لاحقہ سے اسم فاعل بنانا۔

پردادار = پردا + دار ؎ دل کا پردادار ہو بیس وغیرہ

۳۔ اسم فاعل کرنہار (کرنے والا) کے لاحقہ سے ایک دوسرا اسم فاعل بنانا

روشن کرنہار = روشن + کرنہار ؎ نانوں دھریں روشن کرنہار

۴۔ کچھ کے سابقہ کے اضافے کے ساتھ مرکب لفظ بنانا

کچھنال = کچھ (کچ) + نال (نار مخفف انار) ؎ تب رنگ جیوں نیلا کچھنال

۵- ال کا سابقہ زور کے لئے استعمال کرنا

ال الگا = ال + الگا (الگ، جداگانہ ؎ ہر یک سنہ ال الگا راز

۶- حاصل مصدر میں "وک" کے لاحقہ کے اضافہ سے اسم بنانا

پانا سے پا + وک = پاوک۔ پانے والا ؎ اس دکھ پاوک کے تن جھال

جینا سے جی + وک = جیوک۔ جینے والا ؎ سبب تردر ہور جیوک ذات وغیرہ

۷- واد کا لاحقہ:

چھوکرواد = چھوکر + واد ؎ پڑھے جو چھوکرواد قرآن

۸- یل کا لاحقہ:

دوھیل = دوہ + یل ؎ جیو دینا ہے بات دوھیل

۹- ل کا لاحقہ:

بتل ؎ کن کے امر بتل جک پاے آگل ؎ آگل بیٹھی کھان پکاے

پیچھل ؎ پیچھل بیٹا بیٹی راکھ

۱۰- تل + ہار کا دوسرا لاحقہ: امرتلھار ؎ جیون اک کن کے امرتلھار

۱۱- لا کا لاحقہ: چھیلا ؎ چھیلا ایک تعین جو ہیں

۱۲- س (فارسی) کا لاحقہ ایکس ؎ ایکس علم سو کہنیں مانہ

۱۳- پر کا سابقہ: پر دکھ ؎ اوس کوں پر پر دکھ ہیں کے

۱۴- نا کا سابقہ: ناچار ؎ جو ہوے قدرت ناچار

۱۵- اود کا سابقہ: اودناد ؎ تب کیا کیا اودناد مچاے

۱۶- بن کا سابقہ: بن پار ؎ نوک نھنیں دریا بن پار

۱۷- ان کا سابقہ: ان دیکھ ؎ ہوں معتقد ہو ان دیکھ

۱۸- ہار کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:

آون + ہار = آون ہار = آنے والا ؎ جیوں فرزند ہوے آون ہار

اچکن + ہار = اچکن ہار = اچکنے والا ؎ امر نہی کا اچکن ہار

بھیجن + ہار = بھیجن ہار = بھیجنے والا ؎ آپ رسول اور بھیجن ہار

جاگن + ہار = جاگن ہار = جاگنے والا ؎ ہوں مطلق سو جاگنہار

جن + ہار = جن ہار = جننے والا/والی ؎ آگم نانوں دھریں جن ہار
دیکھن + ہار = دیکھن ہار = دیکھنے والا ؎ جیوں درپن منہ دیکھن ہار
کرن + ہار = کرنہار = کرنے والا ؎ وجود الف کا توں کرنہار
کھولن + ہار = کھولن ہار = کھولنے والا ؎ آپیں بردا کھولن ہار
کھیلن + ہار = کھیلن ہار = کھیلنے والا ؎ ہارے جیتے کھیلن ہار وغیرہ

۱۹ - ہارا کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
دیکھن + ہارا = دیکھن ہارا - دیکھنے والا ؎ یہ جے دیکھن ہارا سوے

۲۰ - ہر کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
من + ہر = من ہر = من جیتنے والا، محبوب ؎ گھر نورانی من ہر کاج
؎ ہے گھونگھٹے منہ من ہر چھپیا... وغیرہ

۲۱ - اسم فاعل کرنہار کے لاحقے سے ایک دوسرا اسم فاعل بنایا ہے:
روشن + کرنہار = روشن کرنہار = روشن کرنے والا ؎ نانوں دھریں روشن کرنہار
؎ آپ ہوا روسن کرنہار وغیرہ

۲۲ - تھار کے لاحقے سے اسم فاعل بنایا ہے:
سن + تھار = سنتھار = سننے والا ؎ ہب تھیں بھایو سنتھار

۲۳ - سال کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
چتر + سال = چترسال = تصویریں بنانے والا، مصور ؎ چترسال کچھ کر دکھلایں

۲۴ - وال کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
رکھ + وال = رکھوال = محافظ ؎ کوڑوں کانٹے ہیں رکھوال وغیرہ

۲۵ - کار کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
جنتر + کار = جنترکار = ؎ جنترکار کرے کھپ ات

۲۶ - دو اسموں کی یکجائی سے مرکب لفظ بنانا:
(ا) آبدار خاناں ؎ آبدار خاناں ہے لس مانہ
(ب) مکھ پونم ؎ مکھ پونم گھٹ ہوا سو بیچ
(ج) تالاویل ؎ تالاویل ہوے اس ماٹ

(د) بانیں پرب ء بانیں پرب بھری جیوں کو ے وغیرہ

۲۷۔ عربی کے مرکب لفظ

یوں تو پوری مثنوی میں جگہ بجگہ کلام پاک اور احادیث وغیرہ کے مختلف الفاظ یا ان سے متعلق تلمیحیں ملتی ہیں، مگر بعض مقامات پر خالص ترکیبیں بھی نظر آتی ہیں:

ابوالارواح ء ای ابوالارواح سو جان

فرد الافراد ء وے فرد الافراد سو تب

فی الآفاق ء آیۃ فی الآفاق سو دیکھ

فی الحال ء وے دیکھی جاوے فی الحال

مرج البحرین ء مرج البحرین سو جان

ممتنع الوجود ء کہے ممتنع الوجود سو جانہ

ممکن الوجود ء ہب ممکن الوجود سو کیوں وغیرہ

(۲۲) دکنی چ کے مقابلے میں اسی کے معنوں (ہی) میں زائد ج کا استعمال:

۱۔ آشناج ء آشناج تھا ہم منہ سوے

اورج ء جوان ہنیں منہ اورج بات

اناج ء نطق سو ہے اناج مانہ

۲۔ بیج ء الف الف، بے بیج پڑھاے

۳۔ جان پناج ء یہ تو جان پناج نہ ہوے

۴۔ چھتاج ء وہ اپنیں ذاتیج چھتاج

چھپیج ء اوس چھت نہیں ہے روئی چھپیج

۵۔ خداج ء خداج حافظ ہے ہر ٹھانہ

۶۔ ذاتج ء عین مطالع ذاتج ہوے

۷۔ کاج ء دوجا نقطا کاغذ کاج

۸۔ شرابج ء عین شرابج ہے ہر ٹھور

۹۔ گھٹاج ء ذات میں نہیں کچھ گھٹاج

۱۰۔ قبلاج ء ہے کعبہ جگ کا قبلاج

۱۱۔ موج	ع	چھت وجود سو موج ہوے	
۱۲۔ نوکج	ع	بھرے تو نوکج کی مقدار	
۱۳۔ ہوج	ع	کدہیں ظہور نہ ہوج دکھاے	
ہونج	ع	ہونج عِلمُ ہونج وجود	
ہیچ	ع	دے تو ہیچ نہیں چھت مانہ	وغیرہ

خود دکنی چ کا استعمال:

کدہینچ	ع	دے کدھینچ منداوے نانہ	وغیرہ

(۲۳) فارسی کے باب فصاحت کے مصداق "سو" کا زائد استعمال ملتا ہے۔ مثلاً

(۱)	سہ	اینہا وجود صفت نہیں دیکھ	عین یہی موجود سو لیکھ
(۲)	سہ	اب موجود آیا اس ٹھانہ	یہ شئے آے وجود سو مانہ
(۳)	سہ	ہب موجود وجود پچھان	تیونھیں عدم معدوم سو جان
(۴)	ع	ماے لطیف سو مانجہ کثیف	
(۵)	ع	دونہ ماں ہوں اک ذات سو ہوے	وغیرہ

(۲۴) ق کا تلفظ خ کے طور پر حیدرآباد دکن کی خصوصیت سمجھا جاتا ہے مگر اس کی بھی ایک مثال ہمیں خوب ترنگ میں ملتی ہے۔ چقماق کم ہوکر چقمق اور پھر چخ مخ ہوگیا سہ

چخ مخ ماریں پھر جو آے — روپ کا چہ بھٹکوں بھر راے

(۲۵) فک اضافت

۱۔ امرِ جزی بجاے امرِ جزی سہ وہ جب ایک فردسن پاے — امرِ جزی اوس نانوں دھراے

۲۔ اہلِ دل بجاے اہلِ دل ع نانوں مثال اہلِ دل مانہ

۳۔ تحت فرمان بجاے تحتِ فرمان ع عبد ایاز تحت فرمان

۴۔ حقیقت انسانی بجاے حقیقتِ انسانی ع حقیقت انسانی اس نانوں

۵۔ حاملِ وحی بجاے حاملِ وحی ع دوجا حاملِ وحی پچھان

۶۔ حدیث نبوی بجاے حدیثِ نبوی ع حدیث نبوی ہے تس حال

۷۔ حقیقت آدم بجاے حقیقتِ آدم سہ حقیقت اس کی وحدت ذات
حقیقت آدم اسم صفات

۸۔ حقیقتؔ محمدی بجائے حقیقتِ محمدی ؎ وہی حقیقتؔ محمدی

۹۔ رحمتؔ عالم بجائے رحمتِ عالم ؎ رحمتؔ عالم اوس پرمان

۱۰۔ عنصرؔ محمدی بجائے عنصرِ محمدی ؎ عنصرؔ محمدی اس گت

۱۱۔ قربؔ فرایض بجائے قربِ فرایض ؎ قربؔ فرایض اس کا نانوں

۱۲۔ قندیلؔ زجاج بجائے قندیلِ زجاج ؎ جو ساطاق مشکات سو جان
دل قندیلؔ زجاج پچھان وغیرہ

(۲۶) تکرار الفاظ

اس اس	؎	آپس بوجھے اس اس شان
ایکیں ایک	؎	ایکیں ایک سو دے تمثیل
بھوک بھوک	؎	بھوک بھوک کیا کہوں تکرار
تس تس	؎	جمع کئے لے تس تس ڈھنگ
جدے جدے	؎	جدے جدے کر کہوں بکھان
جے جے	؎	جے جے گذری تھی تنہ بات
دور دور	؎	دور دور دریے تھیں جاے
کیا کیا	؎	تب کیا کیا اودناد کراے

(۲۷) اعضائے جسم

۱۔ ہاتھ ؎ اس کی بے کر میرے ہاتھ
۲۔ ہتھیلی ؎ الف ہتھیلی پر لکھ دیکھ
۳۔ بانہ ؎ بانہ گلے منہ باہی تان
۴۔ سراپاؤں ؎ آہرے کہا سرپاوں لاگ وغیرہ

(۲۸) اردو کا ایک محاورہ ہے: دن دہاڑے۔ اس محاورے میں اہل اردو کو تابع مہمل گردانتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اردو کے برخلاف پنجابی[1] اور گوجری میں تنہا استعمال ہوتا ہے:

؎ پھر مہینا سو دھاڑے تیس دیس سو ہیں گھر یا نج بتیس

---

[1] پنجاب میں اردو طبع سوم ص ۱۱۸

(۲۹) یاے مخلوط کا استعمال قدیم زبانوں کے علاوہ اردو، پنجابی اور گوجری میں بھی ملتا ہے۔ اردو میں اس کا استعمال دو چار الفاظ مثلاً کیا اور کیوں وغیرہ کے سوا نہیں ملتا۔ گوجری اور پنجابی[۱] میں افعال و الفاظ کے ساتھ اکثر آتی ہے اور اس کا تلفظ حرف ماقبل کے ساتھ مخلوط ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ گوجری کی مثالیں یہ ہیں:

(۱) لیائے = لائے ؏ لیاے بھیس بہروپیا جب

(۲) رھیا = رہا ؏ دے جیوں پھول رھیا دھرکان

(۳) پکڑیا = پکڑا ؏ پکڑیا کان کہے وہ یوں

(۴) سمجھیا = سمجھا (بمعنی سمجھے) ؏ سمجھیا ایہاں صفت کا پھیر

(۵) چتریا = چترا ؏ چتریا سو کانھد ابو نٹھ وغیرہ

اردو اور پنجابی کی طرح گوجری میں بھی یاے مخلوط کا استعمال غیر زبان کے الفاظ کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ مثلاً

(۱) دریا : دریے ؎ دور دور دریے بھیں جاے ایسا دور کہ بوند دکھاے

(۲) دو : دوے ؎ پن اک وقت نہیں یہ دوے علام وجود اضافت ہوے

(۳۰) پروفیسر شیرانی مرحوم اسماے اشارہ اے، یہ اور وہ (قریب و بعید کے لئے[۲]) کو پنجابی[۳] سے مخصوص بتاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا استعمال پوربی و دکنی[۴] کے علاوہ خوب ترنگ (گوجری) میں بھی ملتا ہے۔

(۱) اے ؎ یا اللہ اے مدح رسول اوسی دوستی کر مقبول

(۲) ای ؎ پن ای دونسبتاں سو جانہ تب پانیں دونہ کے بچ مانہ

(۳) اونہہ، انہہ ؏ سبع مثانی اونہہ کا نانوں

؏ انہہ پچھیں مولود سو تین

(۴) ایہ ؏ تحت قبای ولی سو ایہ وغیرہ

(۳۱) غیر زبان کے لفظ کے آخر میں ایک یاے زائدہ کا استعمال:

(۱) ؎ علم حضوری ہے اس ٹھور ایہاں دلیل نہیں کچھ اور

(۲) ؎ کا ہے کہ گذریا وقت نہ پاے آتا وقت سو کیسا آے

(۳۲) بعض ایسے الفاظ جو گوجری اور اردو میں مشترک ہیں۔ بیشتر اردو میں اب مستعمل نہیں۔ البتہ دکنی اور

---

[۱] پنجاب میں اردو طبع سوم ص ۱۲۳ [۲] ایضاً ص ۱۱۹ [۳]، [۴] ایضاً ص ۱۲۳

پنجابی میں بعض ایسے الفاظ اب بھی ملتے ہیں:

(۱) بانْدنا = باندھنا ؎ جیوں کو مارے باند غلام ہور دے عاجز ہوے تمام

(۲) ہنسنا بہ تخفیف نونِ غنہ

؎ کرے عقل کی سے تدبیر ہسے رودے بوجھے تاثیر

(۳) کیچڑ کے لیے پنجابی اور دکنی میں چکڑ بولتے ہیں۔ خوب ترنگ میں کیچڑ ہی ملتا ہے۔

؎ کیچڑ پانیں کہیں ملایں اوندھا اوس پر کسے لٹایں

(۴) بستار = کھول کر، بہ توضیح

؎ سو تفصیل کہوں بستار جی سوں سن بتیاں دو چار

وغیرہ

(۳۳) محاورے

بول تھوڑا بوجھنا	= کم سمجھنا	؎	مت بوجھے یہ تھوڑا بول
پاؤں چلنا	= پیدل چلنا	؎	پاؤں چلنیں کی نہیں باٹ
پاؤں پڑنا	= اظہار عجز کرنا	؎	پاؤں دوڑ پڑے گھگھیاے
پگ چھوڑنا	= قدم رکھنا	؎	تو اندھلا پگ چھوڑے تانہ
تل تل منہ پھرنا	= ہر آن بدلنا	؎	تل تل منہ رنگ پھرتا جاے
ٹھیک بھرنا	= چوکڑی بھرنا	؎	ہرن بھرے ھٹکوں پر ٹھیک
درگہ جوڑنا	= مؤدب کھڑا رہنا ؎		عشق کھڑا تنہ درگہ جوڑ ∴ تہاں نقیب طلب کے کوڑ
ڈھول دینا	= اور پر ذمہ داری ڈالنا	؎	دیا شراب پریں سب ڈھول
ڈگ دینا	= قدم رکھنا	؎	خوف امید مہیں ڈگ دے
رنگ پھرانا	= رنگ کا فق ہونا	؎	رنگ پھرا گئے سیپ سو دیکھ
روپ کاچنا	= روپ بدلنا	؎	روپ کاچے جھٹکوں بھر راے
ساٹھی نیں بدھ ناٹھی =	سٹھیانا	؎	ساٹھی نیں بدھ ناٹھی ساچ
سادہ دھرنا	= دل میں خیال جمانا	؎	ایسی من منہ دھرتا سادہ
کاغذ آنا	= خط کا آنا	؎	جس کا کاغذ آیا ہوے
کھوڑ کرنا	= اعتراض کرنا، عیب نکالنا	؎	تیوں ہیں کہوں کا کریں نہ کھوڑ

گود بچھا کر کہنا = منت یا عاجزی سے کہنا ۶ پن انتاں کہوں گود بچھائے

ہملہ (حملہ) کرنا = کوشش کرنا ۶ ہملے کرے کہ جاؤں چل

(۳۴) تعداد

(۱) عدد سادہ

۱۔ اردھا	۵	چار بھانتیں دو ہویں
		دو تھیں ایک اک اردھا کریں
	۶	چنہ کا ارادہ کئے ہویں دوے
۲۔ ایک	۶	ایک طرف جس صفا نہ ہوے
	۶	ایک ایک لکھے دو بار
ایک، احد	۶	ایک اکیلا احد سو پاے
اک	۶	سمجھیں تو ہو بن اک بار
ایکو	۶	تس منہ ایکو موکھ نجوے
ایکس	۶	ایکس علم سو کہنیں مانہ
۳۔ دو	۶	ہب دوجے دو کہوں سو دیکھ
	۶	تن منہ ای دو غیب سو جان
دونوں	۶	دونوں عین سو پائیں ہوے
دونہ	۶	دونہ باتوں تھیں پاے شئے
دوہوں	۶	عدم وجود دوہوں اک حال
دوے	۶	اس کوں طرف جو ہویں دوے
دونیں	۶	ای دونیں نسبتاں پچھان
۴۔ تین	۶	تین شہادت منہ جے کوے
	۵	اک نقطالے دھیرے سو جانہ
		تین ہو ویں نقطے تس ٹھانہ
تینوں	۶	ان تینوں نقطوں اک ٹھانہ
۵۔ چار	۶	دوجے چار صفت سنہ ہوے

چنہ	۶	چنہ کا ارادہ کئے ہویں دو
چھوں	۶	جیوں دسوں میدان چھنٹایں
۶۔ پانچ	۶	پانچ مراتب مانھیں آن
پانچوں	۶	پانچوں مل کامل انسان
خمس	۶	یوں حضرات سو خمس پچھان
۷۔ چھ	۶	آٹھ، ایک، چھ، سات یہ شان
	۶	چھ ماس ایکج سہنے پاسے
چھوں	۶	سے کے آٹھ نے چھوں کا واو
چھیہ	۶	چھیہ مرتبے شہادت یوں
۸۔ سات	۶	آٹھ، ایک، چھ، سات یہ شان
	۶	سات صفات یہ ہویں تانہ
۹۔ آٹھ	۶	سے کے آٹھ نے چھوں کا واو
	۶	تن منہ تھیں دوڑے دس آٹھ
	۶	آٹھ، ایک، چھ، سات یہ شان
۱۰۔ نو	۶	دو، نو، چار، تین اس دان
	۶	نو کی سر کا جسزم سو آن
۱۱۔ دس	۶	لکھ پاسے اوس دس کر جان
	۶	تن منہ تھیں دوڑے دس آٹھ
۱۲۔ اگیارہ (گیارہ)	۶	ہویں اگیارہ سب تکرار
۱۳۔ بارہ	۶	برس سو بارہ ماس کہایں
۱۴۔ چودہ	۶	چودہ گھاٹ اوس بیچ ہزار
۱۵۔ پندرہ	۶	ہر یک پاسے پندرہ پاسے
۱۶۔ پچیس	۶	جوان اگ پکڑ پچیسی مانہ
۱۷۔ تیس	۶	پھر تیہنا سو [illegible]
۱۸۔ بتیس	۶	دیس سو ہیں لکھ پانچ بتیس

۱۹۔ چالیس	۶	میم عدد چالیس شمار
۲۰۔ پنج تالیس (پینتالیس)	۶	پنج تالیس ہویں مل سب
۲۱۔ ساٹھ	۶	ساٹھی نیں بدھ ناٹھی
۲۲۔ ہزار	۶	تن رستوں بچ خلق ہزار
۲۳۔ لاکھ	۶	شاہ گدا کے لاکھ کروڑ
لکھ	۶	کے لکھ چھوڑ سو آئے راج
۲۴۔ کروڑ	۶	دل دھیرے جو ملیں کروڑ
کوڑ	۶	فعل ہویں لکھ، کوڑ، ہزار
کوڑوں	۶	کوڑوں رہے سو مجنوں ہوے

(ب) عدد ترتیبی

۱۔ اول	۶	اول حضرت وحدت نانوں
پہلا	۶	یہ مرتبا سو پہلا ہوے
پہلوں	۶	پہلوں اس کا کر عرفان
پہلی	۶	کریں نہ پہلی شان گمان
	۶	یہ ہے پہلی شکل سو کیوں
پہلے	۶	تس منہ پہلے ہوے حیات
۲۔ دوجا	۶	دوجا چاند سو تھا شعبان
	۶	اک سرکھا دوجا نہیں کوے
دوجے	۶	الٰہیت دوجے اس ٹھانوں
دوجی	۶	دوجی طرف وجود دکھاے
	۶	آپس پاوے دوجی بار
دوئی	۶	فہم دوئی کا خوبیں آن
۳۔ سیوم	۶	آیت سیوم عرش رحمان
تیجا	۶	ہمیں تعین تیجا جانہ
	۶	تیجا اس کوں دیکھ پچھان

تیجی	۶	ہب موجود جو تیجی شان
۴- چوتھا	۶	چوتھا ناؤں مثال سو جان
چوتھے	۶	آسماں چوتھے پر ہے سور
چوک	۵	تین بار اک اک تین ؛ تیوں اک چھک اک چوک سوکین
چاروں	۶	جیوں پہلوں چاروں کہہ آے
۵- پانچواں	۶	کہیں پانچواں پردا کس
پانچویں	۶	جو سا پانچویں ٹھانہ بیان
۶- چھٹا	۶	ہوے پردا چھٹا سو باس
چھک	۶	(تین بار اک اک تین) تیوں اک چھک اک چوک سوکین
۷- ساتواں	۶	ہبیں ساتواں پردا جان
۸- آٹھواں	۶	جان آٹھواں پردا ٹھار
۹- دہاکا	۶	دس گن ایک دہاکا تانہ

(۳۵) علامات تنکیر

۱- اَ	۶	غلط نہ پکڑیں اہوں اَجان
	۶	اشیاء پایں اَدیر سویر
	۶	روپ اَکل تس کلت نہ آے
۲- اَن	۶	اینھاں دیکھناں جاے انجاے
	۶	مت اَن سمجھے بول پھراے
۳- مت	۶	مت اک بھی حق کوں کہئے اب
	۶	مت مارے یوں ڈر من آن
۴- نَ اور نہ	۵	ٹھانوں ہستے کی روے لوٹ ؛ [illegible] ہوے نلوٹ
	۶	ہمیں نتھے موجود سو جب
	۶	روپ اکل تس کلت نہ آے
۵- "نہیں" کی مختلف صورتیں	۶	مے بی نہیں بھی کہیا نہ جاے
	۶	بھی نیں خم عدم کے مانہ

	۶	ولی صفت ناں عین سو ذات
	۶	ناں ناں روح کہوں اس بار
	۶	او تھاں صفت کوں مدخل نانہ
	۶	ایک رتی کا پھیرا نانہ
	۶	تھیں اعراض رہے دو آن
	۶	بلگے وہم مہیں بھی نارے

(۳۶) عاطفہ "اور" کی مختلف صورتیں

انیں	۶	ہے تو اب انیں عادل
اور	ـہ	علم حضوری ہے اس ٹھور ٭ ایہاں دلیل نہیں کچھ اور
نی	۶	صفا نی لہراں نسبت دوے
نے	۶	حے کے آٹھ نے چھوں کا داو
نیں	۶	موم بتی جیوں جلے نیں روے
ہور	۶	ہور آپس کوں پاوے جب

(۳۷) "میں" کی مختلف صورتیں

ماں	ـہ	وہ اپنیں داتیج چھتاج ٭ ذات نہ وہ چھت ماں محتاج
مانجہ	۶	مانے لطیف سو مانجہ کثیف
مانہ	ـہ	اتنیں سان تو ہے منجہ مانہ ٭ کہاں سو یوسف نے ہوں کانہ
مانھیں	۶	تو ہوں اک ہوں مانھیں دیکھ
منہ	۶	سارے نسخے منہ یہ بات
مینس	۶	... سو تو جھاڑ پنیں منیں اور رھیا
مہیں	۶	قید مہیں آمطلق نور
میں	۶	پانچ مراتب میں فی الحال
مینیں	۶	گھر مینیں سانمھیں بسلائے

(۳۸) گجراتی میں علامت فاعل "نے" کی جگہ "اِے" کا ماترا بڑھا دیا جاتا ہے۔ خوب ترنگ میں اس کی انفی صورتیں ملتی ہیں :

۱۔ ابراہیمیں (ابراہیم نے)	؏	ابراہیمیں دیکھیا جا نہ
۲۔ رسولیں (رسول نے)	؏	تیوتھیں رسولیں سے کئے بیان (یہاں احترام کے سبب فعل کی صورت بدلی ہوئی ہے)
۳۔ سکندریں (سکندر نے)	؏	سکندریں تب دیا جواب
۴۔ سلطانیں (سلطان نے)	؏	آ سلطانیں دیا محل
۵۔ سلیمانیں (سلیمان نے)	؏	کیا سلیمانیں یہ یاد
۶۔ لقمانیں (لقمان نے)	؏	تب لقمانیں دیا جواب
۷۔ محمودیں (محمود نے)	؏	چل محمودیں کیا سلام
۸۔ معشوقیں (معشوق نے)	؏	معشوقیں اوس پوچھیا تب

(۳۹) حروف علت کو کم کرنا یا کمزور کرنا (یہ خصوصیت پنجابی میں نمایاں ہے):

پچھیں (پیچھے)	؏	وہم قیاس پچھیں کس مانہ
دیت (دیتا ہے)	؏	نانوں محمد تس کو دیت
کیت (کرتا ہے)	؏	یہ موجود اضافی کیت

وغیرہ

(۴۰) حرف جار "سے" کی مختلف شکلیں:

تھے تھینج (تھے + نج)	؏	خدا تو ساروں تھینج غیور
تھیں	؏	بگت سو اس تھیں سمجھی جائے
سنہ	؏	فعل صفت سنہ کرے سو حق
ستیں	؏	خوب دھوپ چھپتی تپتن ستیں کام ایک بتی کیتی کام کئے
سیتیں	؏	یوں جیو سیتیں کیا گمان

(۴۱) حروف جار کا عدم استعمال

قدیم ہند آریائی زبانوں کی طرح گوجری میں حروف جار کا استعمال بہت کم کیا جاتا ہے[1] خوب ترنگ میں بھی اس کا استعمال ہمیں کم ہی ملتا ہے:

اوس آگیں (اوس کے آگے)	؏	جیو کی بات اوس آگیں ہوے
اوس تفصیل (اوس کی تفصیل)	؏	اوس تفصیل سو عالم کیت

---

[1]

ان مرتبوں (ان مرتبوں کو) ۶ اِن مرتبوں کہیا جس شان

تس مداح (جس کا مداح) ۶ بارے تس مداح کلھاؤں

ثالث ہاتھ (ثالث کے ہاتھ) ۶ ثالث ہاتھ کہاوے گال

دل پچھیل (دل کے پیچھے) ۶ وہ دل پچھل دیوے بول

رشکوں چھٹکے (رشک سے بگڑے) ۶ تب رشکوں چھٹکے محبوب

سب ساتھ (سب کے ساتھ) ۶ ہنسی ٹھکور کرے سب ساتھ

کھونوں پاسوں (کونوں کے پاس) ۶ کھونوں پاسوں گنت ملائے

ان بولوں (ان بولوں سے) ۶ ان بولوں نقصان نہ جان

تخت بیس (تخت پر بیٹھ) ۶ تخت بیس جا بیٹھا تب

جن عددوں (جن عددوں سے) ۶ جن عددوں ذاکر محبوب

فاعل کے معنوں (فاعل کے معنوں میں) ۶ جے فاعل کے معنوں آئے

یاد ادھک من (دل میں زیادہ یاد) ۶ لیلیٰ یاد ادھک من آن

اس یار (اس کا یار) ۶ جانیں بچھڑیا ہے اس یار

اس آنگن منہ (اس کو آنگن منہ) ۶ اس آنگن منہ چتا لٹائے

انسان تحت (انسان کے تحت) ۶ جیوں انسان تحت افراد

جس رحمٰن رحیم صفات (جس کی صفات رحمٰن رحیم ہیں) ۶ جس رحمٰن رحیم صفات

جنہ خالق (جن کو خالق) ۶ جنہ خالق مخلوق تمام

(۴۲) الف کا زائد استعمال

۱۔ اہوں بجائے ہوں ۶ غلط نہ پکڑیں اہوں اجان

۲۔ اہے بجائے ہے ۶ جیوں مائی کا اہے کونبھار

۳۔ اسوار بجائے سوار ۶ ہاتھی گھوڑے لکھ اسوار

۴۔ تھاک بجائے تھک ۶ تھاک پڑے آ مسجد مانہ

۵۔ چتا بجائے چت ۶ سوتا چتا تس اوپر جائے

۶۔ پھیرا بجائے پھیر ۶ ایک رتی کا پھیرا نانہ

۷۔ واعدے بجائے وعدے ۶ دیس واعدے کا تھا جب

(۴۳) ڑ کا استعمال

۱- اڑاے	۶	درپئے کے چھن باو اڑاے
اڑتے	۶	چتریں مور سو اڑتے آن
اوڑ	۶	ہاتھ پاؤں سر اوڑ کر جاے
اوڑای	۶	بکری ایک اوڑای تانہ
اوڑھے	۶	تس پر سیرک اوڑھے تانہ
اونڑا	۶	لانبا چوڑا اونڑا جانہ
۲- بڑا	۶	ہاتھی بڑا پنکھا ہے جیوں
بڑھ	۶	وحدت ماں کچھ بڑھ نہ گھاٹ
بڑھاے	۶	جے دیکھے سو مول بڑھاے
بڑھے	۶	نقطہ الف بڑھے جس ٹھانہ
بڑھاوے	۶	جنسوں چھانہ بڑھاوے نور
بڑی	۶	تب چھت بڑی نہیں دکھلاے
بڑے	۶	بڑے نہیں تھیں بھار نہ ہوے
بوڑا	۶	جے بوڑا وہ گونگا ہوے
بوڑھی	۶	جو ودہ کاڑھی بوڑھی ہوے
۳- پڑ	۶	تن پڑ چھٹ ا ہے آواز
پڑی	۶	سمجھیں دور پڑی ہے بات
پڑے	۶	پاؤں دوڑ پڑے گھگھیاے
پڑہ	۶	توں آپیں پڑہ ہوے کتاب
پڑھاے	۶	الف الف بے بیچ پڑھاے
پیڑ	۶	پیڑ ڈال اور پات سواب
۴- تھڑ	۶	دانا ایک انار تھیں تھڑ کھولا ...
۵- جڑ	۶	دکھ کی جڑ اکلایا مان
جھاڑ	۶	جھاڑ بیج منہ تھا جیوں

٦- چڑہ	۶	اونچی چڑہ دیکھیا چنہ پاس
چڑھایا	۶	سبھوں چڑھایا سرفرمان
چڑھاؤ	۶	اور ترتیب چڑھاؤ اتار
چڑھتا	۶	ثمن من اللہ چڑھتا جاے
چھاڑہ	۶	روپ کماری ناکھیا چھاڑہ
چوڑا	۶	لانبا چوڑا اونڈا ہوے
٧- داڑھی	۶	داڑھی سر پر جاے بایٹھ
٨- سیڈھی	۶	حق کی سیڈھی اینہاں مجاز
٩- کاڑہ	۶	جیوں نمد تھیں درپن کاڑہ
کاڑھی	۶	جو وہ کاڑھی بوڑھی ہوے
کھاڑا	۶	انیں جہاں کہیں کھاڑا ہوے
کھاڑ	۶	کھاڑ بوجھ پگ چھوڑے کوے
١٠- مونڈ	۶	مونڈ کٹوں دے فرزندیت
١١- ننھڈا	۶	جو یہ اوتھاں ننھڈا ہوے
١٢- ہاڈ	۶	تس منہ ہاڈ نہ چمڑی کوے

(۴۴) ن غنہ کا زائد استعمال:

١- آگیں بجاے آگے	۶	آگیں کہوں گا کر تفصیل
٢- اپناں بجاے اپنا	۶	جب لگ اپناں مانجے کوے
اپنیں بجاے اپنی	۶	نیوں بوجھے اپنیں بھی ذات
اینہاں بجاے ایہاں (یہاں)	۶	اینہاں کوز تو تئی کا ناوں
٢- بیراں بجاے بیرا	۶	سب چھایا اک بیراں ہوے
بیلاں بجاے بیلا	۶	بحری تھوڑی بیلاں مانہ
٣- پاناں بجاے پانا	۶	پچھیں پھر پاناں تس مانہ
پانت بجاے پات	۶	پیڈ، ڈال اور پانت سواب
پانوں بجاے پاؤں	۶	ہوں اس سوت بتی اوس پانوں

پانیں بجائے پانی ع جے پانیں پر چل کر جاے
۴- توں بجائے تو ع توں صورت حق معنی پاؤ
۵- جانناں بجائے جاننا ع علم جانناں کہیۓ کیوں
جانوں بجائے جاؤں ع مالک ہو یوسف لے جاؤں
جبھیں بجائے جبھی ع بوجھے جبھیں رسول تمام
جتناں بجائے جتنا ع جتناں طالب کوں بس ہوے
جھولناں بجائے جھولنا یا جھولنہ ع کہوں سو جھولناں اس کی جوڑ
۶- چلنیں بجائے چلنی ع ہب چلنیں دھر دیکھو ایک
چوناں بجائے چونا ع جال پتھر چوناں کر ناکھ
چندناں بجائے چندنا ع ٹکڑوں چندناں دھوپ دکھاے
چھنداے بجائے چھداے ع شیخ چھلی سن کان چھنداے
۷- خوبیں بجائے خوبے (خوب) ع پانچ مراتب خوبیں جاں
۸- دانیں بجائے دانے ع دانیں کوں یوں دھر کر جاے
دیناں بجائے دینا ع جیو دیناں ہے بات دوھیل
دواناں بجائے دوانا ع ہب کیوں آے دواناں باٹ
دیکھناں بجائے دیکھنا ع تہاں دیکھناں ادھکا ہوے
۹- روناں بجائے رونا ع روناں تنہ ہس ہوے نکھوٹ
۱۰- زماناں بجائے زمانا (زمانہ) ع اینہاں زماناں صورت مانہ
زمانیں بجائے زمانے ع وقت زمانیں منہ موجود
۱۱- سانھیں بجائے سامھیں ع سانھیں درپن سماں دکھاے
سبوں بجائے سبو (سب ہی) ع سبوں کھیا کنہ تیری باچ
سچیں بجائے سچی ع ساقی سچیں شراب سو جان
سرماں بجائے سرما (سرمہ) ع تو موسیٰ سرماں ہو جاے
سنیں بجائے سنی ع بات سنیں ہوے گی تیں جیوں
سوناں بجائے سونا ع جنہ سوناں عرفان کھاے

سہناں بجائے سہنا، سوتیں بجائے سوتے	۶	سہناں دیکھے سوتیں مانہ
سیناں بجائے سینا (سینہ)	۶	وحدت جیوں سیناں بچ مانہ
۱۲- فلانیں بجائے فلانے	۶	پوچھے میاں فلانیں کانہ
۱۳- کرتیں "کرتے" مانہ "ماہ"	۶	یونھیں کرتیں کیتک مانہ
کوں بجائے کو	۶	اس یوسف کوں مالک آن
کھاناں "کھانا"، پانیں "پانی"	۶	کھاناں پانیں تس کے ہاتھ
۱۴- گنتیں بجائے گنتی	۶	تس کوں گنتیں مانہ نہ لیایں
۱۵- لازماں بجائے لازما (لازمہ)	۶	جس کا ہے لازماں صفات
لیناں بجائے لینا	۶	جیوں دے لیناں سہنگا مول
۱۶- ملنیں "ملنے"، گھانت "گھات"	۶	کرے بہت ملنیں کی گھات
منجھے بجائے مجھے	۶	منجھے دعا کر برائے خدائے
۱۷- وؤں بجائے وو (وہ، اس)	۶	وؤں پیشانی دیکھے نانہ
۱۸- ہلکیں بجائے ہلکے	۶	ہلکیں دھر آواز نہ آئے
ہلناں بجائے ہلنا	۶	ہلناں تج عارضی سوجان
ہلنیں "ہلنے"، چلنیں "چلنے"	۶	سن ہب ہلنیں چلنیں باج
ہونیں بجائے ہونے	۶	حق کے ظاہر ہونیں ماٹ

(۴۵) ن کا حذف

۱- امڑے گے بجائے امڑیں گے	۶	یوں امڑے گے سب صفات
۲- بلگے گے بجائے بلگیں گے	۶	بلگے گے وے چھتے سنگھات
بھوی بجائے بھویں	۶	بھوی پالکی کے چھپائے
۳- پائے جائیگے پائے جائیں گے	۶	پائے جائے گے عین وجود
۴- جائے بجائے جائیں	۶	ہاتھ پاؤں سر جھکڑے جائے
۵- ما بجائے ماں	۶	باپ علم **ما عمل** پچھان
ماباپ بجائے ماں باپ	۶	اصل یہی ماباپ پچھان
۶- ہاک بجائے ہانک	۶	مارے ہاک جگاوے سوے

ہسے بجائے ہنسیں ع نرم پھول جیوں ہسے سو مکھ

ہوُ بجائے ہوُں ع یوسف کی ہوں ہوُ گرھاک

(۴۶) واو کا زائد استعمال: کبھی محض پیش کی خاطر اور کبھی زور دینے کے لئے:

۱۔ اوتار بجائے اتار ع اور ترتیب چڑھاو اوتار

اوتانج بجائے اتانج ع کاغذ تنہ اوتانج چنپائے

اوبھٹے بجائے اٹھے ع اوبھٹے مشکل عورت کی تانہ

اوجال بجائے اجال ع کبھی جواہر مانہ اوجال

اوجالا بجائے اجالا ع تیوں موجود۔ اوجالا اب

اوگ بجائے اگ ع اوگ او ٹھینگلے دیکھ بہور

اوس بجائے اس ع اوس کوں اس حکمت سنہ پائے

اوداس بجائے اداس ع جس تھیں ہودیں بھنور اوداس

اون بجائے ان ع اون کا نانوں تو ہے ہشیار

اونہہ بجائے انھ (ان) ع سبع مثانی اونہہ کا نانوں

اونھیں بجائے انھیں ع پوچھیا اونھیں سو ایکس بار

۲۔ موکھ بجائے مکھ ع تس منہ ایکو موکھ نہ جوے

۳۔ ہودیں بجائے ہویں ع جس تھیں ہودیں بھنور اوداس

(۴۷) ہ کا زائد استعمال

تمھیں بجائے تمیں ع جہاں تمھیں تنہ وہی سو جان

ٹھنڈھا بجائے ٹھنڈا ع ٹھنڈھا تتا بوجھے جس جس

جھکڑے بجائے جکڑے ع ہاتھ، پاؤں، سر جھکڑے جائے

چیلھاں بجائے چیلاں ع جس پر چیلھاں چڑھیں شتو

چھلی بجائے چلی ع شیخ چھلی سن کان چھندلے

دیہ بجائے دے ع دل وحدت کے دیہ نشان

سہیلی بجائے [illegible] ع سہیلی چتیاروں آئے

کھوناں بجائے کونا (کوناں) ع جنہ چو کھوناں ہووے تلا

کھونیں بجائے کونے (کونیں) ۶ کھونیں تھے لکھ پھرتے دور

ملھیں بجائے ملیں ۶ ملیں جو سا اک ہوا تمام

نگہ بجائے نگ ۶ جب نگہ اپناں مانجے کوے

(۴۸) ھ کا حذف

باند بجائے باندھ ۶ جیوں کو مارے باند غلام

بوڈا بجائے بوڈہا ۶ تب یہ اندھلا بوڈا ہووے

تاں بجائے تھاں ۶ بول نہ سمجھے تاں لگ کوے

جاں بجائے جھاں ۶ جاں لگ ہیکل درس نہ ہووے

سبی بجائے سبھی ۶ عین سبی تھے وحدت مانہ

سکاے بجائے سکھاے ۶ دھوپ سو گرمی بتی سکاے

سوک بجائے سوکھ ۶ سوک ہوا ہلکا جیوں پانت

سنتوک بجائے سنتوکھ ۶ میرے جیو کا تو ہیں سنتوک

ہتیار بجائے ہتھیار ۶ باندہ سلح دھج کر ہتیار

ہتیلی بجائے ہتھیلی ۶ حرف ہتیلی اوپر لیکھ

(۴۹) ہائے ہوز (ہ) مفتوح کو الف سے ظاہر کیا ہے:

اندازا بجائے اندازہ ۶ اندازا گھر جاوے کیوں

بندا بجائے بندہ ۶ مؤمن بندا مؤمن حق

پردا بجائے پردہ ۶ جان آٹھواں پردا بھار

ثابتا بجائے ثابتہ ۶ نانوں عین ثابتا سو جان

دانا بجائے دانہ ۶ دانا ایک انار تھیں تھڈ کھولا ...

دائرا بجائے دائرہ ۶ وے دائرا ہے کا جانہ

دلالا بجائے دلالہ ۶ وہ کیوں جیوں دلالا ہووے

دیوانا بجائے دیوانہ ۶ مجنوں دیکھ دیوانا ہووے

ذرا بجائے ذرہ ۶ رتی جو ذرا ہے پیمال

زندقا بجائے زندقہ ۶ کفر زندقا کہیے تب

سجدا بجائے سجدہ	ع	آپس سجدا کرتے پائے
سجادا بجائے سجادہ	ع	بیٹھا ہے سجادا جانہ
غلبا بجائے غلبہ	ع	غلبا ہے بڑھناں رنگ مانہ
فرشتا بجائے فرشتہ	ع	کرے فرشتا گذر نہ تانہ
قاعدا بجائے قاعدہ	ع	جان قاعدا سبی صفات
قصا بجائے قصہ	ع	تن قصا ہر ٹھانہیں ٹھانہ
کبیرا بجائے کبیرہ	ع	شرط کبیرا ہے یہ بات
کعبا بجائے کعبہ	ع	ہے کعبا جگ کا قبلاج
مرتبا بجائے مرتبہ	ع	یہ مرتبا سو پہلا ہوے
معجزا بجائے معجزہ	ع	یہ معجزا کہے سب کوے
میوا بجائے میوہ	ع	عرف و بہ میوا پاے
نسخا بجائے نسخہ	ع	کر نسخا تصنیف دکھاؤں
نقطا بجائے نقطہ	ع	اک نقطا لے دھرے سو جانہ
نوشابا بجائے نوشابہ	ع	نوشابا کن آیا سوے
وعدا بجائے وعدہ	ع	دوہوں وعدا کیتا رات

(۵۰) ہ مکسور کو ی یاے سے ظاہر کیا ہے:

کی بجائے کہ	ع	کیا جانوں سمجھیا کی نانہ
بلکے بجائے بلکہ	ع	بلکے ہے معشوق سو جانہ
کیوں کی بجائے کیونکہ	ع	کیوں کی لیلیٰ آپس ٹھانہ

(۵۱) وزن یا زور دینے کے لئے ی کا زائد استعمال:

اجیال بجائے اجال	ع	تر ہوں اک ہوں جیوں اجیال
خدائے بجائے خدا	ع	منجھے دعا کر برائے خدائے
دیکھیا بجائے دیکھا	ع	دیکھیا جیو جوسے کی گھاٹ
دییا بجائے دیا	ع	دییا جواب ہجوں ہے خام
سینسار بجائے سنسار	ع	دل پت جیت چلے سینسار

کتیب بجائے کتب	۶	پچھیں کتیب نہ دیکھیں کوے
کیبا بجائے کیا	۶	راضی کیبا سو یوں محجوب
لیکھ بجائے لکھ	۶	علم سوجیوں چھت یوں من لیکھ
مقدمے بجائے مقدم	۶	مقدمے کہوں مطلق ذات

(۵۲) عام تلفظ کے لحاظ سے عربی و فارسی الفاظ کا غلط املا :

اردا بجائے عرضہ	۶	ہور یہ اردا دیا تمام
	۶	عشق مہیں جے اردا دیں
باج بجائے باز، بغیر	۶	باج صفت اوس من منہ آن
بے بجائے بیع	۵	بلا دلال کھیا مجھ ساتھ : اس کی بے کر میرے ہاتھ
بیدے بجائے بیضے	۶	بیدے دھرمالے منہ آپ
	۶	وہم بتی بیدے سیواس
برجاس بجائے برجاست	۶	تاں دل ہدف کیا برجاس
پلیت بجائے پلید	۶	پلیت کوتا ہے ہر حال
تابئی بجائے تابعی	۶	کرے تابئی جگ منہ آے
	۶	کرے تابئی کن کن ڈھنگ
تامے بجائے طعمہ	۶	تامے کی بیسلا تھی تھب
تجلا بجائے تجلّی	۶	ہوے تجلا برتی جیوں
جسے بجائے جثہ	۶	روح جسے بچ اس کی ٹھانہ
جوسا بجائے جثہ	۶	روح جو عین جوسا کہلاے
جوسے بجائے جثہ	۶	اسی جوسے کے سب اجسام
جویی بجائے جوہی	۶	جب جویی کا باس سو پاے
چخ مخ بجائے چقماق	۶	چخ مخ ماریں پھر جو آے
چک بجائے حق	۶	تریا کی چک لال گلال
درس بجائے درست	۶	درس کہوں وے توں من آن
دعوا بجائے دعویٰ	۶	دعوا کیا سو آتش ٹھار

دماماں بجائے دمامہ ع لکڑی اور دماماں مل
دمانیں بجائے دمامہ ع نہیں دمانیں مانہ چھتیج
رجو بجائے رجوع ع چھانہ تمام رجو تس دیں
زلیچا بجائے غالیچہ ع بڈا زلیچا ایک بچھوائے
سرت بجائے سرعت ع تیج نہ آنکھوں سرت نہ کان
سرہی بجائے صراحی ع مانجہ سرہی آتا ہے تنگ
سلہ بجائے سلح ع باندہ سلہ دھج کر ہتیار
شرو بجائے شروع ع بات شرو کیا کئے تھے ہم
شہت بجائے شہد ع شہت اتارے تو جس حال
صورت ہو بجائے صورتہٗ ع صورت ہو ہویت ہو
غوسا بجائے غصہ ع غوسا چڑھے ہوئے لال سو رنگ
کلف بجائے قفل ع جیوں کلف کوں کھولے ہاتھ
کلماں بجائے کلمہ ع لے کلماں مریم کن آیں
کھان بجائے کان ع یہی بھیتر گوھر کی کھان
کیلی بجائے کلید س جیوں کلف دیتا ہوے تس ؛ کھولے گٹی بن کیلی تس
محکماں بجائے محاکمہ ع عشق تناں محکماں سو جانہ
مشکات بجائے مشکوٰۃ ع جو سا طاق مشکات سو جان
مطالع بجائے مطالعہ ع عین مطالع کر ہر باب
نفا بجائے نفع ع سن پڈہیں کا نفا سواب
ہملے بجائے حملے (جست، کوشش) ع ہملے کرے کہ جب وُں چل
ہویت ہو بجائے ہویتہٗ صورت ہو ہویت ہو
ہرلیا بجائے حریص جیوں ہرلیا موٹھی مانہ

(۵۳) وزن کے لحاظ سے غلط تلفظ اور املا

اَرض بروزن غرض بجائے ارض ع ارض سما منہ جے نہ سمائے
اَنبار بروزن چمار بجائے اَنبار ع پر بھیتر ہیں بھرے انبار

اَمَر بروزن کمر بجاے اَمر ۶ — حاکم ذات امر سنہ پاے

بَچا بروزن قضا بجاے بچہ ۶ — تب اوس منہ نفیس بچا سو ہوے

بچے بروزن بجے بجاے بچے ۶ — بیدے پھاٹ بچے ہو جائیں

پتھر بروزن اثر بجاے پتھر ۶ — جیوں چینہ چھپی پتھر منہ آگ

ٹٹو بروزن بجاے ٹٹو ۶ — جیوں لے جاے ٹٹو منزل

جگہ بروزن رکھ بجاے جگہ ۶ — جگ جگہ سو تجہ شکل پچھان

چھلی بروزن کھلی بجاے چلی ۶ — شیخ چھلی سن کان چھند آے

حرف بروزن تلف بجاے حرف ۶ — حرف ہتیلی اوپر لیکھ

حُسن بروزن کہن بجاے حُسن ۶ — طرفوں فوج حسن رنگ ہوے

حُکم بروزن بجاے حُکم ۶ — اس کا حُکم حُکم ہے سوے

خلق بروزن قلق بجاے خلق ۶ — تو ھر شان خلق دکھلاے

خیالی بروزن پیالی بجاے خیالی ۶ — صورت خیالی سہے ہر بیر

ڈبا بروزن ریا بجاے ڈبا ۶ — جیوں ایک ڈبا سو بھریا جان

زیہہ بروزن فیہ بجاے زِہ ۶ — زیہہ کشش کر آپ تناے

سَمَع بروزن رَفع بجاے سمع ۶ — سمع بصر ہور علم سو ماٹ

سورت بروزن صَولت بجاے شہرت ۵ — صاحب حسن تھا اک سلطان
پڑی سورت یہ اوس کے کان

شرع بروزن فرع بجاے شرع ۶ — نبی شرع کا بانی جان

صرف بروزن حرف بجاے صرف ۶ — ذات صرف امی مطلق

طبع بروزن فرع بجاے طبع ۶ — دوجی وحی طبع کا ساچ

عَبَد بروزن اَبد بجاے عبد ۶ — جب سلطان عبد ہے تب

عَرَش بروزن عطش بجاے عرش ۶ — کہیں عرش ثانی اس آج

عَصَر بروزن اثر بجاے عصر ۶ — کہیا عصر کوں جاؤں تا نہ

عَکَس بروزن عطش بجاے عکس ۶ — حق جیوں شخص عکس جگ جان

عِلَم بروزن بجاے علم ۶ — ہو نج علم ہور ہو نج وجود

غَرَض بروزن فرض بجاے غرَض	؏	خالق نور کہیں اس غرَض
فَرَد بروزن اَبَد بجاے فرْد	؏	وہ جب ایک فرَد کن پاے
فَرَض بروزن غَرَض بجاے فرْض	؏	ذکر کثیر فرَض کر دین
فَرَق بروزن وَرَق بجاے فرْق	؏	عبد الہ فرق کر تیوں
فِکَر بروزن جگَر بجاے فِکْر	؏	الا مہیں فِکَر کا لاگ
قدح مدح بروزن جرح جرح بجاے قدح مدح	؏	قدَح مدَح منہ وہی سو دال
قدَر بروزن اَثَر بجاے قدْر	؏	قضا قدَر اوس ناوں سو ہوے
کفَر بروزن دُرَد بجاے کفْر	؏	ہاے ہاے یہ کُفر گناہ
کھانی بروزن چھانی بجاے کہانی	؏	کھانی کہوں سنیں سب جوڑ
گرَم بروزن کرَم بجاے گرْم	؏	سبی گرَم اوس ٹھنڈھا بجھاے
مارَگ بروزن نارَگ بجاے مارْگ	؏	بیچھیں رہ مارگ کے کام
مِثَل بروزن بِجل بجاے مِثْل	؏	تنہ آیا جس نہیں مِثَل
مُفَصَّل بروزن گُھَل بجاے مفصل	؏	جمع مُفَصل احمد اس ٹھاوں
مُلَک بروزن بجاے مُلْک	؏	ان معلوم مُلک کا راج
واعدے بروزن قاعدے بجاے وعدے	؏	دلیس واعدے کا تھا جب

(۵۴) مختصرات

ات = اتی ، اتنا	؏	چتریا ٹٹو سو دبل ات
	؏	اوس پر چھانٹیں پائیں ات
بج = باج ، بغیر	؏	بج داڑھی یوں دیا قرار
بیجل = بیجلی ، بجلی	؏	بیجل جھبال سو جھلکے تانہ
بلک = بلکہ		بلک عین سو ذات ہوے
بُہ = بہت	؏	چینچل من بُہ جھریا چھند
تھاں = تہاں ، وہاں	؏	تھاں ٹھنڈ ہی ہے پتھ کی کے مس
تانہ = تہاں ، وہاں	؏	ناوں حقایق جگ کا تانہ
تنہ = تانہ ، وہاں	؏	تنہ عالم معلوم سو حق

جانہ = جہاں ، جس جگہ	۶	اور ہویت کہے ہے جانہ
	۶	ہبیں تعین نیچا جانہ
جنہ = جانہ ، جہاں ، جس جگہ	۶	جنہ معلوم سو ہے مطلق
سَمُنْدُ = سمندر	۶	نیہ سمند چڑہ آیا جوش
سُنہ = سونہ ، سوں	۶	اوس کوں اُس حکمت سنہ پائے
شہ = نوشہ ، دولھا	۵	نوی بیا ہی جیوں عارس ہوئے
		شہ دیوے جے مانگے سوئے
کانہ = کہاں	۶	ہویت اور احدیت کانہ
کب = کبھی	۶	عدم وجود نہ ہوئے کب
کت = کتنا ، کتنی ، کس قدر	۶	کت ڈرتی ہے توں اس ٹھانہ
کنہ = کانہ ، کہاں	۶	کنہ تھیں آئی گئی پھر کانہ
کو = کوئی	۶	صفت نہ امرٹے کو تس ٹھانوں
	۶	کو نزدیک نہ اس تھیں ہوئے
ماگ = مارگ ، راستہ	۶	چنہ دس کدھریں ماگ نہ ہوئے
مس = مثل ، مثال ، مانند	۶	جن پانیں بھریا اس مس

(۵۵) ترجمے :

ا ۔ اختیار کردہ ۔ اختیار کر کے	۶	بڈا علم دے کر اختیار
ادب کردن ۔ ادب کرنا	۶	کرے ادب توں زالو مار
انصاف کرد ۔ انصاف کیا	۶	سب درگاہ کیا انصاف
ب ۔ بار عام بدہد ۔ بار عام دیتا ہے	۶	بار عام دے آئے بھار
بجان یا بدل ۔ جی سے ، جان کے ساتھ	۶	خوبیں جیوں سوں کریں بہ بیکھ
بجان بشنو ۔ جان کے ساتھ سنو ، پوری توجہ سے سنو	۶	بھی کہوں ٹک سن جیو سنگھات
بجان فکر بکن ۔ خوب غور کرنا	۶	فکر کر دٹک جیو سوں تم
برائے من دعا کن ۔ میرے لئے دعا کر	۶	منجھے دعا کر برائے خدائے
بر سخن بہ آیند ۔ مقصد کی کہنا	۶	کر بسم اللہ بات پر آیں

لفظ	معنی		مثال
بزورِ پشت	پیٹھ کی طاقت کے ساتھ	ع	زور پیٹھ کے رہیا سو راکھ
بسر بستن	خوب ذہن میں رکھنا	ع	اوس کا دھیان سو سر منہ باندہ
بگوش جان	جان کے کانوں کے ساتھ	ع	جیو کے کانوں سے جو کوے
بگوش دل بشنو	دل کے کانوں سے سنو	ع	سن دھر دل کے کان سنگھات
بیان کند	بیان کرتا ہے	ع	یہ جیوں بلبل کرے بیان
ت ۔ پائے وہم بستن	وہم کے پاؤں باندھنا	ع	جہاں وہم کے پاو بندھایں
ت ۔ تعظیم کردن	عزت کرنا	ع	جان کریں تعظیم سو دیکھ
تنگ آمدن	تنگ آنا	ع	مانجھ سر ہی آتا ہے تنگ
توبہ دادن	توبہ قبول کرنا	ع	توبہ دے بخشے ہر باب
تیر زدن	تیر مارنا ، تیر چلانا	ع	بھنواں دھنک دھر ماریں تیر
ج ۔ جواب گفتن	جواب دینا ، جواب کہنا	ع	تب عاشق یوں کہیا جواب
چورنگ کردن	چورنگ کرنا ، حیران کرنا ، ہرانا	ع	تس چورنگ کرنا یہ دین
ح ۔ حکم کردن	حکم کرنا	ع	حکم سو یہ کیتا سلطان
خ ۔ خیال بستن	خیال باندھنا	ع	اوس کا دھیان سو سر منہ باندہ
د ۔ داغ دادن	داغ دینا	ع	داغ دیا تس چھاتی مانہ
ر ۔ رنگ آمیز کردن	رنگ ملانا	ع	رنگ آمیز کیا اس بھیکھ
ز ۔ زانو زدن	زانو مارنا (موڑ کر بیٹھنا)	ع	کرے ادب تو زانو مار
زبان بستن	زبان باندھنا	ع	اس کی جیبھ بندھائے بسیکھ
س ۔ سلام کردن	سلام کرنا	ع	چل محمود یں کیا سلام
ص ۔ صورت گرفتن	صورت پکڑنا ، اختیار کرنا	ع	صورت پکڑ او جال دکھائے
ط ۔ طالع شدن	نمودار ہونا	ع	سورج جنہ کہیں طالع ہوئے
ع ۔ عبادت کردن	عبادت کرنا	ع	کرے عبادت دھرے سو دھیان
عرض کردن	عرض کرنا	ع	ہور یہ کیتا عرض تمام
عرضہ داشتن	ماجرا کہنا	ع	ہور یہ [illegible] دیا سلام
عرفان کردن	جاننا ، عرفان کرنا	ع	پہلوں اس [illegible] عرفان

غ ۔ غلط گرفتن ۔ غلطی نکالنا

غم خوردن ۔ غم کھانا

ف ۔ فرمان بسر بردن ۔ فرمان کو سر آنکھوں پر رکھنا

فکر کردن ۔ سوچنا ، فکر کرنا

فہم کردن ۔ فہم کرنا ، سمجھنا

ق ۔ قبول کردن ۔ قبول کرنا

قیاس کردن ۔ قیاس کرنا

ک ۔ کسی بر کسی قائم نیست ۔ کوئی کسی پر قائم نہیں ہے

گمان کردن ۔ گمان کرنا ، خیال کرنا

گوش نہ کردن ۔ کان نہ دینا ، نہ سننا

گوی بردن ۔ بازی لے جانا ، جیتنا

م ۔ محبت داشتن ۔ پیار رکھنا

محل دادن ۔ محل دینا

ن ۔ ندا کردن ۔ پکارنا

نظر کردن ۔ رخ کرنا ، دیکھنا

نفی کردن ۔ انکار کرنا

ننگ کردن ۔ عار سمجھنا

و ۔ وہم کردن ۔ وہم کرنا

۶ غلط نہ پکڑیں اہوں اجان

۶ اس نت اوٹھ غم کھاناں ہوے

۶ سبھوں چڑھایا سر فرمان

۶ ے ہیں فکر کرتوں من لاے

۶ مشکل بول فہم کر دیکھ

۶ ایسا بھی مت کرے قبول

۶ پچھیں کریں بیل قیاس

۶ تو کوئی کسی پر نہیں کھڑا

۶ کریں نہ پہلی شان گمان

۶ انھیں کھیا کچھ کان نکیت

۶ اس میدان لے جاوے گوے

۶ جو کو غیر کوں دھرتا پیار

۶ آ سلطانیں دیا محل

۶ عجم ندا کر جہاں بلایں

۶ جے اس بھانت نظر کر جوے

۶ نفی فلاں پناں کر اب

۶ سنتیں کچھو نہ کیجو ننگ

۶ وہم کرے جیوں اک بازار

اور دوسرے فارسی مصادر وغیرہ کے بھی ترجمے ملتے ہیں۔

(۵۶) ہندوستانی لسانیات (ص ۱۰۲) میں ڈاکٹر زور صاحب نے گوجری کے سلسلے میں تحریر کیا ہے کہ دکنی اور شمالی ہندوستانی کے مقابلے میں بعض الفاظ کا ارتقا گوجری میں علیحدہ طور پر ہوا ہے۔ اس کی کچھ مثالیں خوب ترنگ میں بھی ملتی ہیں:

دکنی و شمالی	گوجری	خوب ترنگ کی مثالیں
پھیر	پھیر	۶ سنیں پھیر اک نیہ کا چال
تھکنا	تھاکنا	۶ کہ تھاکا کاکو پڑیا ہار

دکنی و شمالی	گوجری	خوب ترنگ کی مثالیں
		۶ ٹھاک پڑے آ مسجد مانہ
کتا	کوتا	۶ لیلیٰ کا کوتا ہوے جانہ
کل	کال	۶ کہیا ملیں مغرب کوں کال
کھڈا	کھاڈا	۶ انیں جہاں کہیں کھاڈا ہوے
گھٹنا	گھاٹنا	۶ چودہ گھاٹ اوس برس ہزار
لگنا	لاگنا	۶ تالی لاگے کی اسس مس
گاہک، گراہک	گرھاک	۶ ہاتھ جیو لے آے گرھاک

(۵۷) ہندوستانی لسانیات میں ڈاکٹر زور نے گوجری کی خصوصیات دکھاتے ہوے ایک جگہ (ص ۱۰۲) تحریر فرمایا ہے کہ "بعض الفاظ کے متعلق بھی گجراتی تحریروں میں عجیب مواد حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً

۱۔ سوے (سب) ۲۔ داؤں (دامن) ۳۔ دوہوں (دونوں)

۴۔ چھاں (چھاؤں) ۵۔ بروپا (بہروپیا) ۶۔ کھونا (کونا)

۷۔ آدو (آدھا) ۸۔ کلف (قفل) ۹۔ پلیت (پلید)

۱۰۔ الگی (الگ)

سوائے سوے (سب)، داؤں (دامن) اور چھاں کے مندرجۂ بالا الفاظ خوب ترنگ میں ملتے ہیں۔

چھٹا باب۔ متن

ا ۔ تدوین و ترتیب کے لئے استعمال میں آنے والے
نسخے مع مختصرات خصوصی

ب ۔ متن خوب ترنگ

۱۔ مختلف نسخے

(۱) خوب ترنگ، نظم ہندی، از شاہ خوب محمد قدس سرہٗ۔ احمد آباد[1]۔ نسخہ مجلد ہے۔

باہر کا طول: ۹٫۱۱ انچ، عرض: ۵٫۱۱ انچ، دبازت: ۹٫ انچ۔

اندر کا طول: ۸٫۶۸ انچ، عرض: ۲٫۶۹ انچ،

حاشیہ: دائیں طرف: ۱٫۶۱ انچ، بائیں طرف: ۶٫ انچ،

خط: خط نسخ

ہر صفحہ پر بارہ سطریں ہیں یعنی صفحہ پر کسی سرخی یا جھولنہ کے نہ ہونے پر بارہ شعر ملتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں اشعار کی تعداد گھٹ کر دس یا گیارہ ہو جاتی ہے۔ سرخیاں عموماً لال روشنائی میں ملتی ہیں مگر اشعار سیاہ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

پہلا شعر:

بسم اللہ کہوں جپت ذات   جس رحمٰن رحیم صفات

بعد میں کسی نے اس شعر سے قبل یہ شعر درج کر دیا ہے ؎

میاں خوب کا ہے یہ کلام   خوب ترنگ ہے اس کا نام

صفحوں کی تعداد کل ۲۵۷ ہے۔ ایک صفحہ چھوڑ کر گجراتی میں صفحوں پر نمبر لگائے گئے ہیں۔ یوں ۱۲۸ تک نمبر لگے ہوئے ہیں۔

کاتب کا نام اور کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے۔ کاغذ سفید، چکنا اور اچھا ہے۔ اصلاح کے لئے "ن" کی علامت درج ہے۔ اصلاحیں حاشیوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ ج اور س کے بعد اس کی قرأت نسبتاً زیادہ بہتر ہے۔

حوالہ دیتے وقت اس کے لئے علامت ا استعمال ہوئی ہے۔

---

[1] کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد، فن ۸ نمبر ۶۴

(۲) امواج خوبی شرح خوب ترنگ [۱]

باہر۔ طول: ۱۰ انچ، عرض: ۳/۴ ۵ انچ، دبازت: ۶ انچ،

اندر۔ طول: ۱۰ انچ، عرض: ۳/۴ ۵ انچ،

جدول سرخ ہے۔ ہر صفحہ پر عبارتیں حوض میں درج ہیں۔ حوض کا طول ۶ انچ اور عرض ۳ انچ ہے۔ حوض کے کنارے کنارے تین طرف ۳/۴ ۱ انچ چوڑا حاشیہ ہے۔ اس حاشیہ میں وہ اشعار لکھے ہوئے ہیں جن کی شرح حوض میں درج ہے۔ شرح کے ساتھ ساتھ بعض متعلقہ نقشے بھی حوض میں بنے ہوئے ہیں۔

صفحات کی تعداد اگرچہ ۳۰۶ ہے تاہم خود صفحوں پر اس کی صراحت نہیں ملتی۔

خط: خط نستعلیق ہے۔

روشنائی سیاہ استعمال ہوئی ہے۔ اہم چیزوں پر سرخ لکیر کھنچی ہوئی ہے۔ اشعار کے ساتھ ذیلی سرخیاں لال روشنائی سے لکھی گئی ہیں۔

کاتب کا نام اور کتابت کی تاریخ سے متعلق یہ عبارت ملتی ہے:

"برائے حاجی محمد یعقوب صاحب نوشتہ شد و بتاریخ نور (ز) دہم شہر محرم الحرام سنہ یک ہزار ویکصد و شصت و یک ہجری از دست محمد شفیع عبرت"۔

اس کے حوالہ کے لئے علامت "ب" استعمال ہوئی ہے۔

---

(۳) امواج خوبی اور دوسرے رسالے [۲]

یہ نسخہ اہم اور قیمتی ہے کہ یہ خوب محمد کے زمانے کا لکھا ہوا ہے جیساکہ تاریخ کتابت سے پتہ چلتا ہے۔ قدامت کے پیش نظر میں نے اسی کو بنیاد قرار دیا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ دوسرے نسخوں سے تقابل کرتے ہوئے اس کی قرأت زیادہ قابل قبول ٹھہرتی ہے۔ صحت قرأت کے اعتبار سے سالار جنگ میوزیم کا وہ نسخہ جسے میں نے "س" قرار دیا ہے اس کے بہت قریب ہے۔

نسخہ غیر مجلد ہے۔ اس میں رسالہ جات عقیدۂ صوفیہ، خلاصۂ موجودات، صلح کل، حفظ مراتب کہ مقدمۂ شرح جام جہان نماست، شراب جام (شرح جام جہان نما) کے ساتھ امواج خوبی موجود ہے۔

---

[۱] کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد، فن ۸ نمبر ۶۵

[۲] کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد، فن ۸ نمبر ۷۳

نسخہ کا طول: ۸ انچ، عرض: ۶ انچ اور دبازت: ۱٫۵ انچ ہے۔

حاشیہ — اوپر: ۱٫۵ انچ، دائیں: ۱٫۷، بائیں ۱٫۳ انچ ہے۔

خط: خط نستعلیق اور روشنائی کالی ہے۔

عبارت سے ممتاز قرار دینے کے لئے اشعار کے اوپر سرخ لکیر کھینچ دی گئی ہے۔ مصرعوں کو علامت ھ کے درمیان درج کیا ہے۔ ہر سرخی لال روشنائی سے لکھی ہوئی ہے۔ ہر شعر کے خاتمہ پر اس کی شرح [illegible] اس شرح کے پہلے لفظ پر سرخ روشنائی سے ــہ کی علامت تحریر ہے۔

اس نسخہ میں رسالہ "حفظ مراتب" کا خط نستعلیق، نسخ، پھر نستعلیق ہے۔ صفحوں پر کہیں بھی [illegible] درج نہیں ہے۔

درمیان میں کچھ صفحے (امواج خوبی ہی کے) خط نسخ میں لکھ کر کسی نے چپکا دیے ہیں، حالانکہ ان کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ شروع میں فہرست مضامین ہے۔ اس کا خط متن کے ۱۹ صفحوں تک نستعلیق [illegible] نسخ کے امتزاج کے ساتھ ملتا ہے۔ کہیں کہیں حاشیہ میں کوئی شعر یا شرح کے جملوں کے ٹکڑے تحریر [illegible] کہیں کہیں اسی طور پر اصلاحیں بھی دی ہیں۔ گو رسالوں کی تاریخ کتابت وغیرہ نہیں ملتی مگر [illegible] کے خاتمہ پر یہ عبارت درج ہے:

"روز یک شنبہ بتاریخ ہشتم ماہ شوال بخط ملا مدو ولد شیر محمد [illegible] میانجیو نوشتہ شد ۱۱۳ سنہ ہجری" (کذا)

"بحضور میانجیو" یہ فقرہ کافی اہمیت رکھتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میاں جیو سے مراد [illegible] محمد ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو نسخہ کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

ظاہر ہے سال کتابت کی صراحت میں کوئی دشواری نہیں۔ یہ عام نہیں تو کم از کم [illegible] تھا۔ دوسرے تاریخ یا ۱۱۰۳ یا ۱۱۳۰ یا ۱۰۱۳ ہو سکتی ہے۔ [illegible]ian Ephemerides. سے پتہ چل سکتا ہے کہ کونسے سن میں ۸ شوال کو یک شنبہ ہے۔ مگر ہماری مشکل [illegible] کہ اسی کاتب نے رسالہ حفظ مراتب کی ایک خوشخط نقل[1] تیار کی ہے اور [illegible] وغیرہ اس طرح دے رکھی ہے:

"تمت الکتاب ہذا الرسالہ فی وقت ظہر یوم الخمیس بتاریخ [illegible]

---

[1] کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد میں ہے۔

ماہ رمضان ۱۰۱۳ھ بخط ملا مدو ولد شیر محمد در احمد آباد نوشتہ شد۔"
چنانچہ طے پایا کہ موجودہ نسخہ امواج خوبی کا سال ارقام ۱۰۱۳ھ ہے۔ یعنی خوب محمد کی وفات سے کوئی دس سال قبل تحریر ہوا تھا۔
حوالے کے لئے اس کے لئے علامت ج استعمال ہوئی ہے۔

---

(۴) خوب ترنگ با ترجمہ شرح فارسی امواج خوبی[۱]۔
نسخہ مجلد ہے۔ کل ۹۳۷ صفحات ہیں۔
نسخہ کا سائز ـ طول: ۹۱ء۱ انچ، عرض: ۵ء۶ انچ، دبازت: ۲ء۲ انچ۔
صفحہ کا سائز ـ طول: ۸ء۸ انچ، عرض: ۵ء۱ انچ۔
ہر صفحہ کے اوپر اور دائیں بائیں آدھ آدھ انچ کا حاشیہ ہے اور پھر حوض بنا ہوا ہے۔ اس کا سائز یہ ہے: طول: ۸ء۲ انچ، عرض: ۵ء۴ انچ۔ اس حوض کے اندر ایک اور حوض ہے۔
اس کا سائز یہ ہے: ۸ء۵ × ۳ء۱ انچ۔
شعر سرخ روشنائی سے اور شرح کالی روشنائی سے لکھی ہوئی ہے۔
یہاں وہاں، کبھی حوض کے اندر اور کبھی حاشیہ اصلاحیں ایک دوسرے خط میں ملتی ہیں۔
نسخہ کی ابتدا میں نمبروار فہرست مضامین درج ہے۔ ۱۳ صفحوں تک ۱۲ سطریں ہیں۔ بعد میں ہر صفحہ پر گیارہ گیارہ سطریں ہیں۔
۶۶ صفحوں کے بعد ۵ صفحے خالی ہیں۔
۲۵۱ اوراق کے بعد حاشیہ اوپر اور نیچے ۴ء۱ انچ اور دائیں بائیں ۶ء۱ انچ ہے۔ دو تین صفحوں تک خط نسخ ہے، اس کے بعد نستعلیق ہے۔ اور حاشیہ وغیرہ کے لئے لکیریں کھنچی ہوئی نہیں ہیں۔
اصلاح جتانے کے لئے ص یا ۷ کی علامتیں درج ہیں۔
مٹیالے رنگ کا سفید اور چکنا کاغذ استعمال کیا ہے۔ ۵۳۳ صفحات کے بعد کاغذ نسبتاً زیادہ سفید ہے مگر یہ کھردرا بھی ہے۔
حوالے کے وقت اس کے لئے علامت د استعمال ہوئی ہے۔

---

[۱] کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد۔ فن ۸ نمبر ۶۴

(۵۱) خوب ترنگ[1]

نسخہ مجلد ہے۔

جلد کا سائز۔ طول : ۹٫۲ انچ، عرض : ۵٫۱ انچ، دبازت : ۵٫ انچ سے زائد۔

صفحہ کا سائز۔ طول : ۸٫۸ انچ، عرض : ۴٫۸ انچ۔

متن کا سائز۔ طول : ۶٫۷ انچ، عرض : ۳٫۰ انچ۔

کاغذ : سفید، دستی و مشینی ہے۔

خط : خط نستعلیق، ضخامت : ۱۴۹ صفحات۔

ہر صفحہ پر تقریباً پندرہ شعر درج ہیں۔ حاشیوں میں فارسی میں تشریح اشعار بھی بعض اوقات درج ہے۔

پہلا شعر ؎

بسم اللہ کہوں چھت ذات — جس رحمان رحیم صفات

آخری شعر ؎

بی نیشاں اس کا نیشان — یہ عارف سے کل لسان

اختتام پر یہ عبارت ہے :

"تمام شد کتاب خوب ترنگ تصنیف حقایق و معارف آگاہ میاں خوب محمد چشتی وقت ضحیٰ (کذا) روز چہارشنبہ بتاریخ ششم شہر رجب المرجب ۱۱۱۱ ہجری"

اس کے بعد اس قصیدہ کے شعر درج ہیں جو مطبوعہ خوب ترنگ الموسوم بہ امواج خوبی کی ابتدا میں ملتے ہیں۔ قصیدہ کی سرخی یوں قائم کی ہے :

"قصیدہ میاں خوب محمد چشتی بست و یک بیت"

خوب ترنگ کے صفحات کی تعداد یوں تو ۲۱۱ ہے مگر اس کے بعد قصیدہ وغیرہ کے صفحوں کو شمار کریں تو اس نسخے کے صفحات کی تعداد ۲۱۵ ہوجائے گی۔ صفحہ ۱۴۶ اور ۲۰۲ کے [illegible] مگر سفید کاغذ استعمال ہوا ہے۔ خط بھی بدلا ہوا ہے۔ تاہم دونوں خطوں میں [illegible] چکنے کاغذ کے علاوہ جو کاغذ ہے وہ صاف اور چکنا نہیں ہے۔

کہیں کہیں اشعار نامکمل ہیں۔ مثلاً ؎

---

[1] کتب خانہ سالارجنگ میوزیم، شعبۂ مشرقی، نسخہ نمبر ۳۶

وزن شعر میں وے کیوں آے
... ... سمایں جے نہ سماے

حوالے کے وقت اس کے لئے علامت س۱ استعمال ہوئی ہے۔

---

(۶) خوب ترنگ[1]

نسخہ مجلد ہے۔

جلد کا سائز۔ طول: ۱۰ء۲ انچ ، عرض: ۶ء۶ انچ ، دبازت: ۵ء انچ۔

صفحہ کا سائز۔ طول: ۹ء۸ انچ ، عرض: ۶ء۶ انچ۔

متن کا سائز۔ طول: ۷ء۵ انچ ، عرض: ۴ء۸ انچ۔

ہر صفحہ پر طول کے متوازی برابر کے چار لمبے خانے ہیں۔ دو مصرعوں کے درمیان لمبی لمبی سرخ لکیروں سے فصل قائم کیا ہے۔ دو شعر ایک ہی سیدھ میں لکھے ہیں۔

سرخیاں لال روشنائی سے لکھی ہیں۔ اشعار کے لئے البتہ کالی روشنائی استعمال کی ہے۔ مشکل مفہوم اور غیر مانوس الفاظ کے معنی و مطلب فارسی میں بین السطور یا حاشیہ میں درج ہیں۔ یہاں وہاں اسماء کو بھی سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔ کبھی کبھی متن کی غلطیوں کو حاشیوں میں درست کیا ہے اور اگر کبھی متن کے سلسلے کا کوئی شعر چھوٹ گیا ہے تو اسے حاشیے میں لکھ دیا ہے۔

آغاز کتاب سے

جس رحمان رحیم صفات
بسم اللہ کہوں چھت ذات

خاتمہ: تمام شد کتاب خوب ترنگ در شہر محرم در بلدہ بسونت نگر ضلع پربھنی (کذا)

کاتب کا نام یا تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔

حوالے کے وقت اس کے لئے علامت س۲ استعمال ہوئی ہے۔

اس نسخہ کی قرأت ج کی قرأت کے زیادہ نزدیک ہے۔ چنانچہ خوب ترنگ کی قرأت ترتیب دیتے ہوئے ان نسخوں کو بالعموم ترجیحی حیثیت دی ہے۔

---

[1] کتب خانہ سالار جنگ میوزیم، شعبۂ مشرقی، نسخہ نمبر ۳۵

(۷) قصص خوب ترنگ[1]

پیرس کے مشہور رسالے جرنل ایشیاٹک کے شمارہ جولائی - ستمبر ۱۹۳۳ء میں اردو کے مشہور استاد اور محقق ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زورؔ نے انڈیا آفس لائبریری کے دو نسخوں نمبر ۴۶۰ (E2006, 82 و ۱۰۵۵ (E 1879, 81) کی مدد سے خوب ترنگ کے قصوں کو علیحدہ مرتب اور خود خوب محمد اور ان کے رسالوں سے متعلق مختصر معلومات درج کرکے شائع کیا تھا۔ مناسب موقعوں پر اس سے بھی استمداد کی گئی ہے۔
۳، ۶، ۱ کے نسخوں (علی الترتیب) کے بعد میں نے اسے بھی مفید پایا ہے۔
حوالے کے وقت اس کے لئے علامت "زور" استعمال ہوئی ہے۔

---

(۸) خوب ترنگ[2]

یہ نام غلط لکھا ہے۔ اس کا صحیح نام امواج خوبی ہے اور خود اس نسخہ میں خوب ترنگ کے اشعار مع شرح درج ہیں، آگے پیچھے غلط نامہ و فہرست مضامین بھی چھپی ہوئی ہے۔ اس کی لکھائی عمدہ، مگر کاغذ اور چھپائی معمولی ہے۔ اس کے کاتب سید ممتاز علی اثر دہلوی ہیں اور سنہ کتابت ۱۳۲۷ھ ہے۔ سال طباعت بھی غالباً یہی ہے۔
یہ نسخہ قطعی غیر مرتب شدہ ہے۔ اشعار کے متن میں بے شمار غلطیاں ہیں۔ اس کے باوجود اس سے استفادہ کی کوشش کی گئی ہے۔

---

[1] جرنل ایشیاٹک (فرانسیسی) جولائی - ستمبر ۱۹۳۳ء [2] مطبع نعمانی، پیران پٹن کا نسخہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم[1] اللہ کہوں چھت ذات
جس رحمٰن رحیم صفات

ذات صفات اسما افعال
جمع مفصل جنہ[2] اک حال

نانوں[3] محمد تس کوں دیت
اوس[4] تفصیل سو عالم کیت

اسی[5] روح ارواح تمام
اسی جو[6] سے کے سب اجسام

سارے نسخے منہ[7] میں بات
سنیں کہوں گا بگٹ سنگھات[8]

بگٹ سو اس تھیں سمجھی[9] جاے
جے حضرات سو خمس کلھاے[10]

اول حضرت وحدت نانوں[11]
الہیت[12] دوجے اس ٹھانوں[13]

تیجے حضرت روح پچھان
چوتھا نانوں[14] مثال سو جان

جو سا[15] پانچویں ٹھانہ[16] بیان
پانچوں مل کامل انسان

پانچ[17] مراتب ماٹھیں آن
جدے جدے[18] کر کہوں بکھان

ہے تیسا کنہ کہیا جاے
منجہ[19] مقدار[20] صفت کچھ آے

جیوں کھلہلیا[21] سمند چھپاے[22]
جانے سب دریا لے جاے

---

۱ اس شعر سے قبل الف و ب میں یہ شعر بھی ملتا ہے: ~ میاں خوب کا ہے یہ کلام ؎ خوب ترنگ ہے اسکا نام
جو خوب ترنگ کے مطالعہ کے بعد الحاقی ٹھہرتا ہے کہ اس میں کہیں بھی اپنے "کلام" کی طرف، خوب محمد نے کوئی اشارہ نہیں کیا ہے۔ ۲ اب س جنہ، حاشیہ د میں چونہ بھی ہے۔ ۳ ب نانو، د نام ۴ ج س اس
۵ ادم س اوس ۶ ب جسے ۷ س میں ۸ د سنکات ۹ د سمجی ۱۰ ا (حاشیہ)
د س کھای، ب کلای، د تصحیح- کہلاے ۱۱ ب د نانو ۱۲ ا س س الاھیت ۱۳ ب تھانو،
س بھانوں ۱۴ ب نانو ۱۵ ب جتا ۱۶ ب تھاں ۱۷ اب پانچہ ۱۸ س
جودی جودی ۱۹ ب مجہ ۲۰ س مقدور ۲۱ س کلکلیا، م کھلکھلیاں ۲۲ ب چھپای، م چھپاے

نوک نغنیش[1] دریا بن یار
بھرے تو نوکج کی مقدار

جنہ خالق مخلوق تمام
کہیں صلوٰات علیہ السلام

تنہ میرا کہنا ہے کیوں
بات سنیں[2] ہوگی تیں جیوں

حکایت تمثیل

احسن قصص[3] کہے جس حق
حکمت نورانی مطلق

صورت پکڑ اوجال[4] دکھاے
روح جو عین جو سا کہلاے

قید مہیں آ مطلق نور
نانوں[5] سو یوسف کیا[6] ظہور

اس[7] یوسف کوں مالک آن
جس کا ہے تن[8] عین پران

کھڑا کیا لے بیچ[9] بازار
جیوں قیامت[10] کوں ہوے[11] دیدار

دیکھیا جیو جو سے[12] کی گھاٹ
بیچے[13] جیو سو جتیل ماٹ

بجے[14] دیکھے سو مول بڑھاے[15]
ثمن من اللہ چڈھتا جاے

جیو دے لیناں[16] سہنگا مول
تنہ کھوٹے دل کا کیا[17] بول

ہاتھ جیو لے آے گرھاک
جیو دینے[18] کا بھی نہیں[19] باک[20]

جیویں وہی جو جیو دے جایں[21]
موے[22] دیکھتیں[23] منہ[24] جیو پایں[25]

تنہ[26] اک ڈوسی آئی یوں
رگاں سوت کی[27] آنٹی[28] جیوں

لیاے ہاتھ منہ[29] آنٹی[30] سوت
پن[31] تس سوت سو جیو کا قوت

بلا دلال کہیا[32] منجہ ساتھ
اس کی بے[33] کر میرے ہاتھ

مالک ہو یوسف لے جانوں[34]
ہوں اس سوت بتی اوس[35] پانوں[36]

---

[1] ب نتی [2] ا ج سنے [3] ج د (اصلاح شدہ) احسن القصص [4] ب اجال، س اجال [5] ب نانو [6] د کیا [7] ب د س اوس [8] م تن ہے [9] ا ب د ج س بچ [10] س قیامت کوں جیوں [11] ب ہے [12] ب د س جسے [13] م بیچیں [14] س جو [15] ج بڑھائی [16] ب د س لینا [17] س کیا ہے بول [18] س دینیں [19] ب نیں، س ندارد [20] ا باک [21] س جائے [22] ب موے [23] ب دیکھتے، م دیکھنیں [24] م میں [25] س پائے [26] ب تہاں [27] م کے [28] د انٹی [29] ب س میں [30] م آنٹی [31] (متن) پس [32] ب کیا مجہ ←

تیوں ترجماں سو ہوں جیوں دل — کہوں بڈھوں[1] تھیں حل مشکل

میں مرشد تھیں سنیاں[2] بیان — وے مرشد صاحب عرفان

جنھوں[3] منجے[4] سکھلایا[5] دین — جن[6] تھیں منجہ[7] دل ہوا یقین

جیلانی بسطامی شاہ — بغدادی جس چتر[8] کلاہ

ہر ماضی پر حجت لیکھ — ہوں[9] معتقد ہوا ان دیکھ

وارث محمدی ہر ٹھانوں[10] — شیخ کمال محمد نانوں[11]

کیا عروج مقام اقدام — اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

کہہ تاریخ تنھوں کی خوب — جن[12] عددوں ذاکر محبوب

ان کوں[13] تھا یہ علم کمال — خذ العلم افواہ رجال

ان[14] تھیں میں سنیا[15] دن رات — اس[16] منہ[17] یاد رہی کچھ بات

وہ جیوں[18] منجہ[19] کوں آئی ترنگ — جمع کیتے[20] لے[21] تس تس ڈھنگ

خوب ترنگ اس[22] دیا[23] خطاب — مدح رسول اللہ کے باب

یا اللہ اے مدح رسول — اوسی دوستی کر مقبول

خداج[24] حافظ ہے ہر ٹھانہ — کرے نگہبانی اس مانہ

عذر خواہی

جیوں[25] میری بولی[26] منہ بات — عرب عجم مل ایک سنگھات

تیوں ھیں[27] کہوں گا کریں نہ کھوڑ — آیا بول گیا نہیں چھوڑ

---

[1] اج د سٗ بڈوں [2] ب سناں [3] ب جتے [4] اب ج سٗ مجھے ، م منجھے
[5] سٗ سکھایا [6] سٗ جس [7] ب سٗ مجہ [8] ب چھتر [9] (حاشیہ) میں
[10] ب ٹھانوئ ، م ٹھاؤں [11] ب نانوئ [12] ب جس [13] ب اوں کوں ، سٗ انکو
[14] (اصلاح) ب ج اون [15] سنیاں [16] اب ج د اوس [17] ب سٗ میں
[18] اب ج د م جیوں [19] ب سٗ جہ [20] د سٗ م کئے [21] سٗ ندارد [22] سٗ تس
[23] اج دیا [24] سٗ خداجہ [25] د جئوں [26] سٗ میری منہ بولی [27] د ہی ، م ہیں

سبوں[1] کھیا[2] کنہ تیری باج — ساٹھی نیں[3] بدھ ناٹھی ساچ

تب ڈوسی پھر کھیا یوں — منجہ[4] سے گالا[5] ہوا سو[9] جیوں

اتنیں[6] سان[7] تو ہے منجہ[8] مانہ — کہاں سو یوسف نے ہوں کانہ

یہی بچن لکھ میرے بھاگ — یوسف کی ہوں ہوں گرھاک[10]

خوب محمد بھی تیوں جان — ہوس دھرے یوں[11] من منہ آن

نعت مہیں دو بول ملاؤں[12] — بارے تس مداح کلھاوں[13]

ہت تھیں بھایو سب سنھار[14] — مت سن کر کچھ کرو بچار

خوب کہے گا خوب ترنگ — سنتیں[15] کچھو نہ کیجو[16] ننگ

یوں انکار نہ کیجو[17] دیکھ — جایو ناں[18] تج یوں[19] من لیکھ

کی یہ تو کہتا ہے خوب — دیکھو کی کہتا ہے خوب

پڑھے جو چھوکرواد قران[20] — توں[21] اوس کوں[22] کر جھوٹھ نہ مان

مت بوجھے ہے چھوکرواد — اس کا کھیا[23] سبھی برباد

جو بے قدر کتنیں[24] تھیں پاے — جوہر تو کیا بھنا[25] نکھاے

یہ تو جان پناچ[26] نہ ھوے — جے مقصود تجے یوں کوے

یہ تو کہیا فلانے یار — ایسا[27] بوجھ کرے انکار

جتناں[28] طالب کوں بس ہوے — میں اسس مانہ کھیا[29] ہے سوے

جیوں دل عرب عجم کی بات — سن[30] بولے بولی گجرات

← ۲۳ م بیج ۲۴ اب ج جاوں ۲۵ اب ج دم اس ۲۶ ب ج پاوں

۱ ب س سبھوں ۲ ب کیا ۳ ب نے، س تھیں ۴ ب مجہ ۵ س ڈھولا ، مر ۱ حاشیہ: ڈھولا و گالا بمعنی سفید) ۶ ب اتنی ۷ ب سیاں سو، س شان تو ۸

۹ س س میں ۱۰ ب کہراک ۱۱ ا ج من منہ یوں ۱۲ س ملاتوں ، م لاؤں ۱۳ ب کلاؤں ، د م کہلاؤں ، س س کھلانوں ۱۴ ب م سنہار ۱۵ ب سنتے ۱۶ ا ب ج نکیجو ۱۷ ا ج کیجو ۱۸ م نا ۱۹ م یو ۲۰ قرآن ۲۱ ا ب س س م تو ۲۲ س م اس کوں ۲۳ ب کیا سبھی ۲۴ ۱ (متن) کھیں، د کنی ۲۵ ب د س بھان، س بھناں ۲۶ س پناچہ، م پتاچ ۲۷ س ایسے ۲۸ س جتنا، م جتناں ۲۹ ب کیا ۳۰ س سین

اینہاں شعر کا قصد نہ لیکھ — اینہاں مراتب کہوں[1] سو دیکھ
ارض سما منہ جے نہ سمائے — وزن شعر میں دے کیوں آئے
دوڑیا ہوں نظروں کی شان — دیکھ مراتب سُنہ[2] اسمان
کل مراتب جز منہ لیاؤں[3] — کر نسخا[4] تصنیف دکھاؤں[5]
نعت مہیں کرتا ہوں سیر — یا اللہ تمم بالخیر
غلط[6] نہ پکڑیں اہوں اجان — درس کہوں دے توں[7] من آن
جو کچھ خطا اس منہ توں پائے — او[8]سے صحی[9] کر برائے[10] خدائے
پن اتناں[11] کہوں[12] گود بچھائے — مت ان سمجھے[13] بول پھرائے

تاریخ[14] خوب ترنگ در ہردو مصراع باعداد ابجد

نسخے کی تاریخ اسس ٹھانہ — پائے عدد ہر مصرے[15] مانہ
خوب[16] محمد گنے بچار — چودہ گھاٹ اوس[17] برس ہزار
دوجا چاند سو تھا شعبان — دیس دوشنبہ کیا[18] بیان
برس ہزاروں دکھ[19] قبول — جو کہیں[20] جانیاں[21] جائے رسول
خدا سو جانیاں[22] کہئے کب — بوجھیا[23] جائے محمد جب
عرف نعتیہ ذات سو کس — ناؤں[24] محمد کہئے[25] جس
ہے عرفان اسس پر موقوف — عرف ربہ جیوں معروف
پانچ[26] مراتب خوبیں جان — تو سمجھے گا یقین سو آن

---

۱ ب کوں ۲ ب سونہ، س م ستہ ۳ د س لیانوں ۴ د (اصلاً)، م نسخہ ۵ س دکھانوں ۶ س غلط ۷ م تو ۸ ب اسے ۹ دم صحیح ۱۰ ب س س میرا ۱۱ س اتنا ۱۲ ب کوں ۱۳ ا ج دم سمجھیں ۱۴ س سرخی ندارد ۱۵ س م مصرع ۱۶ ب یہ شعر قبل والے شعر کی جگہ ہے ۱۷ ا (اصلاً) ب س اس ۱۸ ا ج کیا، س کہیا ۱۹ م دگر ۲۰ ب کیتں ۲۱ ا ب ج د س س جانیا ۲۲ ا ب ج د جانیا ۲۳ ب بوجہا ۲۴ ب نانو ۲۵ ا ج د س س کھی ۲۶ ب پانچہ

اکھوں مراتب کر عرفان — آن یقین درست[1] ایمان
بوجھے[2] جبھیں[3] رسول تمام — تب ہووے[4] پورا اسلام
مقدمے کہوں مطلق ذات — پچھیں[5] اوس[6] کی تنزلات
تب لگ من منہ[7] راکھیں یاد — جب لگ اپنیں[8] پایں[9] مراد

آغاز[10] کتاب خوب ترنگ بعض منقولات شیخ کمال محمد رحمۃ اللہ در معارف محمدیہ علیہ السلام

ہے موجود سو کیتی شان — پہلوں اس کا کر عرفان
اک موجود وجودی ہوے — کس[11] کی چھت پر چھتا نہ سوے
وہ اپنیں[12] ذاتیج[13] چھتاج — ذات نہ وہ چھت ماں[14] محتاج
ہب دوجا موجود پچھان — وے[15] موجود سو ذہنی جان
دھریا اوس[16] کا ناوں[17] صفات — ہاتھ[18] لاؤ تب پاے ذات
سمع بصر نہیں[19] لاگے ہاتھ — ذہنی ہے لازم[20] چھت ساتھ
ہب موجود جو[21] تیجی شان — کروں بیان سنیں دھر کان
وے موجود اضافی پاے — اسما اوس[22] کا ناوں[23] کلھاے[24]
کرے اضافت تنزیہ دس — اسم الٰہی کہئے تس
تشبیہہ دھریں[25] اضافت ہوے — اسم کیانی وہ سب کوے

---

[1] س، ش درست [2] ب بوجھیں [3] ا، ج د م جبیں [4] ب ہوے [5] ب پچھی،
[6] ب د س اس کی [7] د س میں [8] ب م اپنی [9] ا، ج د ل پاے [10] ب د م آغاز کتاب خوب ترنگ با ترجمہ شرح نما کہ مسماست بہ امواج خوبی از ... الخ، س آغاز کتاب خوب ترنگ
[11] م کسیکی [12] ا ب ج د آپیں، س اپنی [13] ا، ج ذاتیج [14] س مانہ [15] ب وہ
[16] ا ب ج د ل اس [17] ب ناو [18] ب د ھات [19] ب نیں [20] س لازم ہے،
[21] ا ب ج س سو [22] ا اول اس، بعد اوس، د اول اون، بعد اوس، س م ان [23] ب ناو
[24] ا ب ج د دھرائے، س م کہائے [25] س دھرے

جیوں ماٹی تنزیہ سوں جب
ماٹی تشبیہ سوں جس ٹھانوں
پاوے ہر موجود اتال
فرض کرو اک شخص سو کیوں
وے ہب علم بصارت ماٹ
یہ موجود سو ذہنی کیوں
نرمائی کوں ہاتھ جو لاے
موم ہبیں[4] نرمائی ماٹ
یہ[6] موجود اضافی کیت
بن چھت ماں موجود سو موم
توں خوبیں سمجھیں اس ٹھور
چھت وجود سو موجِ پاے
موم مہیں موجود[9] وجود
فرق جو اس ٹھنہ[10] سمجھیا جائے
کہو موم تنزیہ سوں جب
وہی موم جب تشبیہ مانہ
جیوں آرسی[13] دیکھن[14] جاے
ہور آپس کون پاوے[15] جد
یہ افعال فکر کر دیکھ

ارض زمین دھرتی کہیں[1] تب
گھڑیاں کوز بھیٹری[2] نانوں
دیکھ آرسی مانہ مثال
ہے موجود وجودج[3] جیوں
دیکھ پچھانے ہرہر گھاٹ
موم مہیں نرمائی جیوں
موم جو عین وجود سو پاے
دکھلاوے گھوڑوں[5] کی گھاٹ
مومیں چھت گھوڑے کوں دیت
دیکھو تب گھوڑا معلوم
چھت ہے اور چھتا ہے اور
اور گھوڑا موجود دکھاے[7]
اون[8] گھوڑے کی شان نمود
تب موجود وجودج پائے
گھوڑے کا خالق ہے تب
عین[11] وہی گھوڑا اس[12] ٹھانہ
تب آپس ناظر کہلاے
چھت ناظر منظور سو[16] تد
کر اسماوں منہ بہ[17] بیکھ

۱؎ ب کیں ۲؎ ا ب ج د م بیٹری ۳؎ س وجودی ۴؎ م ہبیں ۵؎ ب گھڑوں
۶؎ س نمبر ۸ کا شعر اس جگہ اور اس نمبر ۱ کا شعر اُس کی جگہ ہے۔ ۷؎ ب دیکھاے ، م کہاے
۸؎ ب اُن ، د س انہ ۹؎ د تن ، س ش تھیں ، م ٹھانہ ۱۰؎ ب س م سمجھا ۱۱؎ س وہی عین ۱۲؎ م اوس ۱۳؎ س آرسی منہ ۱۴؎ د دیکھیں ۱۵؎ س پاویں ۱۶؎ س ندارد
۱۷؎ ا ج س ش بہ پیکہ ، ب بہ بہیکہ ، د بہپیکہ

ہر[1] موجود فرق[2] سوں جان ‏ — صفت اضافت سمجھ[3] پچھان
صفت سو معقولی موجود ‏ — انیں اضافی عین وجود
ہب موجود وجودج باج ‏ — دوجا چھت ماں نہیں چھتاج
خدا تجھے سمجھاوے[4] بات ‏ — پاے مراتب سنہ[5] توں[6] ذات
سن موجود چھتا جس[7] ناوں ‏ — چھت وجود چھتا اس ٹھانوں[8]
یہ موجود وجود سو جان ‏ — زاید ذات نہ من منہ[9] آن
اینہا وجود صفت نہیں[10] دیکھ ‏ — عین یہی موجود سو لیکھ
کہے وجود صفت توں جب ‏ — گھر کی شان سو[11] بوجھے تب
اب موجود آیا اس ٹھانہ ‏ — یہ شئے آے وجود سو مانہ
آے وجود نہیں جے کوے ‏ — پہلوں[12] سوے عدم منہ[13] ہوے
حق کی ذات کہے کیوں تب ‏ — عدم وجود نہووے[14] کب
ہب موجود وجود پچھان ‏ — تیونھیں[15] عدم معدوم سو جان
جیوں سورج کا دیکھ اجال[16] ‏ — کہے[17] اندھارا[18] چھانہ اتال
بن جب دیکھی جاوے[19] چھانہ[20] ‏ — عین اجالا[21] ہے تس ٹھانہ[22]
رات ہووے[23] بھادوں[24] کی جب ‏ — دیکھو انکھیاں[25] میچ[26] سو تب
تب بھی دیکھیا جاے اندھیار[27] ‏ — کہو اجالا[28] تیستی بار
ہمیں فکر کر من منہ آن ‏ — ہیچ[29] نہیں اندھیارا جان
کاہے[30] کہ شئے[31] پاے جس حال ‏ — وہ موجود وجود اجال[32]

---

[1] ب مصرعے برعکس ہیں۔ [2] س فرق سو [3] ب دم سمجھ [4] س سمجھاوے [5] ج م سوں
[6] س تو [7] ب جن [8] ب ٹھانو [9] ب میں [10] ب نیں [11] د اول سو بعد جو ،
[12] س پھلوی [13] ب س میں [14] ب س نہوے [15] ج تیوھیں، س تیویں، م تیوں ہیں
[16] د اوجال [17] د کہیا [18] د س اندھیارا [19] س جاے [20] د چھان [21] د اوجالا
[22] س مانہ، ج د ٹھان [23] ب ہوے [24] ج د بھادو کی [25] ب آنکھاں [26] ب ج میچ، د چ
[27] س م اندہار [28] د اوجالا [29] ب ج د س ہیچ [30] ب م کاے [31] ج کے [32] د اوجال

ہیچ[1] نہیں اندھیارا نانوں[1]
عین عدم معدوم اس ٹھانوں[2]

عدم وجود ہوئے[3] معلوم
ہے موجود انیں معدوم

عدم نہیں ہور وجودج[4] ہے
دونہ[5] باتوں تھیں پائے شے

نفی کریں یا کر اثبات
عین مراد سو شئے ہے[6] ذات

توں[7] خوبیں[8] سمجھیا[9] اس شان[10]
ہبیں[11] کہوں ٹک سن دھر کان

عین ہووے[12] عدم وجود جو شے
تب دونہ اکٹھے ہوویں[13] وے

زاید ذات وجود اس گت
ولی اضافت کی نسبت

ہے موجود سو باہر جب
نہیں[14] گھر منے[15] معدوم سو تب

عدم وجود دوہوں اک حال
جیوں اضافت کئے اتال

عدم وجود اضافت ہوے
ولی صفت مت کہوے کوے

صفت سو کالا ہووے[16] جانہ
تب اجلا[17] دونہ اکٹھے نانہ

جیوں[18] معدوم سو ہوئے[19] جب
ہوے[20] نہیں[21] موجود سو تب

پن اک[22] وقت نہیں یہ[23] دوے
عدم وجود اضافت ہوے

صفت ذات پر قائم جان
صفت سو معقولیج[24] پچھان

ہے نہیں[25] جیوں باہر گھر مانہ
ذاتج[26] عین اضافت تانہ

جیوں[27] ڈاوا اٹھ[28] جمنے[29] جاے
جمنے[29] ذات سو ڈاوے[30] پاسے

عین وجود سو حق کی ذات
کئے[31] اضافت مخلوقات

۱؎ اب ج د س، س، ہیچ ۱؎ اج ناو ۲؎ اج ٹھانو، م ٹھاؤں ۳؎ ب د س، م ہوئے ۴؎ اج وجود، م وجود سو ۵؎ اج د نہ ۶؎ س، ہے ۷؎ اج س، تو ۸؎ ب خوبے ۹؎ اب ج س، سمجھا ۱۰؎ اج ٹھانہ، ا میں بعد میں کسی نے شان بنایا ہے۔ ۱۱؎ د جبے ۱۲؎ اج عین ہے ۱۳؎ ب د ہوویں، م ہوئیں ۱۴؎، ۲۱؎، ۲۵؎ ب نیں ۱۵؎ ب م میں ۱۶؎ ب ہووے ۱۷؎ س، اجالا ۱۸؎ د جیوں ۱۹؎ اج دم ہووے ۲۰؎ ب م ہووے ۲۲؎ س، ایک ۲۳؎ د ای، س، وی ۲۴؎ د معقولج ۲۶؎ د ذاتیج ۲۷؎ د جیوں ۲۸؎ د اوٹھ ۲۹؎ س، جنیں ۳۰؎ ب ڈاوا ۳۱؎ س، کھے

خلق وجود اضافت[1] جد — اول ازل مضاف سو تد
عدم اضافت ہووے[2] جانہ — آخر ابد کہیں تس ٹھانہ
ذات مضاف سو مطلق لیکھ — توں وہ[3] عین اضافت دیکھ

مرتبۂ لاتعین کہ غیب ہویت ذات مطلق است[4] نمودن[5] در خود[6]

اقرأ کتابک اس بھانت آد — کفیٰ بنفسک معنی یاد
توں[7] آپیں پڑھ[8] ہوئے کتاب — کہوں سو سمجھیں[9] ہر ہر باب
چھت کچھ ہے بن[10] تن کی گھاٹ — جگ تھیں ہوا لگا جس ماٹ
وہ ہوں خوب جو تجہ منہ[11] توں — یہ توں[12] وہ جے وہ ماں ہوں
وہ چھت ذات[13] سو مطلق جان — باج صفت اوس[14] من منہ آن
ذات سو غیب ہویت ناؤں — صفت نہ امڑے[15] کو تس ٹھاؤں
صفت ذات پر قائم[16] ہوے — صفت ذات بن پاے نہ کوے
صفت[17] ذات پر قائم[18] جان — صفت سو معقولیچ پچھان
تو ہب جس مرتبے[19] سو ذات — تس مرتبے[19] نہ ہووے صفات
ذات ہویت کہے[20] جس ٹھانہ — اونھاں صفت کوں مدخل نانہ
تھاں[21] صفت تشبیہ نہ کوے — تنزیہ[22] کا بھی قید نہ ہوے
جب یہ چھت ہر ٹھاہر پاے — تب اک قیدیں کنی[23] نہ جاے

---

[1] ا ب ج د س م اضافی [2] س ہوے [3] د ج وے [4] ا [illegible]
[5] ا ب ج د س نمودند [6] د وجود [7] م تو [8] س پڑ [9] س سمجھے
[10] ا ب ج بن [11] ب میں [12] س ہوں [13] س وے چھت سو ذات [14] ب د س اس [15] س ابری [16] د ج س قائم، د م قایم [17] ب د م یہ شعر نہیں ہے۔
[18] ج س قائم [19] س مرتبہ [20] ا ب ج کہ، د (اصلاح شدہ) کسی، م کی،
[21] [illegible] [22] م تنزیہہ [23] ا ب ج د م گنیں

ذات سو مطلق ہے اس ٹھانہ ‌ ‌ قید صفت اک بھی کچھ نانہ

جیوں[1] بصر تھیں دیکھیں[2] سب ‌ ‌ ولے بصر نہیں[3] دیکھیں کب

یہ چھت عین سو چھت سب کوے ‌ ‌ پن یہ چھت ادراک نہ ہوے

ہے بھی نہیں[4] بھی کہیا[5] نہ جاے ‌ ‌ مطلق قید میں نہیں[6] آے

ہے کہویں تب وحدت ناوں ‌ ‌ ہوے[7] علم کا قید اس ٹھانوں[8]

نہیں کہیں تب عدم سو ہوے ‌ ‌ قید علم[9] کر سکے نہ کوے

چھت کہنیں[10] منہ[11] آے ند بات ‌ ‌ ہمیں کہیں سمجھیں[12] کوں بات

جھولنہ[13]

ہے گھونگھٹے منہ[14] من ہر چھپیا[15] جنہ جان پنیں[16] کوں بھی لاگ نہیں

ہموں[17] سمجھے[18] کوں کہیا[5] پن سمجھیں[19] نہیں[4] ہے پنیں[20] کوں بھی ماگ نہیں

جیوں[21] دیکھتے[22] ہیں سبی[23] دیکھنیں[24] تھیں سکیں دیکھنیں کوں کیوں دیکھ کرے

ایسا بھید کچھو کوچٹ[25] اہے کھلے[26] گھونگھٹا[27] سو کیوں خوب پرے

جیوں دوپہری بیراں سور ‌ ‌ پرگٹ[28] دیکھیا جاے نہ نور

اینھاں[29] دیکھناں[30] جاے انجاے[31] ‌ ‌ پرگٹ[32] تھیں دیکھیاج[33] نجاے

کشف ولی ہور نبی جو کوے ‌ ‌ اینھاں[34] امرناں[35] کسے نہ ہوے

حق ہور[36] خلق نہ جانے اس ‌ ‌ مطلق علم نہ امرے تس

---

۱ د جئوں ۲ س دیکھے ۳ ب نیں ۴ ب نیں ۵ ب کیا ۶ س تھی ۷ ب ہووے ۸ ب ٹھانہ، م ٹھاؤں ۹ س عام ۱۰ ب کہنے ۱۱ ب میں ۱۲ ا ب ج سمجھن، د سمجے، س سنمجھیں، م سمجھے ۱۳ م جھولنا ۱۴ د س ماں ۱۵ ب س چھپا ۱۶ س س پنے، ۱۷ س جیوں ۱۸ س سنمجھے، س سمجھیں ۱۹ ا ب ج م سجیں، س سنمجھیں ۲۰ س پن ، ۲۱ د جئوں ۲۲ س دیکھتیں ۲۳ ب سبہی ۲۴ ب د دیکھنے ۲۵ ب کچٹ ۲۶ ا ج س س کھولے ۲۷ ب دم گھونگٹا ۲۸ ب پرگھٹ ۲۹ د اپنھاں، س اینھا ۳۰ د س دیکھنا ۳۱ ا ج آنجائے، س نجائے ۳۲ ب دم پرتک ۳۳ س دیکھاچ، م دیکھاج ۳۴ س اینھا ۳۵ د (سرخ روشنائی) اتیرنا ، ←

کا[1] ہے کہ علم صفت نہیں[2] تانہ
ہوں تعین منہ سب ناؤں[3]
ہب[4] پانیں[5] دھر دیکھے کوے
پرتگ کھولے تعین مانہ
بن پردے[11] پردا[12] ہے اس
جب پردوں منہ پرگٹ[16] ہوے
ظہور پردا[17] ہے اور شان
پہلی[18] شان نہ پایا جاے
تہاں[19] نہ رنگ نہ صورت ہوے
تب سو پردا[17] پرگٹ[20] ذات
بن کو[23] صفت نہ امڑے تانہ
اینھاں[25] سو پردا[17] ہوے[26] ظہور
عین سو جگ ہے جگ کے حال
لہر پھوٹے پرگٹ[30] جب

وہم قیاس پچھیں[6] کس مانہ
توکیوں امڑیں[7] کہہ[8] تس ٹھاؤں
تس منہ[9] سوج عین سو جوے
ذات کھولے[9] چھپناں[10] تس ٹھانہ
پردے[13] منہ[14] کھولناں ہے[15] تس
ہوے ظہور نہایت سوے
کریں منہ پہلی[18] شان گمان
عارف کون اس منہ دکھلاے
ضد نہیں اور مثل نہ کوے
پاین[21] جو امڑے[22] کوئی صفات
پرگٹ[24] ذات ہویت جانہ
ارض سما[27] سب اللہ نور
اس[28] منہ عارف پایں[29] اتال
پانیں[31] پر پردا ہے[32] تب[33]

— اصلاح شدہ امرنا [36] ب اور
[1] ب کاسے [2] ب نیں [3] د بجھی [3] م ناؤں [4] س امڑے [5] ا ب ج د
کر، س کے، م کر [6] م جب [7] د م پانی [8] د میں [9] ب س م کھلے [10] ا ج س
چھپنا، م چھپیاں [11] ا ج پردے، م پردہ [12] م پرادا [13] م پردہ [14] د میں، تمیں [15] ب
کھلنا ہے، دم ہے کھولنا، س کھلنا ہے۔ [16] ب پرگھٹ [17] م پردہ [18] ب م پہلے
[19] م تنہا [20] ب پرگھٹ، س پرتک [21] ب پاے [22] س انپرے [23] س
کوی [24] س پرتک [25] ب د س اینھا [26] ب اہے [27] د س م ارض وسما
[28] س اوس [29] ا ج پاے، د پائیں، س م پائی [30] ب برکھت، س پرکھت
[31] ا ب ج س م پانی [32] ا ج م ہیں [33] م سب

جب باطن سب ظاہر ہوے … ہوے ظہورچ[1] پیدا سوے
سمجھیں[2] دور پڑی[3] ہے بات … چھٹ ہو غیب ہویت ذات
آوے قید مہیں جے کوے … اوس[4] پہلوں[5] بے قید سو ہوے
قید علم کی سوں[6] چھٹ پاے … تب اس[7] وحدت نانوں[8] دھرائے

حضرت وحدت

ہوں جب ہوں کہونگا[9] جس ٹھانہ … تب اتنا[10] تو ہے من مانہ
کی چھٹ[11] ہوں تو کہوں سو ہوں … علم بتی جانوں ہوں کوں
ہوں چھٹ ذات ہویت سوے … علم تعین اول ہوے
علم حضوری ہے اس[12] ٹھور … اینہاں[13] دلیل نہیں کچھ[14] اور
آپس ہوں جانوں اس مانہ … مقدمے کی[15] حاجت نانہ
چھٹ سو غیب ہویت جان … ہوں ہوں وحدت اسے پچھان
یہ[16] ہوں وحدت ہے جیوں بیج … یہی حقیقت محمدیچ
یہی سو فاصل ہے سب ٹھانہ[17] … یہی سو جامع ساروں مانہ
یہی سو اک ٹھنہ[18] یہی سو دور … یہی بطون[19] یہیچ[20] ظہور
اول آخر عین یہیچ[21] … ظاہر باطن اسی بتیچ[22]
عین یہی احدیت سوے … واحدیت یہ عین سو ہوے
یہ برزخ جامع سب ٹھانہ … قابل محض سو یہ چھٹ مانہ

---

۱ د س ظہورچ ۲ د سمجے، س سمجھیں ۳ ب پڑی، س پڑھی ۴ س م اس ۵ س پہلوی ۶ ا ب ج سنہ، د (متن) سنہ مگر اصلاح سوں، س سو ۷ د م اوس ۸ ب نانو ۹ س محض کہو ۱۰ ا ج اتناں، ب د اتناں ۱۱ ب م کہ ۱۲ س اوس ۱۳ س اینہا ۱۴ ا ج کچھو نہیں اور ۱۵ س ندارد ۱۶ س یہ ۱۷ س ٹھان ۱۸ س اکٹھ ۱۹ م بطون ہور ۲۰ م یہیچ ۲۱ س یہیچ ۲۲ س، س بتیچ

قوس احدیت

مُلک ہوں پر یہ نظر سو آن — آپس کون اس بھانت سو جان[1]

ہیڑا ہاڑ[2] نساں اور[3] چام — ملمیں جو سا[4] اک[5] ہوا تمام

تیوں ہوں ہوں مل کر دو چار — کی[6] ہوں ایکج دیکھ بچار

یا اک[8] ہوں جیوں[9] ماٹی ہوے — تس منہ ہاڑ[11] نہ چمڑی کوے

پن ماٹ منہ ہے[12] یہ بات — رتری کالی پیلی ذات[13]

یہ تو ایک نہ ہوے[14] کب — جیوں[9] پانیں[15] ہوں اک رنگ سب

پن کھارا میٹھا جل مانہ — ہلکا بھاری یوں بھی نانہ

یہ بھی ایک نہیں[16] بہت[17] کثیف[18] — تو ہوں اک جیوں باد[19] لطیف

ویلے مشک منہ[20] باد[21] بندھاے — اک ٹھنہ[22] مار پنکھا تنہ[23] آے

یوں نھیں[24] ایک[25] جو[26] باندھے تان — تو ہوں اک[27] جیوں آگ سو جان

پن لکڑیاں[28] گھس نکلے آگ — پانیں[29] چھانٹ[30] بجھے[31] تس لاگ

ایسا ایک نہ ہوں اس[32] مثال — تو ہوں اک[33] ہوں جیوں اجیال[34]

پن جب کس منہ[35] دیا[36] چھپاے — تب اجیال[37] اکٹھا ہوے[38] جاے

ایسا ہوں[39] کر ایک[40] نہ لیکھ — تو ہوں اک ہوں ماخیں دیکھ

---

۱ ب س: بھان، ۲ ا س س: ہاڑ ۳ ا س: ہور ۴ ب: طین، س: عین ۵ ب: جیسا، ۶ ا: اس ۷ م: کہ ۸ ا ب ج د: ایک ۹ د: جیوں ۱۰ ا: ماں، د م: ۱۱ ا م: ہاڑ، ۱۲ س: یہ ہے۔ ۱۳ ا: حاشیہ: دھات ۱۴ ا ب د: ہووے ۱۵ ب س م: پانی، ۱۶ ب: نیں ۱۷ س: بھوت ۱۸ س: کسیف ۱۹ پہلے بادی بعد باد ۲۰ ب د: میں، ۲۱ د: باؤ ۲۲ س: اکٹھ ۲۳ ا س م: ٹھنہ ۲۴ د: یو ۲۵ س س: اک، ۲۶ س: جو ۲۷ ب: ایک ۲۸ س: لکڑیا ۲۹ ب س م: پانی ۳۰ ب: چھانٹہ، ۳۱ ا: بوجھے۔ س: بوجے ۳۲ س: اوس ۳۳ ب م: ایک ۳۴ ا د س س م: اجال ۳۵ ب: پن کس منہ جب، د: پن جو کسی میں اصلاح شدہ، پن جب کس میں ۳۶ ا ج: دیا، ۳۷ د: اجال ۳۸ ا ب د س م: ہو ۳۹ د: ہوں، ج: کر ۴۰ ا: ایک

تب ہوں خالص ایکچ پاے — دوجا تنہ دغدغا نہ آے
ہوں ہوں ایک سو خالص جان — احدیت اِس ناؤں پچھان
اور کچھوج نہ تھاں صفات — ہوں ہوں ایک سو خالص ذات
ذات منزہ اینہاں سو ہوے — ایک قید تنزیہ کا سوے

سوال و جواب تنبیہ

ہبیں فکر کر توں من لاے — مت مرتبے بھلا کر جاے
فرق سو کیا احدیت مانہ — اور ہویت کہے ہے جانہ
کہی ہویت منہ یہ بات — چھٹ ہویت عین سو ذات
جنس صفت کی نہیں سو تانہ — ہوں کا علم سو وے بھی نانہ
علم بتی ہوں جانے جب — ہوے تعین وحدت تب
ہوں آپس کوں ایک جو پاے — احدیت اس ٹھانوں کہاے
ہوں جانے پہلوں اس ٹھور — خالص ایک سو بوجھے اور
یہ تنزیہ سوں ہوے ادراک — وے تنزیہ تھیں بھی ہے پاک
دیکھ فرق مرتبوں سو مانہ — ہویت اور احدیت کا نہ
ایک سو ہوں یوں جانے کوے — عین ایک ہوں پناں سو ہوے
وحدت عین احدیت جان — واحدیت کوں ہبیں پچھان

قوس واحدیت

ہوں آپس ہوں جانوں جب — باتاں کیتیاں ہوویں تب

---

۱ ب خالص ایکچ ۲ ب تانہ ۳ ج د قید سو تنزیہ ۴ س سوے ۵ س بیان فرق میان احدیت وغیب ہویت ۶ ب لآے ۷ س مرتبہ ۸ ب نیں ۹ ب اپس ۱۰ س ناوں، م ٹھاؤں ۱۱ ب کہاے، دم کہلاے ۱۲ د وے تو تنزیہ تھیں بھی ۱۳ ب ہبے، ۱۴ د س س ہوویں

ایک وجود جو بوجھے ہوں
جس تھیں آپس کوں ہوں پاوے
علم مہیں چھت روشن جان
تیجا نور سو چھت اظہار
ہوں ہوں یعنی اور نہ کوے
چوتھا ہووے شہود اس ٹھانہ
عین[5] ہونج[6] ہر یک چنہ شان
علم کہو[9] یا کہو وجود
عین چھوں وحدت ناؤں
وحدت ان معنوں سوں جب
واحدیت وحدت ہے عین
احدیت اور واحدیت
قابل محض سو وحدت یوں
ہیں نسبتاں سو طرفاں دوے

دوجا علم جو ہے اس کوں
جس منہ[1] چھت روشن دکھلاے
نور سو ان معنونج[2] پچھان
علم مہیں یوں دیہ قرار
ان معنونج[3] مشہود سو ہوے
اک[4] آپس ہوں بوجھن مانہ
ہوں ہوں نھیں[7] زیادت[8] نقصان
نور کہو یا کہو شہود
سمجھیں[10] ہے سمجھن[11] کی ٹھانوں
ناؤں سو واحدیت ہے تب
واحدیت وحدت کی بچین
دو نسبتوں چھتی وحدت
قابل دو نسبتوں[12] سو جیوں[13]
چھت وحدت نج[14] ماتھیں ہوے

تمثیل

جیوں پانیں[15] کوں چھت کر جان
ایک صاف ہے پانیں[15] سب
ایک صفا کا قابل تیر

تس ہیں[16] دو نسبتاں پچھان
عین صفا سب پانیں[17] تب
احدیت گن اس تقدیر

---

[1] د میں [2] ب معنوج، د معنوچ [3] ب م معنوج ، د معنوچ [4] ب ایک
[5] س شعر ندارد [6] ب ہونجہ ، د ہونچ ، م ہونج [7] ب نیں [8] ب زیادہ
د اول زیادت بعد زیادہ [9] س عین وجوتی [10] س سنجھیں [11] ا اصل سمجھے بعد
سمجھن ، م سمجھے [12] د دو نسبت سوں ، د دونسبتوں سوں ، س نسبتوں سوں [13] د جیئوں ،
[14] ج نج [15] ا ب د پانی [16] س س تسمیں [17] ب د م پانی

دوجی نسبت قابل سوے
سب جل لہر پھوٹے ہوے

قابل لہروں کا سب جل
واحدیت کہہ اسی محل

قابل محض سو پانیں[1] ہوے
صفائی[2] لہراں[3] نسبت دوے

سب پانیں[4] ہے قابل جب
صفا تو سب لہراں تو سب

ان[5] دونہ[6] نسبت من منہ آے
پانیں[7] بچ منہ بوجھیا[8] جاے

بچ پانیں[9] پردا ہے جیوں[10]
لہراں صفا بھلیں[11] نہیں کیوں

یہ مرج البحرین سو جان
بینہا برزخ پہچان[12]

صفا انیں لہراں ہیں دوے
دونوں[13] عین سو پانیں[14] ہوے[15]

پن ای[16] دو نسبتاں سو جانہ
تب پانیں دونہ کے بچ مانہ

تمثیل[17]

علم سو جیوں[10] چھت یوں من لیکھ
علم بوجھ ہے کرے[18] بہ بیکھ[19]

بوجھے جے جگ ماں ہے سوے
عین علم تب عالم ہوے

جیوں جگ منہ کی بوجھے بات
تیوں بوجھے اپنیں[20] بھی ذات

بوجھے سمع بصر ہے اور
ہوں ہوں علم کہے[21] اس ٹھور

ذات اپنیں[22] جب ہوے مفہوم
علم عین[23] تب ہے معلوم

عین علم عالم[24] ہے سب
عین علم معلوم سو اب

پن چھت ماٹھیں علم سو جان
ای دونیں[25] نسبتاں پچھان

---

[1] ب م پانی [2] س صفائی [3] س طرفان [4] ب د پانی [5] ا حاشیہ ای [6] ب م دو ، د اصلاً دو بعد دونہ [7] ب د س پانی [8] ب س بوجھا [9] ب پانی [10] د جیوں [11] ب بھلےنیں [12] ب پہچاں ، ا ج د س م پچھان [13] ب دونو ، د اصل دونوں بعد دونو ، [14] ب م پانی [15] ا س سوے ، د متن ہوے مگر حاشیہ سوے [16] د اول یو مگر اس کے اوپر یہ ، م یہ [17] ا د تمثیل دوم [18] س کریں [19] م بہ پیکھ [20] ب م اپنی [21] ا ب ج س م ہے ، [22] ب اپنی [23] ا عین علم [24] ب عین علم ہے عالم [25] ج دونوں ، س دو ، ا حاشیہ ای دونو

عالم ہور[1] معلوم سو جانہ — گنو[2] علم ہے تنہ[3] بچ مانہ
یوں[4] وحدت بچ کریں قیاس — پاسیں[5] دو نسبتاں سو تاس
یہ مرتبا[6] سو پہلا ہوے — دوجا الہیت ہے سوے

حضرت[7] الہیت

ہبیش[8] الہیت کوں جان — کہوں سنیں من ایدھر آن
احدیت تھی[9] سلب صفات — تس تھیں اوسکی[10] چھوڑی بات
ظہور واحدیت ہے جانہ — طرف ثبوت صفات اس[11] ٹھانہ
واحدیت تھیں سنو اتال — کیا کیا تس منہ[12] تھا اجمال
علم[13] وجود شہود اور نور — ہوں بوجھوں تنہ چھوں ظہور
ہونچ علم ہور ہونچ[14] وجود — ہونچ[14] نور اور ہونچ شہود
ہونچ چھوں ہوں ہوں اجمال — ہوں تفصیل انھوں[15] چنہ[16] حال
جیوں پہلوں[17] چاروں کہہ[18] آے — ہوں کہنیں[19] منہ[20] چاروں پاے
جیوں اوپر سمجھا[21] چنہ بار[22] — بھی اب جیوں کہیا تکرار
یہ ہوں چھوں رہیا جیوں[23] جان — اے جیوں وحدت تیوں بچ آن
یہ جیوں چھت وحدت بچ[24] لیکھ — ہب[25] اس[26] دو نسبتاں سو دیکھ
ہوں ہوں علم اسی[27] مفہوم — عالم علم علم معلوم

---

۱ ب اور ۲ ب س ش کیوں ۳ د اول تب بعد تنہ ۴ م مصرعے برعکس ہیں ۵ ب ج دم پاسے، ا متن پاسے، حاشیہ پاسیں ۶ م مرتبہ ۷ س قوس احدیت، ش [illegible] ندارد، ۸ ب ہبے ۹ د متن ہی، حاشیہ تھیں ۱۰ س اسکی ۱۱ ا اوس، د اول اس بعد اوس ۱۲ م اس منہ، د اول اس، نہ بعد تس نہ ۱۳ س ندارد ۱۴ د ہونچ ۱۵ ب اہوں، ۱۶ ا د س پہوں ۱۷ د حاشیہ: پہلیں ۱۸ س کھنہ ۱۹ ب کہنے ۲۰ س موں، ش میں ۲۱ ا د سمجھیا، س سنجھا ۲۲ م د حاشیہ ا: یار ۲۳ ا جوں ۲۴ ج حاشیہ مثل ایضا مگر متن مختلف: یہ جیوں وحدت تیوں بچ لیکہ ۲۵ ب اب ۲۶ س اوس ۲۷ د اول اسی بعد ادسی

جس نسبت یہ عالم ہوے
جس نسبت معلوم سو پاے
یہ معلوم تقید ذات
جنہ[5] معلوم سو ہے مطلق
تیوں‌ھیں[6] نور روشنائی ناؤں[7]
تہاں سو روشنائی کی ٹھار
نور منور ہوے[12] کیوں
اللہ نور سما و الارض
نور[14] بتی جگ روشن ہوے
نور آپس ھیں آپ چھتاج
آپیں آپ کھلا ہے جد
جس نسبت روشن کرنہار
روشن شدہ سو ہے جس ٹھاوں[10]
تیوں‌ھیں شہود مہیں بھی ہوے
آپیں ہے شاہد اس ٹھانہ
شاہد اسم الہی جان
تیوں‌ھیں[7] وجود جو[18] چھٹ ہے ذات
وجود بخشش کرے سو سوے

اسم الہی کہئے[1] سوے
تنہ ممکن[2] مخلوق کلھاے[3]
تب اس ناوں[4] سو مخلوقات
تنہ عالم معلوم سو حق
اس‌ھیں[8] روشن ہوے[9] سب ٹھاوں[10]
ناوں دہریں[11] روشن کرنہار
عالم[13] عین علم ہے جیوں
خالق نور کہیں اس غرض
تیوں آپس بھی کھولے سوے
نہیں[15] کس دیوے کا محتاج
روشن ہوا کہیں[16] گے تد
اسم الہی تیتی بار
تنہ ممکن مخلوق سو ناوں[7]
یوں ہوں دوجا اور نہ کوے
ذات ہوئی مشہود اس ٹھانہ
مشہود اس مخلوق پچھان
جس کا ہے لازماں[19] صفات
دکھلاوے موجود سو ہوے

---

[1] د کہیں [2] د متمکن [3] ب کلاے [4] م ناؤں [5] د اول جن بعد حاشیہ: جانہ ،
[6] م تیوں ہے [7] م ناؤں [8] د اول اس بعد اوس [9] ا ہووے [10] م ٹھاؤں،
[11] س دہرے [12] اب س س٢ ہووے [13] د جیؤں [14] ب اس کی جگہ اور دو شعروں کے بعد ہے۔ [15] ب نیں [16] ا ج س کھولا ہے ، د کھولاے [17] س کہیں ،
گے ندارد
[18] د متن جو حاشیہ سو ہے، س سو [19] م لازما

الف ہتھیلی[1] پر لکھ دیکھ — اٹکل سوں[2] کر بچھیں[3] بہ بیکھ[4]

وجود الف کا توں[5] کرھار — کرے جو توں ہوے تیتی بار

ہاتھ الف ہووے[6] موجود — ہاتھ[7] سو توں ہے عین وجود

اسم الٰہی فاعل سب — ممکن سب مفعول سو اب

چھت منہ پاے جہاں صفات — تس منہ[8] پہلے ہوے حیات،

صفت بگت سنہ[9] کھلنیں[10] مانہ — دوجا علم سو پہلی ٹھانہ

علم بگت کر سکے سو تب — اسے[11] ارادت ہووے جب

پھرے[12] ارادت تو ہر بار — جو ہووے[13] قدرت ناچار

علم ارادت کرے کلام — سمع ہووے[14] تو سنیں[15] تمام

قدرت ہے چھت ذات سو جس — عدم نکوئی[16] کر سکے سو تس

بصر ہووے[17] تو دیکھے ذات — دیکھ کلام لکھیں[18] سن بات

حفظ سمع کا عین کلام — جیوں[19] گنبذ[20] منہ کہے[21] سلام

گنبذ[22] بول جو پکڑے سب — ویسا دیہ[23] جواب سو تب

سنے سو جے بولے گا سوے — جے بوڈا[24] وہ گونگا ہوے

نطق سو[25] ہے انسانج[26] مانہ — سات صفات یہ[27] ہویں[28] تانہ[29]

آدم منہ اسے[30] حادث اب — قدیم الٰہیت منہ سب

---

[1] ب ج ہتیھلی، د س م ہتیلی [2] ا سنہ، م سیں [3] د اول یچی بعد بجھیں [4] ب د بیبکہ [5] م توں [6] ج س ہوے، د ہوے [7] ب د ہات [8] م میں [9] س سے [10] د س م کھولنیں، ب کھلنے، د کھولنے [11] ب اوسے، د اول اسے بعد اوسے [12] د پہلے یہ شعر نہیں تھا، حاشیہ میں اضافہ کیا گیا ہے، س یہ شعر نہیں ہے۔ [13] ب م ہووے، س ہووے تو [14] ا ب س م ہووے، [15] س س م سنے [16] ا ب ج د س م نکو [17] د س ہوئے [18] ا ب د س س م کہوں کلام ہیں... د حاشیہ ج کہو کلام ہیں [19] د جیوں [20] م گنمٹ [21] ب کہیں [22] د گنبد، م گنمٹ [23] ا ب د س بوڑا [24] ا وے [25] س س جو [26] د انسانج [27] ا اے [28] ا ب س س ہو دیں، د ہوے [29] ب ٹھانہ [30] ب یہ

سات صفت یہ جس منہ پائے — وسے خالق ہے نوائیاے
عین ذات ہے صفت سو جان — یہ تحقیق سو من منہ آن
غیر ذات ہے صفت سو کانہ — عقل فہم کی نسبت مانہ

جھولنہ

چھیل[2] جیوتا جانتا لوڑتا ہے سکت اپنیں[3] تھیں سنے دیکھ بولے
سچے[4] مچ آپیں روپ اکھٹے ہیں پن جانیں[5] ماں[6] الگیج کھولے
چھتا ایک اجاس[7] جیوں[8] خوب اہے اجالاج[9] دھریں تس[10] ناؤں[11] ولے
اجاس[12] اپنیں[3] ماں کھولا[13] آپ[14] بتی[15] تیج کرنہارا[16] اجال[17] ایک[18] ٹلے

کہیں[19] الہیت اس ٹھانوں — حقیقت انسانی اس نانوں
سات صفت یہ[20] بچ منہ آن — اس[21] کوں دو نسبتاں سو[22] جان

[23] قوس ظاہر وجود

حی علیم مرید قدیر — سمیع اور کلیم بصیر
جے فاعل کے معنوں[24] آئے — اسم الٰہی سو کہلائے
ظاہر وجود اسی کا نانوں — ظاہر ایک وجود اس ٹھانوں
باقی باطن سب اسما[25] — چھاجے[26] نسبی[27] گنت ملا[28]

---

[1] ب وہ [2] د جھیلی [3] ب اپنے [4] ا س م سچیں [5] ا س جانیں، ب د جان نے، ج جان نیں، م جان پنیں [6] ب مانہ، د منہ [7] د اوجاس [8] د جیوں [9] ا ب د اوجالاج، [10] ا د س تسے [11] ب س نام، م ناؤں [12] ا ب د اوجاس [13] ب کھلا [14] ا ج س اپ [15] ا ب ج د دیتیں [16] ب س کرنہار [17] س اجال [18] م انیک [19] د کہے [20] ا اے [21] ب اوس [22] س پرجان [23] س قوس ندارد [24] ا معنو، س معنوں میں [25] س اسمائے، م اسماء [26] ا ب ج د س م جھاجھے [27] ب نسبت، س نسبتی، [28] س ملائے

ذات ایک نسبتاں ہزار — تنہ نانوں کا نہیں شمار
ظاہر احدیت اس ٹھانہ[1] — باطن واحدیت اس مانہ
یہی وجود سو واجب دیکھ — اسم اللہ اینہاں[2] من لیکھ
ایک قوس اس نسبت جان — دوجی نسبت قوس پچھان

قوس ظاہر علم

جے مفعول سو معلومات — دے ممکن منہ مخلوقات
ظاہر علم سو اس کا ناوں — اسم کیانی سب اس ٹھانوں
سب اعیان مفصل ہوے — موجودات کہیں گے سوے
ہر یک[3] کا مظہر ہے جانہ — اسم تجلی ہوئے[4] تس ٹھانہ
عقل کل تا حد انسان — ہوے مفصل سب اعیان
اینہاں[5] حقیقی کثرت جوے — وجود اضافی سب کن ہوے
جیوں[6] اچھاںہیاں[7] درپن مانہ — سب موجود آپ اپنیں[8] ٹھانہ
ایک اوچھانہ[9] وجود جو پاے — ٹھاں[10] نہ دوجے بھاگ نبٹاے[11]
ہر یک[12] پاے وجود سوانگ[13] — یہ قسمت بن قسمت آنک[14]
قسمت ثلث ربع کی شان — ایکس[15] مانہ نہ کچھ نقصان
چھانہ[16] وجود جو پاے مجاز — ہریک سُنہ[17] اَل الگا راز
واحدیت ظاہر صورت — اینہاں سو باطن احدیت
اینہاں[18] حقیقی چھاجے[19] سب — ایک پناں[20] ہے نسبی اب

۱۔ ب ٹھانوں ۲۔ د م اینہا ۳۔ س اک ۴۔ س ہودے ۵۔ ب اینہیاں، ج اینہا ۶۔ د جیوں ۷۔ ا اوچھایں، ب د س اوچھایاں، م اوچھائیاں، مگر حاشیہ ج: اوچھاہیاں ۸۔ ب اپنی ۹۔ ا م اوچھایاں، س اچانہ ۱۰۔ م تنہ ۱۱۔ ا بتاے ۱۲۔ س ایک ۱۳۔ ب سوانگہ ۱۴۔ ب د آنکہ ۱۵۔ س ایکئ ۱۶۔ د اول جھاں بعد چھاں ۱۷۔ ب سیں، د م سوں ۱۸۔ ب اینہیاں، م اینہا ۱۹۔ ا ب ج د س م جھاجھے، س چھاجے ۲۰۔ م پنا

اک عالم ہب[1] کہو سو یوں　　ٹولا ایک کہیں گے جیوں[2]
ٹولا ایک کہیں ہر بار　　چھٹے سو واقع اہیں ہزار
ذات صفات اسما اعیان　　خلق مفصل ہوی پریشان
تنہ آدم ہے کس تمثیل　　جیوں جمع بعد از تفصیل

سوال و جواب[3] تنبیہ[4]

سنو ٹک اک[5] مت کہو شتاب　　منجے[6] فکر کر دیو[7] جواب
وحدت واحدیت منہ[8] جیوں　　سمجھے[9] ہو منجھ[10] کہو سو تیوں
اور[11] الہیت جس ٹھانہ　　کیا ہے بگت سو ان دونہ[12] مانہ
تعین اول وحدت ذات　　وٹے[13] ہے دو نسبتوں سنگھات
اک نسبت ہے ایکج سوے　　دوجے چار صفت سنہ[14] ہوے
ولی صفت تاں[15] عین سو ذات　　واحدیت ماں[16] ہے یہ بات
بچ مانجھیں[17] ہے وحدت ذات　　واحدیت احدیت صفات
ہیں[18] الہیت جس ناوں[19]　　بچ مانجھیں صفتاں تس ٹھانوں
اس[20] کدی طرف جو ہویں[21] دوے　　فاعل ہور مفعول سو سوے
واحدیت تنہ وحدت ذات　　ای فاعل مفعول سنگھات
صفت عین ذاتج[22] تنہ جان　　غیر ذات اس ٹھانہ پچھان
فرق سو واحدیت کا یوں　　اور الہیت منہ تیوں
سمجھیں[23] تو ہو[24] پن اک[25] بار　　سنیو یہ نکتا[26] تکرار

۱؎ م سب　۲؎ د جیوُں　۳؎ د سوال جواب　۴؎ س ندارد　۵؎ د یک　۶؎ ب س مجھے　۷؎ ب دیوئے　۸؎ ب میں　۹؎ س سنجھے　۱۰؎ س مج　۱۱؎ س امر　۱۲؎ ب دو　۱۳؎ ب د س دہی　۱۴؎ س سوں، س م منہ　۱۵؎ ا ب س تان، م نا　۱۶؎ ا ب س م منہ　۱۷؎ ج اول ماں بعد ماھیں　۱۸؎ د ہیے　۱۹؎ ب ناٹوں　۲۰؎ م اوس　۲۱؎ ا د س س ہوویں، ب ہووے　۲۲؎ د ذاتیچ،　۲۳؎ ا ب ج د س سمجھے　۲۴؎ ب ہوتو　۲۵؎ ب ایک　۲۶؎ ج نکھتا

تمثیل مراتب

سیاہی سو[1] غیب ہویت ہوے | قید جو[2] نقطا[3] وحدت ہوے
اک نقطا[4] لے دھرے[5] سو جانہ | تین ہوویں نقطے[6] تس ٹھانہ
اک[6] سیاہی کا نقطا لیکھ | جب دوجے دوکہوں[7] سو دیکھ
جنہ نقطے کی سیاہی آئے | کاغذ تنہ اوتناج[8] چنپائے[9]
دوجا نقطا[10] کاغذ کاج | تیجا اون نل ہوا چھتاج
کاغذ سیاہی ملیں سو جانہ | دوہوں[11] بھلیں[12] اک رنگ ہوے تانہ[13]
رنگ دھونکھلا[14] جیسا سوے[15] | دھوپ چھانہ بچ مل جیوں ہوے[16]
جیوں[17] کاغذ الٹا[18] کر دیکھ | تنہ پائیگا[19] رنگ بہ بیکھ
ان تینوں نقطوں[20] اک ٹھانہ | الف ہوے گا نقطے مانہ
نقطا عین الف کر جان | احدیت اس[21] بھانت پچھان
ہے نقطاج[22] الف کے پاس | وہی الف بے کریں قیاس
نقطا الف بڈھے[23] جس ٹھانہ | بے کھوے بے شک تس ٹھانہ
نقطا[3] عین الف بے سب | واحدیت یوں جان سو اب
لیکھ الف بے نقطے تین | جان دندانوں سنہ[24] تنہ[25] سین
الف سماں[26] تو پایا جاے | بانکا لام جو ضد اوس آے
مطلق بانکا ہووے[27] کیوں | اہے دایرے[28] نقطا جیوں[29]

---

[1] س ل ندارد [2] س ل چو [3] د نقطہ، س نکتا [4] د دھریں [5] م نقطہ [6] م ایک
[7] ل س س دو دوجے کہوں، م دوکہوں دوجے [8] د س م اتناج [9] م چھپائے [10] د م نقطہ، س نکتا [11] ب ڈہوں [12] ب ملیں [13] ب تھانہ [14] س دہونکا، س دوہونکا،
[15] ل س ہوے [16] س س جوے، د متن جوے، حاشیہ ہوے [17] د جیوں [18] ب د س اولٹا [19] ب پاویگا [20] د اول نقطے بعد نقطوں [21] ل تس، س اوس [22] د نقطاج
[23] ل ب ج د س م بڈھے [24] س سے، م سہ [25] ل ب س م تس [26] ج سما،
[27] ل س ہوے [28] ب دایرا، د دائرے [29] د جیوں

اوسی[1] دایرے[2] میم من آن — یا اوس[3] حلقے[4] ہے کر جان
بے ہور سین[5] میم ٹک لیکھ — الف لام ہے لکھ[6] کر دیکھ
ہوئے[7] عبارت تب فی الحال — پڑھ بسم اللہ اس اجمال[8]
الٰہیت کی جیوں تمثیل — عین اجمال ہور[9] سب تفصیل
عین وہی یہ نقطا ہوے — قابل سب حرفوں کا سوے
حرف اسمائے[10] الٰہی جیوں[11] — قدح مدح سب ان ماں تیوں
ہر ہر بھانتیں[12] ہویں[13] ظہور — رحمت عام ہو ظلمت نور
جیوں معنی رحمان سکھایں[14] — رزق سو مومن کافر پایں[15]
عین عبارت نقطا جان — یہ ممکن مخلوق پچھان
اینہاں[16] مدح پھر قدح نہ ہووے — ہوئے[17] عبارت پھرے نہ کوے
اس ٹھاہر[18] ہے رحمت خاص — اینہاں[19] سو معنی ہیں اخلاص
ہوے رحیم ظہور اس ٹھانہ — مومن ناجی کافر نانہ[20]
کن کے امر بتل[21] جگ ہوے — عین کلام اللہ ہے سوے
عالم حق کی عین کتاب — اسے[22] مطالع کر ہر باب
جوہر اس منہ حرف[23] جان — تہاں عرض اعراب پچھان
آیت[24] سب مرتبے محل — عقل کل آیت[25] اول
دوجے نفس کل کی شان — آیت[26] سیوم عرش رحمان

---

۱ س٘ م اسی ۲ ب د دائرہ ۳ د اسی، م اس ۴ ب حلقہ ۵ ج سنیں ۶ م لیکھ ۷ ب ہووے
۸ ا جھولنہ (۱) دو نقطے کا کچھ اور نہیں تو رنا کہیں کا تور اور بناں + ہویت کی تو دوئی یہی ہیں اس بھیں کیا کہوں کھول کہناں
(۲) امہات صفات سو سات سات تین تین بھی اک انے + جب ایک بھی ٹل جا وج نصیرلے تب تو جگت کر جان
۹ ا ب ج د اور ۱۰ ا ب ج د اسما ۱۱ د جیوں ۱۲ س بھاتیں ۱۳ ا ہوے، ج اول ہویں بعد ہوے ۱۴ د سکھائے ۱۵ م پائیں ۱۶ د م اینہا ۱۷ ا متن ہویں مگر حاشیہ ہوئے، د اول ہوے بعد ہویں، س٘ س٘ یتوں،
۱۸ م ٹھاہر ۱۹ ج م س٘ اینہا ۲۰ س٘ تانہہ ۲۱ س٘ بتی ۲۲ د اس ۲۳ د میں حروف،
۲۴ ا د س٘ س٘ ایت ۲۵ ج ایت ۲۶ ج د ایت

دل نقطا اسم اللہ جانہ
ہوے طبیعت کل قوال
تلتل شکل پھرے اور شان
ہر بیلاں جگ ہوے عدم
تنہ[6] دیاج شتاب سو ہوے
یہ ٹھاہر سمجھے[8] جے کوے
بھاگے تب یہ لوڑے جانہ
خلق لباس جدید پھراے
عالم کا ہے نت یہ حال
نقطا پھرے شتاب اس شان
جیوں پانیں کی موج چلاے
بھاگے تس کا پانیں[11] ٹھور
آے شتابی سوں اس شان
جیوں دیوے کی جوت دکھاے[13]
اوتنیں[14] بھاگ بتی ہور تیل
بھاگے جوت جڑے[15] ہر آن
فرق سو جانیا[16] جاوے کب
دیکھیں لوگ کہ ساری رات
احد سو بھاتے صفت جلال

عرش پھرے اوس[1] صفتوں مانہ
تہاں ہیولا[2] صوفی حال
نہیں[3] اعراض رہے دو آن[4]
بھی موجود ہوئے[5] اس دم
بھاگا جان سکے نہیں[7] کوے
سیر طیر اس ٹھاہر ہوے
کرے لباس جدید اوس[9] ٹھانہ
سیرولی تب جگ منہ[10] پاے
کریں دایرا چنگی جال
دیکھ دایرا یقین گمان
اک چنپا دوجی چڈہ آے
اوسے مثل لگتی ہے[12] اور
وہی موج اس کریں گمان
ہر بیلاں بھٹکوں جل جاے
جلے سو اوس بھٹکے کی میل
یہی شتابی جگ کی شان[17]
تیل بتی کھونٹیں[18] گے جب
اوسی جوت سوں[19] ہوے پربھات
واحد دیہ وجود جمال

۱۔ ا س ن م اس ۲۔ د ہیولی ۳۔ م نہی نہ ۴۔ د س ن مد نہیں ہے ۵۔ ا ب س ن ہووے،
۶۔ د پہلے تن پھرتنا پھرتہاں ۷۔ ب نیں ۸۔ س ن سنجھے ۹۔ م اس ۱۰۔ ب میں ۱۱۔ ب پانی
۱۲۔ م ہووے ۱۳۔ ب دیکھاے ۱۴۔ ب اتنی، د اوتنی ۱۵۔ ج جرے، بعد جرڑے، د جڑی، م جرے،
۱۶۔ ا جان ۱۷۔ ا س ن س و حاشیہ د پایا جاوے ۱۸۔ س ن کھونٹیں، س ن اس س ن جوڈے
کھوٹے ۱۹۔ س ن میں

حقائق موجودات کہ در ہر مرتبہ نامی دگر دارند[1]

سمجھ[2] حقایق موجودات — سنیں[3] کہوں گا تس کی بات
ہر مرتبے[4] سو اس کے ناوں — اور دھراویں گے سب ٹھاوں

مرتبۂ وحدت

کہیں تعین اول جس — وحدت ذات سو جانیں[5] تس
نکو مہیں منہ[6] جدا سو تانہ — نکو جدا حق تھیں اس ٹھانہ
اینہاں[7] حقایق موجودات — کون کہیں گے شیون ذات
جیوں چھت ماہیں جدا نکوے — علم مہیں[8] بھی جدا نہوے
حق عالم بن بگت نشان — وحدت ماں وحدت کی شان
جیوں آرسی دیکھے تانہ — عکس تھوں[9] سوں کیوں تب تانہ
[illegible] اوچھانیاں[11] کوڑ ہزار — عین ذات ہیں[12] دیکھن ہار
عین علمی بگت نپاے — عین شخص منہ[13] شخص دکھائے[14]
کوز توتئی[15] جیوں ماٹی مانہ — عین سو ماٹی ہیں[16] تس ٹھانہ
ماٹی[17] منہ تنہ جدا نہ کوے — جدا نہ ماٹی تھیں بھی ہوے
علم تمیز کرے[18] نہیں[19] جب — ذاتوں[20] الگی ہوویں کیوں تب
اینہاں[21] کوز توتئی کا ناوں — شیون ذاتی ہے[22] اس ٹھاوں

۱؎ س، س، م ... دگر دارد ، د دیگردارند ۲؎ ا، س سنمجھ ۳؎ د (اصل) [illegible] ۴؎ [illegible]
۵؎ ب جانے ۶؎ ا مہ ۷؎ ج س، م اینہا ۸؎ د منہ ۹؎ ب تموننوں [illegible]
۱۰؎ ب اوتھا ۱۱؎ ا ب د م اوچھایاں ، ج س اوچھاہیاں ۱۲؎ ا [illegible] ۱۳؎ ب میں
۱۴؎ ب دیکھاے ۱۵؎ ب توتئ ، ا د توتی ، س س توتي ، م تتی ۱۶؎ ب د س ہے ،
س ای ۱۷؎ ا ب ج س س ماٹیں ۱۸؎ ب س کریں ۱۹؎ ب ہیں ۲۰؎ س ذاتاں
۲۱؎ ا د س س توتی ، ب توتئ ، حاشیہ د لوٹی ، م تتئ ،
۲۲؎ ا ہیں.

مرتبۂ الہیت[1]

ہبیں[2] تعین دوجا دیکھ
ناوں الہیت تس[3] لیکھ

اینہاں[4] ذات صفات اسمائے[5]
جدی جدی اس ٹھاہر پائے

علمی بگت ہوئے[6] اس ٹھانہ
واجب ہور ممکن بچ مانہ

مائی[7] منہ بھی بگت سو ہوے
ولے جدائی علمی سوے

اینہاں[8] مفصل علم ذوات
بگت حقایق موجودات

اینہاں ناوں[9] اعیان پچھان
ناوں عین ثابتا[10] سو جان

جیوں شخص دھرے من منہ[11] گیان
آپس بوجھے اس اس شان

جے پائیں[12] پرہ چل کر جاؤں[13]
تو آپس اوندھا دکھلاؤں[14]

دیکھوں درپن سامھیں[15] چھوڑ
جیسا ہوں تیوں پاؤں بھوڑ

ظاہر بگت وجودی نانہ
پرٹھن[16] یوں آنیں[17] من مانہ

یوں تفصیل علم منہ لیائے
تس ٹھاہر اعیان کہائے[18]

جیوں مائی کا اہے کونبھار
صفتوں سنہ[19] اٹھ[20] بیٹھت بار

مائی آگیں[21] لیوے تان
کوز توتی[22] اٹکل منہ آن

سارے پنھاری کا گھاٹ
آنے من منہ اٹکل ماٹ

---

[1] و حکایت الہیت، ب حضرت الہیت، ج د س ش کوئی سرخی نہیں، حاشیہ و تعین دوم [2] د ہبیے، [3] د تسے [4] ج م اینہا [5] ا اسمار [6] ب ہووے [7] ا ب ج د س ش مانھیں، [8] ج س ش م اینہا [9] د نانو [10] ا ب س ش ثابتہ، م ثابت [11] ا م دھر من منہ، ب من منہ دھر، د اصل دھر من منہ، بعد میں دھرے من منہ، ش دھرن من منہ [12] ب م پائی [13] د جانوں [14] ش دکھلانوں [15] ا د سانمھیں، ب سامے، ش سامیں [16] ب ش پرٹھیں، د اصلاح شدہ پرٹھیں [17] ا ب س ش آنے [18] ا س کلھاے [19] د اصل سن، حاشیہ سوں، م سوں، ش منہ [20] د اصلاح شدہ اوٹھ، م اوٹھ، [21] ا و د اصلاح شدہ آگل، م آگے [22] ا د ش توتی، ب توتیں، م تنتی

بگت علم منہ سگلے آے — یہ صورت اعیان کہاے[1]
یوں حضرات سو خمس پچھان — تن[2] منہ[3] ای دو غیب سو جان
تین شہادت منہ سج کوے — سنیں بگت کر کہوں گا سوے[4]

مرتبۂ[5] روح

ہیہیں[6] تعین تیجا جانہ — نانوں حقایق جگ کا تانہ
روح دھریں گے اسی مقام — گھڑے کوز[7] مخلوق تمام
عالم امر سو اس کا نانوں — آپس پھر[8] پایا اس ٹھانوں
جیوں درپن منہ[9] دیکھن ہار — آپس پاوے دوجی بار
ذات جو[10] دیکھن مانہ نہ آے — اوس[11] کوں اس حکمت سنہ[12] پاے
عین ذات وہ[13] دیکھ بچار — ہے مخلوق کرت تکرار
جو آپس لکھ بھانتوں جوے — وحدت کثرت کدھیں[14] نہ ہوے

مرتبۂ[15] قلب و مثال

چوتھا ہیہیں تعین جان — اینہاں[16] نانوں[17] مثال پچھان
جیہے عالم وہم خیال — یہی قلوب ہور[18] یہی مثال
جیوں صورت درپن مانہ — دیکھن ہار سر یکھی چھانہ
... بگت کرے سنجے[19] کوے — اس ڈاوا اوس[20] جناں ہوے

---

[1] [illegible] م کہلاے [2] ج تنہ [3] ل س ش ماں۔ ب میں [4] ب یہ شعر مرتبۂ روح کے بعد ہے۔ [illegible] بعد ہیں تعین ... الخ ہے اور حاشیہ میں مرتبۂ روح درج ہے۔ [5] ل حضرت روح، ب ج د [illegible] سرخی نہیں ہے۔ [6] د ہیے [7] ب کوزے [8] م پھیر [9] د میں [10] د سو۔ [11] [illegible] اسکوں [12] ل م سوں [13] س دو [14] ب کدھوں [15] م مرتبۂ مثال۔ [16] [illegible] [17] د نانو [18] ل ب س م اور [19] ل ما [20] س و حاشیہ ل [illegible] [21] ل د س ش اس

تس تھیں قلب سو کہیا جانے — اس تھیں دیکھن ہار سو پاے
روح ہلاے[1] جوسے کی ذات — پکڑ وہم کے ہاتھ سنگھات
روح جسے[2] بچ اس کی ٹھانہ — ناوں مثال اہل دل مانہ
چھیلا ایک تعین جویں — توسب پانچ مراتب ہویں

مرتبۂ جسم[3]

چھیہ تعین ہے جس ٹھانوں — جوسا[4] سو دھریا تس کا ناوں
عالم خلق امرتل لیکھ — تبارک اللہ پڑہ[5] اس[6] دیکھ
رایت ربی کہیا جانہ — دیکھ سو احسن صورت مانہ
جوسا[4] سو جیوں آرسی ہوے — اس[7] کا حکم حکم ہے سوے
سانمیں[8] درپن سماں[9] دکھاے[10] — پانیں[11] پر چل اوندھا پاے
صنما سو ہے ٹھالی کا ناوں — حکم عدم کوں ہے اس ٹھانوں
جنہ چوکھوناں[12] ہوے[13] تلاو — پانیں[14] چوکھوناں[15] تنہ پاو
جنہ[16] چہ بچا[17] مدور ہوے — تنہ پانیں[18] کوں گرد سو جوے
جیوں ٹھالی جالی منہ آے — ٹکڑوں چندناں دھوپ دکھاے
ای سارے درپن کر جان — چھت ان منہ[19] ان حکم پچھان
ننھاں[20] سو[21] کھیلے دھول سنگھات — جوان پنیں[22] منہ اورج بات
پانچ مراتب میں[23] فی الحال — کہے تجھے مختصر اتال

---

1. ا ب د ہات
2. ا د س جوسے، ب جتے
3. م میں یہ سرخی سہ روح جسے ... الخ کے بعد ہے
4. ب جتا
5. م پڑہ
6. س اوس
7. ا ب د س اوس کا
8. ب سامے، س سامنیں
9. ا ج س سما
10. ب دیکھاے
11. ا ب س س م پانی
12. س چوکھونا، س چوکونا
13. ا د ہوے
14. ب پانی
15. س چوکونا
16. ا ب جب
17. ب د چہ بچہ
18. ب م پانی
19. د ماں
20. ب نناں، م ننہا
21. ا د تو
22. ب م پنے، ا د پن
23. ب د منہ، م نہیں

اگیں کہوں گا کر تفصیل | ایکیں ایک سو دے تمثیل
و ھو معکم اینھاں[1] پچھان | جہاں تھیں[2] تنہ وہی سو جان
عین سبھی[3] تھے[4] وحدت مانہ | علمی عینی بگت نہ تانہ[5]
کھولے[6] اہلبیت منہ[7] آنے | اینھاں[1،8] بگت علمی سنہ پاے
روح مثال جو سا[9] جب[10] کین | اینھاں[1،8] بگت وجودی دین
گھاٹ سونے گا کہیے جیوں | خلق خدا کی[11] ہوے سو تیوں

جھولنہ[12]

گھاٹ آپ منہ[13] تیں سوناں اکھٹے[14] تھے[15] پچھیں[16] جان بنیں[17] کیتی[18] روپ جوے[19]
آج[20] آگے گھاٹ سو جوڑ پھولیاں انیں[21] ہار کنگن جھانجھر[22] ہوے
ایتی ناؤں دھرے[23] روپ دکھلائیں[24] سبھوں[25] مانجھ سے[26] بن چھت نہیں
چھت جس کے تھیں جیکو[27] ہوے چھتا گھاٹ تس کا ہے خوب جان رہیں

پانچ مراتب اکٹھے جانہ | ہے کامل انسان سو تانہ
یہ انسان سمجھ[28] کر دیکھ | خوبیں جیو سوں کریں بہ بیکھ
کہوں سنیں دل ظاہر آن | فکر کریں[29] یہ[30] معنی جان
دیکھن ہار سو ہے اس[31] ٹھانہ | چھپیا[32] چھانہ[33] کی کیسکی مانہ

---

[1] ب اینہیاں [2] ب س تمیں [3] ب سبھی [4] م تھی [5] ب تھانہ [6] م کھلے [7] د میں
[8] م اینہا [9] د منہ، م سہ، ب جسا [10] م سب [11] د اصل کی بعد اصلاح شدہ کا۔
[12] م جھولنا [13] ا (حاشیہ) آپن من مانہ، ب ... میں، د ... مینمی، س ... منیں، ش ... منمنی
[14] س اکیٹھا، م اکیٹھیا [15] س م تھا، ب ٹھے [16] د پچھی [17] س بنے [18] س کئی۔
[19] س جویں [20] ب الگھے [21] د انے [22] د جھاجھر [23] د اصل دھریں د اصلاح دھرے۔
س دھر [24] س دکھانے [25] ا س سبوں، د اول سوں بعد سبوں [26] ا ب د س م سونے۔
[27] س جوکوی [28] ا د س سمنجھ [29] ا ج د س س م کرے [30] د یو [31] س اوس
[32] ا د م چھپیا [33] س چھان

مت بوجھے[1] یہ تھوڑا بول — ایک بول بن جان امول
حق جیوں شخص عکس جگ[2] جان — جگ جگھ سو تجھ[3] شکل پچھان
تس کیکی انسان سو لیکھ — انکھیوں کی انکھیوں[4] منہ دیکھ
دریئے[5] کے چھن باد اڈائے[6] — تب اوس[7] نانوں[8] بخار دھرائے
رحکا بھلے غبار سو جب — کہیں بادلی[9] نانوں سو تب
دے[10] بونداں ہو گرتے[11] سو جانہ — نانوں[8] ہوے برسات اس ٹھانہ

جد وہ[12] ریلا چھیلا[13] بہائے — تد ندیوں کے نانوں دھرائے[14]
ندی بھلے دریئی[15] منہ جد — بھی پھیر[16] دریا کہویں تد
ان سب شانوں ناؤں پچھان — پن چھت ماتھیں پائیں جان
دریا سمند بڈے[17] ای نانوں — جیوں اللہ کہیں اک[18] ٹھانوں
سن ہب نانوں نھنیں[19] ہیں کانہ — روح مثال جو سا ہے جانہ[20]
گھومن[21] لہر ہپوے کیوں — چھول موج روحانی[22] جیوں
کف موتی اور لون سو جب — جیوں جسمانی قید سو تب[23]
دریا ہے معرفت مجاز — دل تس ماتھیں جیوں جہاز
جے ناخدا سو دل کا ہوے — رہوے گا باخدا مو سوے

خلق پیش از ظہور عین بود و حق بعد از ظہور عین عالم

قابل محض سو وحدت جانہ — سب اجمال سو ہیں[24] تس ٹھانہ

---

[1] ا جانے ، ب بوجھیں [2] ب د س م جگ [3] س آنکھوں [4] د س آنکھوں [5] م ذرے
[6] ا د اوڈائے [7] اب د س اس [8] د نانو [9] س بادل [10] س وہی [11] ا س گریں [12] م جدہ دسے [13] ج جھیلا ، د اصل جھیلا بعد چھیلا [14] ب تدندیوکے نام دھرائے ،
[15] ا ب س دریبی ، ج م دریٔ [16] س بھی [17] م بڈی [18] ا س ایک ،
[19] ب نتی [20] ب ج د جان [21] م کھویں [22] د روحانیں [23] ب اب ،
[24] ا س ہے

ماہیں منہ کچھ بگت نہ ہوے | تنہ وحدت کے رنگ سب کوے
وحدت تھیں کو جدا سو نانہ | سارے پچھپے[1] سو وحدت مانہ
ڈال پانت بڈوایاں جیوں | بیج مہیں تھیاں بیج سو تیوں
اس بڈپن سوں[2] بڈ تس ٹھانہ | کیوں چھپیا[3] تھا انکر مانہ
مورک ہوک[4] ناچ[5] کے ڈھنگ | سبی[6] جمال کلا کے رنگ
پچھے سو[7] تھے بیٹھے[8] منہ کیوں | عین سو تھے بیضا تھا جیوں
پھول سو مظہر من منہ آن | پانیں[9] کوں ظاہر کر جان
پھول سو جل منہ جل دھر مول | پانیں[9] جیوں پھول منہ پھول
بول سو معنی معنی جانہ | معنی بول سو بولوں مانہ
وے وحدت جس نہیں[10] تبدیل | جسے[11] الٰہیت تفصیل
غیب شہادت ہو دکھلاے | کرے تابئی[12] جگ منہ[13] آسے
جے جگ منہ تھیں[14] فنا جو ہوے | تس چھت سدہ پنادے کوے
کنہ تھیں آیا گیا سو کانہ | اس کی سدہ سو کس کون نانہ
جیوں گھڑیالی کی[15] آواز | چھپی[16] سو گھڑیالی منہ باز
بن[17] کس کوں معلوم نہ ہوے | کنہ تھیں آئی گئی[18] کنہ سوے
جیوں[19] جنہ چھپی پتھر منہ آگ | کیوں رہتی ہے[20] لہیں[21] نہ لاگ
پتھر مہیں پتھری کے رنگ | پانیں[22] آگ دوہوں[23] اک سنگ
باندھیں[24] لے کپڑے منہ[25] تس | تھاں ٹھنڈہی[26] پتھری کے مس

---

۱ ب چھوپے ۲ س سو ۳ ا ب د چھپیا ۴ ب مور کہوک، م مور گہوک ۵ ب ناچہ ۶ ب سبھی ۷ م تھی ۸ د بیضہ ۹ ب پانی ۱۰ ب نیں ۱۱ م جس ہے ۱۲ ب تابیہ، د تابہ بعد تابیہ ۱۳ د م میں ۱۴ م نھیں ۱۵ ا کا ۱۶ م پچھپے ۱۷ ا بن، د اول بن بعد بن ۱۸ ا گے ۱۹ س جیو ۲۰ د ہیں ۲۱ س کہیں، م لہن ۲۲ ب پانی ۲۳ ب دوہوں
۲۴ ا باندھے ۲۵ ب میں ۲۶ ب د س م ٹھنڈی

چخ[1] مخ ماریں پھتر[2] جو آئے — روپ کا چہ بھٹکوں بھرلائے[3]

جال پھتر چوناں[4] کر ناکھ — آپس کوں بھی رہے نہ راکھ

غایب[5] ہو جاوے بھل[6] تانہ — کنہ بھیں آئی گئی پھتر کا نہ

ذات[7] پنیں منہ پائی[8] نجائے — پایں[9] جو صورت ہو[10] دکھلائے

فکر منع فی ذات اللہ — تفکروا[11] آلاء اللہ

جیوں خلوت چن لیوے کوے — چنہ[12] دس کدھریں ماگ[13] نہ ہوے

اک آنیں[14] کی راکھیں[15] ٹھانہ — وے کدھینچ[16] منداوے نانہ

جے کوں[17] آیا لوڑی مانجہ — کھولے باٹ دے کہ اور سانجہ[18]

ذات اللہ منہ[19] فکر حرام — کہیں رسول علیہ السلام

نھیں[20] صفت کی دس بھی ماگ — آلا مہیں[21] فکر کا لاگ

آلا توں آپس کون جان — عرف نفسہ[22] خدا پچھان

یافتن ذات[23] مطلق از اسقاط اضافات[24]

کرے عقل کی جے تدبیر — ہسے[25] روئے[26] بوجھے تاثیر[27]

اوس[28] کا نانوں سو ہے انسان — اس باجیں کہیے حیوان

عقل درس[29] طبیعت کا چال — کھایں دھتورا جاے اتال

ٹھانوں[30] ہسے[31] کی روئے[32] لوٹ — روناں[33] تنہ[34] ہس[35] ہوے نلوٹ

---

1 ب چقمق 2 د پھور 3 س پھرلائے 4 د چونا 5 ب د غائب 6 س تل 7 ب ذات پینے 8 ب پائي، م پائی 9 ب پائی، دم پاے 10 س ہوے 11 ج د تفکروا فی 12 س چھویں، س چنہوں 13 س باگ 14 ب م آنے 15 ا ب س م راکھے 16 ب دس م کدھیچ 17 د کوی 18 س سانچہ 19 م میں 20 ج نہی، س نھیں فکر صفت کی دس ماگ، 21 ب نہیں کے ہی 22 س ربہ 23 ا ب ج س م مطلق ذات 24 ا ب م اضافت 25 د س ہنسے 26 د رووے 27 ا تاسیر 28 ب س م اس کا 29 د س درست 30 ب ج د ٹھانہ 31 ج ہسنے، د س ہنسے 32 ا د م رووے 33 س رونا 34 س ٹنہ 35 د ہنس، س ہنسے

اس تج یہ عارضی سو بات — تو یہ ہب[1] جیواں[2] سو ذات

آپ چلے تب ہے جیوان — نیتر یہ ترور کی شان

جب جھن جھنی[3] چڈھے پگ آے — دیکھ کیوں[4] ہیں تب چلیا جاے

ہملے[5] کرے کہ[6] جاؤں[7] چل — بن[8] جھن جھنی مہیں[9] رہنے[10] وے کل[11]

سن ہب ہلنیں چلنیں[12] باج[13] — ذات مہیں کچھ نہیں گھٹاج[14]

ہلناں[15] تج[16] عارضی سو جان — ہب جیوں ترور[17] اسے پچھان

جو کو بڈھے ہے ترور[18] سوے — نہیں تو جیوں اک ٹینبا[19] ہوے

جنہ بڈھناں[20] تنہ یونہچ[21] پایں — دو مل کر صورت دکھلایں

دائیں پایں[22] بھے کر چھوڑ — اوگ اوٹھیں گے دیکھ بھوڑ

جہاں پونکڑے[23] کڈی اوڈایں — باو کدھرے تنہ کیوں پایں

چیتی[24] بھر رج ناکھیں تانہ — غلبا ہے بڈھناں[25] رنگ مانہ

دو مل دیکھیا[26] جاوے جانہ — وے تو ہیچ نہیں جھت مانہ

جیوں[27] چوناں[28] ہور ہلد[29] ملایں — دونہ مل[30] رترا رنگ دکھلایں

تج بڈھناں[31] وے تجے سو جیوں — ہمیں جسا[32] جیوں ٹینبا تیوں

لانبا چوڈا[33] اونڈا[34] ہوے — جوسا[35] سو نانوں دھریں[36] گے سوے

---

[1] ا ب د س ن توہب یہ [2] د جیوان [3] ا س جھن جھونیں [4] ب د م کیونہیں، س کیوں نہیں، س کیوں ہے [5] ب س س حملے [6] د کی [7] ج جانوں [8] ا بن [9] د مہی [10] ا ب ج د ندارد، م رہوے [11] م گل [12] ب س م چلنے [13] ا بات [14] ج د گھٹاج [15] س ہلنا [16] ب د تجے [17] ا س س ترواد [18] ب بڈھے ترور ہے [19] ا ٹینبا، د ٹیبا، س ٹیبا [20] د س بڈھنا [21] ب یونہیچ، د س س م یونہیچ [22] ب دانے پانی [23] پونکڑی کدی [24] ا جیبی، د س س جینٹی، م جیتی [25] س بڈھنا [26] س س دیکھا [27] ا س س میں یہ شعر سے دو مل دیکھا... الخ کی جگہ پر ہے [28] س س چونا [29] س ہلدی [30] م دو [31] س س بڈھنا [32] ا ب د س س جوسا [33] ا ب س س چوڑا [34] س اوندھا [35] ب م جسا [36] ا د دھرے گے

ٹونگا کرے جو لانب کاٹ ‌ ‌ ‌ ‌ تول گھٹے نہیں[1] کاٹے ماٹ

کم زیادت کچھ ہوے نہ ذات ‌ ‌ ‌ ‌ ای سب ہے[2] عارضی صفات

اسے تجے تب ہے کس گت ‌ ‌ ‌ ‌ کچھ اک[3] رنگ ہور مانھیں[4] چھت

تل تل منہ رنگ پھرتا جاے ‌ ‌ ‌ ‌ دو بانیں دل نھیں ٹھہراے

پھرتے پھرتے جب چھپیہ[5] آے ‌ ‌ ‌ ‌ نوا سو تب جوناں[6] دکھلاے

عین نوا جوناں ہے تانہ ‌ ‌ ‌ ‌ سمجھیا[7] میرا بول کہ نانہ

جیوں کہ[8] کا چھاہیاں چل جاے ‌ ‌ ‌ ‌ تل تل پھر چھپیہ[9] رات دکھاے

وے چھپیہ[10] عین نوی ہے رات ‌ ‌ ‌ ‌ جوناں نوا سو رنگ اس دھات

تل تل مانھیں پھرے جو کوے ‌ ‌ ‌ ‌ چھت مانھیں[11] وے ہوے نہ ہوے

اس بھی تج ہب چھت ہے جان ‌ ‌ ‌ ‌ چھت دو نہ[12] بھانتوں اسے پہچان

اک[13] چھت واجب جان قدیم ‌ ‌ ‌ ‌ جیوں ماٹی چھت مانہ مقیم

دوجے ممکن حادث چھت ‌ ‌ ‌ ‌ وے جیوں کوز[14] ٹوٹے[15] کی گت

ظاہر وجود سو[16] واجب جان ‌ ‌ ‌ ‌ ممکن باطن صفت پہچان

واجب ممکن دو ہوں[17] صفات ‌ ‌ ‌ ‌ دو نہ[18] ماں[19] چھت مطلق وے ذات

جے اس بھانت نظر کر جوے ‌ ‌ ‌ ‌ عین مطالع ذاتج ہوے

صورت ہوے[20] جس گھر مانہ ‌ ‌ ‌ ‌ کرے فرشتا[21] گذر نہ تانہ

تج صورت معنوں منہ آوٗ ‌ ‌ ‌ ‌ توں[22] صورت حق معنی پاوٗ

وجودی کہ قایم بوجودی بود درحقیقت اورا وجود نہ بود

کپڑا نہیں چھتے ہیں تار ‌ ‌ ‌ ‌ چھت مانھیں[23] روئی تار اونہار[24]

---

[1] ب نیں [2] ا س ہیں [3] ا ایک [4] د مانھی [5] ا ب س ج م چھپھ [6] س جونا ، [7] م سمجھا [8] س کھتہ کا [9] ا د س ج م چھپھ [10] ا ب م چھپھ ، چھپھ [11] د مانھی [12] ا س ج دو ، [13] ایک [14] ب کوزے [15] ب توتی ، س م توتی [16] ا ب ج د س م سو ندارند [17] ب د ہوں [18] س دو ماں وے چھت مطلق ذات [19] ا س مانہ [20] ا س م ہووے [21] د م فرشتہ ، [22] م تو [23] ب س ماں ، ج ماھیں [24] ا اوتہار ، س اظہار

اہے کپاس تناں[1] اک بیج   اوس چھت تھیں ہے[2] روئی جھتیج
جوہر عرض سو بیج کلھائے[3]   عرض تو دو پل نہیں[4] ٹھہرائے
جیوں ظاہر بھینتاں[5] کہلائیں[6]   بن اینٹاں اوش[7] بھانت[8] دکھائیں[9]
ذرے مل ٹوٹلا[10] اک ٹھانہ   ناوں دھریا[11] ہے اینٹ سو تانہ
جوہر عرض سو ذرا جان   تل تل بھرے عرض من آن
جس کون[12] دہم گرسہ نہیں دوے   ڈاوا جمناں[13] جسے نہ ہوے
وے جوہر وہ[14] ممکن جان   وے ہر شئے[15] کی اصل[16] پچھان
ہے موجود ذہن ماں سوے   خارج تسے نپاوے کوے
اب جوہر جس دھریئے[17] ناوں   وجود ممکن وے ہر ٹھاوں
وجود واجب حق کن[18] ہوے   واجب ممکن صفتاں دوے
چھت مطلق وہ[14] عین وجود   وہی وجود ہر شان نمود
ہب سن میری کہوں مراد   من منہ خوبیں[19] راکھیں یاد
کس[20] کی چھت پر چھتا جو کوے   وے چھت مانہ کدھینج نہ ہوے
حق کون واجب نہیں[21] یہ بات   کی[22] ہو وتیج ظہور سو ذات
ہور ممتنع نہ کہیا جاے   کدہیں ظہور نہ ہوج دکھاے
ظہور حق کا ممکن دیکھ   واجب ہور ممتنع نہ لیکھ
کے ممتنع الوجود سو[23] جانہ   حق کا غیر سو[24] نہیں چھت مانہ
ہور جس کہوے چھت مطلق   سوے وجود جو واجب حق
ہب ممکن الوجود سو کیوں   کپڑا ہور بھینتاں[25] ہیں جیوں

۱؎ ب س: تنا ۲؎ س: ہے ندارد ۳؎ ب س: کہلانے ۴؎ ب: نیں ۵؎ س: س: بھیتاں ،
۶؎ س: کہلاے ۷؎ ب س: م اس ۸؎ ا ب س: س: شان ۹؎ س: دکھلاے ، ب دکھلایں ۱۰؎ م
اک لوٹلا ۱۱؎ ا دھر، ب دھرا، ج اول دہر بعد دہریا ۱۲؎ م جس کو ۱۳؎ د س: جمنا ۱۴؎ ب وے،
۱۵؎ ا ہر سے ۱۶؎ س: اصلا ۱۷؎ م دھریا ۱۸؎ م کون ۱۹؎ د خوبی ۲۰؎ م کسی ۲۱؎ ب
نیں ۲۲؎ ب کہ ۲۳؎ ا ندارد ۲۴؎ ب ندارد ۲۵؎ د س: بھیتاں ، س: بھنتا

چھت سو چھت تھیں ان منہ آئے[1]
علمی شکل سو تس ٹھنہ[2] پائے

جیوں اک پرتیج ہے چھت مانہ
گھوڑے ہاتھی چھترے تانہ

دے پرتیج ہوں کہوے جب
چھتری بھی ہوں کہویں تب

مطلق ہوں پرتیج کون جان
دے ہوں ہریک مانہ پچھان

یہ جگ کا اٹھا سُن تون
باج خدا نہیں چھاجے[3] جیون

تجھ ماں[4] ہوں توں دیکھ اوس[5] مانہ
تب آپس پاوے ہر ٹھانہ

حکایت آمدن از طرف وجود بروش انبیا[6] و مالک شدن بر ہر مقام

فتح ہوی مانڈو[7] کی جب
حاکم شاہ بہادر تب

سیرگاہ مانڈو کی[8] مانہ
بحری[9] ایک اوڈای[10] تانہ

چڈہ[11] چا[12]کے جا لگی اکاس[13]
اونچی[14] چڈہ[15] دیکھیا[16] چنہ پاس[17]

چانپانیر مہیں جس ٹھانہ
سیرگاہ تھی[18] دایم[19] جانہ

ہانک جناور[20] سب تس ٹھار
لے آ بیٹھا[21] میر شکار

تامے کی[22] بیلا[23] تھی[24] تب
تاماں کھاتے تھے تب[25] سب

سدا سو تاماں کھاتے جانہ
آکر بحری[26] اوتری تانہ

اونچے چڈہ[27] دیکھے جے[28] کوے
سب ٹھنہ[29] اوسے برابر ہوے

بحری[26] تھوڑی بیلاں مانہ
مانڈو تھیں آئی تس ٹھانہ

نفی کرے سب حق دہر جاے
یوں چڈہ[30] تیں[31] مدت منہ[32] پاے

---

[1] د پاے [2] ب بھیں، م ٹھانہ [3] ب جھاجے [4] ب میں [5] ب دم اس [6] ا بروش انبیا ندارد [7] س ماندوں [8] ب م ز کے [9] ا ب ج دم بہری [10] ز اوڑای [11] ز س چرہ [12] د اول جاکیں بعد جاکیں، ز چاکیں، م جاکے [13] ا آکاس [14] ز اونچیا [16] م دیکھا [17] س باس [18] د س تھیں [19] ا دائم، [20] س جانور [21] ز بیٹھیا [22] د کہ [23] ز بیلاں [24] م ھٹی [25] ز تنہ [26] ا م بہری [27] ز چرہ [28] ا جے جے، ز جب، س جو [29] ا س ٹھانہ [30] س چڑ، [31] د تے [32] ب میں

چڑھ تیں مشکل ہوسے ڈھال — اونچے تھیں اوترے فی الحال
اوڈتا چڑھے جناور جانہ — باو بھرا جاوے بھل تانہ
اونچے چڑھ کر جنہ بیدائے — باندہ بازواں تنہ چھنپلائے
تیوں جے چڑھ کر چھت پر آئے — مطلق ہوں بن اور نیائے
تنہ چڑھ کر جب کرے نزول — ترت ہوسے ہر ٹھانہ وصول
سیر طیر دنیا منہ ہوئے — سبھوں مقاموں مالک سوئے
یہ مارڑے کے عین اونھار — کود پڑسے گا پہلی بار
برسوں کودے جے تس ٹھانہ — کود نہ چڑھیا جاوے تانہ
کر ترتیب جو اونچے آئے — اونچے تھیں ہر ٹھنہ جھپلائے
جھاڑ اک بھینت پریں چتراو — دہر مرتبوں وہم کے پاو
پہلوں پیڈ پچھیں ہے ڈال — ہے پھل پانتوں پچھیں دوال
یوں پاوے قیامت کون جائے — چھت کی دس تھیں آب پائے
بیڈ ڈال ہور پانت اس ٹھانہ — کھڑے بھینت پر ہیں چھت مانہ

مراتب وجود

ہے چھت ذات شراب سو جانہ — لازم ساقی مست سو تانہ
دیہ شراب جو کس کوں کوئے — ساقی اوس کا ناؤں سو ہوئے

---

۱ س چڑ ۲ د تے ۳ ا د س ہووے ۴ د تی ۵ م اترے ۶ م چڑھے
۷ س جانور ۸ ا ب دم بھرا ۹ ب بھل جاوے ۱۰ ا چھڑ ۱۱ ب بیڈائے،
س بیدہائے، س بندہائے، م پڈآئے ۱۲ ج جھپلائے ۱۳ ا ب س ہووے۔
۱۴ م ای ۱۵ ا پڑے ۱۶ ج م چڑھیا ۱۷ ا د ٹھانہ ۱۸ ا چھنبلائے۔
ب س س چھپلائے، د چھنپلائے ۱۹ س جھاڑ ۲۰ م دھ ہر ۲۱ ب س پہلیں۔
۲۲ ب تھن ۲۳ س اب پائے ۲۴ ا د س س م ہر ۲۵ ا د س س
سو ۲۶ ب د اس ۲۷ ب نام

مجاز ساقی یہ من آن ساقی سچیں شراب سو جان

دیہ شراب[3] سو اپنیں[1] ذات وے ہو جاوے اوسی[2] سنگھات

سقاہم ربہم آپیں ہوے عین شراب طہورا سوے

ایک اللہ اک[4] ساقی جان اک معشوق شراب پچھان

ہب ہیں مست دوجے دیکھ وہ[5] بھی مست مجاز سو لیکھ

اون[6] کا نانوں توہے ہشیار تن[7] منہ مست شراب اظہار

تاڑی مست کہیں جس شان مست شراب سچیں تیوں مان

مست اضافی مست کلھائیں[8] باج شراب نہ مستی لیائیں[9]

ہات پاو[10] لے اون[11] کے چھین اون[12] صورت منہ[13] مستی کین

آپ منزہ ہات نہ پاو کرے سو مستی اون[12] منہ آو

عین شراب سو ساقی جیوں عین شراب مست بھی تیوں

کئی[14] عاشق معشوق اک ٹانہ[15] اک خالق کئی[14] خلق[16] اس ٹھانہ

اک ساقی اور[17] مست ہزار جان ہزاروں بن تکرار

عین شراب جے ہے ہر ٹھور ساقی مست کہے کس طور

خوب محمد مستی ماٹ ہے کچھ اور کہے اور گھاٹ

ان عاشق معشوق اک ٹھانوں[18] مجلس کی[19] اوس[20] عالم نانوں[21]

پییں شراب سو پیالی دوے ایک پھول اک راسی ہوے

تہاں[22] آرسی پیالا[23] لیکھ آپس کا مکھ تس منہ دیکھ

۱؎ ب س۱ س۲ جو اپنی ۲؎ ا، س۱ س۲ اسی ۳؎ ب س۲ سقیلہم ربہم، د سقٰی ہم ربہم، س۱ سقاربہم
۴؎ م ایک ۵؎ ب وے ۶؎ د اونہ، س۲ ان ۷؎ م تنہ ۸؎ ب س۱ س۲ کلایں ۹؎ ب لایں ۱۰؎ ب پانوں ۱۱؎ ا د س۲ اونہ، م ان ۱۲؎ د س۲ اونہ ۱۳؎ ا ب ج د میں، س۱ ما
۱۴؎ س۲ کے، ب کیں ۱۵؎ ب ٹھانہ ۱۶؎ س۱ مخلوق ۱۷؎ د ہور ۱۸؎
۱۹؎ س۱ س۲ کئے ۲۰؎ ب اس ۲۱؎ ب نانو
۲۲؎ م تہانہ ۲۳؎ م پیالہ

عاشق تن[1] سب دکھ کی بات
کہے سو اپنیں[2] یار سنگھات
یہ جیوں بلبل کرے بیان
دے جیوں پھول رہیا[3] دھر کان
ہوا شراب سو ہے اس ٹھار
آپیں پردا کھولن ہار
دو ہوں[4] ہوے ہشیار سو جب
معشوقیں[5] اوس[5] پوچھیا[6] تب
کیا کہی[7] تھی بارڑی منہ بات
سو[8] ہے پھرا کہہ منجھ[9] سنگھات
تب عاشق یوں کھیا[10] جواب
منجھے[11] ہوا تھا اثر شراب
دے سب تھے[12] غفلت کے بول
دیا[13] شراب پریں[14] سب ڈھول
ایہاں[15] شراب سو پردا ہوے
سنیں مراد کہوں ہب[16] سوے

اول نورِ وجود محسوس می[17] شود اما از لطافت مدرک نمی گردد
وآن عین حجابست ومنکشف حجاب

ان چھت کا اندھیارا جانہ
ارض سما[18] سارے تس مانہ
ارض سما[18] الله[19] النور
ہوے منور کئے[20] ظہور
آپ ہوا روشن کرنہار
تب پردے کا کھولن ہار
نور بتی سب دیکھے جایں[21]
نور جو بیچ منہ تسے نہ پایں[22]
پہلوں نظر پڑے[23] گا نور
پچھیں[24] جے اون[25] کئے[26] ظہور
نور صفا[27] تھیں سکیں نہ دیکھ
نظر کرے[28] تھیں[29] کچھ یہ بیکھ

۱؎ س تن ۲؎ ب د س س م اپنے ۳؎ ب رہا ۳؎ ب دہوں ۵؎ س معشوق نیں، ۵؎ م اس ۶؎ ب پوچھا ۷؎ ب کی ۸؎ ب س سوئے، س سو ۹؎ ب ج د م مجھ ۱۰؎ ب کیا ۱۱؎ ب مجھے ۱۲؎ ب دے تھے سب ۱۳؎ م دیا ۱۴؎ د پیری. ۱۵؎ ج س م ایہا ۱۶؎ ب م سب ۱۷؎ ا ندارد ۱۸؎ س م ارض و سما ۱۹؎ س الله نور، م الله کا نور ۲۰؎ ب س س کیے، م کیج ۲۱؎ ا جادیں، م جائیں ۲۲؎ ا پادیں، م پائیں ۲۳؎ ا س پڑے گا ۲۴؎ ب دیچھی ۲۵؎ ا س ان ۲۶؎ ب کیے. م کیا ۲۷؎ ا ب ج د س س صاف ۲۸؎ ا د کریں ۲۹؎ ا ج د س ندارد، ب نیں

آپ آپس پر عاشق ہوے
واحدیت احدیت جیوں
پیالا ساقی کا مکھ جان
اوس[3] پر عالم مت سو تانہ
اینہاں سو ممکن ممزج[4] اب
ظاہر وجود اینہاں اک چھت
داکھ[6] ہویت کی اس ٹھانہ
چڑھے جمالیت کا جوش
جیوں زیبا آپیں دکھلاے
سور ورن[9] دکھلائیں[10] ماٹ
کوڑوں کاٹے ہیں[12] رکھوال
خوب خوب کوں کوں[13] چھپاے
عین جمال جو[16] پردا[15] ہوے
نظر دیکھتیں[19] جاے انجاے
جیوں[21] عاشق آپس کا دکھ
بلبل بولے پھول سو دیکھ
یہ حیرت منہ جاوے کھوے
اک دن بیٹھے باڑی مانہ

پیالا[1] پھول ہے یہ سوے
پہلا دور کھیا[2] ہے تیوں
تہاں شراب جمال پچھان
وجود اضافی ہے اس ٹھانہ
یہ راسی پیتے ہیں[5] سب
ظاہر علم مست اس گت
بھی نیں[7] خم عدم کے مانہ
آپیں ابھرے[8] ہو مدہوش
چھپا چھپایا کیو نہیں نجاے
گگن پھیجے چڑہ باڑے[11] باٹ
تن تھیں پھوٹ دکھاے گلال
چاند کنڈالی[14] کیو تھیں ڈھنپاے
تو تس دیکھ سکے[17] نہیں[18] کوے
یہی جمال جلال کلھاے[20]
سکے نہ کہہ اوس[22] دیکھت مکھ
اس کی جیبھ[23] بندھاے بیکھ
جیوں چتراون چترے[24] ہوے
دوہوں[25] شراب پیا اک ٹھانہ

۱؎ م پیالہ ۲؎ ب کہا، م کیا ۳؎ ب دم اس ۴؎ ا مخرج ۵؎ د س ہے ۶؎ س
داک ۷؎ ب د سے، م بھرے تھیں ۸؎ د س اوبھرے ۹؎ م وزن ۱۰؎ ا ج د دکھانے
ب دکھلانے ۱۱؎ م مارے ۱۲؎ س ہے ۱۳؎ م ندارد ۱۴؎ ا کڈالی ۱۵؎ ا س سو،
۱۶؎ م پردہ ۱۷؎ ا سکھ ۱۸؎ ا تھیں، ب نیں ۱۹؎ ب د دیکھتے ۲۰؎ ب دکھاے، س م
کہلاے ۲۱؎ م دوکھ ۲۲؎ د اس ۲۳؎ ب جیب، م جنتہ ۲۴؎ م چتیرے،
۲۵؎ ب دہوں

یہ نظروں کی عادت لیکھ
باج نور کچھ سکیں نہ دیکھ

دیوا تارے سسہر[1] سور
دیکھیں جو ہووے[2] کس کا نور

جب اندھیارا ہووے[3] جانہ
کچھ اشیا نہیں[4] سوجھے تانہ

کبھیں سوال کرے[5] یوں دل
دل منہ[6] آوے یہ[7] مشکل

یہ نظروں کی عادت ہوے
باج نور نہیں[4] دیکھیں سوے

جب اندھیارا دیکھیا[8] جاے
کون نور تب تس دکھلاے

چھپا سو ہے[9] اندھیارا جب
چھت کا نور دکھاوے[10] تب

جس دیکھے وہ[11] آپ دکھاے
نور نور تھیں[12] دیکھیا جاے

نور دیکھناں[13] دیوے کیوں
حسن کرے گا عاشق جیوں

جتناں[14] حسن سو[15] زیادت جانہ
تتناں[16] عشق ادھک[17] تس ٹھانہ

نور کہیں روشنائی جب
عین ذات ہیں صفتاں تب

کہے جو وحدت مانہ اصول
سو فی التحقیق[18] جان حصول[19]

نور بتی جب نور دکھاے
ہور[20] اشیا بھی ساری پاے

تب ہے روشنائی کا ناوں
روشن کرنہار[21] اس ٹھانوں

غیر ذات ہیں اینہاں صفات
یہ سب الٰہیت منہ[22] بات

سو فی التفہیم و فی العقول
اوس[23] تھیں اک مرتبے نزول

فرق تمھوں[24] بوجھیا ہے سب
کہوں تفصیل الٰہی اب

---

[1] د سھسر، م سیسر [2] ب م ہوے [3] ب س ہوے [4] ب نیں [5] ا کریں،
[6] ا ب ج د م میں [7] ا ب ج د یوں [8] ب س م دیکھا [9] س ندارد [10] ب دیکھاوے
[11] ب وے [12] س تھی [13] ب د س دیکھنا [14] ب س م جتنا،
[15] ب س س ندارد [16] ب س س تتنا [17] ج د ادک [18] ا ج فی التحقق،
[19] س وفی الحصول، د الحصول [20] س نور [21] م روشن کا کرنہار،
[22] ب میں [23] ب د س س اس
[24] ب تموں، م تمھیں

تفصیل حضرت الٰہیت

غنی سو ہے مطلق بالذات — جگ لوریا بالاسم صفات
کیتک ہیں مشروط صفات — جیوں خالق ہو رازق ذات
جو مغفرت کرے گا سوے — توہیج نانوں غفور سو ہوے
ایسی بھانت جو ہوویں[1] نانوں — جان صفت مشروط اس ٹھانوں
کیتک بن مشروط صفات — وے لازم ہیں ذات سنگھات
جیوں حیات علم بھی اور — ایسی ہوویں[2] سوکن اک ٹھور
کیتک صفت اضافی[3] ہوے — اول آخر ظاھر سوے
ظاہریت[4] جے حق[5] کی اب — وے ممکن مخلوق سو سب
حق کے سب باطن تھی سوے — بلکہ[6] عین سو ذاتج ہوے
ہب جس[7] نسبت باطن جان — اول تس نسبت من آن
اب جس نسبت ظاہر پاو — اوس[8] نسبت آخر من لیاو
سب[9] شئے باطن تھی محبوب — ظاہر عاشق ہے[10] جیوں خوب
ازل ابد لگ جانے کوے — کیوں معشوق سو عاشق ہوے
ازل مہیں محبوب جو[11] روح — وے ابدی عاشق مجروح
حق کے ظاہر ہونیں[12] ماٹ — وحدت ماں[13] کچھ بڈھ[14] نہ گھاٹ
دھرو آرسیاں ٹھانہیں[15] ٹھانہ — اک مانس بیسے[16] بچ مانہ
دیکھو تسے[17] ہزاروں[18] شان — اک ماں[19] نہیں[20] زیادت[21] نقصان

---

۱ الف ب ہویں ۲ ب ج م ہویں ۳ س اضافت ۴ س ظاہرت ۵ ب ظاہریت حق کی جے ۶ ام بلکہ ۷ س جس کی ۸ دم اس ۹ د ہر، ۱۰ س سن ہیں ۱۱ س سو ۱۲ ب د ہونے ۱۳ م منہ۔ ا مانہ ۱۴ ا برده، ب بڈو، ج د بڑه، س برده، س پڑھے ۱۵ ا د ٹھان نہیں ٹھانہ ۱۶ س بیٹھے، ۱۷ ب اسے ۱۸ ب ہزاروں ۱۹ د ما ۲۰ ب نیں۔
۲۱ ب زیاده

اک چھا نہیں[1] کون کہوے کوے — یہ بج دیکھن ہارا سوے

عین خطا یہ کفر سو جان — ایسا من منہ[2] کدہیں[3] نہ آن

کے[7] چھانتوں ہے دیکھن ہار — چھانہ[5] تو اوس[6] کی ایک[4] اونھار

سب چھانھوں[8] تھیں انگا سوے — ہور سب ساتھ[9] معیت ہوے

اینہاں معیت مانہ وجود — اون[10] چھانھوں[11] کی شان نمود

ایک شان سب ذات نہ ہوے — ہے سب شانوں قابل سوے

ایک شان کوں کہے[12] سب ذات — ہووے[13] سوے کفر کلمات

تمثیل[14]

مل[15] کر اندھلے گئے[16] دو چار — ہاتھی دیکھن[17] کوں سب یار

پکڑ دانت اک کیا پچھان — گز کا آڈا[18] بودھا جان

جنہیں[19] ٹٹولیا دم کے پاس — کھڑی سو برچھی کرے قیاس

پکڑیا کان کہے وہ[20] یوں — ہاتھی، بڑا[21] پنکھا ہے جیوں

جنھیں پیٹ پر پھرے سو ہاتھ — کہے[22] سو خُم دس[23] بارہ ہاتھ[24]

ایک دیکھیا تھا تس ٹھانہ — اوتھیں[25] بلا سمجھاے[26] تانہ

کیا[27] نہ بھل[28] تیوں کرو گمان — ہاتھی کی یہ ہر یک شان

ایک شان کوں کہیں نہ دیکھ — سب ہاتھی[29] یہ غلط سو لیکھ

جیوں دہری کہتے[30] ہیں آج — سب عالم مل ایک خداج

۱؎ س ل [illegible] چھا ہیں ۲؎ ب میں ۳؎ ب کدھی ۴؎ ب کیں، م کئی ۵؎ ب چھاں ۶؎ ب دم اس ۷؎ س ل [illegible] ۸؎ م چھانوں ۹؎ د سات ۱۰؎ ب ان ۱۱؎ م چھانوں ۱۲؎ ب کے ۱۳؎ د ہوے، [illegible] یہ مرخی کسی میں نہیں ہے ۱۵؎ س مل کرگئے اندھلے ۱۶؎ م گئے ۱۷؎ ب دیکھیں ۱۸؎ ب [illegible] اونڈھا ۱۹؎ ب سجے ۲۰؎ ب د وے ۲۱؎ ب بڑا، س پڑا ۲۲؎ ب کیے، [illegible] ۲۵؎ ب اوسے، م اٹھیں ۲۶؎ س سنجھاے ۲۷؎ ب کیا ۲۸؎ س [illegible] ۲۹؎ [illegible] ۳۰؎ د کہتیں

تیوں[1] مت سمجھے[2] اینہاں مراد | یہ تو قول سبھی[3] برباد

اینہاں ہے اک[4] چھت موجود | وے سب شانوں مانہ نمود

خوب محمد کی جیوں ذات | دیکھ پچھانوں[5] جس دن رات

خوب محمد لیویں[6] نانوں | ہوں معلوم ہوؤں اس ٹھانوں

خوب محمد لکھے[7] جانہ | میری ذات پچھانوں[8] تانہ[9]

خوب محمد آنوں[10] یاد | تب بھی میری ذات مراد

ہر ٹھنہ[11] باج تغیر ذات | ہور یہ سارے تعینات

کرو گھڑے کوں لاکھ[12] اک چھیک[13] | تس منہ[14] دھرو سو دیوا ایک[15]

لاکھوں میں اوجیال[16] دکھاے | ٹکڑے لاکھ نہ ہوکر جاے

کہیں چھیک[13] کا دیکھ اوجال[17] | سب دیوا یہ غلط وبال

جیوں ابراہیم تارے دیکھ | سبھہر[18] سورج یوں من لیکھ

هٰذا ربی کیا گمان | عین گمان غلط اس شان

جیوں منصور انا الحق جان | کھیے[19] یقین سو من منہ آن

تس جو[20] رنگ کرناں[21] یہ دین | وے عاشق سردار سوکین[22]

غلط مراتب منہ[23] جب ہوے | کفر زندقا کہیے سوے

سبی مراتب سنے[24] سو جیوں | عبد اللہ[25] فرق کر تیوں

---

۱ د توں ۲ س سمجھیں ۳ ا سب ہی، ب سبھی ۴ ا ایک ۵ ا ب ج د م پچھانو، ۶ س لینوں ۷ ا لکھے، ب لکھنیں، د لکھے سو ۸ ا ب د پچھانو ۹ ب تہانہ ۱۰ ا ج د س آنو، ب آوے ۱۱ س تنہ ۱۲ د لاک اک، س لاکھیک ۱۳ ا چھینک، ب چھنک ۱۴ د میں ۱۵ ا ایکھ ۱۶ ا ب ج س م اجیال ۱۷ ا ب ج س م اجال ۱۸ ا سبھر، د سہسی ۱۹ ب کیا ۲۰ ا ب ج د س جو ۲۱ د م کرنا ۲۲ ا اس کے بعد یہ شعر درج ہے ـــ

ایسی بھانت جو ہوویں نانوں
جان صفت مشروط اس ٹھانوں

۲۳ د م میں ۲۴ م سنے ۲۵ م اللہ

لیائے[1] بھیس یہ روپا جب — اتنا[2] تو بوجھے گا تب
کی[3] یہ[4] روپ اہوں اس ٹھانوں[5] — پرکہ تری کا بھیس دکھانوں[6]
جگ کا بھیس آلہ جو لیائے[7] — آپیں عالم جو دکھلائے
تو ہم کوں[8] بھی ہوئے[9] یاد — اصل آلہ ہمیں بنیاد
آج ہوئے ہیں عبد سو یوں — پن یہ بات سو بسرے کیوں
سمجھ[10] مراد جو ہے اس مانہ — جگ کے بھیس آلہ سو نانہ
یوں توں جگ کوں کہے[11] آلہ — ہائے ہائے یہ کفر گناہ
یہ ہیں[12] بھیس سو ہوں کے سب — کس کوں[13] ہوں نہیں بسرے کب
کہے الہیت جس ٹھانوں — جان آلہ سو اوس[14] کا نانوں
ہیں مخلوق مراتب اور — نانوں مراتب کے ہر ٹھور
پن مرتبے بھلاوے جب — کفر زندقا[15] کہیے تب
ولے کہوں ٹک سن دھر کان — فرق مراتب کا اس شان

فرق مراتب[16]

دیکھ عدم درپن کر توں — کوئی نہیں یعنی ہوں ہوں
غیب ہویت سدا سو چھت — نوی علم منہ[17] جیوں وحدت
قید علم کی سنہ چھت ذات — تب قابل دو صفت سنگھات
ایک اکیلا احد سو پائے — واحد یہ روپوں کہلائے[18]

---

[1] ب لیاوے [2] م اتناں [3] ب کہ [4] ب ج س بہ [5] ب ٹھانوں [6] ب دکھانو [7] ب لائے [8] س م کون [9] م ہووے [10] د س سمنجھ [11] س کہیں [12] س ہے [13] س ندارد [14] ب د اس [15] ب س زندقہ [16] یہ سرخی محض س میں ہے، تاہم خوب ترنگ کی عام ترتیب کے تحت اسے اختیار کر لیا گیا [17] ب میں [18] ب س س دکھلائے

اسم صفت سنہ[1] ذات قدیم
الہیت یہ ہویں تفہیم[2]
وجود اصنافی دیہ جلائے
تب اوس[3] خالق ناؤں دھرائے
ذات صفت کی قیدوں مانہ
حادث ہے مخلوق سو تانہ
آپ چھتاچھت مانہ پچھان
اس چھت تھیں جگ کی چھت[4] جان

جھولنہ

کر تھیں[5] پنیں[6] تنی آرسی ماں سدا ہے انیں[7] نوا آپ کہے
چھت ایک پناں[8] کچھو پاے نہیں چنچل بھریا یہ روپ اپے
تان بان لو چیزوں[9] چنت ہرے کرے جیوتی جو سمے میت دھرے
خوب چھند بھریا[10] انیں[11] ہے چھتا چھت اپنیں[12] سبی[13] چھت کرے

رابطۂ صفات حق و عبد

جیوں اک ڈبا سو[14] بھریا جان
ہر جنسے ٹک تِس[15] منہ آن
تنہ تھیں تھوڑی[16] لے کر آئے
ہر جنسے تھوڑی[16] دکھلائے
بانٹ[17] دئے تِس مجلس مانہ
ہر جنسے تھوڑی[17] سب ٹھانہ
ہر[18] جنسے ہیں اِسی اوبھار
ڈبے مہیں تنہ انت نیار
تیوں ہیں صفات سو حق کی سب[19]
تھوڑی دے عالم کوں اب[20]
تجھ منہ[21] عین و ہیچ صفات
بے حد ہے[22] جنہ حق کی ذات

---

1. ا س سوں، ب دیں 2. ا تفیم 3. ا د س اس 4. ب س س چھت 5. س م تہیں 6. ب پنی 7. ب آنے 8. س پنا 9. ا او چینوں۔ د لو چیزوں، س جنروں، س پوخسروں 10. ب بھرا 11. ب انے 12. ب اپنی 13. س سبھی 14. ج جو 15. ا تس منہ ٹک 16. ب ٹھوری 17. م بانٹ 18. س شعر ندارد 19. ج اب 20. ج سب 21. ا ب س م میں 22. ب ہیں

اسے دیکھنیں[1] سننے ماٹ — چلیو[2] ہے حق کی دس باٹ

تم کوں تھوڑی تھوڑی دیت — صفت سو پچھتانیں[3] یوں کیت

جیوں بانیں[4] کوں لیایں اناج — تھوڑا تھوڑا دیکھن[5] کاج

پن بھیتر ہیں بھرے انبار — حق کی صفت یہیج[6] شمار

جھولنہ

ڈبا ایک بھریانگ[7] بھانت بھانتیں[8] تھوڑی[9] دکھلانیں[10] الگے[11] کئے

سنو[12] دیکھ جانو ہیرے لال موتی سبھی[13] جنسوں اُن بانٹ دئے

ایکیں[14] ایک نگیں اس بھانت کیا[15] ڈبے مانجہ ہموں جنسے[16] لکھ بھرے

خوب ان تھیں تہاں[17] تمھیں دیکھ جانوں[18] جہاں[19] ہیں ایسے بن چھیہ[20] ارے

ہب تھیں توں ٹک[21] دیکھ بماس — کہیں[22] کرے[23] کو صورت راس

ہاتھ پاؤ[24] سب درس[25] ملائے — پن تس صفت نہ دیتی جائے

تو ہیچ اس کوں صفت سو ہوے — کرے جو کچھ آپس کا سوے

آپیں اوسس[26] کی شان دکھائے — اس نسبت وہ صفت سو پائے

وہم کرے[27] جیوں اک بازار — تنہ رستوں[28] بیچ خلق ہزار

تہاں سو رہے[29] اور دکان — تہاں تنبولی بیچیں[30] پان

---

۱ ب دیکھنے ۲ س چلے سو ہیں، س۲ چلے سو ہے، م چلیو ہیں ۳ ب پچھانے، د پچھتایں
س۱ س۲ م پچھانیں ۴ س پانی ۵ ا دیکھنیں ۶ ب یہیج، د س۱ س۲ م اسیج،
۷ ج بھریانک ۸ ب بھانتن ۹ ب تھوڑ، م تھوڑی ۱۰ ب دکھلانے ۱۱
ب الکییج ۱۲ م سنوں ۱۳ ب سبھی ۱۴ ب ایک ۱۵ ب کیا ۱۶ د جنسے، م جے
۱۷ ب تان ۱۸ ا ب ج د جانو ۱۹ ا س جانہ ۲۰ ب س۲ چیھ، م چھتے ۲۱ س۲
ہزارد ۲۲ ب س۲ کہیں ۲۳ ا کریں ۲۴ ب پانوں، س۲ پاؤں ۲۵ س۲ درست
۲۶ د م اسس ۲۷ ا کریں ۲۸ ب رستے ۲۹ ب سیرتی، س۲ شور ہے
۳۰ د بیچے

تہاں کھڑے کو مول کراین — کوئی بکاتی[1] لے کر جاے
اون[2] ساروں جے کیتی[3] بات — وہم کیا تھے[4] تس کی ذات
ذات پریں تھی[5] قایم ذات — قایم صفت[6] پرتیج صفات
حق منہ[7] ذات صفات سو سوے — صفت، ذات پر قایم ہوے
سمجھیا[8] اینہاں صفت کا بھیر — سن تمثیل ولے اک[9] [illegible]
جیوں آرسی دیکھے کوے — یہ اور[10] چھپانہ[11] سریکے[12] دو [illegible]
بیٹھا دیکھن[14] ہارا جانہ — اوس[15] کے سر پر پگڑی تان
چھانہ مہیں بھی تیو[16] نہیں دکھاے[17] — اوس[18] سر پر بھی پگڑی پاے
پن یوں ہی نہیں[19] اس من آن — اوس[20] پگڑی پر پگڑی تان
وے پگڑی جب لیہ اتار — یہ بھی اترے تیتی بار
ذات ذات پر قایم جیوں — پگڑی[21] پر پگڑی بھی تیوں
ہب کھیں[22] صفت سو پاوے جانہ — عین صفت حق کی تس[23] تھان
جیوں چتیارے[24] گھوڑا بہل — چتریا[25] ایک سو بہل ہنکاے
چنچل پن چترے منہ پاو — جیوں صورت کر[26] چترے پاو[27]
لاس پشم کا یوں انگ مانہ — پھسلیں[28] پاو[29] نظر کے تان
صفت کرے گھوڑے کی کوے — صفت سو چتیارے کی ہوے

۱- م بکاتے ۲- ا د س ان ۳- ا کیتا، ب د س م کیا ۴- ا م تھا ۵- ب س [illegible]
س تھیں ۶- ب س س صفات ۷- ب م میں، س من ۸- ب س م سمجھا [illegible]
۹- م ایک ۱۰- م او ۱۱- ا چھپانہ ۱۲- س سریکے، م سرکھے دو [illegible]
۱۴- ب دیکھیں ۱۵- س اس ۱۶- س تیوں، س تونہیں ۱۷- د [illegible]
۱۸- د س اس ۱۹- ب نیں ۲۰- س اس ۲۱- س پگڑی پگڑی [illegible]
۲۲- ا جان ۲۳- ا تان ۲۴- ج چتیارے، د چتاریں ۲۵- ب [illegible]
۲۶- م کو ۲۷- ب ج د س س پاد ۲۸- ب پھلیں
۲۹- ب پانو

جس کی صفت کروگے جانہ — صفت ہووے[1] گی حق کی تانہ

ادن چتیاریں[2] بھی اور مت — چتریا ٹٹو سو دبلا ات

گردن پسلیاں[3] ہاڈ[4] ملاے — جیون بھاری کاٹھی لے جاے

چتریا[5] سوکا[6] ننھڈا[7] بونٹھ[8] — جیون اک ٹکرا[9] ستوا سونٹھ

وے چتریا[10] ایسیچ اونھار — جس پر چیلھاں[11] چڑہیں[12] شکار

ٹٹو سو چتریا ہے اس گت — برا[13] سو تازی کی نسبت

پن جنہ دیکھو دبلی ذات — اوس[14] منہ تو یہ[15] نادر بات

صفت کرو نادر کی[16] جب — صفت سو[17] چتیارے[18] کی تب

برا[13] بھلا ہب دیکھو جانہ — صفت خدا کی ہووے تانہ

احاطت[19] افعال حق در عالم

بھرے طشت منہ ماٹی جب — دوجی ماٹی ماے نہ تب

پانیں[20] جب ریڈو[21] اوس[22] مانہ — پچھیں سماوے پانیں تانہ

جس باٹیں پانیں[20] سوس[23] جاے — پانیں[20] منہ ہو[24] باو سماے

پچھیں سماوے آگ بسیکھ — پاوے[25] آگ تتا کر دیکھ

جے[26] کو ہووے[27] بہت[28] لطیف — ماے لطیف سو مانجہ کثیف[29]

۱؎ ب س ہووے گی، م ہوکی ۲؎ ا چتیارے، د چتیاریں ۳؎ د پھنسلیاں، س پھسلیاں، ۴؎ ا ب ہاڑ، س ہاڈی ۵؎ ج چترا ۶؎ س سوکھا ۷؎ ا نندھا (ب نھنڈا)، س نندھاں، م ننھا ۸؎ س بونٹھ، س بوٹھ ۹؎ د سو ۱۰؎ ا چتریا وے، وے چترا ۱۱؎ ب دم چیلاں، س چھیلیاں ۱۲؎ ا چڑھی ۱۳؎ ا د س بورا ۱۴؎ ب اس ۱۵؎ س ندارد ۱۶؎ استاد ویں کہ س کہ ۱۷؎ د تو ۱۸؎ د چتیارے ۱۹؎ ا س س احاطہ ۲۰؎ ب پانی ۲۱؎ ب م ریڈو، س ریزد ۲۲؎ ا ب د س س اس ۲۳؎ ب د س س سس ۲۴؎ س ہووے ۲۵؎ ا ب ج د م پاے ۲۶؎ د جکوی ۲۷؎ ب ہوے ۲۸؎ ب بہوت ۲۹؎ س کسیف

خدا لطیف سو جس کا ناؤں
اہے محیط سو وُسے[1] ہر ٹھانوں

ذات لطیف محیط سو جیوں
فعل محیط خلق[2] منہ تیوں

بازی گر پوتلا نچاے
وے ناچے نہیں[3] ہاتھ[4] ہلاے

آپیں ہاتھ[5] ہلے گا کانہ
روح ہلاتی ہے تس مانہ

روح ہلاوے کیوں من آن
اونہاں[6] محرک[7] خدا سو جان

ہب جے ذرا[8] ہلے سو جانہ
فعل خدا کا ہے تس ٹھانہ[9]

عالم جیوں شطرنج کا کھیل
مارے[10] مات کرے اس میل

اک پیادا اک شاہ سو کین
الگی چال سبھوں[11] کوں دین

فرزیں[12] گھوڑا[13] پیل چلاے
رخ پیادا[14] چل[15] شہ گر[16] جاے

ہارے جیتے[17] کھیلن ہار
بول سو مہروں پر ہر بار

فعل حقیقی کرے خداج
جگ منہ سکے نہ کر ہم باج

جیوں کلف کوں کھولے ہاتھ
پن کھولے گا کیلی ساتھ[18]

کیلی باج نہ کھولیا جاے
کیلی کھولے ہاتھ کھلاے[19]

جیوں نائی بولے اور[20] شان
کے کے راگ اوس منہ[21] کے تان

نے کی شان سو بولے جب
بن نے بول سکے نہیں[22] تب

چھپت لم یلد ولم یولد
جنے[23] ہموں منہ[24] چھپت ہے جد

پانیں[25] پرب بھری جیوں ہوے
پانیں[25] اوس[26] منہ پیے جو[27] کوے

اوس[28] کا ہوے ثواب سو تس
جن پانیں[25] بھریا اس مس

عالم حق کی پرب سو جیوں
علم بھریا جیوں پانیں[25] تیوں

---

۱ د ہے ۲ ب ماں ۳ ب نیں ۴ ب ہات ۵ د ہات ۶ ب اونہا ۷ متحرک
۸ ا ذرّا ۹ ب مانہ ۱۰ م بازی ۱۱ س سبوں ۱۲ ا د س م فرزی ۱۳ س گھوڑے
۱۴ م پیادہ ۱۵ ب کڑ، س کر ۱۶ م کہہ ۱۷ ب تے جے، س چھپتے ۱۸ د سات،
۱۹ س لاے، م کھلاے ۲۰ ب ہر ۲۱ ب اس میں، س اس منہ ۲۲ ب نیں ۲۳ د چھپتی،
۲۴ ب میں ۲۵ ب پانی ۲۶ ب اس ۲۷ ب جو ۲۸ ب د س اس

اوس[1] سیکھیں جے[2] ہوے ثواب
سوے ثواب سو[3] ذات کی باب

جسے ثواب اوسیج[4] عذاب
اوسیج لذت سمجھ[5] شتاب

اے سب اوس کوں[6] جے چھت ذات
ذات ہیں دو صفت سنگھات

ایک سو مطلق کہیے ناوں
ایک مقید ناوں اس ٹھانوں

دونہ[7] ماں ہوں اک ذات سو ہوے[8]
ڈھونڈہ[8] فکر کر کاڈہ سو سوے[9]

حق فاعل بہ صفاتست نہ بہ ذات

ذات صرف ای مطلق
فعل صفت ستنہ[10] کرے سو حق

صفت[11] بتی چھت فاعل ہوے
صفت بتی مفعول سو سوے

عالم علم بتی ہے جیوں
علم بتی معلوم سو تیوں

ہر یک[12] صفت جدی حق مانہ
اوسی صفت ستنہ[10] فاعل تانہ

عالم علم بدل من لیکھ
دیکھے بصر بتی وہ دیکھ

علم بتی نہیں[13] دیکھے سوے
فعل صفت ستنہ لازم ہوے

پن اک فعل سو کرنیں[14] مانہ
لاکھوں فعل ہویں[15] تس ٹھانہ

جیوں اک کن کے امر تلہار
فعل ہویں[15] لکھ کوڑ ہزار

دہوپ سو جیوں چھت[16] تیوں اس ٹھانہ[17]
ہب اے ہیں[18] صفتاں تس مانہ

اک گرمی ہے دوجا نور
ان صفتوں ہوئے[19] فعل ظہور

نور بتی جگ کھولے سب
گرمی بتی نہ کھولے کب

---

۱ ا اس ۲ ب جو ۳ ا د س٘ س٘ ندارد ۴ د اسیج ۵ ا سمنجھ، س٘ سمج ۶ ب س٘ س٘ محض سوے
۷ ب دو، د دوں ۸ ا ب د س٘ س٘ دوے ۸ ا ب د س٘ س٘ م ڈھونڈ ۹ ب س٘ س٘ محض سوے
۱۰ ب سوں، س٘ سے ۱۱ س٘ مصرعوں کی ترتیب الٹ ہے ۱۲ ا ب ج د اک ۱۳ ب نیں، س٘ اوس
۱۴ ب کرنے ۱۵ ب س٘ ہوویں ۱۶ ب س٘ س٘ چھت جیوں ۱۷ س٘ اوس
۱۸ ب ہب ہیں اے
۱۹ د س٘ ہویں، س٘ ہووے

گرمی بتی کرے افعال ۔۔۔ فعل کئے گرمی اک حال

دہوپ سو گرمی بتی تپاے ۔۔۔ بھیگا اوس[۱] کوں ترت سکاے[۲]

جنہ کہیں[۳] کرہا بندھاناں[۴] ہوے ۔۔۔ تنہ گل[۵] کر[۶]بہ چلے سو سوے

جوئی منہ کا[۷] کھولے سو باس ۔۔۔ آسے گرمی بدلے[۸] پرکاس[۹]

دہوپ صفت گرمی کی ماٹ ۔۔۔ ایک فعل تس منہ کے[۱۰] گھاٹ

چاک پھراوے جیوں کونبھار[۱۱] ۔۔۔ ایک پھیر تس اتنچ بار

ایک فعل تس پھیر سو ہوے[۱۲] ۔۔۔ کوز تو تتی[۱۳] سب[۱۴] گھڑے سو سوے

جھولنہ[۱۵]

دیکھے دیکھنیں[۱۶] تھیں بوجھے[۱۷] جانیں[۱۸] سوں[۱۹] چھت چھت بتی کچھو نہیں[۲۰] کرے

جیوں دھوپ کھولی اجا[۲۱]لیج[۲۲] بتی تتپن[۲۳] ستیں[۲۴] ایسے روپ[۲۵] دھرے

بھیگا سوک[۲۶] گیا کرتھے[۲۷] بہ چلے جوئی[۲۸] باس کھلا[۲۹] تک دھوپ دیے[۳۰]

خوب دھوپ چھتی تتپن[۳۱] ستیں[۳۲] کام ایک[۳۳] بتی کیتی[۳۴] کام کئے[۳۵]

---

۱ ب س م اس ۲ س سکھانے، س سوکاے ۳ ب کھیں ۴ ب س بند ا
۵ د گھل ۶ س س کے ۷ ب کی ۸ س بدلیں۔ س بدل ۹ ا
پراکاس ۱۰ ا کھے، س م کہئے ۱۱ س کنبار ۱۲ ا ب ج د ہووے ۱۳ ا تتی
ب د س س تو لی، م تتئ ۱۵ ا جھولنہ سے قبل سرخ روشنائی میں حق فاعل بصفات [illegible]
درج ہے۔ ۱۶ س ندارد ۱۷ ب د دیکھنی ۱۸ س بوجے ۱۸ ب جانئے، د [illegible]
س س جانیں ۱۹ ب تھیں ۲۰ ب نیں ۲۱ ا س اوجانچ ۲۲ ا تبیں ،
۲۳ ا تپ، م تب پن ۲۴ ب ستیں۔ س ستی ۲۵ س دھوپ ۲۶ ب
سوک، م سوکہ ۲۷ ا کرہا، ب کرے، س کرہ ۲۸ م جوی۔
۲۹ ا ب کھولا، س کھولے۔ س کھلی ۳۰ ج دین،
۳۱ ا م تپ پن، د تتپن ۳۲ ا سینیں، ج سنتیں، د سیتیں ۳۳ ب اک
۳۴ ا کیتی ۳۵ ا کیئے

ہر صفات کہ ہست بجز ہستی در نمی گیرد

جان قاعدا سبی[1] صفات — بلگے[2] گے وے چھتے سنگھات
چھت ہووے تو بصر سو[3] جوے — جانے علم چھتا جو ہوے
عدم سو دیکھے[4] منہ کیوں آے — نھیں[5] سو کیا کر جانیا جاے

سوال

ہمیں نتھے موجود سو جب — تھے حق کوں معلوم سو تب
درس[6] قاعدا کیوں ہے یوں — بن چھت علم نہ بلگے کیوں

جواب

حق کی چھت پر نظر سو آن — عالم چھت کیا[7] شاناں[8] جان
وے چھت علم مہیں[9] جب آے — علم سو سب شانوں سنہ[10] پاے
علم جاناں[11] کہئے کیوں — جے جیسا اوس[12] جانے تیوں
جیوں مالی دیکھے[13] کونبھار[14] — پاوے اس[15] منہ تیتی[16] یار
دیکھے قابلیت ہے تانہ[17] — آبدار خاناں[18] ہے تس مانہ

سوال

کہی ہویت منہ یہ بات — علم نہ امرے[19] جنہ چھت ذات
جو چھت ذات علم منہ آے — تو یہ ٹل تعریف سو جاے
علم سو جان پنیں[20] کا ناوں — چھت کوں بلگے گا ہر ٹھاوں

---

[1] ب سبھی [2] ب بلگیں [3] س نداره [4] د دیکھنے [5] ب نیں [6] ب درست [7] ا د کیا [8] د شان [9] ب منہ [10] ا کوں، س سے، [11] ب جاننا، س جانیاں، س جانیا [12] ا اس [13] س دیکھہ [14] ب کہار، س کونبار [15] ب اوس [16] م تتی [17] د تھانہ [18] س خاناں، م خانہ ن [19] س انمرے [20] ب س اپنے

علم نہ امرٹے[1] چھت کوں جب — یہ تعریف سو جاوے تب
ایا حقیقت علم سو جاے — ایا حقیقت ذات پھراے[2]
ذات علم دو نہ اپنیں[3] حال — کوئی پھرے[4] یہ بات محال

جواب

صفت ذات پر قایم ہوے — اس مرتبے نہ امرٹے[5] کوے
جہاں صفت ہے عین سو ذات — تنہ سب امرٹے[1] عین صفات
یہ اجمال سنیں[6] دھر کان — ہب تفصیل کہوں اور شان
آنکھوں تھیں[7] پیشانی دور — کدھیں نہ امرٹے[1] جگ کا نور
جب درپن دھر دیکھے[8] کوے — دیکھے وہی[9] پیشانی سوے
جسے دیکھناں[10] اسے محال — وسے[11] دیکھی[12] جاوے فی الحال
دیکھے اینہاں سو دیکھن ماٹ — جے دیکھن دیکھے سب گھاٹ
عین ذات دیکھناں نہ ہوے — اینہاں ذات دیکھن منہ سوے
پن جے غیب ہویت مانہ — ووُں[13] پیشانی دیکھے نانہ[14]
عین وہی پیشانی جان — دیکھے اس مرتبے سو آن
پن مرتبے نہیں موجود — پاے جائیں گے[15] عین وجود
جیوں آپس کی صورت جوے — تب دیکھے نہیں[16] درپن سوے
جیوں[17] درپن پر نظر جو لیاے[18] — تب صورت نہیں[16] دیکھی جاے
ہب درپن مرتبا[19] کلھاے[20] — سو وحدت جس ماں[21] چھت پاے

---

۱ س انمرے ۲ د پھیراے ۳ ب اپنے ۴ ب پھرا ۵ ج امر ۶ ب س سنے ۷ ب نہیں ۸ س دیکھے ۹ ا ب ج دم وے ۱۰ س دیکھنا ۱۱ ا وہ ۱۲ ب دیکھیا ۱۳ د اونے، م اونوں ۱۴ ا تا نہ ۱۵ س جانیں گے. س جائیگہ ۱۶ ب نیں ۱۷ ب جب ۱۸ ب سو لاے ۱۹ م مرتبہ ۲۰ ب م کہلاے ۲۱ ب منہ، م مانہ

جیوں پانیں[1] نہیں[2] پاوے کب
دھار بوند[3] منہ پاوے تب

دھار بوند منہ آوے نیر
پانیں[4] پاوے اِس تدبیر

چھت پانیں[1] کی پاوے نانہ[5]
بن ہاں[6] بھی[7] مرتبے[8] سو مانہ

پاوے چھت پن جاگہ[9] اور
چھت نہیں[10] پاوے چھت کی ٹھور

دھار بوند نہیں[11] جانیں[12] جاوے[13]
وے موجود نہیں کیوں[14] پاوے[15]

نہیں[16] مرتبا[17] سو کو موجود
پاوے[18] تس ٹھنہ[19] عین وجود

پاوے علم تمیز سنگھات
یوں امڑے[20] گی سبی صفات

جھولنہ

بوجھے بوجھناں[21] تس جو ہووے چھتا، چھت بوجھنیں[22] کوں ملے کب نہ تیوں
دھار بود نہ جانے[23] جان پانیں[1] دیکھیں[24] آپ نہ دیکھے آرسی جیوں
بوجھے بوجھنیں[25] کی بوجھیج بتی تس[26] بوجھنیں[25] تھیں[27] بوجھیں سب کہیں
چھتا چھت بتی ہوا جان پنا خوب چھت سوں تو[28] ملتاج[29] نہیں

اله و عبد از روے ہستی ہر یک با احدیتِ خود قایم اند

صفت ذات پر قایم ہووے
تب اے دور مراتب ہووے

دور مراتب دیکھن[30] جاوے۔
تب چھت بڈی نہیں دکھلاوے[31]

---

۱ ب پانی ۲ ب نیں ۳ د بند ۴ ب د پانی ۵ اس تا نہ ۶ ب ہا نہ ،
۷ ا د یہی ۸ د مرتبہ ۹ ب جاگیں ۱۰ ب نیں ، د تھیں ۱۱ ب ج جانی ۱۲ ب
جائیں ۱۴ د کوے ۱۵ ب پائیں ۱۶ ا تھیں ب نیں ۱۷ م مرتبہ ۱۸ س پانیں ،
۱۹ اس ٹھان ، ب ٹنہ ۲۰ ب امڑیں گے ۲۱ ا ب دس بوجھنا ۲۲ ب بوجھنے ، د بوجھتے
۲۳ ب نہ جان یہ ، ج نجانئے ۲۴ ب دس دیکھے ۲۵ ب د بوجھنے ۲۶ ا ج تسے ۲۷ ا د س
بوجھے ۲۸ م توں ۲۹ ا ب ملناج ۳۰ م دیکھیں ۳۱ د دیکھلاوے

جب اعیان مہیں چھت پاے ۔ قید مہیں تب مطلق آے
مطلق اور مقید تانہ ۔ ہریک[1] خود قایم چھت مانہ
دورپنیں[2] کی یہ تاثیر[3] ۔ سبی کبیر دکھاے[4] صغیر
چاند اچھیے[5] بڈا ہے تانہ ۔ اینہاں[6] سیر جیوں نظروں مانہ
دور دور دریٔے[7] تھیں جاے ۔ ایسا دور کہ بوند دکھاے
جو یہ اونھاں[8] ننھڈا[9] ہوے ۔ تو اینہاں[10] دیکھے نہیں کوے
ہوے[11] انت بڈا[12] جو تانہ ۔ دیکھے بوند سو تو اس ٹھانہ
بوند مہیں سب دریا ماے ۔ دریا بوند نظر منہ آے
ہب[13] چلنیں[14] دھر دیکھو ایک ۔ بوند دکھاوے[15] ہر ہر چھیک
سب[16] بونداں مل سٹھر[17] تب ۔ ہے ہر[18] چھیک سو درپن جب[19]
جے پانیں[20] سب دریٔ[21] مانہ ۔ وے سب بوند مہیں ہر ٹھانہ
جے[22] دری منہ مطلق ہوے ۔ بوند مقید منہ سب سوے
دریا ایک اللہ سو جیوں ۔ عین محمد بوند سو تیوں
بوندج بونداں بن تبدیل ۔ جیوں[22] جگ حضرت کی تفصیل
بوند سمند[23] کی درپن لیکھ ۔ سب دریا دکھلاوے[24] دیکھ
دریا ہے دریٔ[25] کی ٹھانہ ۔ اینہاں بوند بن اور سو نانہ

---

[1] ب ہرایک، س ہراک [2] ب دورپنے، س دوبنیں [3] ا تاسیر [4] ب دیکھاے
[5] ا ب د س اچیہ، س اچھنے [6] م اینھا [7] ج م دری [8] م اونھا، م اونھاں سو
[9] ا نند، ب ننہڑا، س نندہا، س ننھا، م ننا [10] م اینھا [11] ا م ہووے
س ہووے پے [12] ب بڑا [13] ب اب [14] ب چھلنی [15] ب س دیکھاوے۔
[16] ب مصرعے برعکس ہیں۔ [17] ا سھر، د سہر [18] ا ج ہرہر [19] ا جب
[20] ب س پانی [21] س دریے [22] س جیوں
[23] س سمندر [24] س دکھاوے
[25] ا ب د س س دریی، م دریا

سورج کی بسّس درپن کیت
ٹھانہ سور کی سور سو ہوے
خلق آرسی حق کی جان
سب اپنیں احدیت مانہ
اینہاں خلق بن کچھو نہ لیکھ
یہ ذاتوں فاعل مختار
اس کون لذت اسے ثواب
یہ ہے دوی یہ کہئے غیر
فہم دوی کا خوبیں آے
دونہ آپیں قایم چھت مانہ
اس مرتبے دلی ہے جب
تس وارث سو انبیا سو جان

پونم مانہ اوجالا دیت
چاند باج اینہاں نہیں کوے
خلق تہاں حق من نہ آن
چھت سنہ خود قایم ہر ٹھانہ
کیا کہتا ہوں سمجھ سو دیکھ
امر نہی کا اچکن ہار
اس کون دکھ ہور اسے عذاب
دوی سمجھ کر کیجے سیر
تو ایکل پن جانیا جاے
عبد اللہ آپ اپنیں ٹھانہ
وے فرد الافراد سو تب
وے ایمان کہے تیوں آن

جھولنا

چھت نورے جس کوں جان پناں تو سرکھی نہیں کھنیں دور ہوئی
ہبیں دریا دور تھیں چھانٹ دیکھو بوند بڈپناں دوہوں ہیں جوئی
تو کوئی کسی پر نہیں کھڑا دوہوں مانجھ سارا دریاج پاوے
خوب یوں کہے تتے جان بڈا اوس باٹ چلیں جس پنتھ لاوے

۱؎ س، س۲ سیس ۲؎ ب چاند ۳؎ ج م اجالا، س۱ اوجال ادیت ۴؎ ا ٹھان ۵؎ ب نیں،
۶؎ س۱ ٹھانھ ۷؎ ا ب س، س۲ م منہ ۸؎ س۱ ہب ۹؎ ب اپنی، س۱ پانیں، س۲ آپنیں ۱۰؎ ج
سوں ۱۱؎ س۲ کچو ۱۲؎ ا س۱ سمنجھ، د سمنج، س۲ سمج ۱۳؎ د س۲ اوچکن ہار ۱۴؎ ا ب د اوسے،
۱۵؎ د دوکھ ۱۶؎ م ور ۱۷؎ ا ب ج د س۱ م یہی ۱۸؎ ب س۱ دوئیی، د دویی، م دوئی ۱۹؎ د یہی
۲۱؎ ا د س۱ سمنجھ ۲۲؎ ج جانا ۲۳؎ د کہیں ۲۴؎ ب م جان پتا ۲۵؎ ب نیں، م تھیں ۲۶؎ ب کہنے،
م کہیں ۲۷؎ س۱ بوندپناں ۲۸؎ ب دونو ۲۹؎ س۱ کسیں ۳۰؎ ب نیں، د تھیں ۳۱؎ ا دونہ ←

مقدمہ فاعل مختار

توں تو ہے فاعل مختار — تو تجھ کہتا ہوں ہر بار
کر اختیار سنے[1] جو بات — بات کہوں تو تجھ سنگھات
من جس[2] کوں پاوے ہر ٹھانوں[3] — امور کلی تس کا نانوں[4]
وہ[5] جب ایک فرد کن[6] پاے — امر جزی اوس[7] نانوں[8] دھرائے
مطلق سبی صفات پچھان — امور کلی ان[9] کوں جان
امور کلی عقلی ہوے — خارج منہ نھیں[10] پاے[11] سوے
عقلی ہن ان[12] کا ہر ٹھانہ — حکم اثر ہے خارج مانہ
جیوں ہے عقلی علم[13] حیات — خارج منہ وسے[14] اثر صفات[15]
امور کلی عقلی جب — اون کون کہیے باطن تب
کدھیں نہ عقلی ٹلے صفات — اون کا قدم[16] سو ذات سنگھات
حکم اثر جب خارج مانہ — تب ظاہر باطن اس ٹھانہ
ظاہر حکم اثر جنہ ہوے — تنہ انسان مقید سوے
امور کلی سبے ہیں[17] تانہ[18] — امر جزی وہ عین اس مانہ
حرف الف بے کلی جان — جزی عبارت منہ[19] جب آن
الف سو پھر بے ہوے نہ جاے — الف الف بے بسیج پڑھاے

→ [22] ب س م مانج، س مانجھ [23] س سرا [24] ب د م تس [25] م بڑا [26] ع تسن، س م اس [27] م بنتہ

[1] د سنیں [2] س جس کو [3] ب ٹھانو [4] ب نانو [5] ب [illegible] [6] م کن، [7] م اس [8] ب نام [9] ب د س م اس، ل اوس [10] ب نیں [11] م پاوے [12] س س م اون [13] س علم وحیات [14] س دیسے [15] س میں یہ شعر "کدھیں نہ عقلی ... الخ" کے بعد ہے۔ [16] د باطن ظاہر تب [17] ب ہے [18] س ٹھانہ [19] ب میں

تو مختلف عبارت ہوے
جو ہر حرف پھرے نفیس[1] کوے

حرف الف ب ج اور دال
اون[2] کوں کدھیں نہ ہوے زوال

قدح مدح منہ[3] وہی سو دال
ممکن قید جزی اس حال

حرف قدیم سو ابجد مانہ
قدح مدح حادث اس ٹھانہ

حق منہ وہی قدیم صفات
حادث وہی ہموں منہ آت

مطلق جان اللہ سو اب
قید مہیں مخلوق سو سب

عالم عِلم بتی حق جیوں
عالم علم بتی ہم تیوں

دونہ[5] ٹھانہ[6] علم سو ایک پچھان
دونہ[7] نسبت عالم اک جان

حق کے علم قدیم سو مانہ
حادث ہمیں قدیم اس[8] ٹھانہ

ہم منہ حادث علم وہیج[9]
جیوں اک سس ہور بیج[10]

وہی صفات جو دونہ ٹھانہ[11] ہوے
اسما بھی دونہ[12] ٹھانہ ہوئیں[13] سوے

ہم ہور[14] حق عالم اک[15] لیکھ
مشکل بول فہم کر دیکھ

ہب اسما بھی کلی کیوں
یہ علموں اک عالم جیوں

گوئی باز ہور تیر انداز
کاتب، شاعر ہور[16] نے ساز

علم ہوئیں[17] ایکس کوں سب
بگت کرے وہ[18] کہوے جب

ایک نہ ایکس مانہ بھلاے
پورا عالم تب کہلاے

مطلق عالم کلی جان
ایک[19] بگت اوس[20] جزی پچھان

ایک علم جنہ کرے بیان .
اوس کا ناوں سو دھر[21] انسان

۱؎ ب نیں ۲؎ ا ب م ان ۳؎ ا ماں، ب میں ۴؎ ا عین، د وے ۵؎ ب دوں،
۶؎ س ٹھاں ۷؎ د دونوں ۸؎ د س اس ۹؎ س اوہیسج ۱۰؎ س
ہورتیج، س ہورتیج ۱۱؎ ب دونہ ٹھاں، س س دو ٹھان ۱۲؎ س س دو ٹھاں
۱۳؎ ب م ہوویں ۱۴؎ ب ج اور ۱۵؎ د ایک ۱۶؎ ب اور،
۱۷؎ ب س ہوویں ۱۸؎ س وے ۱۹؎ ب اک ۲۰؎ ا ب س م وہ،
۲۱؎ م سوھر

ایکس علم سو کہنیں[1] مانہ — دوجا علم بھلادے نانہ

علم سعادت کا ہے جب — ہوئے[2] بیان سعادت تب

علم شقاوت کا ہے جانہ — کرے بیان شقاوت تانہ

علم جزی ایک[3] کرے بیان — یہ فاعل مختار انسان

کلی علم کہے مطلق — تب فاعل مختار سو حق

دونہ[4] کا فعل سو ایک نسبت — ہیں فاعل مختار اس گت

یہ تو[5] خوبیں سمجھیا[6] بات — بھی کہوں[7] ٹک[8] سن جیو سنگھات

حق کی سبھی[9] صفات[10] پچھان — تیری قید مہیں توں جان

حق جیوں ہے فاعل مختار — عین وہی تجھ منے اسرار

خالق اسے حکیم علیم — عبث[11] کرے نہیں[12] فعل حکیم

جو ہے ذات کی استعداد — خلقت کیتی تس بنیاد

یہ قابلیت تھبیں[12] تس مانہ — دوجا خدا کرے اک ٹھانہ

کچھو عدم کا کرے نہ راس — یہ بھی نہیں[12] قابلیت ناس

ہے قابلیت چھت کی جیوں — چھت[13] فاعل مختار سو تیوں

چھت کوں ہے بے حد صفات — ہریک[14] صفت مہیں چھت ذات

تب ہریک[15] ہے[16] الگا ناؤں[17] — سب اجمال اللہ اوس[18] ٹھاؤں[19]

ذات سو ہادی ذات مضل — ہے تو اسب انیں عادل

جنہ جے اسم ظہور سو ہوے — یہ رب سے مربوث[20] سو سوے

---

[1] ا ب د س کہنے [2] س م ہووے [3] س اک ، س یہ
م توں [5] ب سمجھا ، س سمجھیا ، س سمجھی [6] ب کوں
سبھی [10] ا صفت [11] ا س عبس
[14] ب ہر ایک ، س ہر اک [15] ب ہر اک
[17] ب نانو [18] ب س اس [19] ب ٹھانو
[20] د مریوب

اسم صفت کے حکم سنگھات — ہوے[1] اس[2] شان تجلی ذات

ذات ہدایت منہ جب آوے — تب ہادی مہدی کہلاوے

علم آپس[3] کوں جانے جب — ہے عالم معلوم سو تب

چھت حاکم محکوم سو جان — رب مربوب[4] اس ربط[5] پچھان

جنہ جب مضل تجلی ہوے — عادل عدل کرے تب سوے

ہوے غفور انیں تواب — توبہ دے بخشے ہر باب

ہریک[6] اسم ظہور جو پاوے — تو ہر شان خلق دکھلاوے

تمثیل[7]

جیوں چھت ذات سو پانئیں[8] تیوں — ہر قابلیت نیکاں جیوں

پانیں جس جس نیک بھراوے[9] — اوس[10] منہ[11] اوس[12] کی شان چلاوے

سانھیں[13] نیک سو جاوے جانہ — بھریاں گلالاں ہیں تس ٹھانہ

کہیا[14] ہدایت کی یہ باٹ — پاوے بہشت یوں آنیں[15] ماٹ

ایک چکاپو[16] پھیری کہاوے[17] — وہ[18] پانیں[19] حمامیں[20] جاوے

باٹ[21] ضلالت کی اس ناوں — یوں جائیں[22] دوزخ منہ ٹھانوں[23]

پانیں[19] دونہ کا قابل جب — ہوے ظہور دوہوں منہ[24] تب

دونیں[25] سیدھی[26] باٹ سدھایں — آپ اپنیں[27] رب کی دس جایں

---

۱ م ہووے ۲ ا ب س م اوس ۳ ب د اپس ۴ ا مربوط ،

۵ ج ربت ۶ ب ہراک ، س ہر ایک ۷ م تمثیل اول ۸ ب پا...

۹ ب بھراے ۱۰ س اس ۱۱ ب س میں ۱۲ س س اس ۱۳ س... سامھنیں

۱۴ ب کیا ۱۵ م آنے ۱۶ م چکاپوی ۱۷ ب کہلاے

۱۸ ب وے ۱۹ ب پانی ۲۰ د حمام میں ۲۱ ب نانو ۲۲ ب جا... س جانیں

۲۳ ب ٹھانو ۲۴ ا س ماں ، ب میں ۲۵ د دونوں ،

۲۶ ج سیدھیں ۲۷ ب اپنی

الف سماں تم کاڈھو جد — سماں[1] کہو اوس[2] ٹھاہر تد

دیلے[4] دایرا ہے کا جانہ — مطلق بانکا سماں[3] سو تانہ

اخذ ناصیہ رب لے[5] جاے — صراط مستقیم اوپر لیاے[6]

علی[7] شاکلتہ اعمال — لما[8] خلق لہ چلیں[9] سو ڈھال[10]

اوسی[11] ڈھال پر چلیا جاے — یہ فاعل مختار کلھاے[12]

قضا قدر اوس[13] ناؤں[14] سو ہوے — اسے حکم تھیں ٹلے نہ کوے

قضا قدر جو ہے اوس[15] ٹھانوں[16] — تجھ ماں ہوا طبیعت ناؤں[17]

امر نہیں کیتا ہے جانہ — ہوے حکم مختلف سو تانہ

ایدھر آؤ سمیں سجے[19] باٹ — باؤ بہشت یوں آئیں[18] باٹ

جدھر چکاپو اودھر جو جاے[20] — دوزخ اوسے عذاب سو پاے[21]

استعداد جسے تجے[22] ہوے — باٹ سو اوس[23] کی سیدھی سوے

حق[24] کی استعداد سو جیوں — حق فاعل مختار سو تیوں

حق فاعل مختار سو کانہ — آپس کی قابلیت مانہ

ہر قابلیت منہ اظہار — تب کلی فاعل مختار

جزئی[25] نیک[26] قابل جس گھاٹ — توں فاعل مختار اوس[27] باٹ

آدم کی قابلیت جیوں — ہے فاعل مختار سو تیوں

دونہ اپنیں[28] قابلیت مانہ — ہیں فاعل مختار اوس ٹھانہ

آدم[29] سرجیا صورت جس — چلن سو اوس[30] کا چال سو تس

---

۱ د س سما ۲ د س اس، س تس ۳ س سما ۴ ج آخذ ۵ د ج د لجاے ۶ م لے آے ۷ س علی الشاکلیتہ اعمال، س علی کل شاکلتہ اعمال ۸ د ج د س س بما ۹ ب ندارد ۱۰ س ٹھال ۱۱ م اسی ۱۲ دم کہلاے ۱۳ د ب س م اس ۱۴ د ٹھانوں، ب نانو، ۱۵ ب س س اس ۱۶ ب ٹھانو ۱۷ ج ہے ۱۸ ب آنے ۱۹ د م جیدھر ۲۰ ب س ندارد ۲۱ س ماٹے ۲۲ ب د س س جو ۲۳ ب د س م اس ۲۴ ب مصرعے برعکس ہیں ۲۵ ب جزئی ۲۶ ب اک ۲۷ س اس ۲۸ ب اپنی ۲۹ ب ج د ادم ۳۰ ب د س اس

خوب بولتا ہے جس ٹھانہ
کبھیں جو منجہ[3] پر توٹھے[4] یار
یہ اختیار کروں اوس ساتھ
بات[6] شرو[7] کیا کے[8] تھے ہم
ہاں امور کلی کی بات
کلی کا یہ[12] حکم دوام
جیوں کلی انسان مراد
جس منہ انسانیت پایں
کلی عین جزی ہے سوے
کل جز کا ہے حکم سو اور
جیوں اک ہے ٹولا کل تیوں
اک[15] کوں ٹولا کہیا[16] نہ جاے
کل جز کلی جزی سو سب
کل ہور[17] کلی عقلی لیکھ
ذات چھتی ہے خارج مانہ
چھت خارج چھت عقلی سوے
کلی عین نہ کہیئے ذات
مطلق کلی کہیں نہ جس
کلی انسانیت جان

کیا جانوں سمجھیا[1] کی[2] نانہ
منجہ[3] کہوے فاعل مختار
میں اختیار دیا تجہ ہاتھ
فکر کرو ٹک جیو سوں تم
حکم سوکیوں اوس[9] جزی سنگھات
پایں جزی منہ[10] اوسے[11] تمام
پایں تمام تحت افراد
وے ہریک انسان کلھائیں[13]
جزی[14] مہیں سب کلی ہوے
جز منہ کل نہیں کس ٹھور
جز ہریک افراد سو جیوں
چھتے سو جز کل عقلی پاوے
مت اک بھی حق کوں کہیئے کب
حق عقلی کیوں کہیئے دیکھ
چھت ظاہر باطن ہر ٹھانہ
تد کلی سنہ[18] تشبیہہ ہووے
کلی عقلی اسم صفات
جزی مقید کیوں کہیں[19] تس
جزی سو ہر انسان پچھان

۱؎ ب سمجھا، س سنجھیا ۲؎ ب کہ ۳؎ ب مجھ ۴؎ م ٹوٹے ۶؎ م باٹ ۷؎ [illegible] شروع ۸؎ اکیتی، ب ج د کی ۹؎ دم اس ۱۰؎ ب میں ۱۱؎ ا ب س [illegible] تسے ۱۲؎ ج د کلی انسانیت ۱۳؎ دم کہلایں ۱۴؎ ب جز ۱۵؎ م [illegible]
۱۶؎ اکھیای، ب کیا ۱۷؎ م ہوے
۱۸؎ ب سین، س منہ ۱۹؎ ب کیں

کلی اسم صفت حق جانہ — جزی سو ہر[1] ہر مانس مانہ
کل جز کی ہب کہوں سو بات — یہ بھی ٹک سن جیو[2] سنگھات

تمثیل

ٹھالی جالی جیوں اعیان — اوس لکھ نو خانے کی شان
تنہ مختلف سو بھر اعداد — وے ہر شان وجود مراد
تنہ مختلف عدد نو آیں — باقی سب تکرار ملایں
نو کی سرکا جزم سو آن — لکھ پاسے اوس دس کر جان
ایک ایک لکھے[3] دو بار — ہویں اگیارہ[4] سب تکرار
وے اس[5] منہ ہیں[6] نو افراد — جے سب عددوں کی بنیاد
بچ منہ پانچ[8] ہور باقی ٹھور — کھونیں[7] تھیں[9] لکھ پھرتے دور
دو نو چار تین اس دان — آٹھ ایک[10] چھ سات یہ شان
گن[11] اجمال کریں اس جب — پنج تالیس[12] ہوویں[13] مل سب
کھونوں[14] پاسوں[15] گنت ملاے — ہریک پاسے پندرہ پاسے
یہ ہے پہلی شکل سو کیوں — جیوں صورت منہ آدم تیوں
تیوں ہیں[16] عدد سو آدم مانہ — جیوں ہیں پنج تالیس[17] اس ٹھانہ
الف ایک ہور[18] دال سو چار — میم عدد چالیس شمار
جیوں اک قسمت عورت پاسے — شرع مہیں دو مرد لجاسے[19]
تیوں حوا پاسے تھیں کین — اک قسمت تس پندرہ دین

---

[1] ب ہے [2] م جیوں [3] ب لکھیں [4] د اگیارا [5] د س اوس
[6] د ہے، م عین [7] س بچ [8] ب پانچہ، س پانچ [9] ب کھونے، د کھونوں، س م کونیں [10] ب اک [11] اکو [12] ب د پنج [13] س م ہویں [14] س کونوں [15] ب پاسے [16] ب ہے [17] ب د پنج۔
[18] ب اور، د ندارد [19] ب م لیجاسے

ح کے[1] آٹھ نے[2] چھوں[3] کا واو
ہیں مختلف عدد ہر بار
ہر آدم کے اجزا مانہ
سب اجزا اعداد سو کیوں
ٹولا کل موجود نہ ہووے
چنہ کا ٹولا بھانو[6] جب
چنہ کا اردہ کئے[8] ہویں[9] دوے
اک کا اردہ سو دو ہو جایں
ایک حقیقی ہے چھت مانہ
جیوں ایک دو تیوں تین اور چار
تین بار اک[16] اک اک تین
دس گن[17] ایک دہا کا تانہ
اک سرکھا دوجا[19] نھیں[5] کوے
ہریک[20] شان سو الگی لیاے
ایکس نھیں سب ٹولا ہووے
جیوں[24] اک[25] ایتی یہ اک تیوں
اس منہ چھت سو ایک[27] پچھان

الف ایک[4] مل پندرہ پاد
جیوں تجلی ہنسیں[5] تکرار
ویسی شان وجود سو تانہ
فرض کرد اک ٹولا جیوں
جز ہر فرد چھتے ہیں سوے
سارے آرذہ ہویں[7] گے تب
دونہ کوں[10] اردہ[11] کرو اک ہووے
اک[12] سو بھاگا کدھیں[13] نہ پایں
ایک ایک گن[14] دو کہہ[15] تانہ
سب ٹولا گن اک تکرار
تیوں اک چھلک اک چوک سو کین
ایک ہوئے[18] ہر شانوں مانہ
ہریک[20] ایک[21] بے مثل سو ہووے
اک الگا اوس[22] ناوں دھراے
ٹولے منہ[23] اک بھلیا سوے
سمجھ[26] سو آدم منہ چھت یوں
مل ٹولا اک[28] آدم جان

---

۱ م کا ۲ س س م ندارد ۳ ب چھ، د چھنوں ۴ ب اک ۵ ب نیں،
۶ س بھانوں ۷ س ہوویں گے ۸ ب کی، م کی ۹ د ہیں، س ہوے،
۱۰ د کا ۱۱ س ارادہ، س ارد ۱۲ س س م ایک ۱۳ ب کدہوں ۱۴ و کر،
۱۵ و ب ج د س م کہ ۱۶ ب ایک ایک ایک، س اک اک ایک ۱۷ ب کا ۱۸ ا ہووے
۱۹ م نھیں دوجا ۲۰ ب ہراک ۲۱ م ایک ۲۲ ب اس ۲۳ ب میں
۲۴ ب چوں ۲۵ د ایک ۲۶ و س سمنجھ ۲۷ و اک،
۲۸ ب د س س ایک

جیوں اک[1] گنبد صیقل ہوے
تس بیچ منہ اک بیٹھے ہوے

ہر ٹھنہ[2] یہ اک[3] دیکھیا جاے
اک[4] جز سب جز کل[5] دکھلاے

جز بھی ہے تشبیہ اس[6] ٹھانہ
کل جز حق کوں کہیو نانہ

جھولنہ

اک ہے چھٹا[7] ٹوٹے مانجھ[8] بھلیا[9] ٹوٹا[10] ہے چھتا ایک[11] تھینچ[12] ہوا
ٹولا ہیچ[13] نہیں ہیں[14] جنہ[15] چھتی چھت اپنیں[16] سوں[17] اک[18] اک جوا
چار بھانتیں[19] دوہویں دو تھیں ایک[20] اک[21] اردہا کرتیں دواہیں[22]
ایک ایک[23] گنیا[24] ناوں[25] دو دھرے خوب ایک چھتا لکھ بھانت کہیں

مرتبہ[26] محمدیت علیہ السلام

غیب ہویت چھت جیوں ناوں[27]
سر کھے عدم وجود[28] اس ٹھانوں[29]

ناوں عدم دھریا ہے کیوں
اور ممتنع وجود سو جیوں

جیوں فرزند ہوے آون ہار
آگم ناوں دھریں[30] جن ہار[31]

عدم وجود کھنیں جنہ کوے
غرض دوہو[32] کوں ناوں سو ہوے

غیب ہویت ناوں[27] سو جس
وہ چھت ہے گی نھیں[33] کہ تس

وہ چھت ہے وحدت اس ناوں[27]
ہوا علم کا قید اس ٹھانوں[29]

---

[1] ب ایک، د ندارد [2] ب ٹنہ، س ٹھانہ، م ٹھاں [3] ا ب ایک [4] ب ایک [5] ب ندارد
[6] س اوس [7] م چھٹا [8] س مانج [9] ب بھلا [10] ب ٹوٹی [11] س م اک [12] ا ھنیچ
ب ہتینچ، د تھینچ، س تہیچ، س ٹھیچ [13] ا م ہیچ [14] ا ہے [15] ج چنہ [16] ب اپنی
[17] س سو [18] ا ب د س ایک ایک [19] ب بھانتے [20] د م اک [21] ا اک [22] س
دوہیں [23] ب اک اک [24] د س گنیاں [25] ب س ناو [26] س ندارد [27] ب ناو [28] ب
وجود عدم [29] ب ٹھانو [30] ب دھرے [31] ج جنن ہار، د م جنتھار [32] ب دہو نکا۔
[33] ب نیں

اک خالص چھت اوسے پچھان
یہ احدیت کہیۓ ذات
واحدیت کہ اُس کوں تب
یہی صفت جب حادث ہوے
ہب ممکن کی قسمت دیکھ
ظاہر کرے نہ اس کوں جد
یہ قابل اعیان کلھاے[12]
بھانیا[14] بھاے گیتا ہوے
حرف ہتیلی[15] اوپر لیکھ
بھانو[16] راکھو کرد جو بھاے
نوا[18] کیا[19] ہور[20] کدہیں نہ بھان
ممکن کی قابلیت[21] جیوں
صورت علمی جوہر سوے
جیوں مائی چھت منہ موجود
پن واقع[23] چھت جوہر جان
جس کی ہوے حقیقت جیوں
یہ قابلیت لوہے مانہ
پانیں[25] یہ قابلیت لیاے

دو نہ جنہ[1] مل نہیں[2] ہوے[3] سو جان
پن اوس[7] کوں ہے[8] بہت[6] صفات
الٰہیت اَثی قدیم[9] سو جب
نانوں[10] سو کہئے ممکن سوے
ممکن صورت علمی لیکھ
کدہیں نہ ظاہر ہووے[11] تد
صورت علمی بھار[13] نہ آے
وجود اضافی ممکن سوے
یا صورت درپن منہ دیکھ
شان جو سے[17] کی جیوں دکھلاے
سووے روح کی ہے جیوں شان
حق تس پر فاعل ہے تیوں
وجود اوس[22] پر عارض ہوے
کوز علم کی شان نمود
علمی صورت عرض پچھان
وہ صورت منہ ہوے سو تیوں
ذاتوں[24] آگ ہوے ہر ٹھانہ
صفت قبولے گرم بجھاے

---

[1] ا د م چنہ [2] ب نیں [3] ب ہووے [4] س٘ س٘ اس کوں [5] ب ہیں، [6] ب بہوت [7] ج م اوس [8] ب م یہ [9] م قدیم [10] ب نام، [11] د س٘ س٘ ہووے [12] ا م کہلاے [13] ا پھر، ب ج د س٘ س٘ بھر [14] ب بھانا، د س٘ بھانیاں [15] ج ہتھیلی [16] س٘ تھانوں [17] ب جسے [18] ا نورا [19] ا کیبا [20] ب اور [21] ب قابلیت ہے [22] ب م اس [23] اس واقعہ [24] ب ذات، د نانوں [25] ب پانی

وحدت ذات ازلی ابدی — وہی حقیقت محمدی
اسم الٰہیت سب جانہ — سمجھ[۱] حقیقت آدم تانہ
سن جب ظاہر ہووے[۲] ذات — اوس[۳] کوں مظہر اسم صفات
ہب ظاہر ہوویں اسما جب — تس مظہر[۴] اشیا ہے[۵] سب
سب مظہر اشیا ایک ٹھانہ — ہوے تولد آدم تانہ
حقیقت آدم کی اسما — تس تھیں[۶] مظہر ہووے[۷] اشیا
آدم مظہر ہبیں پچھان — تنہ مولود محمد جان
حقیقت اوس[۸] کی وحدت ذات — حقیقت آدم اسم صفات
اسم سو مظہر ظاہر چھت — عنصر محمدی[۹] اسس گت
یوں ظاہر صورت منہ سوہے — جیوں سب شئے مل آدم ہوے
محمد آدم کی اولاد[۱۰] — ظاہر صورت اس بنیاد
ہب واقع پر نظر سو آن — اصل ذات تھیں اسما جان
اسما تھیں اشیا تفصیل — ہر ٹھاہر ہر چھت بن تبدیل
وحدت کی تفصیل اسما — اسما کی تفصیل اشیا
سب اشیا ہور[۱۱] اسم صفات — ہوے تفصیل سو وحدت ذات
اصل حقیقت محمد بیج — یہی وجود سو ہے جیوں بیج
اس تھیں[۱۲] سب عالم موجود — اس تھیں[۱۲] آدم کی مولود
بیٹا باپ سو ہے اس[۱۳] ٹھانہ — باپ تولد بیٹے مانہ
سن سن توں دھر دل کے کان — خوبیں دل سمجھا[۱۴] اس شان
ذات اکیلی[۱۵] وحدت جس — واحدیت اک[۱۶] صفت سو تس

---

۱ ا م سمنجھ ۲ ب ہووے ظاہر، ج د ظاہر ہووے ۳ ب دم اس ۴ ۵ س اشیا مظہر۔
۶ ا ہیں ۷ ب تھی ۸ د ہوویں ۹ د اس ۱۰ س محمد تھی۔
۱۱ ا اولادہ ۱۲ ب اور ۱۳ س تھی ۱۴ س اوس ۱۵ س منجھیں۔
۱۶ د یکیلی ۱۷ اب ج د ایک

اک[1] واحد اس اسم سو جان
جمع مفصل احمد[4] اس ٹھانوں[5]
ایسا دوجا کدہیں نہ ہووے
اس کی اصل سو وحدت ٹھانہ
وحدت جیوں پرگٹیا سور
گھڑی[8] دوپہری[9] سر پر آوے
ایسا[10] وقت نہ ہووے دوبار
جب پرگٹ ہووے[11] اس[12] ٹھانہ
اوس[14] کی چھانہ سو عالم ہووے
انا من نور اللہ اس جان
وحدت کھولے کروڑوں[16] بار
یہی محمد ہے مذکور
حق کی قابلیت منہ جان
استعداد مہیں حق دیکھ
جیسی قابلیت حق مانہ
اِن بولوں نقصان نہ جان
علم بتی حق عالم ہووے
ذات سوچھت امی چھت مانہ
پاوے تجلی ذاتی[20] جب

اوس[2] تھیں شئے[3] بھی ایک پچھان
وحدت اصل محمد ناوں[6]
اس تفصیل ہووے سب کوے
کیف مدا[7] ظل عالم چھانہ
جنسوں چھانہ بڈھاوے نور
اصل فرع استوا دکھاوے
ایکج بار ہووے اظہار
مطلق اوس[13] کوں ہووے نہ چھانہ
یہ معجزا کہے[15] سب کوے
ظل اللہ بن چھانہ پچھان
کرے جو حق عالم تکرار
اسی حکم ہووے سدا ظہور
یہی محمد یقین پچھان
اسے اختیار کیا سچ[17] لیکھ
تیوں فاعل مختار اوس[18] ٹھانہ
حکمت سوں[19] قدرت من آن
بصر بتی دیکھے گا سوے
باج صفت چھت ہے جس ٹھانہ
کہے محمد امی تب

---

[1] اب ج د ایک [2] د س اس [3] ب شئی [4] اب ج د حمد [5] ب ٹھانو، [6] ب نانو [7] ب مدظل [8] م گھری [9] م دو پھریں [10] د ایسے [11] س ہوے [12] س اوس [13] ب د س س اس [14] اب ج د اس [15] اب ج د لہے [16] د کرودوں [17] ب ج س س سچ [18] ب د س اس [19] د سو، [20] و ذات

امی ابوالارواح سو جان — اصل یہی ماباپ پچھان
غیب ہویت سر کی ٹھانہ — وحدت جیوں سیناں بچ مانہ
واحدیت احدیت ہاتھ — ناف الٰہیت کی ساتھ
پاؤ سو ظاہر وجود دیکھ — دوجا ظاہر علم سو لیکھ
اِن مرتبوں کھیا جس شان — حق کی باطن ہے انسان
جیوں محمد لکھنیں مانہ — سر کی میم سو سر کی ٹھانہ
ہے جیوں شیناں ہاتھ سو دوے — ناف میم وو دوجی ہووے
دونہ پاؤں کی ٹھاہر دال — حق اس کی باطن اس حال
چار شان چھت جانیں جاے — اک مرتبے علم منہ آوے
دوجا ناٹوں سو لیو تب جان — تیجا اوس کوں دیکھ پچھان
چوتھا جب اوس لکھے تانہ — چھت مفہوم ہووے جنہ ٹھانہ
جس مرتبے علم منہ آوے — چھت عالم کھل ایک سو پاوے
اور جب یہ محمد ناٹوں — ذات فصاحت منہ اس ٹھانوں
دیکھے صورت ذات سو تس — حسن ملاحت پاوے اس
خط منہ چھپے سو جیسے یار — پڑدہ معنوں منہ ذات اظہار
چھپے تعین ماں جب ذات — کھلے اسمٰی مرتبے سنگھات
کرے لباس مزمل ہووے — کسوت تانہ مدثر سووے

ا؎ ب س، س م سینا ۲؎ ج د بچ ۳؎ م کے ۴؎ ب س پانوں؛ د پاؤ اک، س پاؤں
۵؎ ب کیا ۶؎ ب لکھنے ۷؎ ب جیوں ہے، س س ہے جیوں ۸؎ ب س م سینا ۹؎ ب
دوؤں، د دونوں ۱۰؎ ب س س پانوں ۱۱؎ ب جانی ۱۲؎ م مرتبہ ۱۳؎ ب نام ۱۴؎ ب
داس ۱۵؎ د اس، س اوس کوں ۱۶؎ س لکھنے ۱۷؎ ب ہووے ۱۸؎ د جنہ ۱۹؎ ا سو
۲۰؎ ب نانو ۲۱؎ ب ٹھانو ۲۲؎ ا ب ج د س جیتی، م بجیتے ۲۳؎ م بار
۲۴؎ س پد ۲۵؎ ب د س م منہ ۲۶؎ ا س کھولے ۲۷؎ ا ب س م ادی
۲۸؎ د منہ

ہر کسوت منہ[1] کھلے[2] سو کیوں
کھلے[3] سو چندنیں منہ یہ ذات
طٰہٰ اس[6] کوں دیا[7] خطاب
مشرق[9] مغرب اور[10] جنہ جاد[11]
بیج ترتیج[14] چوتھ ہر نانوں[15]
رسول[17] کل انبیا سو سب
ہر ایک کلا بتی[18] ہر ٹھانہ
صفر عید چندناں[19] ہور بیج
جھاڈ[21] بیج[22] منہ[23] تھا جیوں بیج
آج[24] بیج ظاہر ہر ٹھانہ
پیڈ ڈال اور پانت سو اب[27]
پہلا بیج اوسے بھی پائے
شجر محمد کوں اب جان
کہوں سو[33] جھولناں اس کی جوڑ

چندنیں منہ سس پونم جیوں
چندناں[4] سو اسکیج[5] صفات
اش تفصیل سو ہے ہر باب
چاند یہی[12] ہر ٹھاہر پاو[13]
سب پائے پونم جس ٹھانوں[16]
عکس امتی علما اب
علما جیوں درپن منہ چھانہ
سب تفصیل سو ایک[20] سس کیج
چھتا نہ کو تنہ عین چھتیج
پیڈ ڈال سب[25] پانتوں[26] مانہ
جھاڈ[28] مہیں[29] پائیں[30] گے سب[31]
اور مفصل بھی سب آئے
وحدت اوس[32] منہ بیج پچھان
سمجھیں ٹک دل سوں سب چھوڑ

جھولنہ

دانا ایک[34] انار تھیں تھڈ[35] کھلا ڈال[36] پانت کلی داڑم[37] ہوا

۱؎ ب س میں ۲؎ ا س کھولے ۳؎ س جو ۴؎ ب چندنا ۵؎ ب د ا وسکیج ۶؎ ا اوس
۷؎ س م دیا ۸؎ س س اوس ۹؎ ا مغرب مشرق ۱۰؎ ا او، د ہور ۱۱؎ ا ب د س م
جاے ۱۲؎ ا یہی چاند ۱۳؎ ا ب د س م پاے ۱۴؎ ب د س س تیج ۱۵؎ ب نانو ۱۶؎ ب ٹھانو
۱۷؎ ا ج سول، ب س س سولہ، د سور ۱۸؎ ب بتی ۱۹؎ ب س چندنا ۲۰؎ م اک ۲۱؎ س جھاڑ
۲۲؎ ا د بیخ ۲۳؎ ب میں ۲۴؎ ب ج د اج ۲۵؎ ج دہر ۲۶؎ س باتوں، م پاتوں ۲۷؎ ب سب
۲۸؎ د جھار ۲۹؎ د میں ۳۰؎ ب پاوینگے ۳۱؎ ب اب ۳۲؎ د م اس ۳۳؎ ا ب د س س کہوں،
۳۴؎ س اک ۳۵؎ ب ٹھڈ ۳۶؎ م دال ۳۷؎ م ڈارم

بیج مانجھ[1] سبی چھور چھپیا[2] تھا آج[3] باس انیں رنگ ڈھنگ جوا
دانا ایک کھلا[4] بہروپ دھرے سبے مل کرے[5] ناوں[6] جھاڈ کھیا[7]
خوب ہب تھیں جس الگا[8] کریں[9] سو[10] تو جھاڈ پتیں[11] منیں[12] اور[13] رھیا

مرتبہ[14] اعیان ثابتہ کہ آنرا[15] حکما ماہیت می[16] خوانند

سب اعیان سو علمی جان | معلومی معدوم پچھان
یہ ہیچ[17] ممکن کہویں جس | پن مخلوق نہ جانیں تس
حق کی ذات صفات قدیم | خوبیں اس ٹھنہ[18] ہویں تفہیم
حق کا علم قدیم سو جانہ | معلومات قدیم اوس[19] مانہ
حادث قدم[20] نہیں معلوم | شان سو معلومی معدوم
جیوں چھت ذات علم منہ آے | تیوں سب شانوں سوں[21] چھپت پاسے
طالب جیوں درپن اعیان | تنہ صورت درپن کی شان
سانمھیں[22] درپن سیدھی چھانہ | کھڑا سو اوندھا پانیں ناہ
ایک طالب[23] چھت کن[24] لے آیں[25] | چھت دسے[26] تو ہر شان دکھایں[27]
جیوں طبیب کنیں[28] سب جایں[29] | ہر ایک[30] جدی حالت لیایں[31]
پن ساروں کی ایک مراد | صحت مانگے[32] [illegible]

---

[1] د مانجھ [2] س تھا چھپیا [3] ا ج د اج [4] ا س کھولا [5] ب [illegible]
[6] ا ب ج د الگا [7] ب کرے [8] ا ب س م وہ [9] ب پنے [10] ا [illegible]
[11] س آے ، ا آسے [12] ہیا [13] ا کی سرخی : مرتبہ اعیان ، د کی سرخی [illegible]
ج س س ندارد [14] د یہ ہیچ [15] ا ب د س س تھیں [16] ب د اس [illegible]
قدیم [17] د سنہ [18] س سانمیں ، س سامیں [19] ا ب ج د س طلب [illegible]
آے [20] س وے [21] ب دکھاے [22] ب کنیں ، م گنیں [23] ب م جائیں [illegible]
[24] ب لایں ، س لیائں ، م لیائیں [25] ب میں شعروں کی ترتیب یوں ہے :
ا حادث قدم نہیں معلوم ⁂ شان سو معلومی [illegible]

سب اعیاں سوں[1] شیشی جیوں
ہری زرد نارنجی تیوں[2]

اک[3] صورت سوں[4] دھرے سو آن
اوک[5] تن اوپر[6] جھلکیا[7] بھان

سورج کے اجیالے[8] مانہ
پھیر سو اک[9] ذرے[10] کا نانہ

جیسے شیشے[11] منہ[12] رنگ پاوے
نور سو اون رنگوں[13] دکھلاوے

بن رنگ بن صورت بجے[14] نور
اون منہ[15] اون کی شان ظہور

نور جدے ناوں ہر ٹھانہ
پن تادرح نہیں[16] وحدت مانہ

جیوں جوئی[17] پر پڑے[18] جو دھوپ
کھولے تنہ[19] خوشبو کا[20] روپ

بدبو تہاں[21] کھلے[22] بدبوے
بگت دھوپ کوں کچھو[23] نہ ہووے

جھولنہ

شیشی جان پنیس[24] تنی[25] صورتوں کی ہری رتری چھب[26] سوں دھری
مکھ چھب[27] چھپے[28] سورسر کہا ہے[29] جے آجھلکیا[30] ہے تنھوں[31] رنگ پری[32]

---

۲ سائمیں درپن سیدھی چھانئ ؛ کھڑا ہو اوندھا پانیں مانہ
۳ ایک طالب چھت کن لے آیں ؛ چھت دے تو ہر شان دکھایں
۴ جیوں چھت ذات علم منہ آوے ؛ تیوں سب شانوں سوں چھت پاوے
۵ طالب جیوں درپن اعیان ؛ تنہ صورت درپن کی شان
۶ جیوں طبیب کنیں سب جایں ؛ ہر ایک جدی ملالت لیایں

[1] ب جو [2] د جیوں [3] اب م ایک [4] اس سنہ، دسن، س٢ سے [5] س٢ اوس [6] ب پر [7] ب جھلکا، س چھلکیا [8] ادس اجیالے [9] ب س ایک [10] م ذرہ [11] اب س٢ م شیشوں [12] اب ج د میں [13] م ڈنگوں [14] ج ہے [15] ب میں [16] ب نیں [17] اجوئی ب د س س٢ جوئی، م چوی [18] اب ج د سو [19] م ندارد [20] م خوشبوئیکا [21] ب تاں، د س٢ جہاں [22] اب س س٢ کھولے [23] ب کچھ [24] د پتے [25] د تینی [26] اس چھت، ب چھپ [27] س٢ چھپ [28] س٢ م چھپے [29] م ہوریہہ [30] ب آجھل کا، س٢ آجھلکیا [31] ب م تنوں [32] ب بھری

نیج[1] تسکے[2] کوں کچھو پھیر[3] نہیں جیسے رنگ تھے[4] تیوں برگٹ[5] ہوے
پن[6] رنگ دیکھیا ایتی[7] صوُرتوں[8] خوب ناموں دھرے ایکیں[9] ایک جوے

کیچڑ پانیں[10] کہیں ملایں — اوندھا اوس[11] پر کیے لٹایں
مرد سو[12] اوندھا لیٹے[13] جانہ — اوٹھے شکل عورت کی تانہ
سب[14] عورت جیوں سانچا[15] ہوے — بھرے سوناں روپا تنہ کوے
گھاٹ ہووے[16] ویسا[17] موجود — ایسے[18] ربط اعیان وجود
صورت کور سو لکڑی مانہ — سیسو کا بھوکا بھر تانہ
سیسو کا بھوکا کدھوائے[19] — اوس[20] لکڑی[21] کا بھرا بھروائے
دونہ پر صورت دیکھے تب — یوں اٹکل منہ[22] کرے سو جب[23]
جانیں لکڑا کاڈھیا[24] کور — اوس منہ بھوکا بھریا[25] سو ہور[26]
صورت عقلی تب بھی پاے — معنی لکڑا[27] عین دکھاے
علمی صورت ہے اعیان — چھت اوس ماتہیں اوس کی شان
جیوں کاغذ[28] اوپر سل ہوے — یا جیوں آنٹی کاڈھے کوے
جانورے حق کی کیا تم — آنٹی کی صورت ہیں ہم
سن جی سوں سمجھیں[29] یہ[30] ٹھور — ہر ایکس کوں[31] درپن اور
جنہ درپن گنبذ[32] کے ساز — تنہ پڑ[33] چھنڈا[34] ہے آواز
صفا سو درپن ہووے[35] جانہ — صورت کوں دکھلاوے تانہ

---

[1] م تج [2] س تسکیں [3] م بھید [4] م تھی [5] ب پرگھٹ [6] ا ب س پن، م ندارد [7] ا ب ج د ایتیاں، م ابنی [8] د صوتوں [9] ب س م ایک [10] ب پانی [11] د م اس [12] ب جو [13] د لیٹیں [14] ا ب [15] م سانچ [16] ج د ہوے [17] ب جیا [18] ا ب د س س م اسی [19] ا د کھڑواے، ب کڈواے، د کدھوآے [20] ب اس [21] م کری [22] ب میں [23] ب سب [24] ب کاڈاہیا [25] ب بھریا بھرکا، س س بھوکا بھریا [26] ب د س س اور [27] ب لکڑی [28] ا د کاغذ [29] س سنمجھیں [30] ب اس [31] س کوں ہے [32] د م گنبد [33] ب پڑ. [34] س چھنڈا [35] ب د ہوے

صورت علمی جیوں[1] اعیان — سمجھ[2] سو اوس[3] درپن کس[4] شان
شیشے منہ پلنگ جس دھات — تیوں باطن کی درپن ذات
گھڑے کوز[5] جیوں علمی سب — وے کونبھار[6] دکھاوے جب
کرے آرسی ماٹی لیاے — علمی صورت تنہ دکھلاے
اینہاں[7] وجود آرسی ہوے — علمی صورت تس پر جوے
مور ایکس کے ہے دل مانہ — چتر دکھاوے وے اک ٹھانہ
رنگ اوس[8] ٹھاہر[9] درپن ہوے — علمی صورت ظاہر جوے
دانیں[10] کو[11] یوں دھر کر جاے — جیوں بھوں پر[12] گھوڑا دکھلاے
گھوڑے کی درپن بھوں[13] ذات — دانیں جس ترتیب صفات
حق جگ دونہ درپن کھلاے[14] — ہر ذرا سورج دکھلاے
ذرے بھیں ہے سور ظہور — ذرا عین[15] سورج[16] کا نور
سمجھیا[17] تیں جگ کا احوال — بھی دل سوں کر دیکھ سوال

سوال

بن جہت عدم محض اس ٹھانہ — کچھو عدم کا ہووے[18] تو[19] نا نہ
جبیں[20] عدم کا کچھ بھی ہوے — محض عدم کہئے نھیں[21] سوے
عدم وجود نہ ہوے کدھینج[22] — چیتا وجود اور عدم نہینج[23]
ہوے[24] لکڑا تو گھڑے سوتھار[25] — لوہا جو ہوے تو گھڑے لوہار

---

۱ ا ب د س م جے، ج ہے ۲ ا س سمنجھ ۳ د اس ۴ د کی ۵ د کوزے، ۶ ب کنبھار ۷ ب س م اینہا ۸ د اس ۹ ا ج د ٹھار، م ٹھانپر ۱۰ ب دانے ۱۱ ا ب م کوں ۱۲ ا اوپر ۱۳ ج بھویں ۱۴ ا ج د س دکھلاے، ۱۵ ا م عین ہے ۱۶ ا ب د س س م سور ۱۷ ب سمجھا، س سنجھیا ۱۸ ا ہووے ۱۹ س سو ۲۰ ا س جبے ۲۱ ب نیں ۲۲ ا م کدھینج، د کدھینج ۲۳ ا م نہینج، د نہینچ ۲۴ د ہوا ۲۵ س سوتار

کان اللہ نہ معہ شئے — چھت سوتس بن اور نہ ہے
خداج[1] تھا اور دوجا نانہ — وے پھر خلق سو ہووے[2] کانہ
خدا خلق[3] پھر ہو کر جاے — تو تو عین تغیر آے
صورت دل منہ کی دل مانہ — پھر کاغذ[4] صورت ہوے نانہ
پھرے[5] تغیر ہو کر جاے — تو ہب صورت منہ کیوں آے

جواب

یوں کاغذ بیچ[6] کترے کوے — جیوں خالی اک[7] گھوڑا ہوے
دوجے رنگ کا کاغذ آن — اوس پر دھر ہب اشے[8] پچھان
میری ہب کیا ہے[9] مقصود — گھوڑا ہیچ[10] نہیں موجود
گھوڑا عین سو کاغذ[11] ہیچ[12] — باج تغیر کوئی[13] نہیچ[14]
صورت علمی خالی ہوے — مانہ وجود دکھاوے سوے

جھولنہ

کیتا[15] ہوے سو تو بن چھت اہے بے کوہے[16] وہ نہ چل[17] جاے[18] کہیں
جالی چندنیں ماں[19] جیوں روپ[20] دھرے اپنی گھاٹ انیں چھتی[21] ہیچ[22] نہیں
بھریا[23] خوب بلور کا جیوں پیالا دارو اتری سوں دوہوں ہیں جوے
رنگ اُس[24] کوں نیں[25] صورت اوے ملتیج[26] گلال کی بھانت ہوے

---

[1] د خداج [2] دم ہوے [3] م خلق خدا [4] د کاغد [5] ا پھریں [6] ج بج [7] ب ایک [8] ب د س اوسے [9] ب میری سبے سب کیا [10] ا د ہیچ [11] د کاغد [12] ا ہیچ [13] ب کوئیج [14] ا ب ج س لہیج، د لہیج [15] ج د کیتا [16] د س بے کوی، س جو کوہے، [17] د جل [18] ب جاے [19] ب میں [20] د روب [21] د چھت [22] ج م ہینج [23] ب بھرا [24] ب اوس [25] ب نے [26] تمیج، ب

حضرتِ[1] روح

جو[2]سا طاق مشکات[3] جان ۔۔۔ دل قندیل زجاج پچھان
تن ماںھیں یوں ہے ارواح ۔۔۔ مثل نوره کالمصباح
ناں ناں روح[4] کہوں اس بار ۔۔۔ کیوں ہے وے سنیں تکرار
عرب بانسلی گھڑیں[5] سو جب[6] ۔۔۔ چھیک پاڑ[7] خالی کر سب
پوچھیں پوری ہوی یہ نانوں[8] ۔۔۔ سوِیتہ کہیں تس ٹھانوں[9]
جیوں سب ساز ملا اک[10] شان ۔۔۔ جنترے[11] کوں ٹھاٹھیں[12] سُر[13] گیان
نال تونبڑے[14] تاراں تانہ[15] ۔۔۔ میرے[16] گراٹھا[17] بھنوریاں اک[18] ٹھانہ
سارنگی[19] کر ساز سو سب[20] ۔۔۔ ٹھاٹھے جنترے پوچھیں[21] تب
سوِیتہ[22] جنترے[23] کے باب ۔۔۔ آدم کے تن وہی خطاب
اہے[24] بانسلی جیوں انسان ۔۔۔ تس دس چھیک[25] سو انکھیاں کان
سوِیتہ سنواریا جان ۔۔۔ نفخت روحی تس منہ آن
ناں ناں روح کہوں گا پھیر ۔۔۔ ٹک[26] اک سنیں بھی دوجی[27] بیر
محبوب محمد کا سن[28] جیو ۔۔۔ میرا جیو جیس ہے پیو
جِنی[29] جیو تیں تن کا گھاٹ ۔۔۔ پن جیو جیوتا[30] ہے تس ماٹ
جیو کی بات اوس[31] آگیں ہووے ۔۔۔ جیو کے کانوں سنے جو[32] کوے
روح جیسے[33] حق آپ چھپاوے ۔۔۔ وستے[34] میری کہیں کہی[35] کیوں جاوے

---

[1] ب ندارد [2] ب جسا [3] س مشکوٰۃ [4] س نور [5] ب گھڑے [6] س سب [7] س پاو، د پاڑ [8] ب نانو [9] ب ٹھانو [10] ب ج د ایک [11] ا چنترے [12] ب ٹھاٹھے [13] س سور، م سو [14] د تومری، س تومڑی، م تونبری [15] ب نانہ [16] م مور [17] ب گھڑا [18] ب ج د ایک [19] ا س سارکی، د سازنگی [20] س جب (زیادہ موزوں بھی یہی معلوم ہوتا ہے) [21] ا ب د س م پوچھیں [22] ب سویت [23] ب س س جونے [24] ب یہی [25] ا د س ل چھینک [26] ب د ٹک یک [27] م دوجے [28] ب من [29] د جبیں [30] د جیتا [31] د اس [32] ب س س جے [33] م جیسے [34] س وہ [35] ب کہیا، س کہیں کیوں کہی

اوس تھیں سن جے جگ کا شاہ — اول روحی خلق اللہ
نانوں محمد کہئے سوے — جس تفصیل سو عالم ہوے
سو تفصیل کہوں بستار — جی سوں سن بتیاں دو چار
حقیقت اوس کی وحدت ذات — اوس تفصیل جمیع ذوات
سارے حکم اثر سنہ ذات — سب آدر سبی صفات
کہیں الہیت اس ٹھانوں — حقیقت انسانی اس نانوں
اس تفصیل سبی انسان — سمجھ دیکھ جے کہوں سو مان
روح مثال جوسا تکرار — اس تفصیل سو جگ بستار
روح کھلے اوس روحاں نام — اسی جوسے کے سب اجسام
اوسی قلب تھیں سبی قلوب — یہ سمجھیں ہے یہ مطلوب
ہب تھیں جس کوں جھت منہ یاد — سو اوس کی تفصیل بتاد
رحمت عالم اوس پرمان — اسے وجودی رحمت جان
اس کی ایک کہوں تمثیل — جیوں جیو منہ آدے تفصیل
جیوں آرسی منہ مکھ جویں — دیکھت پانچ مراتب ہویں
پہلوں ذات پرکھ کے جان — اوس کوں مطلق ہیچ پچھان
جیوں وحدت ماں سمجھی بات — مطلق جھت موجود سو ذات

---

۱ د اس ۲ س تھی ۳ ب نانو ۴ س کہتے ۵ ب بسیار ۶ ب جیو
۷ ب د اس ۸ د اس، س س ماں ۹ ب س س ذات ۱۰ ب ہوں، س
سے ۱۱ ب او ۱۲ د کہے ۱۳ ب ٹھانو ۱۴ م اوس ۱۵ ا س سمجھ
۱۶ ب جسا ۱۷ ب س اوس ۱۸ د س اس ۱۹ ب س م اوسی
۲۰ ا ج س اسی ۲۱ ا س سمجھیں ۲۲ ب اب ۲۳ د س اس
۲۴ ا ب د س اس ۲۵ م اوسی ۲۶ ب س اس ۲۷ ب میں،
۲۸ د موکھ ۲۹ ب پانچ ۳۰ ب اس
۳۱ ب م منہ

پچھیں دیکھناں درپن مانہ
کھیا[3] الٰہیت منہ جیوں
یہ[4] دو غیب مراتب کین
جوسا[5] آرسی کوں کر دیکھ
درپن منہ جے صورت ہووے
یہ بھی آگیں کہوں بستار
پچھیں آپس پھر جے پاوے
یہ ہے[10] عین سو دیکھن ہار
یہ بھی ہے بے مثل سو ذات
پھر پایا ازلی کیوں ہووے
درپن چھپا[12] نہیں بھاگیں[13] سب
وہم جو ہے[16] پر حاکم جیوں
روح پریں[17] نہیں حاکم کووے
ایکس طرف خدا کی ذات
روح سو بچ[19] منہ[20] برزخ ہووے
اس[22] پیر امر سو حق کا جان
یہی سمجھیں[24] جیو[26] کی بات
پھر پائیں[27] پر ذات سو سووے۔

اوسی[1] صفت گن دوجی ٹھانہ[2]
صفت اونہاں سمجھے ہے تیوں
پچھیں شہادت کی ہیں تین
یہ آگیں کر کہوں بہ بیکھ[5]
وہم مثال قلوب سو سووے
اک[7] اک شنہ[8] تمثیل بچار
روح سو اُس کا ناؤں[9] دھراوے
پن پایا آپس تکرار
پن ہے[11] اول مخلوقات
پن بھاگی نہیں ابدی سووے
بوجھیا[14] علم ملے نہیں[15] کب
روح وہم پر حاکم تیوں
حکم خدا کا ہووے سو ہووے[18]
دوجی طرف سو مخلوقات
خلق خدا طرفاں[21] ہیں دووے
اس[23] تھیں آخر خلق پچھان[24]
سن اس جیو کے کان سنگھات
صورت[28] درپن آخر ہووے

۱؎ ا د س م اسی ۲؎ د تانہ ۳؎ ب کیا ۴؎ ب جسا ۵؎ ا پیکھ ۶؎ ب اک ایک ۷؎ س سے ۸؎ ا س م اوس ۹؎ ب نام ۱۰؎ ا یہی ۱۱؎ س اول ہے ۱۲؎ س چھائیں، س چھائیں ۱۳؎ ا د بھاگے ۱۴؎ ب بوجھا ۱۵؎ ب نیں ۱۶؎ ب جسے ۱۷؎ ا پریں، ب اوپر ۱۸؎ ب سوے ۱۹؎ س بج ۲۰؎ ب میں ۲۱؎ ا ج د طرفوں ۲۲؎ ب د س اوس ۲۳؎ ب اوس ۲۴؎ ب سو پچھان ۲۵؎ د سمجھ ہے، س سنجیں، س م سمجیں ۲۶؎ ا جو ۲۷؎ ب پاوے ۲۸؎ ا س درپن صورت

سمجھیں[1] کہیں ظہور سو اب — یہ دیکھن ماں[2] الٹا سب
پاے ظہور سو دوجی شان — اول آخر ہوے نشان
پہلوں درپن پچھیں چھانہ — پچھیں[3] پھر پاناں[4] تس مانہ
چھاپ کرے کاغذ پر[5] کوے — سب چھایا اک[6] بیراں ہوے
حرف ہوئیں[7] سارے اک بار[8] — اور ترتیب چڑھاو[9] اوتار
پہلی سطر سو اوپر آے — آخر بول سو چھپے پڑھاے[10]
تیوں کن امر ہوا ایک بیر — اشیا پایں اویر سویر[11]
سطر سو اول دوجی[12] جان — جو سا[13] حرف جیوں چھپے[14] نروان[15]
پہلوں امر[16] قبولیا ان — کن کا امر کیا جب تن
الست بربک[17] بوجھیا[18] جب — قالوا بلیٰ کہیا ان تب
جیوں نبی ہوں کھیا[19] رسول — کھیا[18] خدیجہ[21] پہل قبول
عورت محض قبول اس شان — روح سو جیوں[22] اور جیوں اعیان
کن کا امر ہوا ہے جب — کان امر قبولیا[23] تب
مرد سو حق اسماؤں سنگھات — بسیط او نفوس[24] پر[25] پائی ذات
پھر پاناں[26] یہ روح کلھاے — اسے علی صورتہ[27] پاے
آپس دیکھ سو درپن مانہ — ہے خودنما سو ٹھاٹھیں[28] ٹھانہ
ایسا ہوں ہوں ایسا ہوں — اک ہوں کے جز ہیں ہوں توں

---

۱ س، سمجھیں ۲ ل س مانہ، ق منہ ۳ س چھپیں ۴ ب پاوتاں، م پانا ۵ ب پہ ۶ ل ب ج د ایک ۷ ب ہودیں ۸ م یکبار ۹ ب جاوا ۱۰ ب چھپے پہرلے
۱۱ ل سوھیر ۱۲ م دوجی ۱۳ ب جسا ۱۴ ب چھپے ۱۵ س نیروان ۱۶ م اس
۱۷ ل د م ربک، ب ربکم، س بربکم ۱۸ ب پوچھیا ۱۹ ب کیا
۲۱ ل س خطیب ۲۲ ل س جیو ۲۳ م قبولیات ۲۴ ب انوں،
۲۵ س پھر ۲۶ ب پاوناں ۲۷ س م صورت،
۲۸ ل ٹھانھیں، س ٹھاٹیں

چھانہ ذات کا جز ہے کیوں
دونیں[4] اک صورت معلوم
عین امر ہے دوی پچھان
حاکم ذات امر منہ پاے

آدم کا جز حوا[1] جیوں[2]
امر سو حاکم کا محکوم
روح امر ربی کر جان
ذاتوں ہو محکوم دکھاے

دائرہ[5] عشق در تمثیل روح

عشق ہوا آ غالب جب
قیس کیا لے مجنوں تب

یاد سو لیلیٰ بن نہیں کوے
لیلے مانہ گیا تب کھوے

بول دیوٹے[6] کو لیلیٰ جانہ
مجنوں پھر دیکھے[7] تس ٹھانہ

سبھ[8] لیلیٰ کے غمزے[9] ناز
مجنوں مانہ ہوے دم ساز

کہیں مجنوں لیلیٰ اس ٹھور
کہے کہ ہوں لیلے نہیں اور

مجنوں بھی یوں ہوا مشہور
کہے انا الحق جیوں[10] منصور

پوچھیا[11] یہ نیہ ماننہ[12] تمام
دیا[13] جواب ہجوں ہے خام

اسے[14] ہوئی ہے غالب یاد
یہ تو درس نہیں فریاد

نیہ لیلیٰ پر ہوئی[15] غالب
لیلیٰ پھرا گئی[16] طالب

لیلے یاد ادھک من آن
بیٹھی آپس مجنوں جان

جے جے ہیں مجنوں کے رنگ
روناں چلناں[17] دکھ کے ڈھنگ

آپ پچھاڑے[18] چونتھے[19] بال
ہوی سچیں مجنوں بکرال

مجنوں ہوا سو لیلیٰ جیوں
لیلے مجنوں ہوئی سو تیوں

---

۱ س حواہے ۲ ب تیوں ۳ س دونو ۴ ا ب ج د ایک ۵ د محض دائرۂ عشق دارد
۶ ا ب ج د م دیئے اور دے ۷ س دیکھے پھر ۸ ا، زور میں سے بول دیوے ... الخ کے بعد سے کہیں مجنوں ... الخ درج ہے اور زور میں 'سب' کی جگہ 'سبھ' ہے۔ ۹ د غمزہ ۱۰ م جیو ۱۱ ب پوچھا ۱۲ ب ماہ ۱۳ ب دس، زور- دیا ۱۴ ب اس ۱۵ ب س س زور- ہو ، ج ہوا ، م ہوے ۱۶ ا گیبی ۱۷ س م روناچلنا ، زور- روناں چلناں ۱۸ ا م پچھاڈے ،
۱۹ ا جونٹے ، س چونٹھے ، م چونٹے

یہ بھی عشق سو مجنوں کاج[1]   جے لیلا منہ[2] بھیدیا آج

جب عاشق آپس کوں کھوے   تب معشوق سو عاشق ہوے

لیلیٰ مجنوں ہوئی[3] سو راس   مجنوں لیلیٰ کاج لباس

ھُنّ لباسٌ لکم سو[4] جیوں   تمہیں لباس لھُنّ[5] تیوں

پوچھیا[6] نیہ پورا اس ٹھانہ   کہیا ادہورا ہجوں سو کانہ

یہ تو ایک کہیا[7] ہے دور   دوجا دور کہوں اک ہور[8]

لیلیٰ کے جے ناز سو سب   مجنوں منہ[9] آئے ہیں اب

پن اک بات سو آئی نانہ   ہجوں اہے وے لیلے مانہ

ہوں مجنوں بوجھے دن رات   ہجوں سو یہ لیلے منہ[9] بات

سنیں پھراک[10] نیہ کا[11] چال[12]   کیا مجنوں سنہ[13] کیا اتال

جیوں لیلیٰ آپس من[14] کین   عین سو مجنوں کاج یقین

یہ مجنوں منہ آئی بات   بوجھیا[15] ہوں مجنوں کی ذات

مجنوں آپس دوجے بیر   ہوں مجنوں بوجھیا[15] ہے پھیر

جیوں مجنوں تھا پہلی شان   وتے[16] مجنوں مت کرتے[17] گمان

اب مجنوں جے مجنوں پاے   دے لیلیٰ کی[18] شان کلھاے[19]

کیوں کی[20] لیلیٰ آپس ٹھانہ   بوجھیا[15] ہوں مجنوں من مانہ[21]

لیلا کے یہ معنی آن   مجنوں مجنوں ہوا سو جان

---

[1] زور - مجنو [2] ل س مانہ، ب ہیں، زور - ماں [3] ب زور - ہوے [4] زور - ندارد
[5] ب بہن [6] ب پوچھا، ج بوجھیا [7] ب کیا [8] ب ج د اور [9] ب ہیں
[10] ب پھرایک، دم پھراک، زور - پھراک [11] ب کی [12] زو - حال [13] ا د زور -
سوں، ب ہیں، س ن س سو [14] س آپس میں [15] ب بوجھا [16] زور -
دوں [17] زور - کریں [18] زور - کا [19] ب کلاے
[20] زور - کیوں کے لیلیٰ، م کیونکہ لیلیٰ
[21] زور - آن

کہ[1] مجنوں جب دیویں[2] بول — مجنوں دیکھے انکھیاں[3] کھول
اس مرتبے ولی جب آے — کیوں نہیں[4] نہ تس کوں بوجھیا[5] جاے
ظاہر[6] مجنوں عالم تیوں — باطن عین سو لیلیٰ جیوں
بے یسمع بے ینطق سوے — ظاہر یہ باطن[7] حق ہوے
تحت قبائی[8] ولی سوایہ — لا یعرفہم غیری چھیہ[9]
تیوں مجنوں بھی لیلیٰ ہوے — کرتا ناز[10] سو غمزے سوے
مجنوں کی یہ[11] بات سو جب — پھر لیلیٰ منہ آی سب
جب لیلیٰ کہہ[12] کوی بلاے[13] — تب لیلیٰ اٹھ[14] دوڑ سو جاے
یہ لیلیٰ کا[15] پہلا[16] چال — خوبیں سمجھیں[17] نہیں اتال
اب صورت منہ لیلیٰ[18] جاے — پن معنوں میں مجنوں آے
کنت لہ سمعاً بصراً — کل جوارح سب تن من
ظاہر حق باطن یہ جان — اولوالعزم اس ٹھانہ[19] پچھان
جیوں اول نقطا کر دور — ہو[20] دایر آوے[21] پھر ٹھور
پھرتا پھرتا دور سو جاے — ایسا دور کہ اوپر آے
اس ٹھیں دور[22] نہیں ہب کوے — کو نزدیک نہ[23] اس ٹھیں ہوے
عین اول نقطا اس ٹھانہ — پن دو[24] ہیں پھر پائیں[25] مانہ

---

۱ س کہہ، س ندارد ۲ د س دیوے ۳ ب انکھیاں ۴ د س کیوں نھیں ۵ ب س بوجھا
۶ س ندارد ۷ س حق باطن ۸ ذ ب ج د س س قبابی ۹ ب ج د جیہ، م چیہ
۱۰ زور - اور ۱۱ ب س یہ مجنوں کی بات، س یہ مجنو کی بات، زور مجنوں کی بات ۱۲ ب گہ
۱۳ د س بولاے ۱۴ ب د س س اوٹھ، زور - اوٹ ۱۵ ب کی ۱۶ ب پہلے، س پھیلا
۱۷ د سمجھے، س سنجھیں ۱۸ م پاے ۱۹ ب س ٹھاں،
۲۰ د س ہوے ۲۱ ب دایر پھر آوے، س دائرہ آدے پھر،
۲۲ د ز، ندارد ۲۳ ب ندارد ۲۴ س دو نھیں،
۲۵ ب پائی

جیوں درپن[1] منہ نظر[2] مو جاے — ایکس کوں دو پھر کر پاے

جی[3] سوں سن کہوں جی[4] کی بات — روح سو پھر پاے ہے ذات

جیوں کر دوڑ منہ لیلیٰ جاے — لیلیٰ دآیر[5] ہو پھر آے

پھر پانیں[6] منہ لیلیٰ ہوے — پن لیلیٰ نہیں مجنوں سوے

تیوں حق اپنیں[7] ذات جو[8] پاے — تنہ حق نہیں[9] پھر روح کلھاے[10]

روح سو پھر پانیں[11] کا ناوں[12] — ہب[13] پھر پاوے گا جس ٹھانوں[14]

پھر پاناں[15] یہ ایک سو جان — تکرار اوس تفصیل پچھان

جیوں صورت دو نظروں مانہ — پن پاے کی ایکج[16] ٹھانہ

روح محمد کی یہ دیکھ — اینہاں[17] فہم کر دیکھ بسیکھ

روح نہ کلی جان مراد — جیوں انسان تحت افراد

جیوں مفہومی ہے حیوان — جیوں منطق ماہیں[18] انسان

یہ کلی موجود نہ ہوے — اینہاں[17] مراد وجودی سوے

پھر پاتیں[19] چھت ذاتج پاے — روح سوتس کا ناوں[12] دھراے

پھر پایا ایک[20] ہے موجود — اور[21] کلی تفصیل نمود

یہی ظہور سو حق کا جان — اس کوں عالم امر پچھان

عین مثل یہ حق کی ہوے — حق کی صورت کہیے سوے

ذات سمیع بصیر علیم — روح تیو نہیں ہے ہوے[22] تفہیم

ہب[13] ان صفتوں ماں ہے باٹ — ذات پاے[23] گا صفتوں ماٹ

---

۱ ب س میں ۲ ا ب س م نظراں، د نظر جو ۳ ب جیوں ۴ س جیو،
۵ س دائرہ، م دائیم ۶ ب پانی ۷ ب اپنی ۸ ا ب ج د سو،
۹ ا د تھیں ۱۰ ب کلاے ۱۱ ب پانویں، س پانی ۱۲ ب نانو،
۱۳ ب اب ۱۴ ب ٹھانو، س ٹھاو ۱۵ ب پاوناں، م پانا ۱۶ د ایکج،
۱۷ م اینہا ۱۸ ب ماہیں ۱۹ ب پاوتیں، د م پانیں ۲۰ س ہے اک،
س آک ہے ۲۱ م ان ۲۲ ا ج د م ہویں، ب ہووے ۲۳ ب س پاوے گا

تمثیل

جیوں متکلم مطلق حق | روح اوسی قوت مطلق
بڑا[1] ہوے[2] جن لوگوں مانہ | قید کرے وہ[3] بولی تانہ
ہر بولی کی الگی شان | پن معنوں منہ وہی نشان
فرس اسپ یا کھو تکھار[4] | معنوں منہ گھوڑا ہر بار
حق جیوں مطلق کہیا[5] کلام | ظاہر صورت قید تمام
ہر بولی ہر صورت تیوں | پن باطن حق معنی[6] جیوں
ظاہر باطن حق کا نانوں[7] | روح جو شاہب[8] کہ ہر ٹھانوں[9]
ظاہر باطن ذات سو کیوں | ذات کہے ہور[10] سنے سو جیوں
داخل خارج کہیں نہ پاے | انیں جو سے کوں روح ہلاے
جیوں عالم سنہ[11] حق کی شان | ہر حد منہ بے حد انسان
حد جو صورت قید دکھلاے | کنہ ہب شکلوں کا چھیہ پاے[12]
ہور ہر یک بے مثل جمال | کسوت بول طبیعت چال[13]
ہر تشبیہ سو تنزیہ ہوے | جیوں حق کا چھیہ[14] پاے نہ کوے
روح منزہ پای نہ جاے | صورت کا بھی چھیہ[14] نہ پاے
آدم حق کی صورت جب | کیوں چھیہ[14] اس کا پاے[15] تب
مجمل جانیا اپناں حال[16] | تیوں حق بھی جانیا[17] اجمال
جب تفصیل سو اپنیں[18] پاے | حق کا عارف وہی کہاے

---

۱ ب بڑا — ۲ ب ہووے — ۳ ا ب وے — ۴ ا س م توکھار،
۵ ب کیا — ۶ س مانہ — ۷ ب نانو — ۸ ب جسا — ۹ ب ٹھانو،
۱۰ س اور — ۱۱ ب منہ، س سے، م سن — ۱۲ ا ج د آے، س نپاے
۱۳ ا حال، د جال — ۱۴ ب چیہ — ۱۵ م پادے
۱۶ ا چال — ۱۷ س جانیاں
۱۸ ب د م اپنی

عرف نفسہ جیتی بار ۔ عرف ربہ بھی اُس ٹھار
کے بھولے یہ دیکھت شان ۔ پوجیں کر صورت انسان
کریں ملایک سجدا جس ۔ دیکھ نہ کیوں جگ بھولے تس
بعضوں دیکھے روح بماس ۔ یہیج حق یوں کیا قیاس
لیس کمثلہ روح سو ذات ۔ اور سمیع بصیر صفات
جے پوجیں پتھری دہر دیکھ ۔ روح مہیں بھولیج بسیکھ
پن جے پوجیں کہہ معبود ۔ اون کی بھی حق ہے مقصود
اون کوں بھی پوچھوگے جد ۔ الحکم واحد کہیں تد
اگر تجلی حق کا لیکھ ۔ جان کریں تعظیم سو دیکھ
تنہ بت پرست عاشق جان ۔ کدھیں نہ تس کافر من آن
لیلیٰ کا کوتا ہوے جانہ ۔ مجنوں سجدا کرے سو تانہ
جہاں تجلی حق کا پایں ۔ تہاں نہ عابد ہو کیوں جایں
ہر معبود مہیں حق کیوں ۔ روح جوسے ماںہیں ہے جیوں
دیکھ فکر کر خدا سو کانہ ۔ آپن کریں سجدا اوس ٹھانہ
جمنے سے کی ڈاوے سوے ۔ کی پیچھیں کی آگیں ہوے
یا نیچیں یا اونچی ٹھار ۔ عالم منہ یا عالم بہار
روح جوسے منہ پای نہ جاے ۔ تو حق عالم منہ کیوں پاے
اسے ڈھونڈتے آپس کھوے ۔ کھووے آپس پاوے سوے

---

۱ ب س اس ۲ ب کیں، س م کئی ۳ د کھی ۴ د یہیج ۵ س سمیع وبصیر ۶ ج بھولیج د بھولیسیج ۷ م ان ۸ س کوں بھی ہے حق ۹ ب پوچھیں گے بھی ۱۰ ا جب ۱۱ ا س تب ۱۲ ا د جہان ۱۳ ج س پرست سو عاشق ۱۴ ب ہے، س ہووے ۱۵ ا جان ۱۶ ا تان ۱۷ ب س کی ۱۸ س تہانہ ۱۹ ب ج س جسے ۲۰ ا ب م اس ۲۱ ا د ڈاوا ۲۲ ا ب س یا ۲۳ ا آگے ۲۴ س م نیچی، س ندارد ۲۵ س کی ۲۶ ب جسے ۲۷ ب اوسے ۲۸ ا س ڈھونڈھتیں، س ڈھونڈھے، م ڈھونڈھتی ۲۹ ا س م کھوے

موسیٰ امانی کہوے جانہ ہرگز کدھیں نہ دیکھے[1] تانہ

لا تشرک[2] بعبادت رب بن شرکت ہو پاوے تب

پچھیں تو لا جیدھر لیائے[3] فثم وجہ اللہ تنہ پاسے

مرتبہ عبودیت

جے ماینطق عن الہویٰ کامل عبد یہیچ ادا

بولے تو جو وہی بلائے[4] سنے سو تو جو وہی[5] سنائے[6]

کھاناں[7] پائیں[8] تس کے ہاتھ پھرے چھانہ جیوں تس کے ساتھ

وہمی جیوں اک صورت ہوے وہم پھرائے[9] پھرے تیوں سوے

اس کا حکم نہیں کس ٹھانہ نہ کچھ ملک ہے اس[10] جگ مانہ

حکم شرع کا جیوں ہے آج عبد کا سو سب صاحب کاج

بارے اصل نہ[11] اس کی ذات ذات نہیں تو کہاں صفات

ذات صفت جس ہووے[12] نانہ اوس تھیں فعل سو ہووے[12] کانہ

یہ اپنیں[13] چھت مانہ فقیر اس تھیں کیا ہووے[14] تدبیر

معلومی معدوم. اس ٹھانہ عدم اندھارا[15] ہے یہ تانہ[16]

فقر سواد الوجہ یہیچ فقر عدم اندھیار[17] یہیچ

عبد فقیر[18] سو مطلق اب اس[18] کا[19] ہووے صاحب کا سب

صاحب کی چھت تھیں چھت پاوے صفتوں تھیں صفتاں لے آوے

اس[20] کوں جب ہے فقر تمام فہو اللہ تھیں ہووے انعام

---

[1] د ندیکھے [2] ب ج لاتشرک [3] ب لآئی [4] ا ب س بولاے [5] ا ب س سوے [6] د سوناے [7] س م کھانا [8] ب پائی [9] ب پھراوے، [10] س اوس [11] م نہ اصل [12] ب د م ہوے [13] ب ج اپنی [14] د م ہوے [15] س س اندھیارا [16] ب ٹھانہ [17] ج فقر [18] ب اوس، [19] ا ب ج د س م کی [20] ج اوس

ہوے انعام سو ذات صفات　　پاوے فقر بتی یہ بات
کہے فقر فخری اس ٹھانہ　　صاحب ظاہر ہے اس مانہ
جیوں درپن منہ چھانہ اظہار　　پن ظاہر ہے دیکھن ہار
چھانہ تمام رجو[1] تس دس　　جے ظاہر صورت اس مس
مطلق چھانہ رجو[2] اس ساز　　عبد کرے جس بھانت نماز
اینہاں[3] سو عابد ہے معبود　　جے اس کی صورت موجود
وله الحلم سوتس کا ہوے　　الیہ ترجع آپیں سوے
حکم چھانہ[4] منہ[5] اوس[6] کا سب　　چھانہ[7] کی شان رجو[8] بھی تب
دونہ ماں[9] حکم سو آپس کاج　　عبد ہوے[10] یا بیسے[11] راج

حکایت مرتبہ خلافت

جیوں محمود سو تھا[12] سلطان　　عبد ایاز تخت فرمان[13]
اوس پر[14] حکم کیا کی[15] آج　　ہوں بندا توں بیس سو راج
تخت ایاز سو بیٹھا[16] جاے　　سوے کرے جے[17] وہ فرماے
چل محمود دیں کیا سلام　　کھیا[18] کہ ہوں تجھ[19] آج غلام
حاکم ہے[20] محمود سو سب　　جب[21] سلطان عبد ہے تب[22]
جد[23] محمود عبد کی شان　　عشق کہے پورا سلطان
تخت ایاز سو بیٹھا جانہ　　حاکم تنہ محمود اوس[24] ٹھانہ

---

[1] د رجوع　[2] د س رجوع　[3] م اینہاں　[4] ب چھاں　[5] ب میں　[6] ا ب د اس　[7] د چھاں، س چھنہ　[8] د رجوع　[9] ا د مانہ، م منہ،　[10] س ہووے　[11] ا ب س بیٹھے، د بیٹے　[12] ا تھان　[13] م سرخی حکایت اس شعر کے بعد درج ہے۔　[14] زور۔ پیر، س پہ　[15] زور۔ کے　[16] زور۔ بیٹھیا　[17] د جو　[18] ب کیا　[19] م تج　[20] س اہے　[21] زور۔ جیوں　[22] ا، زور، م جب،　[23] ب م جب، زور۔ جہ　[24] ب دم، زور۔ اس

حکم اوس[1] اوپر[2] کیتا[3] جب — تخت بسیں جا بیٹھا تب

انھیں[4] قبولیا حکم تمام — تخت بیستیں[5] ہوا غلام

حکم سو حاکم کا اس ٹھانہ — ہے محکوم غلامی مانہ

حاکم شخص سو ہے معبود — چھانہ محکوم ہوے مسجود

اینہاں[6] خلافت پاے تمام — ہوے سلطان جو عین غلام

چھانہ شخص سرکھے ہویں دوے — جیوں دیوے تھیں دیوا[7] ہوے

سب دیوے ہیں ایک مثال — عین خلافت ہے اس حال[8]

اک دیوے تھیں کوڈ[9] ہزار — گھٹے نہ اوس[10] منہ نور قرار

کالمصباح خدا کا نور — سو یوں خلافت کرے[11] ظہور

اول نور سو سرجیا جس — کہے سراج منیرا تس

کرے خلیفے یوں موجود — جیوں ہے[12] آدم ہور داؤد

ہوے شخص کی جزی سو چھانہ — یوتھیں[13] حکم خلافت مانہ

حق کا جز ہے آدم تیوں — آدم کا جز حوا جیوں

عورت ہے پوری محکوم — حکم قبولی جیوں معلوم

یہ ممکن جیوں روح سو جان — عبوٗدیت اس بھانت پچھان

حضرت قلب و مثال

کہوں خوب کے دل کی بات — سن دھر دل کے کان سنگھات

میرے دل کی سن تمثیل — جیوں ہے رنگ بھریا[14] قندیل

پھر سلسلوں سو[15] ٹانکیا[16] کانہ — زلف ابتر مجموعے مانہ[17]

---

[1] د اس، زور- سو اوس [2] ا ب س، زور- پر [3] ا کیا [4] زور- اونھیں [5] ا بیٹھتیں، س بیتے، س زور- بیٹھیں [6] د م س اینہا [7] ب دیو [8] س خیال، م چال [9] ب د س کور، س کرد [10] ا س س اس [11] ا س کریں [12] ب ہے جیوں [13] ب یوں ہی [14] ب بھرا، س بھر، [15] م سوں [16] ب ٹانکا [17] ا کانہ،

باطن مانہ جلے دل خوب / کرے سو روشن مکھ محبوب
ناں ناں دل کوں سنیں[1] سو پھیر / پھیر[2] کہوں گا دوجے بیر
گھر[3] نورانی[4] من ہر کاج / کہیں عرش ثانی اس آج
پن منجھ ہے حیرت اس ٹھانہ / سکھی[5] رہتے[6] ہیں[7] کیوں دکھ مانہ
جلے سو دل تل منہ کے[8] یار / رہے سلامت کیوں دلدار
یہ جیو ابراہیم اتال / اس کوں دل کی آگ گلال
رنگوں مانہ جلے دل کیوں / ہے فانوس سنواریا جیوں
ناں[9] دل ہدف کیا برجاس / تیرانداز سلے چھنہ[10] پاس
بھنواں دھنک دھر تیر چلایں / جگ سانوں نیشان[11] گرایں
یہ تو[12] عادت ہے جگ مانہ / ماریں تاک ہدف ہر ٹھانہ[13]
پن یہ منجھ[14] کوں اچرت آئے / ہدف تیر کوں لاگا جائے
یا میرا یہ جلیا[15] دل / تس مکھ لاگ دکھاوے تل
یا تس کے تل کی بند چھانہ / آج کہاوے[16] دل منجھ مانہ
ارے خوب ہشیار[17] نہ ہوئے / پہلی بات سو بیٹھا کھوئے
کہاں سو تھا نیں[18] آیا کانہ[19] / بات یاد ہے کچھ من مانہ
کھوئے گا کی[20] ہمیں بتایں / کر بسم اللہ بات پر آیں
وحدت ذات سو دیکھن ہار / الٰہیت دیکھن کی ٹھار
روح سو پھر[21] بایا ہے جیوں / بات سو اب سمجھے[22] ہے تیوں

---

[1] د سنے [2] ا ج پھر، د س بھور [3] ا بن [4] ب ہے حیرت مجھ [5] ب رہتے [6] س ہے [7] ا ندارد [8] ا منہ کیتی، ب م کہیں، د منکی [9] س ناں [10] س س چھنہ [11] د نشان [12] ا توں [13] ج ٹانہ [14] ج د مجھ [15] ا ب پر [16] س دکھاوے [17] م ہوشیار [18] ب دانیں، س تیں [19] م کہانہ [20] س س یا [21] ا ج د بھر، [22] س سنمجھے

جوسا آرسی کی ہے شان
اوس کوں آگیں کروں بیان

صورت درپن منہ کی دیکھ
ہب تھیں اس کا کریں بہ بیکھ

یہ دل عالم وہم خیال
روح جوسے بچ ناوں مثال

دیکھن ہار انیں اس مانہ
ایک رتی کا پھیرا نانہ

پن ہاں بھی یہ پھیر دکھاے
اس ڈاوا اوس جہناں پاے

تس تھیں دھریا ناوں قلوب
پھیر مہیں خالص مطلوب

اصل پرکھ جب اس تھیں پاے
اس بھی درپن کہیا نہ جاے

کہیں آرسی دل تس ماٹ
ولے لطافت کی ہے گھاٹ

جب کو درپن وزن کراے
وہم چھانہ ہے بھار نہ آے

روح منزہ ہاتھ نہ پاے
وہم بتی سب جوسا ہلاے

جب دل اس کا ہوے نہ ٹھانہ
ہر باتیں بھولے تل مانہ

جیسا وہم کرے دھر دھیان
جوسا ہوے پھر ویسی شان

جوسا پھرے کچھ یہ نہیں دور
سبنی ہوے گی بات مشہور

حکایت تمثیلات وہم

بھنوری ایل پکڑ کر لیاے
گھر میننیں سانھیں بسلاے

دوہوں بھنوں بچ نشتر مار
سانھیں بیسی گھر کے دوار

ایل پکڑ بھنوری کا دھیان
اودسے مراقب ہوے نسیان

بھی پھر کرسدھ ولے جوتس
کھول انکھیاں دیکھے چند دس

---

۱ ب م اس ۲ ب ج س جسے ۳ ب بچہ ۴ ب ناو ۵ ب پھیر سو ۶ ا اس ا ۷ ب جہنا ۸ ب س جبا ۹ ب م اوس ۱۰ ب د جبا ۱۱ م پھیرے ۱۲ م ندارد ۱۳ ب بھی ۱۴ ب ئیل ، ا ج د س ائیل ۱۵ ب لاے ۱۶ ب س میں ، س م منیں ، ۱۷ ب سانھیں لے ، س سامیں ۱۸ م د ہوں ۱۹ س س بھوں ، م بہنوں ۲۰ ب بچہ ۲۱ س بار ۲۲ ا ایل ، ب ئیل ، ا ج د س ائیل ۲۳ ا د اسے ۲۴ ج د بھر ۲۵ م سو ۲۶ س چھوں

بیٹھی سانمیس بھنوری[1] دیٹھ | دھیان پکڑکر اَیل[2] بہ ایٹھ[3]
مت[4] مارے یوں ڈرمن آن | وہم رہے لے مانجہ[5] پران
تیسیں[6] بھنوری نشتر مار | بن سدھ[7] کرے سو دوجی بار
وہم بتی جانے سب کوے | پھر[8]کر اَیل سو بھنوری ہوے
اور کونجی[9] رہتی ہے کانہ | سوا لاکھ پربت جنہ[10] ٹھانہ
بیدے[11] دھر مالے منہ آپ | اینہاں[12] چرن آویں[13] ماباپ
وہم بتی بیدے[14] سیوایں[15] | بیدے[16] پھاٹ بچے ہو جایں[17]
جس بیدے[18] کا چھوٹے دھیان | وے بنسے ہوتیں[19] نسیان
اثر کرے بیدوں[20] منہ سوے | اثر ذات منہ کیوں نہ ہوے
جیوں پنھاری[21] گھڑے[22] چڑھاے | دھیان باندھ بھرالے جاے
ہنسی[23] مکول کرے سب ساتھ | گھڑا[24] پکڑ وہم کے ہاتھ
باج دہم ٹل سکے نہ راکھ | چھوٹے دھیان دیوے تب ناکھ
وہم روح کا اہے وزیر | بہت[25] وہم کوں ہے تاثیر
سہنیں[26] منہ شیطان سو جوٹے[27] | ترت غسل کی حاجت ہوے
وہم دومنیاں کریں بسیکھ | اون کا ایک تماشا دیکھ
چھیلے چھالے[28] تیل لگاے[29] | یان مس کر کسوت آے[30]
باندھے کھن چولی منہ تان | وہم[31] جوانی[32] کا کر جان

۱؎ س ن بھوری ۲؎ ا ایپل، ب ئیل، ا ج د س ن ائیل ۳؎ ا س ن بایٹھ ۴؎ ا منہ ۵؎ د مانجہ ۶؎ ا د تیسے، س ن بیسے ۷؎ د سد ۸؎ ج د بھر ۹؎ ا کونجی ۱۰؎ ب ہیں جانہ ۱۱؎ س ن بیسے ۱۲؎ م اینہا ۱۳؎ د آنویں ۱۴؎ س ن م بیسے ۱۵؎ ا سوایں، ج س ن سوایں، م سوائیں ۱۶؎ م بیسے ۱۷؎ ہوجائیں ۱۸؎ ب ہوتے ۱۹؎ م بیضوں ۲۰؎ ا پنھیاری ۲۲؎ ا گھڑے س ن گھڑا ۲۳؎ ا ب ج ھسی ۲۴؎ ا ج د بھرا، ب بھڑا ۲۵؎ ب د بہوت ۲۶؎ د س سہنے، م سپنیں ۲۷؎ ا جو ۲۸؎ س ن چھیلیں چھالیں ۲۹؎ س ن لگایں ۳۰؎ س ن آیں ۳۱؎ ا ب ج د س ن وہم سو ۳۲؎ د جوانیں

جو[۱] وہ کاڈھی[۲] بوڑھی ہووے
اور بلوچن[۴] سندھنیں[۵] جات[۶]
تن شیناں[۸] ابھرتا[۹] یوں
تھن[۱۰] ہر کاندھے اوپر ناکھ
بیٹھی آگل کھان پکاے
رکھے[۱۲] چھپا[۱۳] تھن کر اک ٹھانہ
کبھیں لڑے اس[۱۵] کا بھرتھار[۱۶]
مارے تھن سوں[۱۹] پکر سو ہاتھ
جگ منہ بہت[۲۱] وہم کا چال
وہم روح تھیں جان[۲۴] کثیف
جو سا[۲۶] محل جب راست[۲۷] کراے
وہم کرے تل منہ گھر بار
وہم لطیف جسے[۳۰] تھیں دیکھ
وے کثافت[۳۲] ان[۳۳] ان ڈھنگ
لال سو ہووے[۳۴] وہم منہ لال

تو بھی اوس[۳] دیکھے سب کوے
چھوٹے وہم پھریں[۷] دن رات
دو جو تر چھوٹے گل جیوں
پیچھل بیٹا بیٹی راکھ
پیچھل تن کوں دودھ[۱۱] پلاے
جیوں ہریسا[۱۴] موٹھی مانہ
تس پر کھینچ[۱۷] اوٹھے وہ نار[۱۸]
جیسے ترت[۲۰] ساٹ کے ساتھ
دوں[۲۲] ہووے[۲۳] جیوں کرے خیال
وے جسے[۲۵] تھیں اہے لطیف
برس چھ ماس مہیں سنوراے[۲۸]
ہاتھی گھوڑے لکھ اسوار[۲۹]
تس تھیں اتناں کرے[۳۱] بسیکھ
کیوں ہیں پھرا سکے نہیں رنگ
عین نہ نیلا کرے خیال

۱؎ ب جووے، س س ان منہ ۲؎ س جوکوی ۳؎ ب اوسے ۴؎ ب بلوچی ۵؎ س سیدھی
۶؎ ب م ذات ۷؎ د پھرے ۸؎ س سینا ۹؎ ا تھرتھرتا، ب لڑتھڑتا ۱۰؎ س تنھ،
۱۱؎ ب س دود ۱۲؎ اب د س س کہے، ج کبھی ۱۳؎ ا چھپا ۱۴؎ ب حریصا، س
حریا ۱۵؎ م اوس ۱۶؎ س بھرتار ۱۷؎ س کھینچ ۱۸؎ ب دسے،
۱۹؎ ا سو ۲۰؎ س ترٹ، م توت ۲۱؎ ب میں بہوت ۲۲؎ م یوں،
۲۳؎ دم ہوے ۲۴؎ د اہے ۲۵؎ ا د س م جوسے ۲۶؎ ب جسا،
۲۷؎ ا د س س راس ۲۸؎ س سونرائے ۲۹؎ ج سوار ۳۰؎ ا د س م جوسے
۳۱؎ ج دلھیا، س کریں ۳۲؎ س کسافت ۳۳؎ س ہے،
۳۴؎ ا ہویے، س ہووے

اتنا[1] ہٹھ وے اس کوں دین — اس تھیں روح لطیف سو کین
ایک مُلک روحانی مانہ — کوریں[2] کور رہیں اک ٹھانہ
جیوں دو[3] درپن سانمھیں چھوڑ — چھانہ چھایہ منہ[4] دیکھ کروڑ
ایکس کی شُدھ[5] اور نیارے — کیا ہے بول[6] خدا[7] سمجھائے[8]
کرے جو دل روحانی سیر — دل پر خطرا آے نہ غیر
خالی دل کن دھیان دھرایے — صفا ساتھ ہوں سوں سرلاسے
خالی دل سو صفا کلھائے[9] — درپن صاف تو بادل[10] مائے[11]
بادل جیتا[12] درپن مانہ — تو بھی جگ کی ٹھالی ٹھانہ
جو لکھ آرسے[13] اوترے[14] کوے — وہ بھی اس[15] پر روشن ہوے
یہ ٹکڑا درپن کا دیکھ — ٹھالی[16] تھیں اے ھیا[17] بسیکھ
تیوں دل کوں جن ٹھالی کیت — خطرا کچھو[18] نہ آئیں[19] دیت
صفا بتی ہوں پاوے سوے — اس میدان لجاوے[20] گوے

حکایت صفائے[21] دل

چین مہیں چتیارے[22] جان — چترے مور سو اوڈتے[23] آن
تنہ کیتک چتیاروں[24] اور — دعوا کیا سو آتس ٹھور
کہیا پادشہ[25] کن چل جایں — لکہ[26] پائیں پر نقش دکھایں

---

۱ م اتناں ۲ ا کوروں ۳ د ندارد ۴ اب ج د س س مانہ ۵ د سد
۶ د بات ۷ ا خداے ۸ س سنمجھاے ۹ م کہلاے ۱۰ ج بادل ،
۱۱ م باے ۱۲ ا چیتا ۱۳ م ارسی ۱۴ م اترے ۱۵ ب د اوس ،
۱۶ س خالی ۱۷ ج ھیا ۱۸ س خطرا کچھ ، س خطر کچھو ۱۹ ب د س آنے
۲۰ م لیجاوے ۲۱ ا ج صفاء ، س صفا ، م صفائے ۲۲ زور A چتارے ،
۲۳ ا س اوڈتے ، د اڑتے ، زور ۔ اوڑتے ۲۴ زور ، س چتیارے ، زور A
چتاروں ۲۵ م بادشہ ۲۶ زور ۔ لک

گئے[1] سلطان کنیں سب چل
دونہ ٹولوں[4] چل کیا سلام
حکم بادشہ[5] کا جو پایں
ہوا بادشہ[7] کا فرمان
کہیا کہ جاکر کرو[8] اتال
دونہ[11] ٹولے چتریں دونہ ٹھانہ
جب لگ[14] کام ادھورا ہوے
حکم سو یہ[16] کیتا سلطان
جیوں فرمایا تس اصول
سہدیسی چتیاروں آئے
رنگ آمیز کیا اس بھیکھ
گگن پھرے دہریہ من کھانت
سبھی[21] زماناں[22] سیکھیا رنگ
ایسی بھانتیں[24] رنگ ملاے
چتری[26] بیچ[27] جھبکتی[28] چین
بہت[30] صفا کے رنگوں مانہ

آ[2] سلطانیں دیا[3] محل
ہور یہ کیتا عرض تمام
چتر سال کچھ کر دکھلایں
دیتا دونہ[6] ٹولوں کوں مان
آٹھیں[9] سانہیں[10] دوے دوال
دونہ[12] پردے باندھیں[13] بیچ مانہ
تب لگ[15] ان کن جاے نہ کوے
سبھوں چڑھایا[17] سر فرمان
پردے[18] باندھ ہوے[19] مشغول
چین مہیں یوں رنگ ملاے
رنگ پھرا گئے سیپ سو دیکھ
ہرارت[20] رنگ سیکھے اور بھانت
نوے نوے دکھلاوے[23] ڈھنگ
[25] پری رنگوں میں چتر دکھاے
ہوے اجالا[29] جس تھیں عین
جیو کی صورت چتری تانہ

---

۱ ب د گئے ۲ ب سلطان نے ۳ ا دیا ۴ س ڈولوں ۵ ب بادشاہ، م پادشاہ
۶ س م بادشاہ ۷ ا دونونہ ۸ ج کراد ۹ زور۔ آٹھیں، زور A اٹھنے، م اٹھنیں
۱۰ ج ساٹھیں، زور A ساٹھنے، م ساٹھنیں ۱۱ زور د ہوں ۱۲ ا دونوں، زور د ہوں
۱۳ زور A باندھے ۱۴ ا ب ج د لکھ، زور، م لک، زور A یک ۱۵ ا ب ج د، زور،
م لک ۱۶ ب یوں ۱۷ زور۔ چڑھایا ۱۸ م پردہ ۱۹ ب ہووے ۲۰ زور۔ دت
۲۱ ب مصرعوں کی ترتیب برعکس ہے ۲۲ ب سبھی زمانا ۲۳ س دکھلاے ۲۴ زور A
بھاتیں ۲۵ زور A دکھلاے ۲۶ زور A چتر ۲۷ زور، م بیچ ۲۸ زور۔ جھپکتے،
س جھلکتی ۲۹ ب، د اوجالا ۳۰ ب بہوت

چترے کوں سو یوں بن چین — صفا عکس درپن سنہ کین
سب ٹھاہوں رنگ اپنے دیت — باؤ بندہ چتراون کیت
صورت اس اس بھانت لکھایں — جہاں وہم کے پاؤ بندھایں
تنہ بجے پردیسی تھے آئے — رنگ، تنھوں کوں کچھو نہ پائے
اون ساروں مل کیا بچار — کہو اپن کیا کریں اونہار
یہ ساروں مل پرٹھی بات — اپن کریں یوں دن ہور رات
گھوٹ جھلکتی کریں دوال — جیوں آرسی ہووے اوجال
جیوں پرتھیا تیوں کیتا ان — باج صفا کچھ کیتا نہ تن
دیس واعدے کا تھا جب — محل دیا سلطانیں تب
بلائے چتیارے آئیں تانہ — دور سکے پردے اک ٹھانہ
سب حیرت منہ ہوے سو دیکھ — دونہ پاسوں چترا اک بھیکھ
بجے ایدھر سو اودھر پایا — ایک، یہ بیکھ سو من منہ لیایں
سب درگاہ کیا انصاف — چترا پردیسیوں ات صاف
دل کی بھی یونہی ہے ریت — جیسے صفا وہ جاوے جیت
جل درپن ہے جیتی بار — ہلناں تس پرکاٹ اندھیار
جب پانی ہلتا ٹھہرائے — تب تس منہ مکھ دیکھیا جائے

---

۱ زور- سوں ۲ ا ٹھانوں، زور- بھانتوں، م ٹھاؤں ۳ زور- ایسا ۴ زور، م باد، ۵ ب زور، م بندہ ۶ م ان ۷ ا م اوٹھار ۸ ب پرٹھی، زور- پرسے ۹ ج آپن، ۱۰ زور- اور ۱۱ س گھونٹ، س کہ کھوٹ ۱۲ م آسی سنہ ۱۳ س ہووے ۱۴ ب، زور، س م اجال ۱۵ ب پرٹھا، د پرتھیاں ۱۶ د، زور، س م کیا ۱۷ زور، م وعدے ۱۸ ب، د، زور، م دیا ۱۹ ب سلطان نے، س سلطانے ۲۰ زور- بولا ۲۱ م کسے ۲۲ ج چترا، ۲۳ ج کیتا ۲۴ س رنگ نما دل کی بھی یونہی ہے ریت، س یوں نھیں ریت ۲۶ ا م جیسے، ۲۷ س س اندھار ۲۸ ا س ماں، م میں ۲۹ د موکھ

بن خطرے ہوں کا دھر دھیان ‏ کہتے ہیں اسس عارف گیان
اینہاں جو مچکا رہیا جاے ‏ ولی سو تس کا ناوں دھراے
اس کے دل منہ عالم لیکھ ‏ جیوں جنگل منہ رائی دیکھ
ارض سما منہ جے نہ سماے ‏ تس مومن کے دل منہ پاے
خوبیں سن یہ میرا قول ‏ ایک بول پن جان امول
کبھیں جو توں اس ہوں کوں پاے ‏ منجھے دعا کر براے خداے
خالس ہوں پر رہناں جان ‏ محض ولایت اسے پچھان
یہی امرناں یہ واصل ‏ یہی ولی یہ صاحب دل
جتناں اینہاں سکے رہ کوے ‏ اوتناں اودے مراتب ہوے
آٹھ پہر رہے مل دن رات ‏ وے عالم منہ قطب سو ذات
امرے کی تیں بوجھی ٹھانہ ‏ ہب توں آو طلب کر تانہ
طلب مہیں بجے سودھا آے ‏ کاہل بیس رہے وہ پاے

حکایت در مرتبۂ طلب

ڈولا بیٹھا تھا اک ٹھانہ ‏ دیکھیا ہرن سو ویسے مانہ
تن منہ تھیں دوڑے دس آٹھ ‏ ہرن دیکھتیں ہوا تراٹھ
اے سب کیر لگے یوں جایں ‏ جیوں پڑچھانہ برابر آیں

۱؎ د عارف اس، م سن عارف ۲؎ ب، د، ر، م اینہا ۳؎ ا س اس، س اوس ۴؎ د ناو
۵؎ م اوس ۶؎ د یو ۷؎ ا کوں ندارد ۸؎ د مجھے ۹؎ ج بر ۱۰؎ د رہنا ۱۱؎ ا س
امرناں، م امرنا، س انبرناں ۱۲؎ م اینہا ۱۳؎ ج اوتنا، د اتناں، س اتنے ۱۴؎ د اے
۱۵؎ د آٹ ۱۶؎ ا س م امرے ۱۷؎ د تو ۱۸؎ د منہ ۱۹؎ م جو ۲۰؎ ا س رہیں،
۲۱؎ م نہیں ۲۲؎ ا ندارد ۲۳؎ س ڈولا ۲۴؎ م ایک ۲۵؎ ا ب س اوٹھ دوڑے تس
منہ، م اٹھ دوڑے تس منہ، د تنہ منہ تھیں دوڑے ۲۶؎ ا ب د دیکھتے، س دیکھتیں، دوبار،
۲۷؎ ج ہوا ۲۸؎ س پڑ ۲۹؎ د آے

جیوں[1] ڈر کو کے سہنیں[2] مانہ ہاتھی سکر چڑھے ہر ٹھانہ
ہوں پکڑوں جانے[3] ہر ایک ہرن بھرے ٹھیکوں پر ٹھیک
جاتیں جاتیں اوسی[4] اوبھار کو تھا کا کو پڑیا[5] ہار
کو لوکا[6] کو گریا[7] کھاڑ[8] کو ترسیا[9] کو الجھیا[10] باڑ[11]
یونہیں[12] کرتیں[13] جن اک دوے امڑے پکڑیا ہرن سو سوے
ہب دیکھو من مانہ بماس ہرن کھنوں[14] کے پڑیا[15] پاس
جے اٹھ[16] دوڑے اوس دھر دھاے اون منہ کے کو پہنچے[17] جاے
جے[18] کو بیٹھے رہے سو تانہ[19] اون منہ کے کن[20] پکڑیا نانہ
تیوں جے طالب صادق ہوے طلب کرے ہر شئے کی کوے
کوشش تھیں[21] وہ پاے وصول جد وجد جیوں کہیا[22] رسول
ہب کوشش کرتوں اوس[23] ٹھانہ بجے بے بدل ہوے جگ مانہ
ملک نہیں فرزند نہیں جب کہیں خدا ہے سارے تب
پن کو ان پر آن گمان ہرگز نہیں کہویں[24] اس شان
خدا نہیں تو نہیں ہواج اپنیں[25] تو فرزند ہے[26] آج
ساروں بدل خدا ہے جان خدا سو ہے بے بدل پچھان
کوشش کر حق[27] کے دس آو جہاں سچیں تھوبھیں[28] تجھ پاو

حکایت[29] مرتبہ سلوک

بیٹھے تھے لقمان حکیم تنہ اک آیا کر تعظیم

---

[1] س، ن ندارد [2] ب بہنے [3] ا، ب، ج، د جانے [4] ج، م اسے [5] م، ن پڑیا، ب، د پڈھیا [6] س کونوکا [7] د پڈیا، س، م پڑیا [8] س کھاد [9] ب، ج ترسا [10] ج اولجھیا [11] ا یاد، [12] ب یوہیں [13] س کرتے [14] د کھونکے [15] س، م پڑیا [16] ج، د کو، ا، ب، س اوٹھ [17] د پہونچے [18] د جو [19] ج، د تھانہ [20] ب کی لو، د کی [21] د تھی [22] ب کیا [23] ب، د اس [24] د کریں [25] ب اپنے [26] ا، س، ن ہیں [27] د خدا [28] ب توہیں، د تھوبے [29] ا ندارد

پوچھیا[1] کی ہیں جیو[2] خونکار
تم حکمت سیکھے کس ٹھار

تب لقماں[3] نیں دیا[4] جواب
سیکھیا[5] اندھلے کن ہر باب

پہلوں[6] آپ ٹٹولے ٹھانہ
تو اندھلا پگ چھوڑے تانہ

جنہ تھوبے کی[7] ٹھاہر ہوے
کھاڈ بوجھ پگ چھوڑے کوے

توبھی تھوبھے کا تنہ آو
بسرانتے دھر تھوبھیں پاو

انیں جہاں کہیں کھاڈا ہوے
تھوبھونکا تنہ بوجھے کوے

دھرتیں پاو گرے تس مانہ
کا[8] ہے کہ نہیں تھوبھے کی ٹھانہ

خدا چھتا ہے نسجیں جان
یہ تھوبھے کی ٹھانہ پچھان

سچیں[9] مچیں کی جھوٹھیں[10] آو
تھوبھیں[11] کی اس ٹھاہر پاو

دنیا[12] سوں[13] بلگے ہربار
بھوک بھوک کیا کہوں تکرار

گھوڑا دمڑا ڈلی[14] نہ جان
دنیا کی تعریف[15] پچھان

جے شے تجھے خدا بسرائے
دنیا اوس کا ناوں دھرائے

سیکھ علم حق کا دن رات
ایک فنی کر تس منہ ذات

جیوں کلف دیتا ہوئے[17] نس[18]
کھوے گئی پن کیلی تس

عاقل تہاں[19] وزیر جو ہوے
پن کیلی گھڑ سکے نہ سوے

گھڑے سو کیلی آے لوہار
جیتے ایک فنی[16] ہربار

پن اوس شرف علم کوں جان
بڑا سو جس معلوم پچھان

علم لوہار کنیں[20] یہ آے۔
کیلی گھڑ کر کلف کھلائے

---

[1] ب پوچھا [2] ا س م ہیں جے، د جیوں ہے [3] م لقمان نیں [4] ب د س دیا،
[5] ا ب سیکھا [6] د پہلے [7] ا س ندارد [8] د کاہ [9] ب سچے،
[10] ب چھوٹھیں، س جھوٹے، م چھوتہیں [11] د مصرع بسرانتے ... الخ، س دھوبیں
[12] د دنیاں [13] ا سنہ، د سن، س تھیں، س ے [14] د دونی، س دانی
[15] ب اس کا ناوں [16] ا فنا [17] س ہووے [18] ا س تس،
[19] ب ٹھانہ، م ٹھاؤں [20] د کنے

لاکھوں کیلیاں گھڑے جو سوے — شرف وزیروں پر نہیں ہوے

ہے کیلی معلوم اُسس کا کاج — اون معلوم ملک کا راج

جس معلوم سو حق ہشیار — بڈا علم وے کر اختیار

حق کی طلب علم بن کیوں — دوڑیں چھوکرواد سو جیوں

چھوکرواد سنیں جب ڈھول — شہ دیکھن دوڑیں کر غول

خنہ آوے وہ باج اور — یہ پھیرے کھاویں اور ٹھور

خوب سریکھے طالب جیوں — ڈھونڈھیں پایں خدا کوں کیوں

لوٹیں اور پچھاڑیاں کھایں — آپس ڈھونڈھیں تب نہیں پایں

جس کے کاجیں بیٹے روے — اوس کی خبر جو پوچھے کوے

تب پاے گا یہ مفہوم — کی معشوق نہیں معلوم

روویں نہ پیٹیں یہ سب بھوگ — باتاں کرتے ہیں سب لوگ

ہوے مراقب دل پر آو — اونہاں آشنا عین سو پاو

وہ تجھ صورت دیکھ اول — وہ دل پیچھل دیوے بول

جیوں پوپٹ بٹھلا اک ٹھانہ — دکھلاویں درپن منہ چھانہ

درپن پیچھل بولیں بول — پوپٹ سیکھے کرے کلول

پوپٹ ہم جنسیت پاے — چھانہ دیکھ سب بول اوچاے

دیکھ سو دل کے درپن مانہ — کون بولتا ہے تس ٹھانہ

جیوں کو ملنیں کس کن جائے — باج پچھان اوسی کن آئے

۱؎ ل م سو ۲؎ م جوے ۳؎ س وزیراں ۴؎ دنا ۵؎ ل س م اوس ۶؎ د کاج ۷؎ م کے طالب ۸؎ د سنے ۹؎ ل اچھت ۱۰؎ د دیکھیں ۱۱؎ د کھانوں ۱۲؎ د ڈھونڈھے ۱۳؎ د پاے ۱۴؎ د او ۱۵؎ س بیٹھیں، م بیٹھے ۱۶؎ د رونے، م رووین، ۱۷؎ دم پھوک ۱۸؎ د س کرتیں ۱۹؎ م چھیل ۲۰؎ م پیچھیں ۲۱؎ س م اچاے ۲۲؎ س بولاتا ۲۳؎ س جو ۲۴؎ ب ملنے ۲۵؎ ل آئے، ۲۶؎ دم باج ۲۷؎ س اسی ۲۸؎ ل جائے

پوچھے میاں فلانیں[1] کانہ
ہور وے بیٹھا[2] ٹولے مانہ

اون[3] کوں بیٹھا آپ اوڈائے[4]
بیسو دیونگا آن ملائے

جب پچھاوے ہوں وہ[5] ذات
توکر وہ[6] سمجھے[7] یہ بات

آشناج تھا ہم منہ سوے
پن غفلت شنہ[8] سب دن کھوے

ہوے مراقب دل کن آؤ[9]
بوجھ[10] آشنا کوں تنہ پاؤ

جیوں عاشق معشوق اک ٹھانہ
سوتے سب نس وے گل بانہ

عاشق سوتا نیند بھرائے
کہہ ہوتیں[11] یوں سہناں[12] پائے

جانیں بچھڑیا[13] ہے اس یار
تس دکھ جیو دیوے ہر بار

دل ٹکڑوں ہور[14] لوہی روئے
واہ منجھے کیوں ملے سو سوئے

جاگے تو[15] دونہ[16] کی گل بانہ
ہوں[17] توں[18] مہیں سماوے نانہ

دنیا خواب خیال سو سب
جب ماتوا انتبھوا تب

تیوں دن رات سو جانوں[19] ہوں
ہوں پن میری شان[20] سو توں

شہ رگ[21] تھیں نزدیک سو جان
منجہ تھیں کوں قریب پچھان

یہ سمجھیں[22] سمجھے[23] تب کوے
قبل ان تموتوا[24] جب ہوے

حکایت[25] سند مراقبہ

اک طالب تھا[26] یوں منہ مانہ
پوپٹ پڑہتا[27] پاؤں[28] کانہ

۱؎ ا س فلاناں، ب ج م فلانے، د فلانہ ۲؎ م بیٹھے ۳؎ ا م ان ۴؎ س م اڈاے ۵؎ ب د وے ۶؎ ا د وے ۷؎ س سنجھیں ۸؎ ب سیں ۹؎ حاشیہ ج جاؤ، ۱۰؎ ا ج پوچھ ۱۱؎ د ہوتے ۱۲؎ ب د سہنا ۱۳؎ ب بچھڑا ۱۴؎ ج اور، ۱۵؎ ا س توتو ۱۶؎ م دونونہ ۱۷؎ ا ہو ۱۸؎ س تو ۱۹؎ ا ب جانو، ۲۰؎ ا س شانوں ۲۱؎ ا س اقرب الیہ منکم، ب شہ رگ سوں ... الخ، د شہ رگ تھی ... الخ ۲۲؎ ا سمجھیں یہ، س یہ سنجھیں، س۲ یہ سمجھے ۲۳؎ د سمجھیں، س سنجھے س۲ ندارد ۲۴؎ ج قبل ان تموتو، س۲ قبل انت موتوا ۲۵؎ ب سرخی نہیں ہے ۲۶؎ ب کے ←

ایسی من منہ دھرتا ساد
پوپٹ اوس کی تھاج مراد

اک دن کو اوڈ پوپٹ آئے
اوس کے سر پر بیٹھا جائے

پوپٹ جیسا بیڑا بان
بوٹے رنگ بھریا انسان

یہی مراد جنادر اس
سر پر تھیں پکڑے کس مس

پن دے چھیڑ پڑے کیوں پاس
ہاتھ ہلے اوڈ جاوے ناس

ایسا دھیرا ہات چلائے
جیوں پکڑے وہ ناس نہ جائے

مراقبے کی ہے یہ شان
ایسا دھیرا ہو دھر دھیان

دل دیکھے جب سستا جوئے
غلط شتابی ماتھیں ہوئے

بجانیں جیوں کھیلیں لاگ
دونہ ڈوروں پر چل دیں ماگ

انیں انیں پر راکھیں جوڑ
اوس پر سر بھر رہیں بہوڑ

یہ کسرت سستا کی ماٹ
دھیرے دل تھیں کھیلیں کھاٹ

کریں شتابی جو اک تل
چوک پڑیں بھوسلے تب دل

غلطاں موتی تھالی مانہ
تیوں دل بہ چنچل رہے نہ ٹھانہ

دل دھیرے جو ملیں کروڑ
انیں انیں اک سکے سو جوڑ

مطلق ہوں یہ انیں سو جان
دل کی انیں اوس اوپر آن

→ ۲۷ ج پڑتا ۲۸ د پانوں

۱ ج ایسی ۲ ا ب ج د م س سادہ ۳ ب س اس ۴ س م کوں ۵ م اڈ
۶ د اس ۷ ا پیڑا، ج بیڈا، س بیڑاں ۸ ج بوئی ۹ ج هی ۱۰ س چھیل
۱۱ س باس ۱۲ س ہلیں ۱۳ س اوڑ ۱۴ د س نعاس ۱۵ ب پکڑ ۱۶ س
سو ۱۷ س م بجانیں، ب بجاتی، ج بجانیں، د بجانییں، س نچانیں ۱۸ ب ج د س
س کھلیں ۱۹ ب دوڑیں ۲۰ د جل ۲۱ س پاک ۲۲ س چوڑ،
۲۳ ب س م کثرت ۲۴ م سستائی ۲۵ ب کھسلیں، م کھیلے ۲۶ س م پڑیں
۲۷ ج بھوئی ۲۸ د دھریں ۲۹ س سکیں ۳۰ د یہ ہوں،
۳۱ س اوس پر، س سو اس پر

انیں ملائیں کا کہوں ماگ
دل منہ تھیں جنہ اونچی باٹ
دل کی انیں سو اوس دھر آن
یونھیں کسرت کر ہر بار
پتھر پریں توں مارے جانہ
اوتناں ہر بیلاں پھر مار
کسرت کر سستا دن رات

اس کسرت کھیلے کا لاگ
وے ٹھاہر پاؤں کس کھاٹ
اب پاؤں اب پاؤں جان
پاوے گا کر تیں تکرار
پہلی گھاؤ نہ بھاگے تانہ
بھاگے گا ہوتیں تکرار
ہبیں شتابی کی کہوں بات

حکایت مرتبہ جمعیت و تفرقہ

ایک سکندر کا تھا یار
تم سب مشرق مغرب لیت
سکندریں تب دیا جواب
لیوں ملک کہے جب دل
جنہ توں نھیں مارا ہشیار
یہ ترکش بند تیز کلھاے
کہیں شتابی نہیں جمیل

پوچھیا اونھیں سو ایکس بار
کس حکمت جگ فتح سو کیت
منجہ کن تھا اک عمل شتاب
تب تاخیر نکیتی تل
تب لگ توں دشمن کوں مار
یہیچ طالب حق کوں پاے
پن اس ٹھاہر کریں نہ ڈھیل

۱؎ ب د ملانے ۲؎ م باگ ۳؎ اب د س م کثرت ۴؎ ج حاشیہ دل منہ جنہ تھیں آوے جی
باٹ ۵؎ ا س جنہ تھیں، د تھی جنہ ۶؎ ا اوپچی، د اونچی ۷؎ س پاوے ۸؎ د انی
۹؎ س اس ۱۰؎ ا پاءوں ۱۱؎ اب دم کثرت ۱۲؎ س پڑیں ۱۳؎ د جان
۱۴؎ ب بھاگیں ۱۵؎ د تھان ۱۶؎ س اوتنا، م اتناں ۱۷؎ س پھاگے،
۱۸؎ س ندارد ۱۹؎ س تفرقہ وجمعیت ۲۰؎ اب ج د کے ۲۱؎ س بوجھیا،
۲۲؎ ج انھیں ۲۳؎ د ایکبار ۲۴؎ م جنگ ۲۵؎ م سکندرنیں،
۲۶؎ ب د س دیا ۲۷؎ س لیویں ۲۸؎ د جہاں ۲۹؎ س نون،
۳۰؎ ب س مارا ۳۱؎ د بن

دل منہ[1] آوے جیتی بار — رہیں خدا سوں تیتی بار
یہ[2] جمعیت اسے[3] سنبھال — ہر گھٹنہ رہ حق سوں ہر حال
جے کہوے یہ کروں سو کام — پچھیں خدا کا[4] ہوئں[5] تمام
جان تفرقا اس کا نانوں — حق بسرے[6] کی ہے[7] یہ ٹھانوں[8]
یہ طالب کوں گنہ سو جان — یہ دل کا مردود پچھان
کا ہے کہ گذریا وقت نہ پاے — آتا وقت سو کیسا آے
تجھ کن وقت سو ہے فی الحال — حق سوں رہیں شتاب اتال
حق سو رہیں شتاب سو اب — مراقبے کر سستی[10] سب

حکایت[11] سوال و جواب در نفی و[12] اثبات

حق سوں[13] رہناں[14] وہ کیا بات — کون نفی ہور کیا[15] اثبات
سانپ[16] سو ہے جنہ ہووے گنج — شربت تنہ مکھیوں کا رنج
شہت[17] اتارے[18] توں جس حال — تنہ بھنورے کی نشتر ٹال
کانٹے اور گلال اک ٹھانہ — بیج مہیں تھے اکھٹے[19] تانہ
اب کانٹوں[20] کوں ٹال سو ناکھ — پھول گلال سو سر پر راکھ
تیوں ہوں مطلق ذات سو جان — ہوں فلاں[21] یہ[22] نفس پچھان
شرع مہیں جانے سب کوے — نکلے منی تو بالغ ہووے
تیوں ہیں[23] طریقت منہ ہر ٹھانوں[24] — نکلے منی تو بالغ نانوں

---

[1] م میں [2] ا م یہی [3] د اوسے [4] د ندارد [5] ا ب ہوؤں، د ہووں
[6] س بسر [7] ب یہ ہے [8] م ٹھاؤں [10] م سستے [11] ا ندارد،
[12] ا ندارد [13] ج سنہ، د سن، س سے [14] ب س س رہنا [15] م کون
[16] س شعر سے قبل سرخ روشنائی سے 'جواب' تحریر ہے [17] د م شہد، س شہیت،
[18] ا ب د اوتارے [19] م آبیٹھے [20] ا س کانٹے، م کاٹوں [21] س فلانا
[22] ا ب س م اس [23] ا س تیوں نفیس، د س تیوں ہی [24] س ندارد

نفی فلان پسناں[1] کر اب — ہوں مطلق رہوے گی[2] تب

اس ہوں پر جب رہوے کوے — عرف نفسہ کہئے[3] سوے

آپس پائیں[4] آپس کھوے — کھوناں پاناں[5] ایکج ہوے

نفس بدل حق پا[6] اس ٹھار — جیوں کوتے سوں کرے شکار

پلیت کوتا[7] ہے ہر حال — ہرن شکار کیا[8] سو حلال

مراقبہ در شغل علم

عین طبیعت ہے حیوان — کھول اسے شکرے کی شان

بھوکھا راکھ اور رات جگاؤ — انکھیاں[9] مونڈیں[10] دھیان دھراؤ[11]

انکھیاں[12] مینچ[13] جو بیسے آسے — آپ اور[14] جگ تب کھویا جاسے

جیوں اندھیاری[15] خلوت مانہ — تس پر سیرک اوڑھے تانہ

تس منہ انکھیاں[16] مونڈے[17] کوے — تب تو جگ اور[18] آپس کھوے

تب جگ وہم مہیں ہے جیوں — وہم مہیں آپیں بھی تیوں

اتنیں[19] بوجھ رہے تس ٹھانہ — کچھو چھتا ہوں ہوں چھت مانہ

اس ہوں کالے رہوے دھیان — ہوے مشغول سو ایسی شان

ایہاں جب ہووے[20] بے ہوش — ہون بن اور نہ آوے جوش

غیب مہیں کے تب اسرار — اس جذبے[21] تھیں ہویں اظہار

---

[1] ب ج پنا [2] د گا [3] م کہوے [4] ج باتیں، س پاتیں [5] ب کھوناں پاونا، س کھونا پانا [6] ب پاد [7] س ہیچ پلیت کوتا [8] ج کیا [9] ب ج آنکھاں [10] ب مونڈہیں [11] ب س کراؤ [12] ب ج د آنکھاں [13] ب مینچہ، م میچ [14] س ہور [15] ب اندھاری [16] ب ج د آنکھاں، [17] ب مونڈھے [18] ا ب س ہور [19] ب اتنی [20] س ہوے [21] س جذبہ، س جذبیں

ٹک بیہوش ہووے[1] اس ٹھانوں[2] ولی دھریں تب اس کا نانوں[3]
ہے یہ دھیان سو علی سب سمع بصر کا کہوں سو اب

مراقبہ[4] در شغل سمع

ہوں پانیں کی سہلی[5] مت اس تھیں ہے سن کہوں سو گت
انکھیاں[6] موند اور موند سو کان بے آواز سنے اس شان
اوس کا دھیان سو سرمنہ باندہ ہوں سنتا ہوں یہ شر[7] سانده
من چکھ[8] سوں آواز سو دیکھ ہوں دیکھوں یوں کریں بسیکھ
کثرت کرے[11] پکڑ کر دھیان سنے صوت، پن[9] موندے[10] کان
یہ سب ہے کثرت کا کام کثرت تھیں سب ہوے تمام
اینہاں خوبیں دل ٹہرائے تب ہوں پر پھر[12] نظر سو آئے
جوگی سن کہیں گے اس تالی لاگے گی اس مس
شرط سو بیہوشی اس مانہ سیر کرامت[13] کشف اس ٹھانہ
دھیان سمع کا ہے اس جوگ کہوں بصر ہب دیکھو لوگ

مراقبہ[14] در شغل بصر

کھول جو انکھیاں[15] کرے بہ بیکھ تو کس گیان انکھیوں[16] منہ دیکھ
کون آشنا ہے تن مانہ بے تجھ سوں ملتا اس ٹھانہ
کو اک سوتا ہووے[17] جب کچھ توں ادب نہ راکھے تب

---

[1] س، ش ہوے [2] ب ٹھانو [3] ب نانو [4] ج 'مراقبہ در' ندارد ؛ س حکایت مراقبہ ... الخ [5] ج د سیلی [6] ب ج د آنکھاں [7] ج ندارد ؛ [8] ب چکھ [9] ب ج د س، م بن [10] ب موندھے [11] م یہ سب کثرت کا ہے [12] د س ندارد [13] س کرامات [14] س حکایت مراقبہ ... الخ [15] ب ج انکھاں ؛ [16] ب ج د س انکھوں [17] ج ہوے

تس اٹھنے[1] بیسے[2] آسن دال — توں بھی لیٹے تنہ[3] فی الحال
وے[4] اوٹھ[5] بیٹھے جیتی بار — کرے ادب توں زانوں[6] مار
ادب سو ہے اُس[7] کا دن رات — جے ہے کچھ آنکھوں[8] منہ بات
وہی آشنا تیرا لیکھ — خوبیں بیس آنکھوں[9] منہ[10] دیکھ
جب دل سوں یہ دھیان بندھاسے — تس جگ ماں تب آپس پاے
جیوں اوچھاہیں[11] کے جگ مانہ — آپس پاوے تس کی ٹھانہ
فرض کرو اک ایسا کوے — جن آپس دیکھیاج[12] نہ ہوے
وہ[13] دیکھے جب درپن مانہ — یا پانیں[14] بھریا ہووے[15] تانہ
اوسے کہو یہ تیری ذات — کدھیں نہ وہ مانے[16] یہ بات
کہے کہ ہوں ہوں میری ٹھانہ — کیوں پانیں[17] ہور درپن مانہ
تیوں[18] توں[19] آپ پچھانے جب — ہر ٹھاہر توں ہیں ہے تب
اوس کی ٹھانہ جو آپس جوے — دل کا کشف اَینہاں[20] تب ہووے
جیوں آپس کے دل کی بات — بوجھے اوس[21] کی بھی تس دھات
کاہے کہ دو نہ ماں[22] اینچ پاے — تو ہوں توں کس ناؤں[23] دھراے
جگ[24] پکڑیا اس تیسنج[25] کھاٹ — سمع بصر ہور[26] علم سو ماٹ
ای صفتاں کثرت منہ[27] آن — ہوں اِن صفتوں سنہ یوں جان
اِن دھیانوں من آن بسیکھ — جیوں سنیاں[28] تیوں سب[29] کر دیکھ

۱۔ ا تہاں ۲۔ س بیسیں ۳۔ ب تنہ لیٹے، ج د اٹھ لیٹے ۴۔ س وہ ۵۔ س، س م اٹھ ۶۔ ا ب د م زانوں ۷۔ د س م اوس ۸۔ ا انکھیوں، س آنکھوں ۹۔ م انکھیوں ۱۰۔ د میں ۱۱۔ ج س اوچھاہیں ۱۲۔ ب د س م دیکھاج ۱۳۔ ا س ہوے ۱۴۔ ب د پانی ۱۵۔ ا د م ہووے ۱۶۔ س مانے وہ ۱۷۔ ب ج پانی ۱۸۔ ا کیوں ۱۹۔ ج ہوں، م تو ۲۰۔ س ایہنا ۲۱۔ ج د اس ۲۲۔ ب د م مانہ، ۲۳۔ ب نانو ۲۴۔ م جب ۲۵۔ ا س تیج ۲۶۔ ب م اور ۲۷۔ م منہ، ۲۸۔ ا ب م سنیا ۲۹۔ د اب، س عل۔

تب پھر ہوے گمان یقین — ان دونہ[1] ماں[2] یہ فرق سو کین
جیوں کو[3] بھنیت پریں چل جائے — ڈرے سو چلتیں دھوجیں[4] پائے
وے جب بھوں پر بھوڑ — کرتا پھرے سو دوڑا دوڑ
دونہ ٹھاہر جنہ چلنیں[5] جاے — بھوں پگ تل سر کھیچ چھپائے
تنہ تھوبھے[6] کا ہوے گمان — دھوجیں[7] پاو[8] ڈرے[9] اس شان
اینہاں یقین تھوبھے کا ہوئے — دوڑا دوڑ کرے گا سوئے
تیوں ہوں مطلق ہوں سب ٹھانہ — کرے گمان سو یوں من مانہ
بہت[10] یاد تھیں ہوے یقین — ذکر کثیر[11] فرض کر دین
قیام قعود جنوب شمال — ذکر اللہ کرو ہر حال
یہی نماز مہیں احکام — بیٹھے کھڑے سلام تمام

شرط ذکر

شرط اینہاں[12] ہے مطلق یاد — رکھے بسارے یہ استاد
مت بسرے تھیں دیوے چھوڑ — بسرے بتی[13] پھرا سر جوڑ
بیار بندھانیں[14] کی[15] یہ ریت — واذکر ربک اذا نسیت
بھی اک معنی ہیں اس مانہ — سنیں کہوں توں من کر[16] ٹھانہ
مجنوں لیلیٰ کا دھر دھیان — ہوں لیلیٰ یوں کیا گمان
ہوں[17] لیلیٰ اون بوجھیا[18] جانہ — بسر گئی لیلیٰ بھی تانہ

---

[1] د دو [2] ا، مانہ [3] س۱ اک [4] س دوجیں [5] م چلتیں [6] ج توبھے، س۱ هتوبے [7] ب دھوبجے، س۲ دوجیں [8] ج پا، ب پانو [9] ب دھرے [10] ب بہوت [11] ج د ذکر اللہ، مگر حاشیہ ج میں 'کثیر' موجود ہے۔ [12] س اینہا [13] ب د س بتیں و متن ج تیں [14] د بندھانے [15] م کے [16] س دھر [17] ب مصرعے برعکس ترتیب رکھتے ہیں۔
[18] د بوجھا

کن کہیا مجنوں کوں آے — لیلیٰ تجھ کوں کھڑی بلاے
بسرے لیلیٰ کہے[1] سو سوے — لیلیٰ منجہ بن اور نکوے
لیلیٰ بسر گئی[2] ہے جب — مجنوں کوں ہے یاد سو تب
جیوں کہوے ازلی استاد — جب بسرے تب کرو یاد
یاد بسریں[3] منہ اس ریت — و اذکر[4] ربك اذا نسیت
عین بسرناں[5] تب ہے یاد — یہ ان معنوں کی بنیاد
آپ سو آپس بسریا تس — دوجے بسرے لیلیٰ اس
یاد اکیلی رہے سو یاد — اس من[6] باقی سب برباد
ایسی بھانت رہے بے کوے — وہی[7] صاحب دل کا ہوے
اور جب دل کا ٹوٹے[8] دھیان — دیوے چھوڑ بھرے نسیان
بھور[9] پھرا سرساندھے جب — دھیان نہ بلگے دل کوں تب
بہت[10] لگیں پچھتاوے یوں — جھب[11] گیا باشا[12] دھیرے کیوں
ولی مشقت کریں ماٹ[13] — بھرا[14] خدا تس آئیں باٹ
کہیں حکیم سو ایسی شان — اسی کی ہے[15] طبیعت حیوان
جیوں جناور تیوں اس کھول — جب چھٹکے[16] تب سنے[17] نہ بول
عاشق کہتے ہیں اور رنگ — اسے محبوبیت کے ڈھنگ
جب معشوق سو حاضر ہوئے — عاشق اوروں کی دس[18] جوئے
تب رشکوں چھٹکے[19] محبوب — بھرے شرک بھیں ہر مطلوب
کدھیں نہ عاشق کوں[20] بتلائے — او چھٹے جیوں کل چھوٹ سو جائے

---

[1] ب مجھ بن لیلیٰ [2] ج بسر کے کھے سو [3] د میں [4] ج وذکر [5] ب س بسرنا
[6] ب باقی من [7] ا وہی [8] ا ٹوٹے دل کا [9] ج س بھر [10] ب بہوت
[11] د جھت [12] ب باشہ [13] ا ج باٹ [14] س پھر
[15] د طبیعت ہے [16] ا ب ج د جھبکے، م جھکی [17] س ندارد [18] س دہر
[19] د چھٹکوں [20] س س کو

جنہ ہے محبوبوں کا دھیان — دھیان مہیں بھی وہی سو شان
دھیان مہیں جب غیرت پائے — تب عاشق مُنہ کیوں نہ آئے
بھور حدیث مہیں مشہور — خدا تو ساروں تھینچ غیور

مرتبۂ غیرت

عشق مہیں جے آے بندھاے — لازم تس کوں غیرت آے
غیرت عشق سو ایک سنگھات — عشق مہیں لازم یہ بات
عاشق کے دل ہووے قرار — میری ایک سو ہے یہ یار
بن ہے باج قرار سو میت[2] — ہوے تس من کدھیں نچنیت
جیوں عاشق اک دل کر لین — تیوں بوجھے جگ من لیوں چھین
تب عاشق کوں غیرت ہوئے — ہر ٹھنہ آے بندھادے سوئے
ہر ہر بھانت جو لورے[3] یار — تیوں عاشق ہووے[4] اختیار[5]
عاشق اور[6] معشوق اک ٹھانہ — بیٹھے تھے جا باڑی مانہ
تنہ بیٹھے یوں[7] کیتی بات — رہے خواص[8] وہی دن رات
ہوویں[9] بہت ہنر[10] جس پاس — محلدار کر راکھوں تاس[11]
تب عاشق اوٹھ کیا[12] سلام — ہور یہ اردا[13] دیا[14] تمام
کپڑے باسوں تیل لگاؤں[15] — چھانٹوں پھول اور پان کھلاؤں[16]
اس بن ہنر جو ہیں جگ مانہ — بوجھوں[17] ہوں عالم تس ٹھانہ
تب اس کپڑے راکھن[18] دیت — بھی اک[19] دن یہ بات سو کیت

---

۱ ب میرا ۲ ا ب ج د س م میت ۳ ا لودے ۴ س مں ہوے ۵ بے اختیار، ۶ زور، م ہور ۷ زور (ب) یوں بیٹھیں، س یوں بیٹھے ۸ ج، خواص ۹ زور، م ہوویں ۱۰ زور - ہنر بہت ۱۱ زور - پاس ۱۲ زور، م کیا ۱۳ زور - اروا ۱۴ م دیبا ۱۵ س لگانوں ۱۶ ب س کھلانوں ۱۷ س م بوجھو، د پڑچھو ۱۸ زور - م راکھیں ۱۹ زور - یک

خاصا تری[1] جو باندھے کوئے[2]
وے نس[3] دن منجھ[4] پاسے ہوئے

ان[5] سن رشک بتی اوس[6] ٹھار
گھوڑا بھی کیتا اختیار

گھوڑا پچھلی رات بنائے
سر بٹھا[7] کر کپڑوں کن آئے

غیرت[9] تھیں سب کیتا[10] قبول
مت منجہ بن کہیں[11] ہوے مشغول

بھی اک دن تھا پیا شراب
اسے[12] کہیا جا دوڑ[13] شتاب

اک عورت لیا ایسی گھاٹ[14]
پری پچھے جس غیرت ماٹ

عاشق عاجز ہو[15] اس ٹھانہ
گیا سو کھو کر غیرت مانہ

قدرت لگ کیتا اختیار
اب مشغول اوروں سوں یار

سکے نہ راضی[16] کر محبوب
اوس من[17] نوے نوے مطلوب

ہیں سنیں بتیاں[18] اک دوے
پری جو کس کی عاشق ہوے

مانس سجے اختیار سو کین
عشق میں تجے[19] اردا دین

یہ سارے اختیار[20] سو ہوے
عورت بھی ہو آوے سوے

سبی[21] زریناں[22] پھول اور پان
کسوت سب[23] رنگ چھتا[24] کی شان

یہ کئی[25] بھانت مناوے من
پری سو عاشق صاحب فن

پن معشوق کیے جس حال
میری گھرل[26] پھرے سر بال

بدھیں[27] ہوے مشغول اس ٹھانہ
جان[28] پری بھی عاجز تانہ

کاہے کہ کیونکر گھرل بڈھائے
اوس[29] کی ذات نہ ہویا جائے

---

۱ س تیزی ۲ زور- کئے ۳ زور- سن ۴ ب مجھ ۵ د اس، زور- اون
۶ ا اوسی، د س، زور، م اس ۷ ج ندارد ۸ ا ب ج د س م نه ۹ زور-
۱۰ م کیا ۱۱ ب کیں ۱۲ زور- اس ۱۳ م دور ۱۴ ج شعر ندارد
۱۵ ج ہوا، م ہوے ۱۶ ا کر راضی ۱۷ د من میں ۱۸ ب د ندارد
۱۹ ا سو ۲۰ م اختیاری ۲۱ ب سبھی ۲۲ س زرینا، بتیاں
۲۳ ا م انگ ۲۴ س چھتاکی ۲۵ ج کے، ب کیں ۲۶ ا م کھول ۲۷ م بدصیں
۲۸ م جائے ۲۹ د اس

ہسب عاشق جب خدا جو[1] ہوئے
سب ای باتاں کرے سو سوئے

غیرت کیتی بوجھ حبیب
مت منجھ[2] بن کو ہوئے قریب

سب[3] اشیا کی شان دکھائے
اوس کی بھی صورت ہو آئے

راضی کیتا[4] سو یوں محبوب
یوں اپناں[5] کیتا مطلوب

ولسوف یعطیك یوں
تیرا[6] رب فترضٰی جیوں

ہوئے[7] محبوب نہ راضی کب
دیکھو فکر کرو[8] تم سب

سکے نہیں[9] راضی کر کوئے
باج خدا کس کام نہ ہوئے

آپیں ہوا سو تس کی گھاٹ
عالم کیتا[10] سو غیرت ماٹ

جس عاشق کوں غیرت ہوئے
ہے عاشق خود نما سو سوئے

ہوں ایسا ہوں ایسا جان
غیرت سنہ[11] خود نما پچھان

اَحْبَبْتُ اَن اعرف[13] پاؤں[14]
ہوں ہر شان پچھانیاں[15] جاؤں[16]

پہلے طلب محبت مانہ
دوجے ہے[17] غیرت اس ٹھانہ

رضا مراتب تیجا جان
عاشق سبھوں[18] مقام پچھان

یہ نادر عاشق اس ٹھانہ
رضا طلب سب غیرت مانہ

طلب کئے[19] کی[20] پاؤں[21] یار
تس تھیں سب کیتا اختیار

غیرت تھیں جگ کیتا راس
منجھ بن اور نہ ہوے[22] پاس

راضی کیتا[23] سو یوں مطلوب
رضا مہیں آپیں محبوب

---

۱ ب سو ۲ ب مجھ ۳ د بھر ۴ ب کیا، د کیتا ۵ ب س ن اپنا ۶ س تیرے ۷ م ہووے ۸ د س ن کرے ۹ ا ب ج د س نھی ۱۰ ب س ن کیا ۱۱ ا م منہ ۱۲ ا نماز ۱۳ م عرف ۱۴ س پانوں ۱۵ ا ب ج س پچھانیا ۱۶ س جانوں ۱۷ ا غیرت ہے ۱۸ د سبوں ۱۹ ب رکھے د کے ۲۰ ا م کہ، ب ندارد ۲۱ ا پاءوں ۲۲ ا د م س ہووے، ۲۳ س م کیا

مراتب عشق

تین مراتب ہیں نیہ مانہ — پہلوں طلب سو ہے لس ٹھانہ
طالب کو[1] کس کا جب ہوئے — اوس کی عادت سیکھے سوئے
اوسے کبوتر کھیلیا[2] بھائے — یہ بھی ٹولا ملا اوڈائے[3]
جن کھیلوں سوں اس[4] کے میل — یہ اختیار کرے وہ کھیل
اوس منہ طبع بھلائے[5] سوئے — جس نسبت تھیں ملناں[6] ہوئے
جیوں حق کھائے[7] نہ سوئے[8] کب — طالب ان اخلاقوں سب
ہوئے[9] آشنا اوس[10] کی جانہ — یہ جا ملناں[11] کرے سو تانہ
جانے[12] کدھیں[13] ہلوں اس میل — ملناں[14] ہوئے[15] انکیج[16] طفیل
جیوں یہ جاوے جیو[17] کر آس — شیخوں ہور مجذوبوں پاس[18]
یوں کرتیں[19] کن[20] آن ملائے — تب دوجے مرتبے[21] سو آئے
خوبیں ملناں ہووے جب — اس مرتبے سو غیرت سب
جنھوں[22] ملایا تھا اس ٹھانہ — جانے، وسے بھی[23] آویں نانہ
دعا قبول ہووے[24] اس حال — وہ[25] دیکھے[26] جے کرے سوال
نوی بیاہی جیوں عارس[27] ہوئے — شہ دیوے جے مانگے سوئے
دائی[28] دوا کوں جو کچھ دلائے — شہ دیتیں تھیں مکھ پھرائے
کھلی سند دعوت کی تب — اوس کی کہوں شرائط اب

---

۱ ب کوئے ۲ ا کھیلیا، ب کھیلا، س کھیلیاں ۳ د اوڑائے، س م اڈائے ۴ ب اس ۵ ا م بھلاوے ۶ ب س ملنا ۷ ب س کھاوے ۸ ب سوے ۹ ا س م ہوئیں، ب ہوویں ۱۰ م اوسکی ۱۱ س ملنا ۱۲ س جائیں ۱۳ ب کہیں، د کدہوں، ۱۴ س س ملنا ۱۵ ب ہووے ۱۶ ب د اونکیج، ج س ایکج ۱۷ س جاوے یہ جیوں، ۱۸ ا بارس ۱۹ ب کرتے ۲۰ ب کنیں ۲۱ ب مرتبہ ۲۲ ب د جوں ۲۳ ب بھی وے ۲۴ ج د ہووے ۲۵ ج وے، ب دیوے ۲۶ ب وے، م دیوے ۲۷ س آرس ۲۸ ب ج د دوا دائی

جگ تھیں رہ خلوت اک ٹھانہ — یعنی حق کے[1] اسموں مانہ
تج[2] تجمنہ تھیں حیوانات — شرط کبیرا ہے یہ بات
فعل خدا کا پا ہر حال — دل منہ بیس اور دیکھ سنبھال[3]
ہوں منجہ[4] پاؤں اس مقصود — پڈہ یا اللہ المحمود
کرو سو یوں جب دعوت تم — ادعونی فاستجب[5] لکم
مانگے دعا قبول سو ہوئے — عالم مہیں کرامت سوئے
اور[6] کا اور سو کر دکھلائے — جیوں حق کوں عالم منہ[7] پائے
جب اس ٹھاہر کیا[8] قرار — یہ[9] سب ہوا تفہیم اونھار
تب تیجے[10] مرتبے[11] سو آئے — رضا سو اوس[12] کا ناوں[13] دھرائے
اینہاں[14] کرامت کرے نہ کب — ہوئے[15] رضا کا راضی تب
جیوں[16] بیاہ کئے[17] بہت دن جایں — مل گھر کی تدبیر چلایں
جیوں جھاڈ[18] تھیں ٹوٹے پانت — باد[19] بھراوے[20] اوس[21] جس بھانت
تیتی بھانت سو پھرتا جائے — نہ منہ[22] سو دل کا ٹک مرڑائے[23]
یہ طالب حق کا تسلیم — ہب ہو[24] ساری شان تفہیم[25]
ہب تھیں ٹک سن جیو سنگھات — جس مقصود کہی میں[26] بات
سن آیا جیوں[27] اوپر دھیان — طالب دھیان کرے اوس شان
تب بشریت ٹل کر جائے — اپنیں[28] ٹھاہر حق کوں پائے
اینہاں[29] اناالحق من منہ آن — کرے کرامت حاکم جان

---

١ م کی ٢ م تجہ ٣ ب سمہال ٤ ب مجھ ٥ م استجب ٦ س ندارد
٧ د میں ٨ ل م کیبا ٩ س ندارد ١٠ س تیجہی ١١ د مرتب ١٢ ب س
اس ١٣ ب د ناو ١٤ ب م اینہا ١٥ د ہووے ١٦ د جون ،
١٧ ل س م کئیں ١٨ ب س جھاڑ ١٩ س س م باو ٢٠ س م بھراوے ،
٢١ س اسے ٢٢ ل تنہ نہیں مکہ ، س تنہ منہ ٢٣ م مررائے ٢٤ م ہوئے ،
٢٥ د تفیم ٢٦ م کہے منہ ٢٧ د جیو ٢٨ ب اپنی ٢٩ م اینہا

یہی بشریت کے احکام — پاے تو عاجز ہوے تمام

تب آپس پر غیرت ہوئے — بھی آپس کوں جائے کھوئے

کبھیں[1] الہیت تنزیہ — کبھیں[2] بشر[3] ہور[4] سب[5] تشبیہ

حیرت آ اس ٹھانہ چھپائے[6] — دونہ ماں[7] ہوں کیا بگت نہ پائے

مشکل ہے یہ ٹھاہر دیکھ — یہ گھانٹے بھاری کر لیکھ

بہت[8] ولی اس ٹھاہر آئے — نکل سکے ناں[9] رہے بندھائے

نکلے کامل مرشد ماٹ[10] — کبھیں اینہاں[11] تھیں پاوے باٹ

یا یہ علم جو جانیا ہوئے — کرے ہدایت یقین سو سوے

ہوں چھت مطلق یوں من آن — عبد اللہ[12] صفت دونہ جان

ہوں سنہ تنزیہ کے احکام — الہیت اس ٹھانہ تمام

ہوں یہ چھت جب قیدوں مانہ — عبدیت تشبیہ اس ٹھانہ

ہوں ہوں چھت یہ دونہ احکام — ملھیں[13] چلے عالم کا کام[14]

حکم رضا ہووے اس ٹھاؤں — محمدیت اس کا ناؤں

حکایت[15] مرتبہ حیرت

اسم الٰہی مرد پچھان — ناؤں[16] ذات کا عورت جان

ذات سو ہر ٹھاہر سلطان — تریا راج ہوا اس شان

کنیز[17] چال ڈھلکتی[18] ڈھال[19] — ترنگ چنچل چکر[20] چھنچھال[21]

١۔ م کبھی ٢۔ س کھیں ٣۔ ج بشریت ٤۔ ب م اور ٥۔ ج ندارد ٦۔ م چھپائے ٧۔ ب مانہ ٨۔ ب بہوت ٩۔ ب نانہ، م نا ١٠۔ م نکلے مرشد کامل ، ١١۔ م اینہا ١٢۔ م اللہ ١٣۔ س ملیں، ب ملے ١٤۔ س: اس کے قبل کا شعر سے ہوں یہ چھت ... الخ یہاں بعد میں درج ہے۔ ١٥۔ ا د س ندارد ١٦۔ ب، زور۔ نانو ١٧۔ ا کنیز، س کنیر، س بجر، م کبیز ١٨۔ زور۔ دھلکٹی، س ڈھلکی ١٩۔ زور۔ دھال ، ٢٠۔ س چک ٢١۔ حاشیہ ج چھنال ، زور، س جھنجال، م چھنچال ، س چنھچال

دل پت جیت[1] چلے سینسار[2] — باندھ چڈھیا[3] تنہ جوبن بھار
دیکھت ماں[4] جے جیو بہلاے — وے[5] چھب[6] ایک آنی[7] دکھلاے[8]
حسن[9] جو سوہے سوہے تانہ — دوجا لاس ورن رنگ مانہ
فوج سو ڈاوے جھنے[10] دوے — طرفوں فوج حسن رنگ ہوے
سور دھیر تنہ غمزے ناز — مار مار ہو رہی[11] آواز
اک[12] پر ایک بھلے[13] اوٹھ[14] چال — سکے نہ دل ہتھیار[15] سنبھال
بھنواں[16] دھنک دھر ماریں[17] تیر — من بیدھیا[18] تنہ کیا تدبیر
دیوے تس[19] تربھون اسیس — لیس کمٹلہ چھتر[20] سو سیس
روپ اکل کس کلت نہ آے — فوج سو اوس[21] بیرق پچھناے[22]
صبر نہ رہوے دیکھت[23] بار — بھاگ چلے سنتوکھ[24] قرار
وہ دس جایں بکھر[25] کر کیوں[26] — تسکی[27] کرل پریشاں جیوں
اک[28] لیلیٰ مجنوں جگ مانہ — تن قصا[28] ہر ٹھاٹھیں[29] ٹھانہ
جن اس[30] دیکھیا[31] گئے سو کھوے — کوڑوں[32] رہے سو مجنوں ہوے
جب لیلیٰ اس دیکھے[33] آئے — لیلیٰ بھی مجنوں ہو[34] جائے
عقل نہایت ڈھیں[35] مات[36] — ہوئے سو ہے مجنوں اس گھاٹ

---

1 س چیت 2 زور- سینار 3 ب، زور- چڑھیا، م چڈیا 4 زور- مانہ جو 5 ا وہ 6 ا، زور، م چھت 7 ا ب س انیں 8 ا د س م کہلاے 9 ج جس، 10 ا س جمنے ڈاوے ، زور- جنبے ڈاوے 11 ب ج ہورسے ، م ہو رہے 12 ا س م ایک 13 ا س م بھلیں 14 س اٹھ 15 م ہتیار 16 حاشیہ ج بھوں 17 م مارے 18 ب م بیدھا 19 م س دن تس 20 م چتر 21 ا د ، زور، س م اس، 22 زور- پچھناے 23 ج یکھت 24 ا ب د ، زور، م سنتوک 25 زور- بکھو 26 ا د م یوں 27 ج د م اوس کی ، زور- اسکی 28 ب ایک 28 م قصہ 29 ا ب ٹھاہیں ، م ٹھائیں 30 د اوس 31 زور- دیکھا 32 زور، م کوروں 33 س دیکھن، 34 س ہوئے 35 ب ڈاہن ، د ڈاہین ، س ڈھئیں 36 س م باٹ

دور دور ہوی بات مشہور[1]
ایسا روپ اک تریا پاس
کے[3] لکھ چھوڑ سو[4] آئے راج
صاحب حسن اک تھا[7] سلطان
جیوں[12] جوسے[13] ماھیں[14] جیو[15] ہوے
جیوں[17] انسان جہاں جگ مانہ
بن انسان سو عالم کیوں
جیوں درپن بن صیقل ہوے
ہب اوس کی کیا کہوں بکھان
سیت سیام رتنالی نین
پان دھڑی[25] کھل بیٹھی یوں
دسن[27] سو جھلکیں[28] بیچ[29] اونہار
کرل گھٹا گھن گھور دکھاے
پون سو بھاونتی کے بھاؤ
جگ منہ[34] دل جنگل جے کوے
اوس[36] تریا کوں دیکھن کاج

جیوں سورج کا سب[2] جگ نور
آج دوہوں جگ تس کا داس
رہے بھکاری[5] ہو[6] اس کاج
پڑی[8] سورت[9] یہ[10] اوس[11] کے کان
تیوں جگ منہ[16] سلطان سو سوے
اسے[18] سب[2] عالم قایم تانہ
جیوں بن[19] روح جسا[20] ہے تیوں
تس منہ[21] ایکو موکھ[22] نجوے
جگ جیوک ہے وہی سو جان
مست اونوے[23] جیوں جڑہ[24] کین
تانیں[26] دھنک گگن منہ جیوں
جو بن گرج رہیا دھر بھار
چاتک[30] مور[31] سورت[32] کنٹھ لاے
برکھا[33] امرت بچن بتاؤ
اس رت ماٹ ہرے ہیں[35] سوئے
چھوڑ چلیا یہ[37] اپناں[38] راج

۱؎ د مشور ۲؎ زور۔ سبھ ۳؎ ا س م کئی ۴؎ د رائے ۵؎ ا ج بھکھاری، س بکھاری، زور۔ بھیکاری ۶؎ د ہو ہو ۷؎ زور۔ یک تھا، م تھا اک ۸؎ ا پڈی، ۹؎ ب م سرت، زور۔ شورت، س ش صورت ۱۰؎ د یہ یہ ۱۱؎ د، زور۔ اسکے ۱۲؎ ج د جیو ۱۳؎ ب، زور۔ جسے ۱۴؎ س ماہیں ۱۵؎ ج د س جیوں ۱۶؎ د میں، م مانہ، ۱۷؎ د جوں ۱۸؎ ب یہ ۱۹؎ ا ب د س نج، م نچ، زور۔ بچہ ۲۰؎ ا د س ش م جوسا، ۲۱؎ م مانہ ۲۲؎ ا ب ج د س ش م مکھ ۲۳؎ د انوے، ج انورے و حاشیہ ایندی ۲۴؎ م جڈ، ۲۵؎ ا دھرے ۲۶؎ زور۔ تانے ۲۷؎ ج سن ۲۸؎ س ش جھلکیں ۲۹؎ د بیچ ۳۰؎ م چاتک ۳۱؎ د صورت ۳۲؎ ب سرت ۳۳؎ س بناؤ ۳۴؎ د میں ۳۵؎ س ش ہے ۳۶؎ م اس ←

چلیا یوں من بات بماس — جب جاؤں تس تریا پاس
تب میرا جیو آنے ہاتھ[۱] — یا جیو دیوں[۲] تس تریا ساتھ[۳]
اسی طلب سوں چلیا جائے — دکھ باٹوں[۴] کا نظر نہ لیائے
یونہیں[۵] کرتیں[۶] کیتک مانہ — آ بیٹھا تریا کی ٹھانہ
دیکھے[۷] تو عالم گھر چھوڑ — شاہ گدا کے[۸] لاکھ کروڑ
کے[۹] رو دیں ہور[۱۰] کے[۹] پچھڑایں — کے[۹] تڑپھیں[۱۱] کے[۹] جیو[۱۲] گنوایں[۱۳]
جیوں چتراون ٹھانھیں[۱۴] ٹھانہ — کے[۹] رہ رہے سو حیرت مانہ
تن[۱۵] حیرت جو مجنوں جوے — مجنوں دیکھ دیوانا[۱۶] ہوے
ان پوچھیا[۱۷] وسے[۱۸] تریا کا نہ — سجے سورج ہے اس کل مانہ
جس پر جگ ذرے کی شان — جس پر عالم سرگردان
ساروں کہیا کی اس ٹھانہ — راج تری[۱۹] کا نگری مانہ
چھپی رہے وسے[۲۰] دن ہور[۲۱] رات — جیوں عاقل[۲۲] کے دل منہ[۲۳] بات
پن وسے برس میں اک[۲۴] بار — بار عام[۲۵] وسے آئے[۲۶] بہار
کل پرسوں تھا دیا[۲۷] محل — عالم کوں گئی مار سو ول[۲۸]
بھور[۲۹] پور[۳۰] لک[۳۱] طالب ہوے — برس پچھیں[۳۲] سوسس لکھ جوے

← ۳۷ه س۲ وه   ۳۸ه زور، س۲ اپنا

۱ه ب، زور- ہات   ۲ه س۲ دیو   ۳ه ب، زور- سات   ۴ه د، زور- باتوں   ۵ه ل، زور، س۲ یوں ہیں، ب یوہیں   ۶ه ب ج د م کرتے   ۷ه زور- دیکھیں   ۸ه زور- سے، س۱ کئی، ۹ه زور، س۱ م کئے، د کئی   ۱۰ه ب اور   ۱۱ه س۲ تڑبیں، م تڑپھیں اور   ۱۲ه ل جیوں، ۱۳ه ب س۲ گوایں   ۱۴ه ل ب ج د ٹھاہیں، زور- ٹھائیں   ۱۵ه حاشیہ ج وه   ۱۶ه ل د س۲ م، دیواناں، ب دوانا   ۱۷ه د پوچھا   ۱۸ه د وه   ۱۹ه حاشیہ ج تریا   ۲۰ه ب وه   ۲۱ه ل ہر ۲۲ه ج غافل   ۲۳ه م میں   ۲۴ه زور- یک   ۲۵ه س۱ عالم   ۲۶ه ل، زور، م آوے ۲۷ه ل م دیا   ۲۸ه زور، م دل   ۲۹ه حاشیہ ج جھور جو طالب پورا ہوئے   ۳۰ه م پہور، ۳۱ه س۲ اک   ۳۲ه زور پچھیں

برس لگیں[1] یہ رہیا تانہ — جا اوتریا[2] اک باڑی مانہ

باغ ارم اک نگر مہینج[3] — لم یخلق[4] مثلھا کھینچ[5]

تہاں برس[6] لگ[7] دیا[8] قرار — دیکھوں جس تھیں اسے گلزار

ترور بچ[9] اک[10] ٹھانہ[11] نہال — جا بیٹھا جیوں نوا[12] گلال

جیوں پد[13] چھانہ رہے دن رات — یہ جیوں مومن غیب سنگھات

اک دن مجلس کوں تس ٹھانہ — آئی[14] تری کی محلی تانہ

پایا[15] راج کنور[16] کا[17] باس — آبیٹھی[18] جیوں بھنوری پاس

پوچھیا[19] رے عالم کا نور — ایدھر[20] کیدھر اوگا سور

کہیا تمھارا[21] صاحب آج — ہے[22] کعبا[23] جگ کا قبلاج

قبلہ نما ہوا منجہ[24] دل — تنہ آیا جس تھیں مثل

جسے طواف کرے سینسار[25] — جس سورج نم کریں جوہار[26]

ہوں بھی اک تن[27] ذروں مانہ — جیو[28] سلامی لیایا[29] تانہ

میری عید ہوسے[30] گی تد — کروں[31] سو جیو[32] قربانی جد

انھوں[33] نہ مجلس کیتی۔ تانہ — پاچھے دل[34] سب گئے تس ٹھانہ

بیٹھی جھاں[35] تری کی ذات — اس کی مانڈ[36] کہی سب بات

راج کنور اک نولے بھیس — آیا تج[37] آپس کا دیس

---

۱ س لگے ۲ زور - اتریا ۳ ب مہیج، زور، س مہینج ۴ ج تخلق ۵ زور، س کھینچ س کہیج ۶ ب س برسوں ۷ ا لکھ ۸ ا م دیبا ۹ زور - بچھ ۱۰ د، زور - ایک، ۱۱ م ٹھان ۱۲ س اک نوا ۱۳ زور - پر ۱۴ س آئیں ۱۵ ا پائی ۱۶ س کھنور، ۱۷ ا کی ۱۸ س آبیٹھیں ۱۹ د پوچھا ۲۰ ا آیدھر ۲۱ زور - تمارا ۲۲ ا کھے ۲۳ زور، م کعبہ ۲۴ ب مجھ ۲۵ زور - سینار، م سنسار ۲۶ ا جہار، زور - جوھاڑ ۲۷ م تل، ۲۸ ا س جیوں ۲۹ ا ب د لایا، ج س لیا ۳۰ ا ب س ہووے ۳۱ ج کرو، ۳۲ س جیوں ۳۳ ب انھو ۳۴ زور - دل ۳۵ ا س جانہ، زور - جاں ۳۶ زور - ماند، س تانہ ۳۷ س تجہ

پن ہے دیکھی[1] جیسی بات ... کہنیں[2] ماں[3] کچھ آئے نہ دھات

آیا یوں نسنچل[4] من لیکھ ... دیوے جیو سو یہ مکھ دیکھ

کہیا اسس ترتیب سنگھات[5] ... جیوں مشتاق[6] ہوئی سن بات

کہنیش[7] لاگی منجہ[8] دکھلاؤ ... پن جس بھانت کہوں تیوں لیاؤ[9]

دنیا[10] شراب تنھوں کوں سوئے ... دو پیالے پی سکے نہ کوئے

کہیا کرو جا[11] مجلس تانہ ... اسے[12] شراب پلا اوس[13] ٹھانہ

بن سدہ[14] کرو سو ایسی شان ... جیوں عالم تھیں[15] ہوئے نسیان

جب پوری بےہوشی آئے ... لیاو پالکی[16] مانہ سلائے[17]

یوہیں[18] کیا اون آئے[19] بھوڑ ... بیٹھے[20] تس تہنہ[21] مجلس جوڑ

راج کنور بھی بیٹھا تانہ ... جیوں شیشا[22] تس مجلس مانہ

بھر پیالے اک دوے[23] پلائے ... ڈھلیا[24] پھول سو جیوں مرجھائے

متوالا مستی کے جوش ... ہوا لیٹتیں[25] ماں بےہوش[26]

اٹھوں[27] پالکی[16] تہاں منگائے ... تس منہ[28] اوس کوں اجا[29] سلائے

تیونھیں راکھی[30] مجلس تانہ ... لیائے[31] پالکی[16] محلوں مانہ

جیوں مرشد لیاویں من آن ... پن بےہوشی شرط سو جان

اس آنگن[32] منہ چنا لٹائے ... بھوی پالکی[16] کے[33] چھپائے

۱؎ زور۔ دیکھیں ۲؎ ب کہنے ۳؎ ب ج م منہ، زور۔ مانہ ۴؎ زور۔ سنچل ۵؎ سنگات ۶؎ ج مشتاق ۷؎ ب کہنے ۸؎ ب مجہ ۹؎ ل ب دم لاؤ ۱۰؎ ب، زور۔ دیا ۱۱؎ س جائے ۱۲؎ ل ب س، زور۔ اوسے ۱۳؎ ب اس ۱۴؎ ب سد ۱۵؎ م تھے ۱۶؎ ل ب م پالکھی ۱۷؎ ج د س بسلائے ۱۸؎ ل س یوہی، یوہیں ۱۹؎ س آن ۲۰؎ س بیٹھیں، ۲۱؎ ب تہاں، س ٹھانہ ۲۲؎ م شیشہ ۲۳؎ س دو ۲۴؎ م دہلیا ۲۵؎ س لیتی، م لپٹنیں ۲۶؎ زور۔ مدہوش ۲۷؎ ب انہو، د اونہوں ۲۸؎ م مانہ، ۲۹؎ م اوجا ۳۰؎ زور۔ راکھیں، م راکھے ۳۱؎ س لیائیں، س لیا، ۳۲؎ د آگن، زور۔ انگن میں ۳۳؎ ل ب ج د س کے

محل مہیں تریا کی ذات
بیٹھی اک دبدبے سنگھات

دوہوں بازوؤں[1] رستے جوڑ
کھڑے سو محلی لاکھ کروڑ

ہر اسموں صفتوں[2] اور شان
کہاں جیبھ[3] جے کرے[4] بیان

دیکھن کاج تماشا[5] تانہ
پھرتا گگن رہیا ٹھر ٹھانہ

راج کنور جب ہو[6] ہشیار[7]
انکھیاں[8] کھولیاں جیتی بار

دیکھے تو وہ ٹھانہ نہ ہوئے
کنہ باڑی کنہ مجلس سوئے

بھی دیکھیا[9] جب کروٹ پھیر
بھی[10] حیرت ہوئی دوجی بیر

محل مہیں کچھ اور منڈان
تخت اوپر اک اوگا بھان

یوں[11] جیو سیتیں کیا گمان
تخت یہیچ عرش رحمان[12]

بھینت بلور تنیں[13] بچ[14] مانہ
دیکھی بن[15] جا سکے سو نانہ

تہاں چھوڑ[16] اک لال گلال
ڈال پانت جڑ[17] میوا لال

جیوں[18] ترور پروالی کاج
تیوں یہ بھی اک رنگی[19] تھاج

تریا کی چک[20] لال گلال
تن ڈوروں کا کیا خیال

ترور[21] چکوں[22] مہیں تھا تانہ
ین تھڈ عاشق کے دل مانہ

جیوں جیوں یہ ہشار سو ہوئے
تیوں حیرت منہ ادھکا کھوئے

کچھ بوجھے ہے سہناں[23] سب
دیکھ فکر کر ہوئے عجب

کچھ جاگتا عین سو پائے
سمجھے حیرت مانہ چھپائے[24]

کچھو ہجوں[25] مستی کا رنگ
کچھو[26] خاری کا بھی انگ

۱؎ د س۲ زور- بازوں، ج بازو ۲؎ س۲ صفتو ۳؎ ب جیب ۴؎ ب ج کروں ۵؎ م تماشہ ۶؎ زور- ہوا، س۲ ہوئے ۷؎ ا د س ہوشیار ۸؎ د انکھاں ۹؎ ب د دیکھا ۱۰؎ ا یہی ۱۱؎ س یو، ۱۲؎ زور- رحمٰن ۱۳؎ ا تنی، س۲ تیں ۱۴؎ د بچہ ۱۵؎ ا، زور- بن ۱۶؎ م چور ۱۷؎ زور- جه س س۲ جده، م چڑھ ۱۸؎ س۲ م جیو ۱۹؎ س۲ رنگ ۲۰؎ زور- چکه، م جک ۲۱؎ س۲ ندارد، زور- شعر ندارد ۲۲؎ د س چکھوں، م جھکوم ۲۳؎ ب، زور، م سہنا، د سپناں ۲۴؎ زور- چھنپائے، ۲۵؎ ج ہجو ۲۶؎ زور- رنگ، س۲ ٹھنگ

تس تھیں بوجھ سکے نہیں بات
تیسیں ثریا سر پر آئے
شیشا پیالہ لیا کر ساتھ
اون لے پیالا بیٹھی بار
بھوڑ پالکی تہاں منگائے
کہیا لجاؤ تہانہ کا تھانہ
پھر باڑی منہ لیائے بھوڑ
کیتک بار کئے اس شان
دیکھیا انکھیاں کھول سو جب
تب پوچھیا یوں جیو سنگھات
اوٹھ مجلس منہ کہیا حال
جانیں ہوں ہوں محلوں مانہ
جے جے گذری تھی تنہ بات
کہتیں بات سو دکھ چڈہ آئے
ساون بھادوں ہوئے سونین

پرتک ہے یا سپناں رات
آپس کوں خوبی پچھنائے
بھر دیتا اوس اپنیں ہاتھ
بن سدہ ہوا جو تھا ہشیار
تس اوپر لے اٹھے سلائے
اوس مجلس کا مجلس مانہ
گئے سو اس مجلس منہ چھوڑ
کچھ کچھ مستی ہوئے نقصان
پائی جو تھی مجلس سو سب
یہ سب تھی سپنیں منہ بات
سپناں دیکھیا ایک اتال
ایسی مجلس ایسی ٹھانہ
مانڈ کہے سب اٹھوں سنگھات
جیوں گھٹا گھن گرج دکھائے
جیوں چڈہ جھوم سو برسے کین

۱ے ب م سپنا ۲ے ا ب ج د س م تیسے ۳ے ج پچھنا ۴ے م شیشہ ۵ے زور، م پیالا ۶ے ب م لاکر، ج الیاکر ۷ے م سات ۸ے س اس ۹ے ب، زور۔ اپنے ۱۰ے ج م ہات ۱۱ے س بیٹھی س بیٹیں ۱۲ے ب سد ۱۳ے ا ب م پالکھی ۱۴ے ب، زور، م اوپے ۱۵ے س کہا ۱۶ے س لے جاؤ س لجاوں ۱۷ے ا م تانہ، ب س تہاں، س تھناں ۱۸ے ا م تانہ ۱۹ے س پھیر ۲۰ے زور۔ باڑن، ۲۱ے ج میں ۲۲ے س گئیں ۲۳ے ا س س اوس ۲۴ے زور۔ کتیک، د کیتک ۲۵ے زور۔ کئے ۲۶ے د دیکھا ۲۷ے س ہائے ۲۸ے ب بوجھا ۲۹ے س جیوں ۳۰ے س تھیں ۳۱ے ب سپنے، م سپنے ۳۲ے د میں ۳۳ے ج م اٹھ ۳۴ے ب ج م سہنا ۳۵ے ا اک ۳۶ے ا م جانے ۳۷ے م تہاں ۳۸ے د انھو، م اونھوں ۳۹ے ب کہتے ۴۰ے م چڑ ۴۱ے م گھور ۴۲ے زور۔ دکھائے ۴۳ے ا ب ج د، زور۔ بھادو ۴۴ے س چد، م چڑہ ۴۵ے ا، زور۔ جھوم

بیجل جھال سو جھلکے تانہ
آنجھو ریلا جھیل جو روئے
پے جو تھے پیالے مکھ لائے
مجلس کا سکھ ہریا بسیکھ
سب دکھیا ہو گئی بھور
کہیا جا تس ذات سنگھات
سبھی زمانیں کا سکھ چھین
اس دکھ سور جلے ہر ٹھانہ
گگن سو سرگرداں بے حال
اوٹھے جو جھال نساسوں مانہ
مکھ پر پڑے پھپھولے کیوں
کوچ کرے جیو جائیں کاج
اس دکھ پاوک کے تن جھال
اس دکھ جل ہر سوستا جائے
سب ترور ہور جیوک جات
برس قریب ہوا اس شان

دکھیا پون نساسوں مانہ
بھیگانیہ کے مینہ ماں سوئے
ڈھلے سو وہ آنکھوں منہ آئے
باڑی مانہ نوی رت دیکھ
باڑی منہ اس چھوڑ سو چھوڑ
جے عاشق پر گذری بات
ان دکھیا سب دکھیا کین
داغ دیا سس چھاتی مانہ
رترو داوں کرے سو لال
تارے پڑے پھپھولے تانہ
وے ہر ٹھانہ دکھاویں یوں
ڈیرے بھار دیئے تن آج
اس دکھ باو پریشاں حال
اس دکھ تھیں بھوں چال دکھائے
اس دکھ تھیں دکھیا دن رات
اک نس بیٹھا ہو نسیان

۱؎ م پچھل ۲؎ ج جہاں ۳؎ زور۔ انجھو، م آنسو ۴؎ زور، د جھیل ۵؎ ا ب د میہ، ج س منھ ۶؎ ا ب ج د پی، م بی ۷؎ م چوتھے ۸؎ م دہلی ۹؎ ا ب، زور۔ انکھیوں ۱۰؎ م منہ ۱۱؎ س م دیکھیا ۱۲؎ زور۔ کئے، م کیتی ۱۳؎ حاشیہ ج ٹھور، ۱۴؎ ب سبھی ۱۵؎ ا ب د س زمانے، زور۔ زمانہ ۱۶؎ د، زور، م چین ۱۷؎ ب آن، ۱۸؎ ا دیکھیا ۱۹؎ ا ج د م دییا ۲۰؎ زور، م نساسوں ۲۱؎ ا بھنولے، د م پھپولے، ۲۲؎ س پڈے ۲۳؎ ب، زور، س دکھاوے ۲۴؎ م جیوں ۲۵؎ ب، زور۔ جانے، ۲۶؎ م دیرے ۲۷؎ ج د س بھر ۲۸؎ ا ب دیبی، ج دہی، س دیتے ۲۹؎ ا اوس ۳۰؎ س م پاو، زور۔ باد ۳۱؎ ا ب س م سستا ۳۲؎ د ہو ۳۳؎ زور۔ بیٹھیا

تیسے[1] خوش بوئی کا باس — آیا تھا جیوں تریا پاس[2]
بوجھے دل منہ[3] پاوے[4] چین — کیا[5] جو سہناں[6] ہووے[7] عین
یوں اٹکلتا ویسے مانہ — ایکن پکڑی اس کی بانہ
کہیا کہ اوٹھ[8] آ منجھ[9] دنبال[10] — تجھ محبوب ملاؤں اتال
یہ اوٹھ[8] نکلیا[11] اوس کے ساتھ[12] — دیئے پھول رومال اس ہاتھ[13]
کہیا پھول ناکھیں سب بات[14] — بات پاتے[15] پھر پھولوں مات[16]
وہ آگیں[17] گھونگھٹ منہ جاے — یہ ان سمجھیں[18] چلیا[19] آئے[20]
کچھ بوجھے ہے ساچی[21] بات — سجیں[22] ملوں گا ہوں[23] اس رات
ات[24] خوشیوں گدگدیاں آئے — اس پہلوں[25] جیو ملنیں[26] جاے
جھوٹھ[27] کچھو[28] بوجھے[29] من مانہ — کہاں سو ہوں نیں[30] ملناں[31] کانہ
خوف امید مہیں ڈگ[32] دیہ — دونہ پر جیو جانیں[33] کاچھیہ
خوشی بتی[34] جیو جاے بسیکھ — جھوٹ تو مرناں سچ[35] کر لیکھ
یونھیں[36] آئے محل اک مانہ — تن اینٹوں[37] سس سورج[38] چھانہ
روشن گچ کی صفا سو کیوں — صاف سو دل عارف کا جیوں[39]
شمع ہلالوں کا کنہ اور — قندیل اور فانوس کروڑ

---

۱ زور، س تیسیں   ۲ س یاس   ۳ د، زور۔ میں   ۴ ج س م پادہ   ۵ س کہیا،
۶ ب سہنا   ۷ ج ہوئے   ۸ س اٹھ   ۹ ب د مجہ   ۱۰ ب م دنبال   ۱۱ ب نکلا،
۱۲ ب، زور۔ سات   ۱۳ ب ہات   ۱۴ زور۔ بات   ۱۵ د پاوے، م پائی   ۱۶ زور۔
مات   ۱۷ زور۔ انگیں   ۱۸ زور۔ سمجیں، س پچھیں   ۱۹ ا جلیا   ۲۰ ا ب ج د جاے
۲۱ س سانچی   ۲۲ ج، زور۔ س س سجیں   ۲۳ زور۔ ہول   ۲۴ ج ندارد   ۲۵ زور۔
پھولوں   ۲۶ ب، زور، م ملنے   ۲۷ د چھوتھ   ۲۸ س کچھ   ۲۹ ا پوچھے،
۳۰ س تیں   ۳۱ زور، س، م ملنا   ۳۲ د دکہ، زور۔ رکہ، س جیو، س ڈک یہ،
۳۳ زور۔ جانے   ۳۴ زور۔ تبی   ۳۵ س ہیسج   ۳۶ ا ب ج د یوں ہیں   ۳۷ س
ایٹوں   ۳۸ س پونم   ۳۹ س کیوں

اونہاں[1] زماناں[2] مانگ اوجال[3]
تخت سو[5] بھاری نگوں جڑاو[6]
تخت پچھا یا تسی[10] مثل
کیا سلیمانیں[13] یہ یاد
لاس پچھانوں گا تن مانہ
تس اوپر جب گھونگھٹ کھول
دیکھ پچھانیں[20] تیتی[21] بار
ذات جو تھی سر مجلس تانہ
وہ ایکل[25] سورج کی شان[26]
کیا دیوں[28] شکرانے[29] کا آج
کیا جانوں کیوں گذری رات
سن[33] آمیں کہو[34] سب خوب
کہہ[37] نزدیک کھیا اس دل[38]
بار عام دے آؤں جانہ[40]
بیسیں جہاں اپنے عاشق

اینہاں کلھاوے[4] دیس اتال
جوت سو ہرنگ[7] کی بن[8] باو[9]
کانہ ہو[11] کہووے[12] دل
اپنا[14] تخت دیا[15] برباد
دل کے[16] پاو[17] نہ تھوبھیں تانہ[18]
بیٹھی[19] وہ بے مثل امول
وہی[22] تخت ہور[23] وہی سونار
جیوں سہسر[24] بچ تاروں مانہ
منجھے[27] ملے بن شان گمان
منجھ من[30] آج ہوئی معراج
کہی روا تھی[31] تتنیں[32] بات
سنتیں ملے[35] یونہیں[36] محبوب
آج فخر ہے منجھ[39] محل
توں بھی پھر کر آ تس ٹھانہ
ہوئیں[41] سو تو عاشق صادق

---

[1] د اونھار [2] زور- زمانہ، م زمانا [3] ا اوجال، م اُجال [4] ب کھاوے، د کلاوے
[5] ا، زور، س، م اک [6] ا س جڑاو [7] ا ب س م ہریک [8] م تن [9] ادم پاؤ،
[10] م تسے [11] ا ب ج د کانہ ہوہو [12] م کھووے [13] ا ب ج سلیمان ئین، د س سلیمان پن
زور- سلیماں نیں، م سلیمان [14] س م اپنا [15] ا ج م دیبا [16] م کی [17] ا پاوں، ب
س پانوں [18] ا تسانہ [19] م بیٹھے [20] ب د پچھانے [21] ا ب ج د س س تی تی، زور-
تیتے [22] د وہی سو [23] زور، س م اور [24] زور- سہسر [25] ا س ایکج [26] زور- کے
[27] د مجے، م منجے [28] س دیوں [29] ا س م شکرانیں [30] زور- دن [31] زور تھیں [32]
زور- جتنیں، س تیتی [33] د سنتیں [34] زور- کہو [35] ا س م ملیں [36] زور- یوں ہیں [37]
زور- کنہ [38] زور، م دل [39] ب مجہ [40] زور- پھر جانہ [41] زور- ہوئیں

دکھ ساروں منہ کریں بسیکھ — مت ملناں[1] کو جانے[2] دیکھ
رکھے[3] کسے یہ[4] کہوے بات — چھپیا سو ملناں[5] جو سمجھات
بھی آیا لوڑے اس ٹھانہ — باٹ[6] پانے کا پھولوں[7] مانہ
ناکھے پھول[8] اسی[9] پنتھ[10] آؤ — آؤ سو دھر پھولوں [illegible] پاؤ
یہ پھر کر آیا تس ماگ — مُنہ[11] منہ دکھ من مانہ[12] سہاگ
کھڑا[13] رہیا تس ٹولے مانہ — سب[14] جانباز ملے تھے جانہ
عشق کھڑا تنہ درگہ جوڑ — تہاں نقیب طلب کے[15] کوڑ
ہوے سقی[16] آنجھو[17] بھر آیں — چھوں[19] دسوں[18] میدان چھنٹایں
غیرت ہوے چاؤش[20] سو تانہ — مار مار کرتی[21] ہر ٹھانہ
ہودیں تنہ دبدبے[22] ہزار — خلق ملے بے حد شمار
ایکس پر اک سیس ملایں[23] — ہرہر صف انکھیانچ[24] دکھایں[25]
تیسے[26] نکل دکھایا کیوں — ہوے تجلا[27] برقی[28] جیوں
ولیوں کے دل پر اس شان — دو پل رہے تو جاوے بہان
جو موسیٰ کے دل ٹھرائے[29] — تو موسیٰ سرماں[30] ہو جائے
جیوں سس پونم نکل دکھائے — دکھلا ابر[31] منہ[32] چھپ جائے
ما ھٰذا بشراً مکھ[33] دیکھ — کہویں[34] اک[35] تھیں ایک بسیکھ

---

١ ب س ملنا ٢ س جانیں ٣ س رکھیں ٤ س نہ ٥ ب، زور، س ملنا ٦ م پاٹ
٧ ب پھلوں ٨ زور۔ بھول ٩ ا س اوسی ١٠ ا ب بینتھ، ج بیتھہ، د بنیٹھ۔
١١ د س مکھ ١٢ ا س ماں ١٣ ب کھڑ ١٤ زور۔ سیہ ١٥ زور۔ کئے ١٦ زور سقا
١٧ ا ب انجھو، زور۔ انجو ١٨ زور۔ رسول ١٩ ا ب د چھتایں ٢٠ ا س جاوش، ب د م چاؤس
٢١ زور۔ کرتے ٢٢ ا دبدبۂ ٢٣ زور، م ملائیں ٢٤ س انکھیانچ ٢٥ زور، م دکھائیں،
٢٦ ا، زور تیسیں ٢٧ ا س س م تجلی ٢٨ ا برقی ٢٩ س پر آے
٣٠ س سرما ٣١ س ابر ٣٢ د میں ٣٣ س انکہ ٣٤ س کہوں،
٣٥ د ایک، زور۔ یک

تن[1] ماں[2] یہ عاشق جیوں شاہ — سر پر چھتر نساسا آہ[3]

فوجاں باندہ[4] چڑھے دکھ پہاڑ — دھج کرلے[5] سو چھل[6] ہتھیار[7]

آنجھو[8] چھانٹیں تیر چلایں — من کی یاد ترنگ ہلایں

عشق تخت[9] گہ[10] کر اس شان — ہوا محبت منہ[11] سلطان

یہ[12] ظاہر عاجز مہجور — باطن مانہ غنی معمور

ظاہر تم جیسا کہلائے — انا بشر مثلکم دکھائے

باطن سب اوس کیج رضا — یہ ماینطق عن الھوی

دنا[13] تدلیٰ[14] قرب مقام — قوسین او ادناء[15] سو تمام

خاتم ولی کہیں[16] اس ٹھور — اینہاں[17] دایرے کا ہے دور

قرب مقام کتھن[18] ہیں[19] بول — کہوں کتھا[20] منہ یعنی کھول

مقامات معراج

عاشق معشوقیں یو چال[21] — کہیا ملیں مغرب کون کال

دوہوں[22] وعدا[23] کیتا رات — اینہاں[24] ملیں کل یہ میقات

عاشق سبھی[25] علایق توڑ — صفت اضافت سگلے چھوڑ

اک احدیت کی تعریف — سیتیں[26] نکلیا[27] بن تکلیف

---

۱ س٘ من ۲ م منہ ۳ س٘ اس شعر سے قبل "فوجاں باندہ" والا شعر ہے۔ ۴ زور، س٘، باند ۵ س س٘ لے ۶ ا ب ج س٘ م جھل، د چل ۷ د ہتیار ۸ ا آنجھو، ۹ س٘ تخیکہ، ب محض تخت ۱۰ م کہکر ۱۱ د میں ۱۲ س٘ وہ ۱۳ م دنی، ۱۴ س س٘ م تدلیٰ ۱۵ ج محض ادنا، ا ب س٘ م ادنیٰ سو ۱۶ س٘ کہے ۱۷ ب ج اینہا ۱۸ زور۔ کہتے، س٘ کتہیں ۱۹ س٘ نہیں، س٘ ہے ۲۰ ا کیتا، ج د س٘ کنتھا، زور۔ کھتا ۲۱ ا ب ج د س٘ گئی کال، م محض کال ۲۲ ا م دونوں، ب دونو ۲۳ ج س٘ واعدا، م وعدہ ۲۴ ج اینہا ۲۵ ب ج سبھی ۲۶ ا س٘ سنتیں، ب سونتے ۲۷ ب نکلا

کہیا عصر کوں جاؤں تانہ ‎ ‎ مغرب کا وعدا جس ٹھانہ
عاشق وعدے پہلا آئے ‎ ‎ تس ٹھنہ قرب دنا کہلائے
تنہ معشوق سو جانے کاج ‎ ‎ انگ ڈھنگ رنگ تلتل چتلاج
نین بھنوں کے ڈھنگ چڑھائے ‎ ‎ کر انجن تن پنجہ بنائے
عاشق کے آنجھو کا نیر ‎ ‎ دییا تنھوں پانیں کے تیر
معشوقیت کے سب رنگ ‎ ‎ دل لینیں کے سارے ڈھنگ
بھانتیں بھانت سو کر سنگار ‎ ‎ اک اک کہوں تو لاگے بار
اعتبار ساروں سنہ ذات ‎ ‎ واحدیت منہ جیوں صفات
چلیا ملنیں کی میقات ‎ ‎ جنہ وعدا کیتا تھا رات
وعدا تھا مغرب کا جانہ ‎ ‎ یہ بھی عصر کوں آیا تانہ
وعدے پہلا معشوق آئے ‎ ‎ قرب تدلا سوئے کہائے
دوہوں برابر آنیں مانہ ‎ ‎ وعدے پہلے فرق سو نانہ
جیوں کو سینکن دیکھے تان ‎ ‎ آدیں سر کھے گوشے جان
اینھاں قاب قوسین سو ناوں ‎ ‎ ہب معراج ہوئی اس ٹھانوں
جب تھیں دو نہ ماں دوئی نپائے ‎ ‎ او ادنا تب کہیا جائے

۱؎ م کو ۲؎ م وعدہ ۳؎ ا واعدے ۴؎ ب د تھیں ۵؎ ب م دنیٰ ۶؎ س دکھلائے ۷؎ ا د س جانیں ۸؎ ب رنگ ڈھنگ ۹؎ س س چھبلاج ، ۱۰؎ ب بھوں ، م بھواں ۱۱؎ ب پنچ ۱۲؎ م ندارد ۱۳؎ د انجھوں ۱۴؎ ب د دیا ، س دیتا ۱۵؎ ا تہنوں ، د تنہہ ، س تنہو ۱۶؎ ب پانی ؛ س پانن ۱۷؎ ب د لینے ۱۸؎ د شکار ۱۹؎ ب ایک ایک ۲۰؎ س جیو ۲۱؎ ج وعدا را ، م وعدہ ۲۲؎ ج تھات ۲۲؎ا م تہانہ ۲۳؎ م وعدہ ۲۴؎ س تدلی ۲۵؎ ب س سو ۲۶؎ ا ب د س کہلائے ۲۷؎ س دونہو ۲۸؎ ا واعدے ، س وعدہ ۲۹؎ د کون ۳۰؎ ب سیکن ، د سینکہن ، س سیکہن ، س شینکیں ، م سینکہنیں ۳۱؎ ا سبو ۳۲؎ ب نانو ۳۳؎ د ہووے ، ۳۴؎ س شانوں ، ب ٹھانو ۳۵؎ ا م دوہوں ۳۶؎ ا ب م مانہ ۳۷؎ س دوی ، م دوئی ۳۸؎ ب س ادنیٰ

ختم ولایت کا تب ہوئے — افضل من النبوت[1] سوئے

جیوں نظر درپن منہ جائے — دنا[2] کرے دیکھن کوں دھائے

ترت چھانہ دیکھن کی جوڑ — کرے تدلا[3] دیکھ[4] بھوڑ

دوہوں[5] قاب قوسین اک ٹھانہ — ہوئے میقات سو درپن مانہ

ان سب معنوں منہ اک ذات — او ادنا[6] منہ کہی[7] جو بات

خاتم ولی کہیں جس آج[8] — تنھیں جوتے[9] سوں کی معراج

وہی ولی اک ہے[10] جیوں بیج — تفصیل اور ولی تس کیج

انھوں[11] مراتب ولی جو آئے — وتے[12] دل سوں معراج سو پائے

قیامت کی میقات سو جانہ — امڑیں آج سو جا تس ٹھانہ

جے آوے اس منزل مانہ — ختم ولی منہ تس شک نانہ

اس منزل کا ہے یہ نانوں[13] — ین ہے اصل سو تس کی ٹھانوں[14]

جے قیامت کوں کرے ظہور — آپ ولایت کا تنہ[15] نور

شفیع ہوے تس دن جنہ[16] پاس — محض ولایت کیج لباس

کرے شفاعت ولی سو ذات — عبد الہ[17] سو دوئی صفات

گنہ شفاعت کی اک جوڑ — کھانی[18] کہوں سنیں سب چھوڑ

حکایت[19] مرتبۂ شفاعت ولایت کہ انجا گناہ عین عبادتست[20]

جوان اک[21] پکڑ پچیسی مانہ — سسہر[22] سورج جس کی چھانہ

۱۔ س م من النبوۃ ۲۔ ب م دنیٰ ۳۔ ب م تدلی ۴۔ ب دیکھت ۵۔ س دہ ہوں، ۶۔ ا ب د م ادنیٰ ۷۔ م کہے ۸۔ د اج ۹۔ ب جتے ۱۰۔ ا س ولی ہے اک جیوں، ب ولی ایک ہے جیوں، س ولی ہے جیوں ۱۱۔ ب انھو ۱۲۔ م ولی ۱۳۔ ب نانو، ۱۴۔ ب ٹھانو ۱۵۔ ا کاتوں، ب کاشت، س کاتانہ ۱۶۔ ا د جنہ ۱۷۔ س عبداللہ ۱۸۔ ا س کھانیں ۱۹۔ د ۲۰۔ د ندارد ۲۱۔ زدر۔ ایک ۲۲۔ زدر۔ سسس ہور

سوار ترنگم من[1] کے پھیر — جاناں[2] آناں دو[3] نہ اک بیر

تری تو جاوے[4] ایکس بار — دوجی بار آوے تکرار

اس کا جا آناں اک[5] دان[6] — سن تمثیل پچھیں کر مان

جیوں نظر درپن منہ[7] جائے — جا آنیں[8] منہ[9] دوئی نپائے

اس چنچل پن تری[9] نہ کوئے — رکھ[10] سورج کا مثل نہ ہوئے

اسی[11] اوجالے[12] ساتھ[13] دوڑایں[14] — تہاں اوجالے[15] کوں کیوں پایں[16]

رہے تری پچھل رج جیوں — سورج کا اجیالا تیوں

اور کسوت کی بھانت اول — جگ کا مول اس کا[17] تنبول

جاتا تھا پرتھی کر بند — عالم اوس[18] پر جیوں اسپند

دیکھی اون[19] ماڑی اک[20] دور — جیوں عظمت سوں[21] ہے کوہ طور

چل آیا تس[22] ماڑی تل — دیکھیا چھجا[23] سو جیوں بادل

پتس بچ[24] سور ورن اک نار — کیئیں[25] تجلا[26] ہے تس ٹھار

انجا[27] کیا دل جیو[28] بے ہوش — نیہ سمند چڑہ آیا جوش

بن سدہ[29] بدھ پڑیا[30] بکرال — جیوں موسیٰ کا ہوا سو حال

اک[31] ٹک[32] رھیا پھچے دھر جوئے — جیوں جلجر[33] بچ پانیں[34] ہوئے

جب ٹک سدہ کی ہوئی[35] سو جان — اوجا چلے گھر کی دس تان

---

[1] د منک [2] ا جانا [3] زور۔ دوں [4] س م جا آنا، س جاناں آناں [5] د ایک [6] ب ڈان [7] ب آنے [8] د میں [9] م ندارد [10] زور۔ انه م رٹھ [11] ب اوسی [12] زور، م اوجالے [13] ب سات [14] م دوڑائیں، [15] س اوجالیں [16] م پائیں [17] ب ج س س زور۔ کا سو [18] د اس [19] س ان [20] س یک، زور۔ ایک [21] د کہے، س ندارد [22] س اس [23] د س چھجا [24] د بچہ [25] ب ج کئے، م گئی [26] ا ب س س تجلی [27] ا آنجا، زور۔ انجاں، س ندارد [28] ب د جیوں [29] ج سد [30] ا پریا، ب س پڑیا [31] د ایک، زور۔ یک [32] س ندارد [33] ا ب ج د جلجر، س جلتجر [34] د پانی [35] م ہوئے

اون باندی بھیجی اک سنگ
باندی آئے کہے سب گال
دلبر دل منہ تب شک لیائے
جیوں وے تولتا دن رات
جیوں دو شمع سو جلتیاں دور
دو جگ الگی مانھیں مانہ
دونہ کا من یوں ایکج ہوئے
بلکے ہے معشوق سو جانہ
جیوں تل پیل ہوویں پھر تیل
بھی دونوں مل دیہ جلایں
اوٹ کھیر تن کا سو کاٹھ
کتر سوپاری تن کر چور
بھی اوروں مکھ آپ ڈلایں
سب معشوق سو چھپیہ نروان
اک دن بن منہ اوٹھے سو جھال

گھر دیکھن کوں اور رنگ ڈھنگ
یہ نس گھر دیکھن کی چال
مع القلوب قلوب بندھائے
تیوں اُس کی بھی وہی سو بات
بن بن بکٹ دوہوں کا نور
اک کوں دوجا دیکھے نانہ
جے یہ کرے کرے وہ سوئے
کچھ اک ادھکا ہے نیہ مانہ
نیہ بتی بٹوا اس میل
کبھی ہموں پر پتنگ چھپایں
جل چوناں کی اک سو آٹھ
پان کھنٹا سر کیتا دور
کبھیں ہمیں رنگ لال کلھایں
عاشق پر عاشق کر جان
داسی سب پاسے تھیں ٹال

۱؎ د باندھی ۲؎ س کو ۳؎ م اورنگ ۴؎ زور۔ سبہ ۵؎ اب د س نس، زور۔ سن
۶؎ س م کہئے ۷؎ م مصرعے برعکس ہیں۔ ۸؎ ب ج د س م دل پر ۹؎ ب م لائے ۱۰؎
س وہ تولتا ۱۱؎ م اوس ۱۲؎ زور۔ بن ۱۳؎ زور، م بکت ۱۴؎ زور۔ چکہ ۱۵؎
زور۔ یک ۱۶؎ زور، م بلکہ ۱۷؎ س ہیں ۱۸؎ د ادکا ۱۹؎ د س ہویں ۲۰؎ س بتی
۲۱؎ زور۔ بلتوا ۲۲؎ س بہی ۲۳؎ زور، م جلائیں ۲۴؎ زور، س س کبھیں ۲۵؎ زور
م چھپائیں، س چھنپائیں ۲۶؎ د س اوٹھ، م اٹھ ۲۷؎ م گھیر ۲۸؎ م کات،
۲۹؎ س چونا ۳۰؎ س کئی، س کر ۳۱؎ م آٹ ۳۲؎ زور۔ سپاری ۳۳؎ د
کھونتا، س کھتا، زور، س کھونتا، م کہنتا ۳۴؎ د ب د، زور، س س دلایں، م دلائیں
۳۵؎ زور، م کلھائیں، د کہلایں ۳۶؎ م چھ ۳۷؎ م اٹھے

آپ اکیلی رہے سو سوئے — جنہ گئی رات گھڑی اک دوئے
باندی کا سب کیتا بھیس — سانجھ مہیں لے ڈھانپیا دیس
پونم چاند کیا لے بیج — سب کسوت ایسی کیتیج
آپ چلی اوٹھ گئی سو تانہ — عاشق رہتا تھا جس ٹھانہ
بی بی تھیں تم کیا جوہار — دیے سندیسے بھی دوچار
کھیا کہ دارو آپ گلائے — تم مکھ لاگن کے سر لائے
مانجہ سرہی آتا ہے تنگ — آؤ تو مست ہوئے تم سنگ
گل بندھن کر بیٹھی پھول — ہار جیت تم آیں قبول
تن صندل ایہاں گھسوائے — آؤ تو ٹک تلوے سہلائے
چاند تھرک رہیا جاج اکاس — وسے بھی ہوا منجہ بھانت اوداس
کنتھ کی پھپ سو دیکھن کاج — گھٹتا ہور پورا ہو تاج
نہیں کنڈالی منہ آیاج — اون پگڑی گل باہی آج
آؤ تو تم مکھ دیکھت بار — پاؤ پڑے ان مانیں ہار
اس اس بھانت سندیسے دین — عاشق کا من لیا سو چھین
مضل تجلا جنہ ہو آئے — اوسے بھلا ہور آپ چھپائے
کھیا کہ توں ہیں میرا جیو — توں ہیں سو بی بی توں ہیں سو پیو

۱؎ د باندھی ۲؎ د ندارد ۳؎ م اورنگ ۴؎ ب د ڈھانپا ۵؎ ا بونم ۶؎ زور۔ بیچ
۷؎ زور۔ سبہ ۸؎ م اٹھ چلے ۹؎ زور۔ تم ۱۰؎ م دلرو ۱۱؎ م پلائے ۱۲؎ س مانجہ
۱۳؎ ا، زور۔ سورہی، س صراحی، ب سوریی ۱۴؎ ب م ہودے ۱۵؎ س کر ۱۶؎ ب آئے، زور
اس، م آئیں ۱۷؎ س اپنا ۱۸؎ م رہیو ۱۹؎ ا آکاس ۲۰؎ ج د، م دہ ۲۱؎ ب
مجہ ۲۲؎ ا ب م اداس ۲۳؎ ا، زور۔ بہت تمھوں کنتھ، س پھپ تمھوں کنتھہ، م کنتہ کی بہت سو،
۲۴؎ ا کھتا، س کنٹا ۲۵؎ ب م اور ۲۶؎ د میں ۲۷؎ د ندارد ۲۸؎ د پاؤں ۲۹؎ زور۔ پڑے
۳۰؎ س ملتیں ۳۱؎ ا زور، س س م تجلی ۳۲؎ ب اور ۳۳؎ ا ب ج د توں ہی، م توں ہے ۳۴؎ ا
توہیں، د ندارد ۳۵؎ م پی پی ۳۶؎ د پو

تخت[1] مہیں لے اچک سو آن
کہے کہ میرا کہیا مان
منجہ[2] تجھ باج نہ تیجا کوے
کون کہے گا جا کر تانہ
تان[9] نہ یوں جاتی ہے رات
انھیں جھٹک[11] کر ناکھے ہاتھ[12]
کہے کہ جا کہوں گیج اتال
من منہ ایتی بھرے[19] سوبھاؤ
بوجھے لکھن ہموں اس[21] رات
انھیں کھیا کچھ کان[22] نہ کیت
فرض چھپانے تھے[23] بجے بول
کر گدگدیاں پچھیں منانے
پوچھے مت کہوے یہ بات
کہے[30] کہ چل بی بی[31] کن جائیں[32]
آئے[33] دوہوں تس[34] ڈھولر[35] بار[36]
اون گھر منہ[38] جا کسوت کیت

بانہ گلے منہ[2] باہی[3] تان
آج منجھے[4] دے یہ جیو دان[5]
کس تھیں بات اونھاں[7] لگ ہوئے
کت ڈرتی[8] ہے توں اس ٹھانہ
میرے سنہ[10] سن اتنی بات
کھیچ[13] چھڑائے[14] بھرے[15] وہ بات[16]
نیتر چھوڑو منجھ[17] دمال[18]
اس دل پر عاشق کہلاؤ[20]
وے نادان جو مانے بات
چانپ پکڑ سب رس کس لیت
وے[23] کچھ بات[24] کہی[25] نہیں کھول
آہرے[26] کہا[27] سرپاوں لائے
عاشق نیں[28] یوں آئے[29] ندھات
رات اونھاں رہ جی بہلائیں[33]
جنہ[37] پہلوں دل گئے بسار
کھل بادل نکلیا آدیت[39]

---

۴ ب مجھے ۵ س؛ جیو تو آن ۶ ا، زور
۱ س؛ چھت ۲ زور، م میں ۳ م بائے
س؛ تجھ منجھ، ب مجھ تجھ ۷ ا اوہاں، س؛ اونہا ۸ س؛ درپی ۹ ب تانے ۱۰ ب سون،
دسیں ۱۱ س؛ س؛ چھٹک ۱۲ ب د ہات ۱۳ ب کھیچہ، د س؛ کھینچ ۱۴ ب چھوررائی،
۱۵ د بھر، زور، م بھرے ۱۶ زور۔ باٹھ ۱۷ ب د مجہ ۱۸ ب س؛ س؛ م دنبال ۱۹ س؛ پھیر
۲۰ س؛ کہلای ۲۱ د دن ۲۲ زور۔ تھیں ۲۳ ب وہ ۲۴ ا باتھ ۲۵ د کہا،
۲۶ ا د، زور، س؛ اہرے، ج اہرے ۲۷ زور۔ کہیا ۲۸ ا ب ج میں ۲۹ س؛ آوے ۳۰ زور۔
کھیا ۳۱ م پی پی ۳۲ م جائیں ۳۳ م بہلائیں ۳۴ زور۔ انے ۳۵ زور۔ دھلولر،
۳۶ س؛ نار ۳۷ د جن ۳۸ د میں ۳۹ س؛ ادیت

کیتا سبھی[1] سنگار اموٓل
نکلیا جل تھیں کنول سو پھول

روپ کماری نا کھیا چھاڈہ
جیوں نمد تھیں درپن کاڈہ

بیٹھی[2] ابھرن کر سب[3] تن
جیوں ڈبے تھیں کھلا رتن

عاشق حاضر[4] کیتا تانہ
عشق تناں محکماں[5] سو جانہ

جب میسن کوں آیا چال
کہیا کھڑا[6] رہ[7] شرک اتال

دعوا[8] جنہ[9] عاشق کا ہوئے
وے بن میت کسی دھر جوئے

کہے کہ میری میت سو تونج[10]
تجھ بن ہوں دیکھوں کسکونج[11]

توں ہیں میرا جیو[12] پران
توں ہیں منجھ[13] چکہ[14] دیکھن کان

میرے جیو کا توں ہیں سنتوک
ہوں بھی تجھ بن جیوں پرلوک

تب پوچھیا[15] اوس[16] باندی[17] ساتھ
کیوں جھوٹیں[18] تھے پکڑ سو ہاتھ

کھائے سو ہاں کہوے سر دہون
ساچ[19] کہو کہتا ہے کون

جب نیشانیاں[20] ساریاں[21] دیت
ہاتھ پاؤ[22] جیوں گواہ سو کیت

ہوے[23] سو اوس[24] پر[25] قیامت آج
رھیا[26] سوال جوابوں باج

باج جوابوں ہوا خجل
ہوئے[27] سوال سو بھاری مل[28]

قاضی ہوے[29] خدا جس ٹھانہ
کون جواب سکے دے[30] تانہ[31]

---

[1] ب س٢ سبھی [2] م بیٹھے [3] زور- سبہ [4] د حاضر عشق [5] ب محکماں تنا،
[6] ا ب ج د س س٢ کھڑے [7] ا ب ج د، زور ا س س٢ ہے [8] زور، م دعوی .
[9] س جب [10] زور- تونج [11] زور- کسکونج [12] د، زور، س جیو،
[13] ب مجہ [14] ب د م چک [15] ب پوچھا [16] د م اس [17] ب باندہی [18] ب جھونے [19] ب ساچہ، س ساچ [20] ا نیشاناں، ب د، زور، م نشانیاں [21] س ساری [22] ب پانو، س پانوں [23] ا ب ج د س س٢ م ہوئے [24] س٢ اس [25] ا س س٢ اوپر [26] ا ب ج د س س٢ رہے،
[27] س٢ ہووے [28] د، زور- ندارد [29] زد- لہٰذا قاضی ہوے [30] د اس کے دے تس، س اوسکے دے، اس کے دے [31] ا د تہانہ

گنہ سو[1] اس پر ثابت کین ‏ ان ان بھانت عذاب سو دین

یہ[2] نہیں لائق یہ درگاہ ‏ کہو ولے[3] کو[4] ہے گمراہ

پاچھا ولیا[5] اسی اونھار ‏ موا سو ہر[6] ڈگلے کے[7] بار

جتنیں[8] جنسوں[9] گنو[10] عذاب ‏ سو سگلے ہوویں اس باب

ولے سو[11] گنہ تس ٹھانوں نہ ٹھیک ‏ من ماہی یہ سوجھی ایک

دوڑ پڑیا[12] پاؤں[13] اس میل ‏ آنجھو[14] ہوئے سو ریلا چھیل[15]

مار جلا کر جے تجھ بھائے ‏ میں سر دھریا تیرے پائے

جیوں کو مارے باند[16] غلام ‏ ہور ولے[17] عاجز ہوئے تمام

جانیں کی کہیں ٹھانوں[18] نہ پائے ‏ پاؤں[19] دوڑ[20] پڑے[21] کھکھیائے[22]

مانگے منت اسی سنگھات ‏ کرے شفیع اوس[23] کی ذات

کھلا شفاعت کا تب دوار ‏ ختم ولایت ہوئی اظہار

ولی قریب نعت ہے جان ‏ سب[24] تھیں ذات قریب پچھان

ذات کہیں الولی سو جس ‏ اونھیں[25] شفاعت کے وہ دس

بلا کھڑا کیتا تس پھیر ‏ یہی[26] مکھ لایا دوجی بیر

کھیا کہ توں تے ہے عاشق[27] ساچ ‏ پہلی[28] تیری ساچ سو باچ

جنہ توں پاوے میرا باس[29] ‏ تھاں سو کیوں کر چھوڑے پاس

---

[1] ا، زور، س اس پر گنہ سو، ب گناہ سو اوس پر [2] د ندارد [3] زور۔ ولی [4] د کہ وے [5] ا ب د، س م والیا، زور۔ دالیا [6] د دہر [7] زور، س، م کئی، [8] ب د جتنے [9] زور۔ جیوں [10] ب، زور، س س گنوں [11] د ندارد [12] ا د زور، س س پڑیا [13] ا پادوں، ب، زور۔ پانوں [14] زور۔ آنجھو [15] ج، زور۔ جھیل [16] ب باندہ، زور۔ باندی [17] د کوئی [18] ب ٹھانو [19] ب س پانوں، [20] زور، م دور [21] ا، زور، س س پڑے [22] زور۔ کھکھیاے، م کھیپ کہاے، [23] ب سو اسکی [24] زور۔ سبھ [25] زور، م انھیں [26] م یہی [27] ا عاشق ہے [28] م پہلے، [29] س م پاس

روپ مہیں تو جان نجان
منجھ[1] بن کس کر دھرے پران

سب قیدوں منہ[2] مطلق ذات
سمجھے[3] کون سو ایتی بات

جو[4] کو[5] غیر کوں دھرتا پیار
تنہ بھی ہے وہ عین سو یار

جے[6] کو جس کا پیارا ہوئے
طبع تنا[7] تس کے دس جوئے

شرط پچھان نہیں تس مانہ
محض طبع کا میل اس ٹھانہ

جیوں چنبک لوہے کن[8] آن
طبع بتی لیوے گا تان

ہوں بھی تس باندی[9] کے روپ
چھانہ مہیں بھی چھپی سو دھوپ

منجھ بن کس سوں نیہ نہ کیت
یوں کر اوس[10] حسنات سو دیت

کیئے تبدیل[11] سب[12] سیات
عین ہوئے[13] وے پھر حسنات

عین گنہ[14] پھر ہوئے ثواب
عیب ہنر ہوتا اس باب

جاہل گنہ کرے دن رات
وہی گنہ ہووے[15] حسنات

تب پیچھیں عالم کا خواب
کیوں نہ ہوئے[16] محض صواب[17]

اوس[18] کیوں ہووے[15] جاگت[19] غیر
جے سوتا بھی کرے سو سیر

حکایت تمثیل[20] سیر کردن در خواب

اک[21] راجا[22] گجر[23] دہر[24] ٹھانہ
نانوں بہادر تھا کل مانہ

تاس[25] کھڑک کی تاب بتیج[26]
دھول رہے دل پٹ[27] جیوں[28] بیج[29]

جنہ دل پر دل کئے[30] ہیں کوئے
دل بادل جیوں اکٹھے ہوئے

---

۱ ب مجہ ۲ د میں ۳ زور۔ سمجے ۴ د جنہ ۵ م کوں ۶ س جوکو ۷ ب م تناں ۸ م گن ۹ ب د باندہی ۱۰ م اس ۱۱ ا ب ج د م تبدل ۱۲ زور۔ سبہ ۱۳ ب ہووے ۱۴ م گناہ ۱۵ زور۔ ہوئے، س پھر ہوئے ۱۶ زور۔ ہوے ۱۷ ا ب، زور، س م ثواب ۱۸ س م اس ۱۹ م جاکت ۲۰ ا س ندارد ۲۱ زور۔ ایک ۲۲ م راجہ ۲۳ م گوجر ۲۴ م تھا ۲۵ س پاس ۲۶ ا بتینج ۲۷ س دل پٹ، ۲۸ د جوں، زور۔ جیو ۲۹ ا بینج ۳۰ ا ب ج د م کے، س کہے، س ندارد

باندہ گھٹارج[1] نوجاں جوڑ
کر جوہر آدیں چڈہ[2] کوڑ

پون پھراوے[3] تری[4] بہلاوے
کر برباد اوڈا لے جائے

اوس کا تھا نس دن یہ چال[5]
آج دکھن لے مانڈو[6] کال

یوں کرتا دنیا کا کام
اوٹھے[7] سوتب جب ہوئے[8] تمام

کاربار کرتا سب دیس
رات پھرا[9] لیتا اور بھیس

ہو جاسوس چھوں دس جائے
سب لشکر کی سدہ لے آئے

رات دیس رہتا اس بھانت
ملک کہے[10] کہ دھرتا[11] کھانت

جب بھر نیند[12] چنپاتا سوئے
بن[13] سوتیں[14] بسرام نہ ہوئے

تے تی بیراں مانگ شتاب
کرت[15] پالکی[16] ماتھیں خواب

بھویوں کوں[17] کہتا[18] بلوائے
جبیں[19] فلانیں[20] جاگہ[21] آئے[22]

منجھے[23] جگایو تم تس ٹھار
کرتا کوچ سو سوتی بار

سوتیں[24] جس کوں چلتیں[25] آئے
وے سالک شطار[26] کلھائے[27]

قسم اول از خواب

ہیں نیند[28] کی سن توں بات
جے تجھ آتی ہے دن رات

نیند[29] سو دو بھانتوں کر جان
ایک سو غفلت محض پچھان[30]

---

۱ ا کتارج، م گھناج ۲ ا چودہ، د ب جد، زور۔ چود، س م جودہ ۳ ا بھیرائے،
ب د پھیرائے، زور۔ بھیریہ، م بہرائے ۴ س تیری ۵ د، زور، س حال،
۶ س ماندوں ۷ م اٹھے ۸ ا ہووے ۹ زور۔ پھیرا ۱۰ ب کہے،
۱۱ ب رکھتا، د دہر، س س کرتا ۱۲ ب نید ۱۳ ب بن ۱۴ س سوتے
۱۵ م کرتا ۱۶ ا ب م پالکھی ۱۷ س کو ۱۸ د کہیا ۱۹ س ۲ جبھیں
۲۰ زور۔ فلانی ۲۱ د س جاگے، م جا ۲۲ م آجائے ۲۳ س ۲ مجھے،
۲۴ ب سوتے ۲۵ ب چلتے ۲۶ س طالب ۲۷ ا م کہلائے ۲۸ ب ج نید
۲۹ س شعر ندارد ۳۰ د س س پہچان

خمرے متفرق ٹل جائیں[1]　　ہوں دس خمس حواس سو آئیں[2]

صفت سو واحدیت کی ٹل[3]　　ہوئے احدیت پر مائل

ہوں اکرڑا[4] سو ہوں جس[5] ٹھانوں　　نفسانیت اس[6] کا نانوں[7]

دل کے کانوں سن یہ بات　　اسے نفی کرناں[8] دن رات[9]

اس نفسانیت سوں خواب　　غفلت ہے ہور غیر صواب[10]

اینہاں[11] سو ہے شیطانی بات　　بن تعبیر[12] نہ آوے دھات

جب غفلت سنہ[13] بے سدہ ہوئے　　اخت الموت نوم[14] ہے سوئے

اس غفلت سونیں[15] کی مانہ　　کو اک جاگتا ہے تس ٹھانہ

جیتی[16] بار ڈھنڈولے[17] کوئے　　مارے[18] ہاک[19] جگاوے سوئے

نیتر سوتا سو سو تاج　　یہ ہے[20] موت جاگنتی باج

ہوں مطلق سو جاگنہار　　فید فلانیں[21] کاج بسیار

ہون فلاں یہ ٹلے جو نانوں　　قبل[23] انت موتو[22] اس ٹھانوں

ہون فلاں یہ کافر نفس　　نفی اس[24] اوپر[25] آئی بس[26]

اس ڈونگر پیچھل[27] ہے سور　　اس[28] اندھیار[29] مہیں ہے نور

اس کوئے منہ[30] یوسف جان　　یہی[31] بھیتر[32] گوھر کی کھان

باج فلاں جو جانے ہوں　　یہ جو[33] نفس ہے جان اسکوں

---

[1] م جائیں　[2] م آئیں　[3] ب مل　[4] س پکڑا　[5] م جن　[6] د اوس　[7] ب ناو　[8] ب س کرنا　[9] د یہاں پہلے شعر کا دوسرا مصرع اور بعد میں سلسلے کے چار شعر دوبارہ درج ہیں۔　[10] م ثواب　[11] س اینہا　[12] ب سوں۔ س تغیر　[14] س نام　[15] ب سونے　[16] د جیتی　[17] ا ج ڈھنڈھولے۔　[18] ج د س ماریں　[19] ب د ہانک　[20] ب ج د س یہی　[21] ب س فلانے۔　[22] ا ان تموتو، ب د س ان تموتوا، س ان موتوا　[23] ب ٹھانو　[24] ا د اوس،　[25] ب س پر　[26] د پس　[27] م پچھیل　[28] س ندارد　[29] د اندھار، س اندھیارے　[30] د میں　[31] م اس　[32] س بیتر　[33] ب جوں

عرف نفسه بیج بوائے ۔۔۔ عرف ربه میوا پائے[1]
آپس پایں[2] خدا کوں پائے ۔۔۔ ہوں ہوں مطلق ہو کر جائے

قسم دوم[3] از خواب

نیند جو دوجی بھانتیں[4] آئے ۔۔۔ جنہ[5] سوناں عرفان کلھائے[6]
خالص ہوں بن اور شعور ۔۔۔ ہوویں[7] سب اس ہوں تھیں دور
اینہاں جب بے ہوشی آئے ۔۔۔ اس کا ناؤں[8] سو[9] خواب دھرائے
لا ینام قلبی اس ٹھانہ ۔۔۔ آیا جیوں حدیث سو مانہ
ساچا خواب اینہاں سب ہوئے ۔۔۔ اول جزئی[10] وحی کی سوئے
چھ[11] ماس ایکچ[12] سہنے[13] پائے ۔۔۔ روح الامیں پچھیں وحی لیائے[14]
حضرت مثل نہ ہوئے شیطان ۔۔۔ دیکھے نبی نبی کر مان
نفس انیں[15] شیطان سو جانہ ۔۔۔ عدمی امر انھوں[16] دونہ مانہ
سورج جنہ کہیں طالع ہوئے ۔۔۔ چھانہ اوسی[17] پرگٹ کیوں جوئے
جب روحانی غالب ہوئے ۔۔۔ پرتک خواب ملے گا سوئے
جنہ نفسانی یہ تاثیر ۔۔۔ تس سہنیں[18] لازم تعبیر
جگ سوتا ہے جگ ہے جانہ ۔۔۔ سہناں[19] دیکھے سوتیں[20] مانہ
مرے تو جاگے کہیا رسول ۔۔۔ عالم خواب خیال قبول

۱؎ س: شعر ندارد ۲؎ س: پائے، س: پاتیں ۳؎ ب دویم، س: قسم خواب دویم ۴؎ ب بھانتے ۵؎ ب ج ۶؎ ب کہلائے ۷؎ س: ہویں، م ہوئیں ۸؎ ب نانو، س: نوں ۹؎ ا ب ج د س: جو ۱۰؎ س: جز ۱۱؎ ب چہ، د چھے، ۱۲؎ ج پچھیں، س: آکچ، س: انکیچ ۱۳؎ س: سہناں، م سیہنے ۱۴؎ م لائے ۱۵؎ ب انے ۱۶؎ ب انھو ۱۷؎ م اسی ۱۸؎ ب سہنے ۱۹؎ س: سہنا ۲۰؎ ا س: سوئیں، ب سوتے

تعبیر خواب

خواب میں کچھ دیکھیں[1] اور — اور تعبیر کریں تس ٹھور
دودھ[2] سو دیکھیا[3] سہنیں[4] مانہ — علم کیا تعبیر اوس[5] ٹھانہ
اونہاں علم تھا جان سہیج — صورت[6] مانھیں دودھ[7] واہیج
ابراہیمیں دیکھیا[8] جانہ — چھری[9] سو فرزند کے گل مانہ
بیٹے[10] کوں قربانی[11] دیوں — حکم ہوا سہنیں[12] منہ جیوں
ابراہیمیں ذبح جو کین — عین کبش قربانی دین
صورت منہ[13] بیٹا[14] وہ ہوئے — پن واقع تھی کبش سو سوئے
یوسف کوں تھا عالم نور — سہناں[14] دیکھیا سہر[15] سور
اگیارہ تاروں[16] سنہ[17] آئے — آپس سجدا[18] کرتے پائے
واقع تھے ماباپ[19] ظہور — صورت مانھیں سہر سور
صورت منہ تھے تارے جانہ[20] — معنوں منہ[21] بھائی تس ٹھانہ
جگ بھی یوں جیوں سہناں[22] جوئے — ہب اس بھی[23] تعبیر سو ہوئے
ناس نیام خبر[24] پچھان — جب ماتوا انبتھوا[25] جان
صورت منہ[26] آدم ہے پاس[27] — معنے سب حق کاج لباس
خلق آدم پر صورت ہیچ — معنوں منہ[28] حق کی چھت دیچ
من رآنی فقد[29] رای[30] الحق — یہ تعبیر اینہاں مطلق
کاہیکہ[31] عالم خواب خیال — ایک قبیلے[32] ناوں[33] مثال

---

[1] ام دیکھن [2] د دود [3] ب د دیکھا [4] ب سہنے [5] ب اس [6] س س صیح
[7] ب د دود [8] د دیکھا [9] ب چھوری، م چھوڑی [10] س بیتھے [11] ا ب ج د قربان،
[12] دیں [13] بیتھا [14] ب سہنا [15] ا سہر [16] ب تارے [17] ا س سوں، د سیں،
[18] م سجدہ [19] م تھی ماں باپ [20] د جان [21] س ندارد [22] د ندارد [23] ب بھی اس،
[24] م خیر [25] ا ب ج د س ماتو انتبھوا، س ماتوا ان تبھوا [26] د م میں [27] س ناس [28] د میں
[29] ج س قد [30] ج را [31] ب کیا ہئی، م گاہیکہ [32] ب قبیلہ، قبیل [33] ب نانو

خیال دلے جس ٹھانہ لجائے
بیٹھا ہے سجا دا جانہ
خیال پکڑ کر جیوں جبریل
لے کلماں مریم کن آیں
بھی وحیا کلبی کے شان
صورت خیالی ہے ہر بیر
جیوں صورت سہنیں منہ جویں
یہی تجلی یہی ظہور
نہیں تغیر جنہ ہے نور
نیلے جھاڑ پریں جب آئے
موسیٰ سنہ تنہ کرتے خطاب
وتے جب جگ کی بہانت دکھائے
کنت لہ سمعاً بصراً
جے ہے تجھ منہ جسم صفات
سب تن سبّی صفات جو ہوئے
جو کو ولی آوے اس ٹھانوں
بی یسمع بی ینطق مانہ

صورت پکڑ مدد تنہ آئے
کاڑھے ناؤسو درپے مانہ
صورت دکھلاویں تبدیل
بشر سویا ہوئے دکھایں
حضرت کن لیاویں فرمان
پن جبریل نہیں نہیں پھیر
پن تعبیر سو معنی ہویں
یہی مقید مطلق نور
نار تجلی ہوئے کوہ طور
یاوک کی صورت دکھلائے
کہے انا اللہ دیہ جواب
اس ماں تجھ کیا مشکل آئے
کل جوارح جس کہیں تن
وتے حق کی ہے عین سو ذات
یہ وہ فرق سکے کر کوئے
قرب فرایض اس کا ناؤں
منجھ تھیں سنے نے بولے تانہ

---

۱ ا سٗ سٗ ٹھانوں ۲ ب لیجائے ۳ ب کہاڈے، سٗ کہاڈیی ۴ ب کشتی، سٗ نانوسو سٗ نانوں سو ۵ ا ب سٗ م جب، د جوں ۶ م جبرئیل ۷ سٗ دکھلاوے، م دکھلائیں کہ، ۸ م کلاں ۹ ب آنے، سٗ آئے، م آئیں ۱۰ ب بشرا ۱۱ ب ہو ۱۲ ب سٗ دکھلائے، م دکھلائیں ۱۳ م یہی ۱۴ م وحیہ ۱۵ ب سٗ لیائے ۱۶ ب د صور، ۱۷ دم جبرئیل ۱۸ ب سہنے ۱۹ دم میں ۲۰ ا سٗ جوئے، م جوئیں ۲۱ سٗ تغیر ۲۲ ا دسٗ ہوئے ۲۳ سٗ چہار ۲۴ سٗ سب ۲۵ د دکھلایں ۲۶ د سیں ۲۷ د کریں، ۲۸ د دہ، م وہی ۲۹ ب م منہ ۳۰ د بجہ، سٗ کیا تجہ ۳۱ د میں ۳۲ سٗ ندارد ←

ہوویں[1] ولی پر یہ[2] احکام | قرب نوافل اسی[3] مقام
تحت قبائی[4] ولی ہزار | لا یعرفھم غیری یار
ایک ولایت ہے موجود | حضرت کی سب[5] ٹھانہ نمود
جس تفصیل ولی ہر کوئے | افضل من النبوت[6] سوئے
ولی قریب سو ہے ہر ٹھانہ | حاکم نبی اہے جگ مانہ

مرتبۂ نبوت

نبی شرع کا بانی[7] جان | دوجا حال وہی پچھان
وحی سو جِنہ[8] بھانتوں[9] نازل | ہریک کی الگی منزل
اول وحی سو ساچا خواب | جیوں اوپر سمجھیا[10] ہر باب
دوجی وحی طبع کا ساچ | وحی[11] مہیں الہام سو باچ
انا بشر مثلکم مقال | حدیث نبوی ہے تس حال
تو ما ینطق عن الھویٰ | الا[12] جی وحی یوحیٰ
ان اللہ ینطق جس شان | علیٰ لسان عمر دھر کان
جیوں نائی تھیں ہے[13] آواز | ظاہر کس کہ[14] نئے کا ساز
خدا سو[15] اس منہ[16] کرے کلام | حدیث نبوی اسی مقام
ینطق ہوا سو ہووے نہ اس | مگر جو وحی یوحیٰ تس

← س: ہیں ۳۳ د سے، س: سی، ب سبھی ۳۴ ا س: وے ۳۵ ب ٹھانو ۳۶ ب نانو
۳۷ ب مجہ ۳۸ م سینے ۳۹ س: نے نولے

۱ ب ہوویں ۲ ا س: اے ۳ س: اس کا نام ۴ ا ب د س: قبابی، س: قبالی،
۵ د ہب ۶ س: م من النبوۃ ۷ ا بانیں ۸ د س: جنہ ۹ س: بھانتو،
۱۰ س: سنمجھیا ۱۱ د ولی ۱۲ ب ان ہوالا
۱۳ س: ندارد ۱۴ س: کر، م کی
۱۵ س: سوں ۱۶ د میں، م مانہ

انیں[1] ولی پر یہ[2] انعام
ہے[5] الہام سو ظلمت نور
نور چلے تقوی کے ماگ
جے معلوم سو ظلمت کاج
جیوں فرعون انیں[8] ہامان
تیجی وحی سو[10] پردے باج
بن[12] پردے جے ہوا[13] وحیج
جیوں عاشق معشوق اک ٹھانہ
تس بچ تیجا اور نہ آئے
چوتھی[17] وحی سو پردے مانہ[18]
وحی فرشتا جے لے آئے
وحی جو پردے منہ[22] تس جان
پردا سکے تسے کہ[23] کوئے
وحدت عین سو ہے چنہ[24] شان
عین وجود سو وحدت ذات
تیجا اسما عین جو[27] نور
یہ ترتیب اور وحدت تانہ
اس ترتیب زماناں ہوئے

ہوئے[3] تو ناؤں[4] دھریں الہام
کہیں سو تقوی کہیں فجور
فجور اسے[6] ظلمت کے بھاگ
تس کا ناؤں[7] سو استدراج
ہویں[9] شیطان پریں فرمان
ہویاں[11] جو باتاں جا معراج
کہیں حدیث تسی قدسیج
باتاں کریں[14] سو ماہیں مانہ
سو قدسیج[15] حدیث کلھائے[16]
آ جبریل[19] کہیں جس ٹھانہ
سوئے[20] کلام اللہ کہلائے[21]
اوس کی شان نزول پچھان
جسے مع اللہ وقت سو ہوئے
جیوں کیتے[25] مرتبے[26] بیان
وحدت دوجا علم صفات
چوتھا فعل شہود ظہور
اینہاں زماناں صورت مانہ
وقت حال وحدت ہے[28] سوئے

---

[1] ا ب س انے [2] س ہے [3] س ہویں [4] س نام [5] ا س ہیں [6] س ہے ظلیت [7] ب نانو [8] ب انے [9] ب ہودیں [10] ب جو [11] ب ہوئیں [12] ا ب ج د پن [13] س ہوئے [14] س کرے [15] د قدسی [16] ب کلائے [17] س چوتھیں [18] س جانہ [19] م جبرئیل [20] س سو، ا ب ج د سودے [21] ا س کلھائے [22] د میں [23] س کنہ [24] ا س جنہ [25] ب کیں [26] ا ب ج د مرتبہ [27] ب سو [28] ب ندارد

نہ دیو[1] زمانیں[2] کوں تم[3] گال — انا دہر وہ وقت سو حال
سبھی[4] زماناں برس ملایں[5] — برس سو بارہ ماس کہایں[6]
پھر[7] مہینا[8] سو دھاڑے[9] تیس — دیس سو ہیں[10] گھڑیاں پانچ[11] بتیس[12]
گھڑی سو پانیں[13] ول کیتیک[14] — پانیں[15] ول ہے وقت سو ایک
وقت زمانیں[16] منہ[17] موجود — برس ماس دن گھڑی نمود
ماضی ہور مستقبل سب — عین حال موجود شو[18] اب
ازل ابد دو نہ اک ٹھنہ پائے — حال وقت اوس[19] ناوں[20] دھرائے
سو جس وقت مع اللہ ہوئے — تس بچ پردا ہووے کوئے
پن پردے پردے منہ بات — سن تمثیل تو آوے دھات
جیوں معشوق اور عاشق مانہ[21] — ثالث آ بیٹھے تس ٹھانہ
تینوں بیٹھے ہوئیں[22] حضور — ایکس تھیں نہیں ایک سو دور
عاشق اپنا سب[23] احوال — ثالث ہاتھ[24] کہاوے گال
موم بتی جیوں جلے نیں[25] روئے — تیوں جل[26] آنجھوں سوں کہے سوئے
رت رنگ شیشہ کھونٹے جیوں — کہتیں ڈھکا[27] چڑھے سو تیوں
تن کر جیبھ کنگھے کی بھانت[28] — الجھیا من سلجھانیں[29] کھانت
آہ[30] کہت بھر راوے جھال — بھٹکا ہووے اوٹھے[31] جیوں رال

---

[1] س: دے [2] ب د: زمانے [3] ا ب ج د: ندارد، س: کو [4] ب: سبھی [5] م: ملائیں
[6] ا س: کہلایں، م: کھائیں [7] م: بن [8] ا ب ج د: مہینہ، م: مہیناں [9] م: دھارے، ب: دیہاڑے، ج د: داہڑے [10] س: تو ہے، م: سو ہے [11] گھڑیاں پانچ [12] س: بہ تیس،
[13] ا ب د: پانی [14] ا ب ج د م: کیتک [15] ب د: پانی [16] ب: زمانے، د: زمانہ [17] د: میں [18] د: ندارد [19] س: اس [20] ب: ناو [21] د س: تانہ [22] د: ہوویں،
[23] ا ج: اپناں سب، ب: اپنا ہب [24] ب: ہات [25] ب: جلے نی، س: جلنے، س: جلنیں [26] ب: حال، م: جل دکھ [27] ب: کہتے ڈھکا [28] د: بات [29] ب: سلجھانے، س م: سلجھیانیں [30] ج: ندارد [31] س: اٹھے

دیسکے انگ جیوں کڑہا بندھائے
سنتیں میت جو کہے دکھ کھول
کہے کہ ٹک سمجھاؤ میت
منجھ سکھ جب دیکھوں تجھ مکھ
دکھ کی جڈ اکلاپا مان
ان پائیں کپڑا فرزند
مطلق طلب سو جس کی ہوئے
یہی اکیلا اس دکھ سب
جس کی طلب سو جنہ کر جائے
سو ہے اکیلا بن مطلوب
دکھ کا تھڈ ایکل پن جان
کان اللہ نہ معہ شئے
آپس بن کو دوجا نانہ
واحدیت جس کہیں ظہور
جس کھلتیں جگ ہوا اتال
وہی اکیلا ہے الآن
ترور دکھ اکلاپا بیج

تڑکے کی تاپوں گل جائے
سو اپے سمجھے میرا بول
کی منجھ تھیں ہو رہیا نچیت
نجھے نہ پاؤں منجھے یہ دکھ
کہوں قاعدا سن دھر کان
جس کس کا ہوئے حاجت مند
اور انمڑے نہیں تس کوں سوئے
تیو نھیں من وحدت منہ اب
تنہ آپس بن اور نپائے
کاہے کہ دوجا نہیں محبوب
وحدت دکھ کی ٹھانہ پچھان
اوس کوں پر پر دکھ ہیں کئے
احد اکیلا وحدت مانہ
علم وجود شہود اور نور
عین سو وحدت ہے اس حال
کما کان منجھ تجھ سنہ مان
سب دکھ تفصیل اس دکھ کیج

---

۱ ا م ترکی ۲ س ندارد ۳ م تابوں ۴ ب سنتے ۵ س سویہ، م سوائے، ب سوئیے ۶ ا سمجھیں، س سنبجھے ۷ م کہو ۸ س سنمجھاؤ ۹ س منیت ۱۰ ب مجہ ۱۱ ہوریا ۱۲ ا س نچنیت، ج نجنیت ۱۳ ب مجہ، م مجھ ۱۴ ب دم مجھے، س منجہ ۱۵ س جدد، م جد ۱۶ م اکلاپن ۱۷ د ندارد ۱۸ دکسیکا ۱۹ س ہووے ۲۰ ب د س امرطے ۲۱ ب اکلا ۲۲ ب پن ۲۳ ب کہے ۲۴ س کی، ۲۵ س تھل، م تہد ۲۶ م ہے ۲۷ کھل تھیں ۲۸ س ہو اتال ۲۹ ا اک آن، ۳۰ ا منہ ۳۱ س ایلا، س اکیلا ۳۲ د س اوس

یوں ایکل بن[1] کا دکھ[2] روے ۔۔۔ جیوں وحی[3] توحید سو ہوئے
جیوں عاشق معشوق اک ساتھ[4] ۔۔۔ کہوں دکھ ثالث کے ہاتھ[5]
یوں بن پردے پردا[6] ہوئے[7] ۔۔۔ شان کلام اللہ کی سوے

مرتبۂ رسالت

جگ منہ[8] کیتی بھانت رسول ۔۔۔ ہہیں انھوں[9] کے[10] کہوں اصول
ایک رسول اس بھانت کھلائے[11] ۔۔۔ جے دوجن[12] کوں آن ملائے
وہ کیوں جیوں دلالا ہوئے ۔۔۔ شہ عارس بچ آوے سوئے
جب شہ عارس[13] ملیں سو جانہ ۔۔۔ نہیں دلالا ہوئے تس ٹھانہ
ایسا نہیں رسول مراد ۔۔۔ ایک بات یہ راکھیں یاد
دوجے بھانت رسول سو کیوں ۔۔۔ ہوا رسول سکندر جیوں
آپیں آپ رسول سو ہوئے ۔۔۔ نوشابا کن آیا سوئے
بھیجن ہار سو ذوالقرنین ۔۔۔ آپ رسول سکندر عین
آپ رسول اور[14] بھیجن ہار ۔۔۔ پن نوشابا الگی نار
یہ بھی[15] نہیں[16] مراد رسول ۔۔۔ ایسا بھی مت کرے[17] قبول
تیجے بھانت رسول جو پائے ۔۔۔ وسے[18] بن بات[19] نہ سمجھیا[20] جائے

حکایت المجاز[21] قنطرۃ الحقیقۃ

اک متوالا تھا یہ مانہ ۔۔۔ مطلق عشق مقید تانہ

---

[1] س اکلین [2] د ڈکا [3] م وے [4] ب سات [5] ا ب ج د ہات [6] ج بردا
[7] ب سوئے [8] د میں [9] ا اونھوں [10] م کی [11] ا م کہلائے، ب کلائے،
[12] د دوجے [13] ا ب ج د س ندارد [14] ا س ہور [15] س ندارد [16] د
ندارد [17] ب کریں [18] د وہ [19] ا ب ج د بھانت [20] ب سمجھا،
س سنمجھیا [21] ب المجاز حکایت ...

سب محبوبوں کا محبوب
لوئیں[2] بھاند پڑے[3] نہیں سوئے
رسیا مکھا کنول کی باس[4]
اک[6] منہر چک چار سو کین
من ہر لیتے[8] ہوے نجان
جیوں اندھلے[10] کی لکڑی جائے
چھین گیا من ایسے میل
چنچل من وہ[12] بھریا چھند
تس مکھ سور ہوا اے چھانہ
نیند سو سہنیں مانہ نجوئے
لوہو[17] گھونٹ سو پیناں[18] تس
تج ان پانیں[20] نیند سو کھوئے
خلق[21] سو اخلاق اللہ کین
کرے[23] بہت[24] ملنیں[25] کی گھانت
کیتک لوگ مہر من آن
اک اک[29] جدی جدی ہو آئیں[30]

آج سو جیوں اپنوں[1] منہ خوب
جیسا ہرن ترا ٹھا ہوئے
پن جیوں بھنور پڑے[3] نہیں پاس
ہستے[7] مانہ گیا من چھین
جیوں چنبک[9] لوہا لے تان
بھیکھاری[11] بھنڈار گنوائے
اس کا مرن اوسے تھا کھیل

صورت خوب[13] کیا تن بند
ساتھ پھرے[14] پن ملناں کانہ
اس[15] نت اوٹھ غم کھاناں[16] ہوئے
آس پیاسا[19] دن ہور نس
رہیا سو طالب صادق ہوئے
کچھو علایق رہن[22] نہ دین
ہوئے[26] نہ پن ملناں[27] کس بھانت
کہیا[28] ملادیں ہم اس تان
کر منت سر پاؤں لائیں[31]

---

[1] ج آپنوں، س، اپتوں [2] ب د لوئیں، س، آوے، نہوئیں [3] ا بدے، س، پدے، م پڑے، [4] ا پاس [5] زور- چدے [6] ب ایک [7] س ہسی [8] ا، زور، س، م لیتیں [9] ب د چنپک [10] س اندھے [11] د م بہیکاری، س بھیکیاری [12] س بہو، زور- یہ [13] ا ب س پدیا خوبصورت کے بند، زور- صدیا خوبصورت کے بند، م پڑیا خوبصورت کے بند [14] ب، زور- پھریں [15] د اوس [16] ب کھانا [17] س یوہو [18] س پینا [19] ا ب ج د س م تیاسا [20] ب د پانی [21] س تخلق [22] ب رنے نہ، ج رہیں نہ، س نہ رہنیں [23] زور- شعر ندارد [24] ب بھوت، [25] ا مانیں، ب ملنے [26] د س ہوئیں [27] د س ملنا [28] س کہا [29] ا د م ایک ایک، ج ایک اک [30] م آئیں [31] زور، م لائیں

کہیں کہ اتناں[1] کہیا مان — دے اس عاشق کوں جیو[2] دان
دیکھ نظر بھر، کر دو بات — اوس[3] مکھ ماں[4] نہ تو نہیں دن رات
تجھ کارن تجیا ان نیر — نیند تجے ہب کر بدبیر
موم بتی جیوں سب جل جائے — جلناں جیبھ[5] پریں نہیں لیائے[6]
جلتیں[7] ہب اس آیا چھیہ[8] — جیوں شمع ہستیں[9] جیو دیہ
پوچھیا منجھ[10] کارن یوں ہوئے — تج[11] ان بانیں[12] کدہیں نہ سوئے
یہ تم جھوٹھ سو ناٹو[13] سب — بوجھوں[14] ساچ ملوں گا تب
دیا[15] جواب سو[16] ایسی شان — جیوں ملنیں[17] کا کیا گمان
یہ ننھیں[18] کی عادت ہوئے — کدڑی[19] اوڑاویں[20] گے جے کوئے
نیہ سوں[21] ڈور[22] بندھا اک[23] بیر[24] — پچھیں[25] کر ناٹھیں مکھ پھیر
کدڑی[26] گگن لگ جیوں[27] چڑہ جائے — تیوں ٹھیں عشق بلندی پائے
عاشق ہر بھانتیں کھپ[28] کیت — جیوں جیوں پیار مہیں ہے ریت
سب[29] اختیار کے دکھ سکھ — پن اوس کا من ولے نہ چکھ[30]
سب[29] باتوں عاجز ہو آئے — اک[31] مسجد ماں[32] بیٹھا جائے
کرے عبادت دن ہور رات — خدا کنیں یہ مانگے بات
تیری ہے درگاہ مجیب — میرا منجھ[33] کوں ملا حبیب

---

۱ اس: اتنا ۲ س: جیوں ۳ الف ب، زور، س، م اس ۴ د ندارد ۵ ب جیب ۶ الف لائے ۷ ب جلتے، س چلتیں ۸ زور، س س جیہ ۹ ب ہستے، ج د ہسی، زور۔ ہستے، س ہنسی ۱۰ ب مجہ ۱۱ زور۔ تجہ ۱۲ ب، زور۔ بانی ۱۳ س جانو ۱۴ زور۔ پوچھوں، س بوجھو ۱۵ ب، زور، س س م دیا ۱۶ د جو ۱۷ ب، زور، س ملنے ۱۸ ب ننیں، زور۔ ننھن پن ۱۹ اس کوڑی، س کدھی، م کوڑیں ۲۰ د س اوڈ ایں، زور۔ اوڑاویں ۲۱ زور۔ سو ۲۲ زور، م دور ۲۳ زور۔ یک ۲۴ زور۔ بھیر ۲۵ زور۔ پچھیں ۲۶ ام کوڑی ۲۷ س جبھیں ۲۸ س کیب ۲۹ زور۔ سبھ ۳۰ س جک، س چھکہ ۳۱ زور۔ ایک ۳۲ زور۔ مانہ، س منہ ۳۳ ب مجہ

کیتی دیس گئے اس شان | معشوقیں یوں کیا گمان
عاشق لیدھا[1] ہے[2] اور ٹھانہ | منجھ تھیں جھٹک[3] نے موہیا[4] تانہ
ہب کیوں آئے دواناں[5] باٹ[6] | تالا ویل ہوئے[7] اس ماٹ[8]
اودھ[10] نکلیا من مانہ بماس | جاؤں[11] ملاتے تھے[12] تن پاس
جے آتے تھے منت کارج | دیکھوں پوچھ[13] تنھوں کوں آج
آکر بیٹھا ٹک دم ٹال[14] | پوچھ اوٹھیا[15] یوں بھولے[16] کہال[17]
جس کوں سب نس[18] نیند نہ آئے | کدھیں نہ جس ان[19] پانیں[20] بھائے
کہاں[21] تمھارا[22] وے ہے[23] یار | اب جس جھوٹھ ہوا اظہار
انھوں[24] کہیا اک مسجد مانہ | تائب[25] ہو بیٹھا تس ٹھانہ
ملے نہیں وہ[26] کسی سنگھات | حق کے شغل میہں دن رات
یہ سن بات سو گھر منہ جائے | سوتا پن نس[27] نیند نہ آئے
گہ کوں جیوں نکلیا آدیت | سر ناہیا[28] اور کسوت کیت
جانیا بھی اک بار دکھاؤں[29] | منجھ[30] دکھلا من[31] چھین سو لیاؤں
سمجھیں[32] آیا مسجد مانہ | عاشق رہتا تھا جس ٹھانہ
دیکھت عاشق دور[33] سو آئے | کر تعظیم اسے[34] لے جائے

---

[1] ا لیدھا، زور۔ لبدیا، س لبد [2] ا ھمی [3] ب س م چھٹک [4] ا ب د، زور، س، س بموہیا، ج نموھیا [5] د آوے [6] زور، س م دیواناں، س دوانا [7] ا، زور، م بات [8] ب ہووے [9] زور۔ باٹ، م مات [10] ا د نہ نکیا [11] زور۔ جانوں، م کل آتا تھا [12] [13] د، زور۔ بوجہ [14] م تال [15] ب اٹھا، د س ج اوٹھا [16] س بولے م پھولے [17] زور۔ کال [18] سبب نس، س نس دن [19] ا ب ج د آن [20] ب پانی، [21] د کہا [22] س تمارا [23] س ہے وہ، م وہے ہے [24] د س س انھوں، ب انھو، [25] ج تائپ، زور۔ تایب [26] ا ب، زور، س وے [27] د م تس، زور۔ تسن [28] س نھایا [29] س س دکھاوں [30] د مکھ [31] ا س دل [32] م بجھیں [33] ب دوڑ [34] زور، س م اوسے

بسلایا اس حجرے[1] مانہ — آپیں رہتا تھا جس ٹھانہ
میوا[2] ہور خوشبوئی پان — اور ساٹے[3] بھاٹے[4] کئی[5] شان
بھانتیں بھانت منایا من — جیوں جیوں ہیں[6] عاشق کے فن
پن وہ ولنیں[7] لاگا جب — انبرانیں[8] یہ آیا تب
مسجد کیاں سیڈھوں[9] لگ آئے — کیباں[10] عذر خواہیاں سمجھائے[11]
کہیا[12] میں من آن یقین — حق سوں عہد یقین سو کین
جب لگ جیو ہووے[13] گھٹ مانہ — باہر پاؤں[14] نہ کاڈھوں[15] تانہ
نقطا مرکز[16] تن منجھ[17] پاس — دل کا[18] دور[19] تمھارا[20] داس
تس کی جتن کرو دل ساتھ — پن دل کوڑوں ہیں تم ہاتھ
میرا دل ڈھونڈھو[21] اک تل — بہت دکھی[22] وہ میرا دل
اوس کی جتن کرو تم اب — سن معشوق سو ولیا تب
دل منہ[23] دکھ اور[24] منہ منہ پان — زیارت کے پانوں[25] کی شان
عاشق رہ رہیا اوس باج — اون جیو[26] جاتا[27] دیکھیا[28] آج
آج[29] لگیں سب پرھتی مانہ — کن جیو جاتا دیکھیا[30] نانہ
عجب نیہ کی الٹی[31] ریت — جانے وہ جس ہوئے پریت
تیر جو زہ کوں[32] ملنیں جائے — زہہ[33] کشش کر آپ تنائے[34]

---

[1] س حجرہ [2] ل م میوہ [3] ب ساتھی [4] زور۔ باٹے [5] م کی [6] ل س ہے، [7] ب د ولنے، س چلنیں [8] زور۔ انبرانے، س انپرانیں، م انبرائیں [9] ل سیڈھوں، زور۔ سیڑھیوں، س سڈھیاں، س سیڑھوں [10] ل کیا، ب، زور، س م کیاں [11] س سمجھائے [12] زور۔ کھیاکہ [13] ب ج س ہوے [14] ب، زور۔ پانوں، ج م پاؤ [15] م نگاد ہوں، د نکاڈوں [16] ل س م مرکز نقطا [17] ب مجھ [18] ل ندارد [19] م دو [20] ب س تمارا [21] د ڈہنڈہو، س م ڈھونڈو [22] ل د دکھی، م دکھے [23] د میں [24] زور۔ ہور [25] ب پانو [26] س جیوں [27] د جانا [28] ل دیکھا [29] زور۔ اج، [30] د دیکھا [31] ب اولٹی [32] ب کن [33] ب د س س زہ [34] زور۔ شعر ندارد

تیر[1] دس[2] زہ دوڑے[3] جب آپ — تب تیر[4] ناٹھ[5] چلے پرتاپ[6]
جیوں جیوں عاشق بہت[7] تنائے — تیوں معشوق سو پھر آجائے[8]
عاشق ہوئے[9] نس دن مشغول — جانے ہوئی[10] منجھ[11] دعا قبول
نس دن عاشق کی یہ شان — کرے عبادت دھرے سو دھیان
بہت[12] عبادت کریں[13] ماٹ — اون[14] پائی حق کی دس باٹ
شغل بتی آیا دل ٹھانہ — ہوا سو کامل ولیوں مانہ
یہ بھی ایک[15] ہوا ہم راز — حق کی سیڑھی ایہاں مجاز
پھر معشوق سو عاشق ہوئے — کہ[16] اوٹھ[17] منہ[18] آنجھو[19] سوں[20] دھوئے
لوہو[21] گھونٹ تنبول بتیج — مکھ پونم گھٹ ہوا سو بیج
شک کا چاند ہوا گل سوئے — ہوئے کہیں کو کہیں نہ ہوئے
جنسیں جنس سو کھپ کر دیکھ — اوس[22] ان ملناں من لیکھ[23]
کھپ ماں اوچھا[24] چھوڑیا نانہ — بن عاشق پھر آئے نہ تانہ
سب بھانتوں[25] من مانہ بماس — خادم ہوئے[26] رہیا تس پاس
دوہوں[27] عبادت کریں[28] سو مل — دوہوں[27] ہوئے پھر صاحب دل
ہوا ملن اللہ ان مانہ — دیکھ[29] رسول خدا اس ٹھانہ
یہ بھی نہیں مراد سو جان — ہب تھیں کہوں رسول پچھان
چوتھا ہبیں رسول قبول — دو امروں بچ ذات رسول
ذات سنے[30] ہو دیکھے ذات — ذات رسول اور امر صفات

---

۱ ا، د، س سر ۲ س دسن ۳ د جب دوڑے ۴ ا ب دس سر ۵ ا ناٹ ۶ زور۔ شعر ندارد ۷ د بھوت ۸ س پھیر آجائے، س پھرتا جائے ۹ د ہوں ۱۰ ا ہووے، د ہوں ۱۱ ب مجھ ۱۲ ب بھوت ۱۳ ب د کرنے ۱۴ م ان ۱۵ س اک ۱۶ زور۔ گہ نت ۱۷ م اٹھہ ۱۸ زور۔ موں ۱۹ د، زور۔ آنجھوں ۲۰ ا س سنہ، زور۔ سو ۲۱ ا س لوہی، م لوہے ۲۲ م اس ۲۳ زور۔ سیکھ ۲۴ زور۔ اوجھاں ۲۵ زور۔ باتوں ۲۶ ب م ہو ۲۷ ب دہوں ۲۸ س کرے ۲۹ د دیکھو ۳۰ س سنیں

عبد الٰہٰ[۱] صفت ہیں دوئے
ہوں چھت ذات رسول سو سوئے
کہے انا اللہ تنزیہ مانہ
انا عبدہ کہے جگ مانہ
انا جو ہوں یہ دونہ ماں پائے
اس[۲] کا ناؤں رسول دھرائے
ہے تنزیہ تشبیہ اور گھاٹ
دونہ چھت مانہ ملیں اس ماٹ[۳]
جیوں سب انگلیاں[۴] جدی اصول
پچھیں[۵] ہتیلی[۶] ذات رسول
عبدٗ[۷] الٰہٰ امر دونہ جان
چھت دونہ مانہ رسول پچھان
ارسل نفسہ لنفسہٖ[۸] ہیج
علیٰ نفسہ جان یہ ہیج

حضرت جسم

دیکھن ہار سو وحدت ذات
الہیت دیکھناں[۹] صفات
پھر پایا[۱۰] وہ روح سو ہوئے
دل صورۃ[۱۱] درپن منہ جوئے
جوسا[۱۲] آرسی کوں کر جان
ہب تھیں اوس[۱۳] کی بگٹ پچھان
جیسے درپن سانھیں[۱۴] آئے
ویسا اس[۱۵] کا مکھ دکھلائے
جب اس[۱۶] پچھلی پاسے جوئے
تب منہ[۱۷] جیسا کھیڑا[۱۸] ہوئے
کرے جو کو درپن تروار
تس مکھ لانبا[۱۹] جیوں بیزار
دیوا دیکھ ندی[۲۰] کے پار
جانیں نیزا گز دس بار
پانیں[۲۱] کن رہ دیکھے کوئے
یہ سیدھا وہ[۲۲] اوندھا ہوئے
پڑی[۲۳] بانگڑی[۲۴] کے منہ دیٹھ[۲۵]
ڈاڑھی[۲۶] سر پر جائے بایٹھ[۲۷]

۱؎ م اللہ ۲؎ ا اوس ۳؎ م باٹ ۴؎ س انکلیا ۵؎ ب پچھی ۶؎ ا ج ہتھیلی ۷؎ ب عنبد ۸؎ د س نفسہیج ۹؎ ب دیکھنیں ۱۰؎ د پایا ، ۱۱؎ م صورت ۱۲؎ س صورۃ ، ب جسا ۱۳؎ ا اس ۱۴؎ س سانمیں ۱۵؎ ب دم اوس ۱۶؎ ا ب س اوس ۱۷؎ س مکہ ۱۸؎ م کھیرا ۱۹؎ س لاکا ۲۰؎ ب ندہی ۲۱؎ ب پانی ۲۲؎ ج وہ وہ ۲۳؎ م پری ۲۴؎ س بانکرکی ، س بانکری کی ۲۵؎ م دیتہ ۲۶؎ د ڈاڑھی ، م دادی ۲۷؎ م بایتہ

جیوں جیسا جلنیں[1] منہ آئے — آگ سو ویسا رنگ دکھلائے[2]

جب کاٹھی پر ہووے[3] اظہار — رتڑی[4] رنگ رہے جھالاں مار

جب دیوے پر کرے ظہور — جوت سونہری[5] کہے سو نور

کرے تجلی مانجہ[6] شراب — تس رنگ کے[7] بھانتوں کے داب[8]

پھول[9] پھٹا کوں[10] منہ اور رنگ — کرے تابئے[11] رکن رکن ڈھنگ

جیوں عاشق کے انجھو[12] تیز — جلے نی[13] رووے[14] تیوں گل ریز

جب مہتاب مہیں ہے سوئے — تب رنگ جیوں عاشق کا ہوئے

بھی کبھینک[15] اس بھانت دکھائے — ہوئے ہوائی[16] گگن چڑھ جائے

کبھیں[17] چھٹک جاوے بے باک[18] — جیوں معشوق سو ہوئے[19] پھٹاک[20]

کبھیں دکھوں کے جھاڑ[21] دکھائے — درخ[22] مناروں[23] منہ جب آئے

کبھیں ہرے ساروں کے دکھ — نرم پھول جیوں ہنسے[24] سو مکھ

رنگ نگینوں کے دکھلائے — کب ہو[25] چرخی پھیری[26] کھائے

کبھیں بندوق جو مارے تاک — اوچٹ[27] لاگے آئے تڑاک

کبھیں گولا نال[28] لجائے[29] — کوس اک دوپل[30] سوں پہنچائے[31]

بجھا سو دارو کورے[32] جال — اوڈا[33] لجاوے گرڈ[34] پیال

چونیں[35] ماہیں آگ اگل[36] — جل چھانٹے تھیں اوٹھے سو جل

۱ے ب جلنے، س چلنیں ۲ے ب دکھائے ۳ے س ہو ۴ے م رتری ۵ے ب س س سنہری ، ۶ے س مانہ، س مانجہ ۷ے س کئی ۸ے ا ذات ۹ے م بھو ۱۰ے ب پٹاخوں ۱۱ے ا م تابی، ب تابیی، س تابینی، س تعبیی ۱۲ے د انجھو ۱۳ے س بی، م نہ ۱۴ے م روئے ۱۵ے ب ج د کبھیک، س کبھیں اک ۱۶ے م ہوا ۱۷ے ا بھیں ۱۸ے ا بال ۱۹ے د ہو ۲۰ے ا بھنکال ۲۱ے ب جھاڑ، د س م چھاڈ ۲۲ے س درخت ۲۳ے ب منارے ۲۴ے س ہنسے ۲۵ے ا ہو جو ۲۶ے د پھیرای ۲۷ے س آوجت ۲۸ے ا ناک ۲۹ے ا لجاوے ۳۰ے م بل ۳۱ے ا بھجائے م جائے ۳۲ے س کودے ۳۳ے م اودا ۳۴ے م کڈ ۳۵ے ا جونیں ، ب م چونے ، ۳۶ے ا ب س س آگل ، م نکل

ایتی حکم کرے اک آگ — ولے انھوں آرسیوں لاگ
ہر شانوں چھت ایک[1] دکھائے — ین بن مظہر پائی نہ جائے
تیوں موجود اوجالا[2] اب — بن مظہر نہیں پائے[3] کب
کبھیں اوجالا[4] آگ[5] سو جانہ — کب سسیہر کب سورج مانہ
کبھیں جواہر مانہ اوجال[6] — ین ہر ٹھاہر اسگے حال[7]
حکم آرسی کے سب لیائے — ین چھت بدلے چھتا دکھائے
تیوں اثی[8] جو سے سونھدے[9] مانہ — کھیلے دھول مہیں ہر[10] ٹھانہ
جوان جوسا[11] جب اس کن آئے — تب کیا کیا اودماد[12] کرائے[13]
تری اولالی[14] کھاوے پان — رج لاگے پرچھان بنان[15]
کسوت کرنیں توبھ[16] بہنت — جیوں متوالی رت بسنت
رن پر آئے سو جیتی[17] بار — باندہ سلہ[18] دھج کر ہتیار[19]
فوجوں پر اس بھانت بھلائے[20] — جیوں دیپک پرتینگ[21] چھپائے[22]
اور جب دھرے کسی سوں نیہ — بھرت نساسی[24] منہ[23] جیو دیہ
جیوں[25] دیناں[26] ہے بات[27] دوھیل[28] — سبھوں[29] دوھیل[30] سو اس کا کھیل
نیہ ماں جیوں[31] دنیاں[32] کیا[33] بات — تلتل مرناں[34] ہے دن رات
جس ہووے[35] نیہ بوجھے سوئے — باتاں کرتے[36] ہیں سب کوئے

---

[1] اب ج د سن س اک [2] اب د سن م اجالا [3] ب پاوے [4] ب د م اجالا [5] م اک [6] ب سن م اجال [7] سن جھال، م چال [8] م اے [9] ب نہرے، سن نیند ہے، م نہنی، [10] ا سن م سب [11] ب جسا [12] ج د ادماد [13] سن دکھائے [14] ا د سن م الالی، [15] ا تبان، م تیان [16] م یہ [17] م جیتے [18] سن سلح [19] ا ج ھتھیار [20] سن چھلائے [21] سن ندارد [22] ب د چھپائے، ج جھپائے [23] د م میں [24] سن جیوں، [25] اب ج د جیوں [26] ب سن دینا [27] ب بہوت [28] ا د م دہیل [29] ا سن سبوں [30] د دہیل، م دحل [31] سن م جیو [32] ب د دینا [33] اب ج د کی [34] م مرنا [35] د سن ہوئے [36] ا کرتیں

باتوں کا نیہ سب کس آئے — نیہ کی بات نہبند[1] بسلائے
سنے بات[2] کرتے ہیں یار — کہاں سو[3] پہونیں[4] کہاں سو پیار
سیکھیا[5] سب[6] و[7] کہتا ہے خوب — کہاں خوب نیں[8] کہاں محبوب
جوان جو سے[9] کے ٹلیں[10] جو ڈھنگ — کالا اوجلا[11] ہووے رنگ
جوسا[12] جو بوڈھا[13] ہووے اس پاس[14] — ڈھوبے تھرتھر ہوے نراس[15]
تیج نہ آنکھوں[16] سرت[17] نہ کان — نبل[18] سو پاؤں من نسیان
جیسا جوسا[19] ہوئے[20] اس ہاتھ — ویسا حکم کرے تس ساتھ
ہر شئے باطن ہے انسان — بولے پھیر[21] جوسے[22] کی شان
جیوں پڈ[23] جاویں دانت جو[24] جب — درس نہ نکلے بول سو تب
کمی جو جنتری[25] کی پڈ[26] جایں[27] — تو کس ٹھاٹھیں[28] راگ بجایں[29]
جنتر[30] کار کرے کھپ[31] ات — راگ نہ باجے پن کس گت
جاں لگ[32] ہیکل درس[33] نہ ہوئے — بول نہ سمجھے[34] تان لگ[32] کوئے
سب حیوان دھریں[35] من گیان — شان[36] سو باطن جیوں انسان
گونگا بولیا لوڈے[37] جیوں — پن[38] ہیکل نہیں بولے کیوں
سب حیوان سو تیوں ہربار — جیوں ہیکل تیوں اوٹھیں[39] پکار
شکل سو کامل مانس مانہ — ہوا مدبر ساری ٹھانہ

۱؎ ا ب س م بند ۲؎ س باتاں ۳؎ ا ج د س س م ندارد ۴؎ ا پہونیں، ب بیونے، ج بیونیں ۵؎ ب سیکھا، س سکھیا ۶؎ س ندارد ۷؎ ب اور، د نئے ۸؎ ب جسے، ۹؎ م کی ۱۰؎ ب ٹلے ۱۱؎ ب اجلا ۱۲؎ د جسا ۱۳؎ د بوڈا، س بوتھا ۱۴؎ د باس ۱۵؎ س تراس ۱۶؎ ا انکھییں، س انکھیں، س انکوں ۱۷؎ د سورت ۱۸؎ ا د نیل، ۱۹؎ ب جسا، م ہوئے ۲۰؎ ب ہووے، جوسا ۲۱؎ م پھرے ۲۲؎ د جسے، م جیسے ۲۳؎ س پڈہ، ۲۴؎ ا خو، ب سو ۲۵؎ س جنتر ۲۶؎ س بد ۲۷؎ م جائیں ۲۸؎ ب بہانتیں ۲۹؎ م بجائیں ۳۰؎ م جنتری ۳۱؎ م جب ۳۲؎ م لک ۳۳؎ ب م درست ۳۴؎ س سنجھے ۳۵؎ س دھرے ۳۶؎ ا ب ج د سان ۳۷؎ د لوڑے، س س بورے، م لوری ۳۸؎ د م بن ۳۹؎ د اونہیں ←

پانی[1] کہے ڈبوؤں[2] اتال — جے منجے[3] اوپر آوے چال
یہ لکڑی کا جہاز گڈھائے[5] — سوتا بیٹھا کہے جائے
باندھے سڈہ جیوں باد بھرائے — باو پاس یہ جہاز تنائے
پڑے[6] دھوپ برسے برسات — یہ چھپرے[7] منہ[8] رہے دن رات
ہاتھی کا بل آنے ہاتھ[9] — بھانے گھر اوس[10] کے بل ساتھ
جہاں شکل جتنیں[11] نقصان — تنہ نقصان عمل اوس[10] شان
جیوں آرسی بیسے ہوئے[12] — صورت پھرا دکھائے[13] سوئے
جوسا[14] آرسی دیا[15] قرار — ان معنوں موجود اک بار
کاہے[16] کہ[17] جس ماں دیکھیا[18] جائے — درپن تس[19] کا نانوں[20] دھرائے
ہب تھیں جنہ تکرار سو پائے — سو اس[21] کی تفصیل کلھائے[22]
جوسا[23] محمد کا موجود — تفصیل اور اجام نمود
چھیہ مرتبے شہادت یوں — جوسا آرسی سمجھیا[24] جیوں
مطلق ذات جوسا اس ٹھانہ — بن پردے ہے پردوں مانہ

حجاب صورت

اک پردا تو صورت ہوئے — ولے[25] موجود کہے اوس[26] کوئے
کرو موم کی صورت لاکھ — مانس گھوڑا مورکھ[27] داکھ
صورت ان ان بھانت دکھائے — جو کھو تو کچھ بھار نہ آئے

← س اوٹھے
۱؎ ب م پانی ۲؎ ا ج م ڈبوؤں، س ڈبوؤں ۳؎ ب مجہ، م نداد،
۴؎ د حال ۵؎ ا ب س گھڑائے، د بنائے ۶؎ ب م پڑھے، س اوپر ۷؎ م چھپیر ۸؎ د میں
۹؎ د ہات ۱۰؎ ب اس ۱۱؎ ا ب س م جتنی ۱۲؎ ج د جوئے ۱۳؎ ب س دکھاوے
۱۴؎ د جسا ۱۵؎ ب د س دیا، س دینا ۱۶؎ م گاہے ۱۷؎ ا س کے ۱۸؎ ب د دیکھا
۱۹؎ ب اوس ۲۰؎ ب نانو ۲۱؎ د م اوس ۲۲؎ ب کہلائے ۲۳؎ د جسا ۲۴؎ ب س سمجھا
س سنجھیا ۲۵؎ ا ب ج د ول، م پن ۲۶؎ ب اس ۲۷؎ ب ج د مورکی، س ہور رک

بھار جو موم مہیں تھا سوئے — صورت تھیں کچھ ادھک[1] نہ ہوئے
صورت[2] علم منہ سو اعیان — موم دکھاوے تس کی شان
علم مہیں صورت معلوم — دیکھے[3] عین ذات جے معلوم
صورت عین موم[4] کر لیکھ — خوبیں فکر کرے[5] اس دیکھ
سن اس کوں دل سنہ تکرار — بھی کہتا[6] ہوں دوجی بار
چتیاریں[7] کر رنگ اک ٹھانہ — پوپٹ چتریا[8] کاغذ مانہ
اوس[9] کوں جا دیکھے جے کوئے — ریجھے پوپٹ بوجھ سو سوئے
خوبیں دیکھے جیتی بار — کاغذ انیں لکیراں[10] چار
کاغذ ذات الہیت[11] صفات — صورت علمی وہمی بات
ذات جو کاغذ ہے اس ٹھانہ — عین سو صورت ہے گی تانہ[12]
العالم ہے صورت ہو — صورت[13] ہو ہویت[14] ہو

حجاب رنگ

دوجا رنگ سو پردا ہوئے — دیکھ کہاں موجود سو سوئے
وہم مہیں یوں کرو بچار — کپڑا رنگ تھیں کاڑھو بھار
تب رنگ کیونھیں نہ پایا جائے — بلگے وہم مہیں بھی نائے[15]
صفت بتی رنگ پھرے[16] ڈھنگ — غوسا[17] چڑھے[18] ہوئے لال سو رنگ
من ماتھیں[19] جب ہیبت آئے — تب ہو[20] اجلا[21] پھٹک سو جائے

---

[1] ب ادک [2] ج د صور [3] ب دیکھیں [4] ب موم عین [5] ب کریں، ج کر، [6] س کہتاں [7] ب س ن چیتارے [8] ج چترا [9] س م اس [10] س لکیرا [11] ب لہیت [12] ا ب نانہ [13] ب د صورتہٗ [14] ب ہویتہٗ، د و ہویتہٗ [15] ا د م نآئے [16] ا ب د پھرے [17] ب س عصا، م غصہ [18] ا س چڑھیں، [19] س ماں، م منہ ہیں [20] س ہوئے [21] ا س اوجلا

جب ہووے[1] ات درد ملال — تب رنگ[2] جیوں نیلا کچھنال[3]

جسکوں نیہ کا ہووے[1] درد — تس رنگ جیوں سوناں[4] ہے زرد

بھاوٹ[5] پڑ دکھیا ہوئے کوئے — وے جل کالا کاٹھی[6] ہوئے

صفت بتی ہیں رنگ کے[7] پھیر — سنیش[8] وِلے کہوں دوجی بیر

چوناں ہلد سو بھانتاں[9] دوئے — مل کر اک رنگ لال سو ہوئے

ایک[10] کلی[11] دوجا[12] ہرتال — مل رنگ نیلا[13] ہوئے کچھنال[14]

اور دو مل اک[15] دیکھیا جائے — وے واقع چھت ماں نگنائے

رنگ کا[16] پھیر سنیں دھر کان — دیکھیں وقت بتی اور شان

جے رنگ دن کوں زرد دکھائے — رات سو[17] نارنجی دکھلائے

اور جے ہوئے[18] لال سو دیس — وے کالا ہے نس کے بھیس

وقت بتی رنگ پھیر[19] دکھائے — اور کا اور نظر[20] منہ آئے

رنگ ڈونگر کا ہے اور شان — اینہاں سو بادل کریں گمان

اور ہے رنگ ڈونگر کی ٹھور — دور بتی دیکھتیا[21] اور[22]

اور کا اور وہم منہ[23] آئے — جیوں دوالے کا سانپ دکھائے

جیوں جنگل منہ[24] دھوپ اور باؤ — دیکھو دور قیاس دوڑاؤ[25]

جانو کی بھریا جل[26] تھل — دیکھ جھانجھوی[27] آڈ سو ول

رنگ بھی[28] جیوں صورت[29] کی بات — وہمی اثر سو دیہ صفات

---

[1] س: ہوئے [2] د: تب ہووے رنگ [3] ب د: کنجال، س: کنجھال، س: لچھال، ا، م: کنجھال
[4] ب د س: سونا ہے، م: سونا ہی [5] م: بھاوت [6] م: کاٹھے [7] م: کی [8] ا ب: ستے
[9] ا س: بھانتا [10] ا: ایک [11] ا س: کولی، د: ندارد [12] م: دوجے [13] د: تب رنگ نیلا جیوں [14] ب د: کنجال، س: لچھنہال، س: کجھنہال، م: کنجھال [15] د م: ایک [16] د: ندارد
[17] ل: سوں [18] د م: ہووے [19] س: پھر [20] د: نظروں میں [21] ب: دیکھیا تا، د: دیکھتیا کچھ [22] س: شعر ندارد [23] د: میں [24] د م: میں [25] د: دڑاؤ [26] ج: جل
[27] م: جھانجھو [28] م: یہی [29] ب: صورت کی جیوں، ا: صورت کی

اثر صفت کی تھیں[1] رنگ پائے — چھت بے رنگ رنگ منہ دکھلائے
جیوں چھت صورت مانھیں جوئے — تیوں چھت رنگ مانھیں بھی ہوئے
رنگ ہور صورت نہیں موجود — وجود اتھوں[2] کی شان نمود
ٹک بن رنگ چھت کے[3] دس دیکھ — نہیں سکے کر ٹھاں[4] بہ بیکھ
عدم دیٹھی[5] گا تسے قرار — چھت کوں کہے گا نہیں ہر بار
نہیں بوجھ جب دیکھن جائے — تب چھت کالا رنگ دکھلائے
چھت بن رنگ سو کالا رنگ — عین ذات ہے[6] رنگ اس ڈھنگ
احسن رنگ کہیں گے سوئے — جے صبغۃ من اللہ ہوئے

حجاب ابعاد ثلاثہ

تیجا پردا ہے اس ٹھانوں[7] — عرض طول ہور عمق سو نانوں[8]
لانبا چوڑا[9] اونڈا جانہ[10] — یہ موجود سو ہیں[11] کہ[12] نانہ
لانبا ٹونکا کرو جو کاٹ — بھار گھٹے نہیں ٹونکے[13] ماٹ
یہ بھی ہے صورت کی بات — لانب پناں[14] بھی تسی سنگھات

حجاب لذت

چوتھا پردا ہوئے سو ساؤ — لذت منہ بتیاں[15] سن جاؤ
میٹھا کڑوا پھیکا کھار — یہ طبیعت کا سبی[16] بچار
سانپ جو ڈسیا ہووے[17] کس — نینب[18] سو ہے میٹھا مکھ تس
باؤ[19] پت[20] جب غالب آئے — تب کڑوا سب ساؤ بجھائے

۱؎ ب تھی ۲؎ ا م اوتھوں؛ د اونوں ۳؎ م کی ۴؎ س تہانہ ۵؎ ا س م دی کا، د دستی کا، ب دیویکا ۶؎ م ذاتہی۔ ۷؎ ب د ٹھانو ۸؎ ب نانو ۹؎ ا س چوڑا ۱۰؎ د جان ۱۱؎ ب س ہے ۱۲؎ ب د س س کی ۱۳؎ ب کاٹے ۱۴؎ ج س پنا ۱۵؎ د م میں بتیاں ۱۶؎ د ہے ۱۷؎ س ہوئے ۱۸؎ ب د س نیب، م لینب ۱۹؎ د س پاؤ ۲۰؎ س ہت

پیار مہیں کس مارے کوئے — دیکھ کہ کیا تب لذت ہوئے
یہ سب ہے طبیعت کا پھیر — پن معنی سن دوجی بیر
پہلوں چھت چاکھے منہ پائے — عین سو[1] تیکھا ساؤ جنائے
ہب لذت آوے جس مانہ — مطلق حکم یہی تس ٹھانہ
کے[2] لذت موجود نہ ہوئے — چھت ہے لذت عین سو سوئے
مشکل ہے یہ سمجھیں[3] دیکھ — بہت[4] فکر سوں کریں بہ بیکھ

حجاب محسوس[5] لمس

کہیں پانچواں پردا کس — ٹھنڈھا[6] تپا بوجھے جس حس[7]
یہ بھی ہے[8] طبیعت کا بھاؤ — بھرے[9] طبع[10] تھیں جیوں ہے[11] ساؤ
جب ٹھنڈہ[12] تاپ[13] چڑھے[14] کس آئے — سبی گرم اوس[15] ٹھنڈھا[16] بجھائے
بیٹھے جنہ ہوئے دھوپ تراس[17] — وے جیوں[18] پچھلی رات اکاس[19]
پھیر[20] طبع کا[21] بھی اس ٹھانہ — کھیا جیوں سواد سو مانہ
پن پہلوں چھت پائی جائے — عین سو صورت[22] گرم بجھائے

حجاب بوئی

ہووے پردا چھٹا[23] سو باس — جس تھیں ہوویں[24] بھنور اداس[25]
بدبوئی[26] منہ[27] جیو سو جانہ — اوس سن[27] خوشبوئی تس مانہ

۱؎ ب جو ۲؎ ب دکہ، س کہئ ۳؎ س سنجھیں ۴؎ ب بھوت ۵؎ ا د س ح ندارد
۶؎ ب دم ٹھنڈا ۷؎ ب ہس ۸؎ س ندارد ۹؎ ج م بھرے ۱۰؎ ب طبیعت ۱۱؎ ب ندارد
۱۲؎ ب ٹھنڈ، م ٹھنڈا ۱۳؎ ا ج س م تاب ۱۴؎ ب چھڈے ۱۵؎ ا ح س اس،
۱۶؎ ب ٹھنڈا م ٹھنڈا ۱۷؎ د نراس ۱۸؎ س جب ۱۹؎ ا س ح اکاس ۲۰؎ ج بھیر
۲۱؎ س ندارد ۲۲؎ م سورت ۲۳؎ ج جھتھا ۲۴؎ د ہووے، س ہوویں ۲۵؎ [illegible]
اداس ۲۶؎ م بدبو ۲۷؎ د میں

جب جوئی[1] کا باس سو[2] پائے ۔ موت سو تب تس جائیں آئے

یہ بھی[3] پھیر طبع کا جان ۔ برا بھلا نسبتوں پچھان

جیوں پانی[4] کے موتی سب ۔ بگت[5] کریں اُن[6] ماتھیں جب

بانکا بُرا کہیں تس جان ۔ جے غلطاں تس کریں بکھان

پن چھت پانی[7] ہے دو[8] نہ مانہ ۔ برا بھلا ہب رہیا سو کانہ

جے کچھ ہے چھت بھلا[9] سو سوئے ۔ نہیں جو[10] کچھ وے برا سو ہوئے

عین جمال اینہاں ہے ذات ۔ سب ٹھاہر خوشبوئی گھات

جنہ چھت ہے بھاؤ رہے تھانہ[11] ۔ ان گمتا ہے عدم سو مانہ

نور وجود محض ہے خیر ۔ ظلمت عدم شرکھ[12] غیر

دیا[13] وجود بھلا یہ جان ۔ نیتر تو ہے عدم پچھان

دیا دیکھناں سنناں[14] جب ۔ عین بھلا یہ جانیں[15] سب

اینہاں من اللہ بوجھیں خیر ۔ اس منہ کچھ نہیں[16] شر نہ غیر

جب یہ صفت ندیوے سوئے ۔ تب اسے[17] اندھلا بوڑا[18] ہوئے

اس کھانتیں اندھلا پن دین ۔ عین برا اندھلا جب کین

اینہاں من اللہ شر[19] سو جان ۔ یہی صفت ایمان پچھان

سوال

ہے یوں جے کچھ جس کی ہوئے ۔ وے کس کوں دیوے گا سوئے

---

[1] م جوئی [2] ب د جو [3] س بھی ہے [4] ب د م پانی [5] م بکت [6] د اون [7] ب پانی [8] م دو [9] ا بھلا [10] ب چو [11] م تانہ [12] ب شر ہے کہ، د شرکہ، م سو شر ہے [13] ب د دیا [14] م سناں [15] ب جانے [16] د ندارد [17] س یہ، س آے [18] س م بورا، [19] ا ب ج د س س سر

جواب

اندھل پناں[1] نہیں حق ہے جانہ — تو کیوں دیتا بعضوں مانہ
بھلا برا جب حق تیں ہوئے — کیوں دونہ پر[3] راضی نہیں سوئے
نہیں[2] دیکھناں[4] دیتا[5] سو جس — اس نسبت اندھلاپن[6] تس
اندھلاپن اس اصل سو جانہ — صفت نہیں اور چھت بھی نانہ
ہوا سو خیر من اللہ جان — شر تو اس کی اصل پچھان
جے حسنات[7] من اللہ سوئے — سیئۃ من نفسک ہوئے
راضی خدا بھلا ہے[8] جانہ — جہاں برا نہیں راضی تانہ

حجاب آواز

ہمیں ساتواں پردا جان — نانوں سو تس آواز پچھان
سن کنہ تھیں آتی آواز — دو ٹھاہر تھیں اس کا ساز
ایک ملے بچھڑیں گے[9] تانہ — دوجے بچھڑے[10] ملیں[11] سو جانہ
ملیں[12] جو بچھڑیں تنہ ہے کیوں — کاغذ کپڑا پھاڑ[13] سو جیوں
جو کو جدا ہوئے[14] جس ٹھانہ — شور پکار[15] جدائی مانہ
دوجا بچھڑیا[16] ملے سو جس — تنہ آواز سو کیوں ہے تس
ہے آواز اٹھوں[17] دونہ بھل — لکڑی اور دماماں مل
یہ آواز فکر کر دیکھ — آوے کنہ تھیں کریں[18] یہ بیکھ
لکڑی منہ تو نہیں سہیج[19] — نہیں[20] دمامیں[21] مانہ[22] چھتیج

---

[1] ب اندہلاپن [2] ج حاشیہ پر یہ مصرع ہے، مگر متن میں د س کے ساتھ یہ ع چھت کی سکت سو دیتا تانہ ہے [3] م بر [4] ب س دیکھنا [5] ب د س دیا [6] ب بن [7] ب س سیات۔ ا سیہ [8] س بھلا خدا ہے، ج م خدا بھلاے، د خدا بھلائی [9] م کی [10] س بچھڑیں [11] س کمیں [12] ا ب ج د س س ملے [13] م پہار [14] ب دم ہووے [15] ب پکارے [16] ب بچھرا [17] ج اٹھو [18] س کرے [19] د سہج [20] ا ب ج د نہی، م نہ ہے، س نہیں، [21] س دمامیں، س دما [22] س میں

آوے[1] گی دونہ ملتیں بار[2]
یوں[3] خاطر سوں دیّا[4] قرار

لکڑی سستیں[5] لیہ بسیکھ
آن دمائیں[6] پر دھر دیکھ

ہلکیں[7] دھر آواز نہ آئے
دوہوں ملّے[8] پن صوت نہ پائے

توہب آواز سو کانہ
ملے بتی بھی آئے نانہ

ہب غلبا آواز سو جان[9]
غلبے تھیں سب رنگ پچھان

غلبے تھیں صورت دکھلائے
غلبے بدلے[10] بھار سو آئے

جنہ چھٹ غلبے سیتیں[11] ہوئے
عالم ناؤں[12] دھریں گے سوئے

عالم قدرت بدلے[13] کین
یہ اسلام یہی ہے دین

قدرت منہ[14] ہے قادر عین
ہے نقاش سو صورت چین[15]

حرف سو کاتب ہے اس ٹھانہ
کہوں تمثیل نماز سو مانہ

کن کاتب کوں کہیا آؤ[16]
منجھ ٹک اللہ لکھ دکھلاؤ[17]

تھاں نہ کاغذ قلم دوات
کھڑیا لیکھن کاتب[18] ذات

کاتب کئے نماز اوس[19] ٹھانوں
کہیا دیکھ اللہ کا ناؤں

الف قیام سو[20] کر دکھلائے
لام دکھائے رکوع جو جائے

ہے کہیا سجدے[21] منہ[22] لیکھ[23]
یہ اسم اللہ ہے پڑھ دیکھ

حجاب ثقل

جان آٹھواں پردا[24] بھار
سوئے[25] چھتا ہے دیکھ بچار

بڑے نہیں تھیں بھار نہ ہوئے
یہ پرٹک جانے[26] سب کوئے

---

١ م اودیکی ٢ ا یار ٣ ا ب س یہ ٤ ا ب د س دیا ٥ ا س س سستیں، م ستین ٦ ا دمامیں ٧ ا س ہلکیں ٨ س ملیں ٩ ا ب ج د جانہ ١٠ ا بدلیں، ب م بدل ١١ م سیستیں ١٢ ب نانو ١٣ س سیتیں ١٤ دیں ١٥ ا ج م جیں ١٦ س آئے ١٧ س دکھلائے ١٨ ا ب ج د س م کاغذ ١٩ ب اس ٢٠ س ہو ٢١ س م سجدہ ٢٢ م میں ٢٣ ا لکہ ٢٤ س پردہ ٢٥ م سوئی ٢٦ م جانیں

سینبل[1] سنہ ڈالوں جڈ[2] مول | ترے سو جل ماں ہلکا[3] پھول
پارا ایک[4] رتی اک بال | بھار بتی جا رہے پتال[5]
پارے تھیں لکڑی منہ[6] بھار | سمجھے[7] بھار کی کون اونھار
نیلے[8] لکڑے منہ[9] تھا بھار | رھیا دھوپ منہ[10] دن دو چار
سوک ہوا ہلکا جیوں پانت | منہ تھیں بھار گیا کس بھانت
جیوں نارنجی رنگ[11] اوڈ جائے | کبھیں جو کو تس[12] چوناں[13] لائے
بھار سو ہے قدرت ہور زور | دوجے کچھ نہیں معنی ہور

حکایت تمثیل

ایک بلونت سو ہوا اسوار | آیا راج کنور کے بار
کھیا کہ میرا زور ازماؤں[14] | آج تماشا اک[15] دکھلاؤں[16]
بڈا زلیچا[17] اک بچھوائے | سوتا چتا[18] تس اوپرے[19] جائے
دوہوں[20] ہاتھ[21] پگ[22] لانبے ناکھ | زور بیٹھ[23] کے رہیا سو راکھ[24]
کھیا اینہاں تھیں منجھے[25] اچاؤ[26] | لاکھوں مل اک[27] تسو ہلاؤ
سب بلونت ملے اک ٹھور | کھیا زلیچا[28] پھرتے دور
ایسا بل اکٹھے مل کیت | جیوں زلیچا[28] اوچا[29] سو لیت[30]
جنہ[31] بلونت سوتا تھا تانہ | اوتناں[32] ٹوٹ[33] رہیا تس ٹھانہ
ٹوٹا یوں زلیچا[17] سوئے | جیوں پوتلا[34] چتریا[35] ہوئے

۱؎ ا سنبل ۲؎ س جر، م چڈ ۳؎ م ہلاکا ۴؎ ا اک ۵؎ ا پنال، ب ج د تپال ۶؎ م میں ۷؎ ا ج س سنجھہ ۸؎ س کیلی ۹؎ د یں ۱۰؎ س ندارد ۱۱؎ دم میں ۱۲؎ س ندارد ۱۳؎ ج چون نا ۱۴؎ ب م آزمانوں، س ازمانوں ۱۵؎ ب ایک ۱۶؎ س دکھلانوں ۱۷؎ س م دلیچا ۱۸؎ س جا ۱۹؎ م اوپر ۲۰؎ س دوھوں ۲۱؎ د ہات ۲۲؎ ا ب ج د ندارد، ۲۳؎ ب د بینٹھ، ا س س بیٹھ ۲۴؎ د سو ناکہ ۲۵؎ ب مجھی ۲۶؎ ب د س م اوچاؤ ۲۷؎ ا اس د ایک ۲۸؎ س اچا ۲۹؎ ا دلیت ۳۰؎ م جان ۳۱؎ د نہ ۳۲؎ س اوتنا، م اتنا ←

ایتا بھار سو[1] تھا اک زور — جس کا اب لگ آیا شور
بھار تو اتناں تھا سب مل — جیوں لے جائے[2] ٹھوٹ منزل
پن سب قدرت زور سو بھار — بھی سن اُس[3] کا کہوں بچار
بوڈھا[4] ہوا سو وے بلونت — تب اوس[5] کی ہوئی کس[6] بھنت
ہلکا ہوئے گیا جیوں پھول — گل رہوے جنہ چھاجھے[7] دھول
زور[8] بھار پن[9] ہوا سو آج — جیوں رنگ بھار چھاج نہ تھاج
جیوں صورت رنگ[10] دیکھ بچار — واقع چھت بن تیوں ہی بھار
بھی سن ہیں[11] اک معنی اور — چھت ہے عین بھار کی ٹھور
چھت کوں عدم کرے تے[12] کوئے — تب چھت عدم کو نہیں نہیں[13] ہوئے
چھت چھت تھیں کاڈھی[14] نہیں جائے — یہ قوت یہ بھار کلھائے
چھت مطلق وے[15] عین سو بھار — عدم سو ہلکا دیکھ بچار
چھت جس پل[16] منہ بھاری ہوئے — نہیں سو پلڑا ہلکا ہوئے

عناصر اربعہ

بھوئیں[17] سو مظہر قدرت کاج — تس تھیں بھار پکڑ رہے آج
صورت[18] بھوئیں[19] معنی ہیں[20] ذات — قدیر[21] قدرت اسم صفات
سرد خشک[22] جامد اک ٹھار — سب میت کا یہی[23] قرار

→ ۲۳ھ س، پتلا ۲۴ھ س، چترا

۱ھ س، سوتا ۲ھ د لیجاؤ ۳ھ د اوس ۴ھ س، پوڑھا ۵ھ ا اس ۶ھ س، کنبی ۷ھ م چھاجے ۸ھ س، بھار زور ۹ھ ا ب ج د س، م بن ۱۰ھ ا رنگہ ۱۱ھ ب ہیں سنے، ا م سن ہیں ۱۲ھ ب کیس ۱۳ھ م نہ ۱۴ھ د س، م کاڈی ۱۵ھ ب وہ ۱۶ھ س، س، بل ۱۷ھ ا ب م بھوں، ج د بھنویں ۱۸ھ س، ندارد ۱۹ھ ا ب ج د س، م بھوں ۲۰ھ ب س، م ہے ۲۱ھ س، قدر ۲۲ھ ا خوشک، ۲۳ھ ب د بہی

سوال

ہلے لطافت سوں جے کوئے — ہمیں جیوتا کہویں سوئے
حق ہلنیں تھی پاک بتائیں — اونہاں حیات ہمیں کیوں پائیں

جواب

ذات علم سوں جیتی بیر — کرے ارادت کی جب پھیر
علم ارادت مل تس ٹھانہ — ہلناں چلناں پاویں تانہ
ذات سو حق معنوں منہ آئے — صورت تس پانیں تنہ پائے
پانیں کوں ہیں چال ہزار — ہریک ماں الگیج اونہار
بچلے جھاڈ منہ پانتیں پانت — مانس مانہ بچلے اور بھانت
پانیں بچلے سو شانوں کئی — کل شئی من ماء حی
جو کو جیتا وہ حی سو ہوئے — جے ذرا تسبیح کہے سوئے
جاہل بھی عالم اس ٹھانہ — ہوں کا علم سو ساروں مانہ
حق عالم مطلق اس مس — علم جہالت کا بھی تس
کہے نہ جاہل توں من آن — حق عالم جاہل کی شان
اینٹ پتھر توں دیہ اولال — دے تھوں پر پھر پڑے اتال
کرے اصل پر رجو جو کوئے — دیکھ نہ وہ کیوں جاہل ہوئے
ایسا قادر قدرت مانہ — سبل نبل نبلے کی ٹھانہ

۱؎ م ہے ۲؎ ب ہلنے ۳؎ م تھیں ۴؎ م بتائیں ۵؎ س وہاں ۶؎ م پائیں ، ۷؎ ا پاوے ۸؎ م ٹھانہ ۹؎ ا حق [illegible] ۱۰؎ م ہے ۱۱؎ ب س پانی ۱۲؎ م منہ ۱۳؎ د س ہے ، ۱۴؎ ج چلئے ۱۵؎ ا د س س [illegible] ۱۶؎ م جھاڈ ۱۷؎ س پاتے ۱۸؎ ا بابت ، س بابت ۱۹؎ ا ب د س س پانی ، ج پانیں ۲۰؎ م چلے ۲۱؎ د شانو ۲۲؎ م جے ۲۳؎ ا جے ۲۴؎ ا جی ، ۲۵؎ م بہی ۲۶؎ ا جہالت ۲۷؎ ب بھی ۲۸؎ م کسی ۲۹؎ س کو ۳۰؎ ب الال ۳۱؎ س س پرے ۳۲؎ ب م رجوع ۳۳؎ ب دے

ہستی مطلق جس کا نانوں
اس ٹھنہ علم طبیعت ہوئے
علم سو جتناں تتناں دکھ
دیکھن کارن[2] گال گلال
جیوں ابراہیم دیئے[5] اوچھال[6]
نیہ کا علم پڑھے[9] مت کوئے
معنی علم سو حق[10] ہے عین
ایک ذات ہر شان[12] دکھائے
کدہیں[13] ارادت نہیں قرار
معنی ذات مرید سو پاؤ[16]
اک درپن دیکھو تکرار
کا ہے کہ نہیں موجود سو چھانہ
چھانہ[19] تجلی بن تکرار

نیست نما ہووے اس ٹھانوں
تس تھیں جان سکے نہیں کوئے
جو کو اجان سو جیوٹے[1] سکھ
جیوں[3] چھپے[4] بچ پاوک جھال
عین ہوئے[7] وشے[8] آگ گلال
عین علم یہ پاوک ہوئے
صورت منہ پاوک کی[11] چین
جس جس شان ارادت آئے
نہیں تجلی بھی تکرار
صورت منہ[14] دیکھن تس باؤ[15]
چھانہ[17] نوی ہووے ہر بار
جیسے دکھا بھی راکھو ٹھانہ[18]
پائیں[20] وجود اونہاں ہر بار

مولدات[21] ثلاثہ

جنسوں تین تولد ہوئے
کھیل علم کے گھوڑے ساتھ
کر میدان سو عادت کھوئے
سنے[22] گلال کہہ[23] زیبا باس

جگ ماھیں سن کہوں سو سوئے
کر چوگان عمل کے ہاتھ
لجا معاودت کی تنہ گوئے
بن[24] بوجھیں[25] نہیں کئے قیاس

---

۱ ب جیویں ۲ ب ج د کاج ۳ ا ب ج د س س جیوں ۴ د چھپتے ۵ م دے ۶ ا ب ج دم سو جال ۷ ب ہووے، م وے ۸ م ہووے، س ندارد ۹ ا پھرے، د پڑھے ۱۰ ب جو ۱۱ ا ندارد ۱۲ ا ب س م بھانت ۱۳ ب کدہیں ۱۴ س باو ۱۵ ج یں، ۱۶ ب ج د س پاؤ ۱۷ م چھان ۱۸ ا س س م تانہ ۱۹ د ٹھانہ ۲۰ م پائیں ۲۱ ا تولدات، س تولدات ۲۲ س سنیں، م سنی نہ ۲۳ ا ب س م سو ۲۴ ا بن ۲۵ س بوجھے، م پوچھے

سنے نبات[1] کہ میٹھی[2] ہوئے — چاکھے باج نہ سمجھے[3] کوئے

عورت منہ[4] جے ہوئے سواد — کہیں نہ بوجھے چھوکرواد

یہی[5] جو بالغ ہووے جد — بھیٹاں[6] ٹپ ٹپ[7] اوترے تد

عورت مرد ملیں جنہ دوئے — اک[8] اس شان تولد ہوئے

جے آ دل[9] کے دوار بندھائے — دل کا دوار کھولا[10] وہ پائے

دل کا پردا[11] دار ہو بیس — جائے نہ یہ[12] وہ سکے نہ پیس[13]

دل کے جتن سو کر تب لگ — دل بالغ ہووے[14] جب لگ

یہ بھی تب آوے ہر بات[15] — سمع بصر ہور علم سنگھات

باپ[16] علم ما عمل پچھان — حال سو اوس[17] تھیں فرزند جان

دوجے ہوئے[18] تولد کیوں — دھرے[19] جناور بیضا[20] جیوں

دل کا بیضا[21] پاوے کوئے — ہور[22] اس[23] کی سیوا منہ ہوئے

چھوٹا پڑنیں[24] دیوے نانہ — چھوٹے تب بنسے تل مانہ

سیوا کرے سو دن ہور[25] رات — راکھے[26] جیوں جیو ہاتھیں ہاتھ

تب اوس منہ تھیں[27] بچا سو ہوئے — جیسا یہ تیسا ہوئے سوئے[28]

اسے بچا توں سمجھیں[29] آپ — ہوئے بچا باپوں کا باپ

ہب تیجے[30] مولود پچھان — طبع مزاجی تس کوں جان

۱؎ د بات ۲؎ م میٹھے ۳؎ س سنمجھے ۴؎ اب ج د س منہ ۵؎ ب یہ ۶؎ ب بھنیٹاں، س بھینتاں ۷؎ اج د تپ تپ، س س م تپ تپ ۸؎ م ایک ۹؎ م ادل ۱۰؎ م کھلا ۱۱؎ اب ج د س س دل کا ہو پردار سو، م دل کا پردا وار ہو ۱۲؎ س ندارد، ۱۳؎ م بیس ۱۴؎ اب ج د ہوئے ۱۵؎ م بات ۱۶؎ ا ج باب ۱۷؎ ب اس ۱۸؎ م ہووے ۱۹؎ ا دھر ۲۰؎ س م بیضہ ۲۱؎ م بیضہ ۲۲؎ ا س اور ۲۳؎ م اوسکے ۲۴؎ ب پڑنے، س پرنیں ۲۵؎ ا ہر ۲۶؎ د راکھیں، ۲۷؎ دیں ۲۸؎ س ہوئے ۲۹؎ س سنمجھیں، س سمجھے، ۳۰؎ ا س تیجے ہب

خشک انیں[1] تر ملیں سو جانہ | ہوئے[2] مولود مزاجی تانہ
آٹا پانیں[3] ملا سو چھوڑ | جیو پڑیں[4] اوس[5] مانہ[6] کروڑ
جیوں سورج سانھیں دھر جوئے | پھٹک آرسی شیشا[7] کوئے
روئی[8] کوں[9] چھوڑیں[10] تس ٹھانہ | پڑے[11] مزاجی آگ سو تانہ
پنورے پانیں مانھیں[12] جیوں | ہے اولاد مزاجی تیوں
جسے[13] طبیعت جانے ہوں | اوسی طبع ہوں پر رہ توں
پھرے طبع جس بتی تمام | وے مسکر وہ عمل حرام
اصل طبع پر رہے[14] جو کوئے | اوس[15] کوں سکر نہایت ہوئے
پن اوس طبع نہ پھر کر جائے | طبع بڈھے[16] وہے[17] سکر کلھائے
طبع بڈھیں[18] مستی ہوئے[19] سوئے | جسے خماری کدہیں نہ ہوئے
ہوئے ہشیار جو آپس پائے | جیوں دھتورا[20] اوتر[21] سو جائے
رہے مزاج طبع کے مانہ | آپس جیو پاوے تانہ
یوں جیو جیوتا کرے سو جب | توں ہیں جیو عالم[22] کا تب

حکایت دانستن مقصد

بات اک آئی[23] ہے دل[24] مانہ | توں بھی سنے[25] جو دل کر ٹھانہ
تو کچھ کہتیں[26] آوے دھات | بہت[27] فائدے[28] کی ہے بات[29]

---

[1] س نھیں [2] م ہووے [3] ب پانی [4] د س پریں [5] ب تس [6] م منہ [7] م شیشہ [8] ب س روئیی [9] د کف، س کو، س کفر [10] ا س چھوڑے [11] س پرے [12] م ماہیں [13] ا د س جس، س م جیسی [14] ب رہوے [15] س اس [16] پدہے، ج د س م بدہے [17] س وہ [18] بڈھے، ا ج د س م بدھیں [19] د س ہے، س ہو [20] م دہتورہ [21] ا ب ج اتر [22] س عالم جیو [23] ا س س ائی [24] ا ب س م من [25] ا م سنیں [26] س کہتے، س کہنیں [27] ب بھوت [28] ا فایدہ، س س فایدے [29] ب باب

پہلوں خوبیں بہو بچھاں
جو وہ ٹھاہر بوجھی جانے
کبھیں جو کعبے جاوے کوے
بچھیں رہ مارگ کے کام
اتیاں جان کرتے اوٹھ چال
باچھیا وتے سو گھوڑا کوڈ
بات مہیں قیس پڑیرا آنے
پچھیں پڈھیں نہ کوئی کتاب
جس کا کاغذ آیا ہوئے
تب اوس کا کر شغل بسیلھ
سن پڈھنیں کا نفا اب
کیا مقصود ہر ایکس مانہ
عرف نفسہ جے کو ہوئے
اینہاں مخالف کے نہ جان
بہت کتیباں دیکھے جد
پچھیں کتیب نہ دیکھیں کوئے

تنہ انڈے کی جاگہ جان
تو کھٹ چٹ کچھ مجرے آئے
تو جو کعبا جانیا ہوئے
کہاں خوف ہے کنہ بسرام
ترت رہیں تاں بڈھ فی الحال
نیترا اتے سب باتاں کوڈ
تو منزل کیوں انمڑیا جائے
یہ سمجھیں سمجھے کا باب
آ محبوب ملے جب سوئے
کدھیں نہ کاغذ کوں پھر دیکھ
دیکھ کتیباں ملا سو سب
سب متفق سوہیں کس ٹھانہ
فقد عرف ربہ سو سوئے
اس ٹھاہر من یقیں سو آن
زیادت ہوئے یقین سو تد
کبھیں شغل ہوئے سو ہوئے

---

[1] اب س و حاشیۂ ج: پہلوں توں معشوق [2] ب د س امرے، م انمرے [3] م جاگ [4] م بوجھے [5] د م کعب [6] ب م چیت [7] س مجرای [8] ا کبھی [9] م بچھیں، س بیچھیں [10] س کر [11] اب ج د س م ناں [12] اب پڈھ، م چل [13] ج باجھا، [14] ب وتا [15] ب کوتر، د [illegible] کور [16] م اے [17] ب کوتر، س [illegible] [18] ا ج ن س م بات [19] [illegible] توں [20] س پڑھیں [21] د نکو، م نہ کوئی [22] س [illegible] د سمجھے [23] اب ج د س [illegible] [24] ج ملی [25] ب پڈھ نے، ج پڈھنیں، ا س پڈھیں، [illegible] [26] ا نزم [illegible] [27] د س کتاباں [28] د اب [29] د س کہ کیا [30] س سوے، س سو ہووے [31] [illegible] [32] م کسی [33] اب س م دل [34] ب بھوت [35] س کتاباں [36] د دیکھے

انمڑے[1] کی تیں بوجھی ٹھانہ | خوف سنبھال ہبیٹں[2] ہے جانہ
کام کروں یہ جیتی بار | پچھیں خداج کروں اختیار
ایہاں غلط یہ چوک پچھان | یہی خوف کی ٹھاہر جان
حق سوں رہناں جان سو کام | یہی قرار اور یہ بسرام
سن ہب ایدھر[3] آ دل ماٹ[4] | پاؤں چلنیں کی[5] نہیں باٹ
اوچھل بھینٹ[6] نہ[7] پردا ہوئے | جس کوں بھانے توڑے[8] کوئے
تو ہب انمڑوں گا کس ٹھانہ | ہوں ہوں[9] پنیں سو اپنیں[10] مانہ
ہوں جب کسی صفت سوں[11] پائے | تب اوس[12] جاگہ نہیں ٹھہرائے
عجم ندا کر[13] جہاں بلائیں[14] | الف ندا کا آخر لیائیں[15]
بت کوں کہیں بتا اس ٹھانہ | کہیں نگار نگارا[16] تانہ
خود کھیا خدا یہ غیب[17] | خودی تو[18] نفسانیت[19] عیب
خود مطلق جو[20] اشارت ہوئے | ہوں من انا عبارت سوئے
دیکھ فکر کر کون سو ہوں | جس تھیں[21] بکٹ کرے ہوں توں
ہوں[22] کیا سر دھڑ[23] ہاتھ کہ پاؤ | یا ہھں جیوں[24] ہوں منجھ[25] سمجھاؤ[26]
ہاتھ پاؤ سر جھکڑے[27] جائے | تو بھی[28] اس[29] کوں خدا[30] جلائے
مونڈ[31] کتوں[32] وے فرزند دیت[33] | بن[34] سر بیسر ناماں کیت

---

۱ م انمرے ۲ م ابھی ۳ ا ب آیدھر۔ ۴ م اول ۵ س ندارد ۶ ا ب ج س س م بھینت، د بھیت ۷ س یہ ۸ د لوڑے ۹ س ہوں (محض ایک) ۱۰ ب د اپنے ۱۱ ا د س س سنہ ۱۲ ب ج اس ۱۳ م کرد ۱۴ م بلائیں ۱۵ م لیائیں ۱۶ م نکار نکارا ۱۷ م عیب ۱۸ ا تو، م جو ۱۹ س نفسانیت یہ عیب ۲۰ ب چو، ۲۱ م نھیں بکت ۲۲ س دوں ۲۳ د ڈشر، م دہر ۲۴ ا ب ج د س س جیو ۲۵ ب مجہ ۲۶ س سنبھاؤ ۲۷ س جھکر ۲۸ س توں ۲۹ ب د س اوس ۳۰ س خد ۳۱ س سوتد ۳۲ ج د س م کتوں ۳۳ م فرزندیت ۳۴ ب بی

ہاتھ پاؤ[1] سر اوڈ[2] کر جائے — ہن ہوں مانھیں[3] کچھو نہ کٹائے[4]
جو سا تو[5] ہوں نھیں دیا[6] قرار — جو سو ہوں سمجھا[7] اس بار[8]
میرا جیو کہوں ہوں جب — جیوں میرا گھر گھوڑے سب
میری نسبت[9] کہیں جیوں لوگ — میرا جیو جو سا اس جوگ
ہوں تو ہوں کچھ باج ہور — ہوں کا سب جگ مانھیں شور
رتی جو ذرا ہے پیمال[10] — چھتا سو ہوں کہے لسان حال
ہوں ہوں کہتے ہیں سب ٹھانہ — ہوں بھل[11] جاؤں[12] رکھیں[13] اون مانہ
شیخ چھلی[14] من کان چھنڈائے[15] — ہوں بھلنیں تھیں بتی[16] بھوائے[17]

حکایت غفلت از خود

شیخ چھلی[18] کے تھے[19] گھر چار — چڈھے[20] پھرائیں[21] ایکس بار
اونچے چڈہ کر لیکھا گین — گنتیں[22] چھپرے ہوئے[23] سو تین
جس پر بیٹھے آپ پھرائیں[24] — تس کوں گنتیں[25] مانہ نہ لیایں[26]
فکر کریں نیں[27] کہویں یوں — اندازا[28] گھر جاوے کیوں
من میننیں[29] یوں کہا بچار — دل سیتیں[30] یہ دیا[31] قرار

---

۱ ب پانو، د پاؤں ۲ س اوتھہ، م ار ۳ س یاں تھیں ۴ ج س کتائے ب د کٹائے، س کہتائے ۵ م توں ۶ د س س دیا ۷ م سمجھیا، س سنجھیا ۸ م یار ۹ م لسبت ۱۰ ب نال، س پی مال ۱۱ س بل ۱۲ ج جاوں ۱۳ ب ج دم رکھے ۱۴ م چلی ۱۵ ب چھنڈائے، س چھیداسے ۱۶ ب بتی ۱۷ ج د بھیائے، ب م بوائے، س بہائے ۱۸ س چلی ۱۹ س م گھ تھے، ۲۰ ب چڑی ۲۱ ب، زور- پھرانے ۲۲ ب گنتی ۲۳ ب ہوای ۲۴ زور، م پھرائیں ۲۵ ب، زور- س گنتی ۲۶ زور، م لیائیں ۲۷ د نی، س میں، س تیں ۲۸ س ندارد ۲۹ د منیں، زور- مہیں، س میں، س مانھیں ۳۰ ب سیتی ۳۱ ب د س س، زور- دیا

پہلوں اسے پھرانیں[1] ماٹ
روس گیا گھر کس[2] اک باٹ

اتروں[3] ڈھونڈھوں[4] جنہ[5] کہیں پاؤں[6]
دیکھوں جاؤں[7] منا کر لیاؤں[8]

اوتر چلیں[9] پوچھیں اس گھاٹ
گھر جاتا دیکھیا[10] کس باٹ

ایسا چھپرا ایسی چھینت
ایسی کوئی[11] گرٹھے[12] پچھینت[13]

سب کو[14] کہے کہ اسے[15] دیکھ[16] جائے
دوڑیں کہیں نجانیں[17] پائے

ہانپے[18] سانس نہ منہ[19] منہ مائے
خو کے چھرنوں[20] ریل بہائے

تھاک پڑے[21] آ مسجد مانہ
رہیں قلندر بھی تس ٹھانہ

بات جماعت منہ کہی[22] کھول
جوان[23] ملے ہور[24] کیے[25] کھول

شیخ چھلی کوں سوتے بوجھ
کتر گئے وہ داڑھی[26] موچھ

تس گھڑی[27] اک دو شیخیں[28] لیت
داڑھی[29] کا کچھ فہم[30] کیت

چلتیں[31] فجر ہوئی[32] جس ٹھانہ
آئے[33] وضو کوں پانیں[34] مانہ

پانیں[35] منہ مکھ دیکھت بار
نج[36] داڑھی[37] یوں دیا[38] قرار

---

[1] ب پھرانے [2] ب ج ایکس، د س کسی ایک، زور کس ایک [3] ا ب م اوتروں، س تروں [4] ب دہوندو، د، زور، م ڈہونڈوں [5] س نہ [6] زور، س پانوں [7] زور، س جانوں [8] زور- لیانوں [9] ا ب ج د س س م چلے [10] ب دیکھا [11] د کوئی، س کوی [12] د س س کرے، م گھرہے [13] ب پچھیت، س نچیت [14] زور- کو(ے) [15] م ای [16] ب ج د دکھ، س ندارد، س ڈکہ [17] ب نہ جانی [18] ب س ہانپے، س ہانہیں [19] س من [20] ب چہرنوں، د جھرنے، س چہرتوں [21] ب، زور، س پرے آ، س پر آی [22] م کہے [23] س جوآن [24] س سو [25] ب، زور- کیے، م گئے [26] ی وے دادھی، ب وہ ڈاڈھی، د وہ داڈھی، س داڑہی ہور [27] م گہرے [28] زور- لیت [29] ا وے دادھی، ب وہ ڈاڈھی، د وہ داڈھی، س داڑہی ہور [30] ا ب ج د لیت [31] ب چلتی، س لیتیں [32] م ہوئے، زور- ہوے [33] زور- اے [34] ب پانی [35] ب، زور- پانی [36] م نہیچ [37] ب وہ ڈاڈھی، د وہ داڈھی، س داڑہی ہور [38] ا د با م دیا

ہوں رہیا مسجد منہ سوئے | یہ منجھ بسراتے ہے کوئے
کوئی قلندر ہے جنہ تانہ | بھولا آیا میری ٹھانہ
جاؤں ڈھونڈہ منجھ لے آؤں | واہ ہیں ہوں منجھ کوں پاؤں
پھر آئے مسجد کے دوار | ہانکاں ماریں بہت پکار
ہو ہوں ہو ہوں کہ چرلائے | اے ہوں ہب ہوں کوں کیوں پائے
ہوں ہوں سب ٹھنہ رہیا ہوئے | پن ہوں پاوے برلا کوئے
جیوں مرگ کستوری باس | پھرے جنگل منہ ہوے اوداس
جس کی پاوے کہاں سوگندہ | پڈیا ہے اب جس کی بندہ
بوجھے نہیں کہ میرا پاس | میرے نافے تھیں ہے باس
برسوں میرا لوہی جمان | سو ہے کستوری کی کھان

مرتبۂ انسان کامل

سن جے خمس کہیں حضرات | اول حضرت وحدت ذات

۱؎ س، ک ہوں ۲؎ ا د س، مانہ، زور۔ ماں ۳؎ ا س، س، سو ہے ۴؎ ب مجھ ۵؎ ا م بسراتیں، زور، س، بسراتیں ۶؎ ا م کوئی ۷؎ س، جو، زور۔ جانہ ۸؎ زور۔ تھانہ ۹؎ ا جاءوں، ج زور۔ جانوں ۱۰؎ ب دہوندوں، د ڈہوند، م ڈھونڈوں ۱۱؎ ا ب مجھے، زور۔ منجے، م منجہ ۱۲؎ ا، زور، س، س، ہاکاں ۱۳؎ ب د م بہوت ۱۴؎ زور۔ ہوں ہوں ہوں، س، ہو ہوں ہوں ہوں ۱۵؎ ا ج د س، چرلایں، ب چل لایں، م چرلائیں، ۱۶؎ س، س، م رہے ۱۷؎ د س، ہب ہوں ۱۸؎ س، کو ۱۹؎ ا ب ج د پایں، م پائیں س، میں مصرعوں کی ترتیب برعکس ہے۔ ۲۰؎ ا س، ٹھانہ، ج تہنہ، م تنہ ۲۱؎ ا س، مرکہ، س، مرکہہ، م مرگہ ۲۲؎ د کستوری کی ۲۳؎ م پاس ۲۴؎ ب د م اداس ۲۵؎ م کے، ۲۶؎ س، پڈھیا ۲۷؎ ب آپ ۲۸؎ س، تسکی، م جسے ۲۹؎ س، بند، ۳۰؎ ا ب س، م میرے ۳۱؎ ا ج باس ۳۲؎ ج پاس ۳۳؎ م لوہے، ۳۴؎ د م جان

ده جیوں درپن دیکھن ہار — جیوں ہر بار سنیا تکرار

دوجے حضرت الٰہیت — اسم صفات سو اس حضرت

یہ جیوں دیکھناں ہوئے[۱] تفہیم[۲] — اے دو حضرت غیب قدیم

تیجے حضرت روح کلھائے — شخص[۳] آرسی[۴] منہ پھر پائے

چوتھے[۵] حضرت قلب مثال — درپن منہ جے عکس خیال

جوتسا[۶] پانچویں[۷] حضرت لیکھ — ہاتھ[۸] آرسی[۹] ذات سو دیکھ

جب نگہ اپناں مانجے کوئے — تب درپن بھی غیر نہ ہوئے

یہی شہادت حضرت تین — آئے[۱۰] مرتبے سو حادث کین

غیب شہادت ہر یک[۱۱] شان — پانچوں مل کامل انسان

جب چھت کی درپن منہ آئے[۱۲] — لوہے کی صورت دکھلائے

لوہے کی جنہ درپن ہوئے — صفا سو دکھلاوے گی سوئے

صفا آرسی جس کا ناؤں — صورت دکھلاوے تس ٹھانوں

صورت بہور[۱۳] آرسی[۱۴] لیکھ — اوس ماتھیں عالم کوں دیکھ

ہب[۱۵] عالم کے درپن مانہ — چھت پاوے کا ٹھا نہیں ٹھانہ

جے چھت ذات سو عین جمال — سمنجھ[۱۶] آشنا وے ہر حال

وہی جمال حسن ماں جب — انا املح وے کہوے تب

وہی جمال کلام سو مانہ — انا افصح کہوے اس ٹھانہ

باطن خوب ذات من آن — ظاہر خوب محمد جان

اول آخر ہب ہر حال — ظاہر باطن ہوا جمال[۱۷]

جسے پچھانے توں جس ٹھانوں[۱۸] — روشن وہی جمال سو ناؤں[۱۹]

---

۱ س، ش ہویں — ۲ ا تفیم — ۳ م شحص — ۴ ا، ج ارسی — ۵ ج جوتھی ،
۶ ب، د جسا — ۷ ا، ج پانچویں — ۸ ب دم ہات — ۹ ج ارسی — ۱۰ س آے
۱۱ س ہرایک — ۱۲ ب اسے — ۱۳ س بہر — ۱۴ ج ارسی، م آرسی آرسی — ۱۶ ب دم سمجہ
۱۷ دس ہوالجمال — ۱۸ ب د ٹھانو — ۱۹ ب نانو

اشنائی[1] روشنائی[2] پچھان / ذات جمال سمجھ[3] من آن
نہیں ذات تھیں پیارا کوئے / خلق ذات پر عاشق ہوئے
ہبے[4] تھیں جس پر دھرے[5] سو پیار / ذات جمال سو تیرا یار
سب جگ چھت کا عاشق ہوئے / سمجھے[6] یا نھیں[7] سمجھے کوئے
ہوئے آرسی[8] جب چھت ذات / تب دکھلاوے اسم صفات
اسم صفات جو[9] درپن ہوئے / دکھلاوے اعیان سو سوئے
درپن ہے[10] اعیان سو جب / وے[11] اشیا دکھلاوے[12] تب
ہوئے[13] آرسی اشیا جانہ / دکھلاوے چھت ذات اوس مانہ
الا[14] انہم مریت[15] جان / لقاء ربہم اینہاں پچھان
دیکھے ذات اور درپن ذات / مؤمن[16] مؤمن[16] کی مرآت
مؤمن[16] بندا[17] مؤمن[16] حق / دونہ ماں[18] ایک سو[19] چھت مطلق
درپن دوہوں مقابل چھوڑ / چھانہ چھانہ ماں[20] دیکھ کروڑ
یوں سب عالم درپن لیکھ / آیتہ فی الآفاق[21] سو دیکھ
درپن جیسی[22] آیتہ[23] کانہ / سبی[24] صورتاں ہیں جس مانہ
فی انفسکم آیتہ[25] پائے / جے صورت حق کی دکھلائے
واقع چھت ماں ایک سو ذات / وے جب ذات[26] ہوے مرآت[27]
ایک آرسی ہوے[28] جانہ / ہوے[29] عکس بھی ایک اوس[30] مانہ

---

۱ ب س س۲ آشنائی، م اشنائی ۲ م روشنائی ۳ ا س س۲ سنمجھ ۴ ب سب ۵ ب دھرسو، س دھرے ۶ ا سمجھیں، س سنمجھیں ۷ ا ماھیں، س۲ ناہیں ۸ ج ارسی ۹ م سو ۱۰ ب ہوی ۱۱ د وہ ۱۲ ج د دکھلائے ۱۳ ب ہووے ۱۴ د س۲ شعر ندارد ۱۵ ا مرتب، ب مرتیہ، س مرتبہ ۱۶ م مومن ۱۷ م بندہ ۱۸ ا د م مانہ ۱۹ ب ندارد ۲۰ س۲ ندارد ۲۱ ب ج مد ندارد ۲۲ م جیسے ۲۳ ج ایت، د س۲ آیہ، س آیت ۲۴ ب سب ۲۵ ا ج ایت، ب د س۲ آیت، س آیہ ۲۶ ا ب ج د ندارد ۲۷ ب ج مرات ۲۸ ا ب د س۲ م ہووے ۲۹ ب س۲ م ہووے ۳۰ م اس

ایک عکس منہ دیکھے جب ۔۔۔ ایک بار پھر پاوے تب

جو سا آرسی[1] وحدت جان ۔۔۔ جسم محمد اوسے پچھان

ایک عکس اوس مانہ[2] جو ہوئے ۔۔۔ قلب محمد کا ہے سوئے

ایک عکس پھر ایک جو پائے ۔۔۔ یہی ابوالارواح کلھائے[3]

روح مثال جوسا[4] موجود ۔۔۔ ایک سو واقع اور نمود

لیس کمثلہ اینہاں پچھان ۔۔۔ نفی مثل کی مثل سو جان

مثل محمد ہوئے[5] نہ کوئے ۔۔۔ سب اوس[6] کی تفصیل سو ہوئے

ذات جو[7] ذاتوں مانہ[8] تمام ۔۔۔ جسم محمد عین اجسام

اسی[9] قلب کے حکم قلوب ۔۔۔ اسی روح روحاں[10] محبوب

وحدت عین محمد آج ۔۔۔ کثرت جگ کھلناں[11] اس کاج[12]

یہ وحدت کثرت طرفین ۔۔۔ جیوں ہوں خوب محمد عین

انا من نوراللہ سو جیوں ۔۔۔ خلق سو من نوری ہے تیوں

ہوے حقیقت جس کی جانہ ۔۔۔ وے پاوے معراج سو تانہ

اول حضرت وحدت کی[13] ۔۔۔ یہی[14] حقیقت محمدی

وحدت ذات جو[15] کثرت آج[16] ۔۔۔ اونھاں محمد کی معراج

دوجے حضرت کی سن بات ۔۔۔ الٰہیت جنہ ذات صفات

حقیقت انسانی اوس[17] نانوں[18] ۔۔۔ ہریک کی[19] معراج اس ٹھانوں

سیر سو وحدت لگ جس آئے ۔۔۔ سوئے محمد منہ ہو پائے

کافر[20] جد[21] اس آیں[22] مقام ۔۔۔ اسی محل آئیں[23] اسلام

---

[1] ج ارسی [2] ب جس مانھیں [3] م کہلاے [4] ب جسا [5] س ہووے [6] ب س اس [7] ا س سو [8] ا منہ، ب ماہ [9] م اوسی [10] م روحانی [11] ا س کہولناں [12] س کاج [13] ا ب ج د اول وحدت حضرت کی [14] د یہی [15] ا س م سو [16] ا اج [17] ا ب س م اس [18] ب تانوں [19] س ندارد [20] ب ج مصرعے برعکس ہیں [21] ب جدا [22] م آئیں [23] ب ج س م انیں

کافر سنتیں[1] ہیں فرمان — آپس[2] صفت لگ جیوں شیطان
آپس کوں بوجھے کس ٹھانہ — انا خیر منہ[3] کہے[4] سو جانہ
استدراج ایہاں لگ لیائے[5] — موسیٰ پر فرعون جتائے[6]
کافر پر انکار نہ آن — وے فرزند نبی کے جان
صفت کفر کی اون تھیں جائے — وہ[7] تجھ جیسے مسلم پائے
رکھے[8] کسی کا منکر ہوئے — آپ چھپاتیں[9] ہیں سب کوئے
حق کی ہے ہریک[10] سنہ[11] راز — ساروں سنہ[11] ال[12] الگا ناز[13]
حق کی قوم اک ہے[14] ابدال — صورت بدلیں وے ہر حال
کبھیں جھاڑ ہو کریں قیام — کریں رکوع کب[15] ہوئے[16] انعام
ساجد ماجد کدہیں تمام — وے ہیں خاص نجائے[17] عام
اسے[18] محبوب محض مامور — کدہیں نہ ہوئیں[19] اسے مشہور
ہوئیں[20] تردر اور حیوان — ہوئیں[21] اینٹ پتھر[22] کی شان
ہر شئے مانہ ولی جب ہوئے — مانس تھیں[23] منکر ہوئے کوئے
توں معتقد سو ہو[24] سب ٹھانہ — توں رہ حکم شرع کے مانہ
جیوں عالم اک[25] مالی ہوئے — مالی منہ[26] لے بیج سو بوئے
اوس پر[27] چھانٹے پانیں[28] ات[29] — سب جانے[30] بنسے اس گت
مالی پانیں[31] ناکھے[32] ساڈ — اوس منہ[33] تھیں[34] کیوں اوگے جھاڑ

---

۱ ب د سنتے ۲ دم ایں ۳ ا ج من ہو، ب منھو ۴ ب کہوے ۵ س لیایں
۶ س جتایں ۷ م وے ۸ س رکے ۹ ا ب س م چھپاتے ۱۰ ب اک،
۱۱ ب سوں، س سیں ۱۲ د ندارد ۱۳ ج راز ۱۴ س ہیں ۱۵ ب کبھیں،
۱۶ م ہو ۱۷ ا س نجانیں ۱۸ م آے ۱۹ ا ب نہوویں، س م نہووے ۲۰ ا ب
د س م ہوویں ۲۱ ا ب س م ہوویں ۲۲ د پتھر ۲۳ د تھیں ۲۴ ا ہوے ۲۵ د
ایک ۲۶ د میں ۲۷ س اوپر ۲۸ ب پانی ۲۹ د جب ۳۰ ا س م جانیں ۳۱ ب
بانی، م ناکھیں ۳۲ ب ج د ناکھیں، م پانیں ۳۳ ا د س اس ۳۴ م میں

عالم کہے کہ ہوئے[1] گلال — کال باغ منجھ[2] کرے نہال
حکم شرع کا یوں ہے سب — دہول مہیں سجدا[3] کر اب
جاہل کوں یہ سمجھ[4] نہ[5] سوجھ[6] — اس پھل[7] تب[8] قیامت کوں بوجھ
جہاں حقایق درس جو ہوئے — عین شرع کا باطن سوئے
پائے مخالف شرع سنگہات — جان اوسے مردود سو بات
حق مؤمن جیوں[9] ہے بالذات[10] — تیونھیں[11] پچھانے[12] رسول سنگہات
تیونھیں[11] رسولیں کے[13] بیان — تیونھیں[14] ہموں آنیاں[15] ایمان
ہمیں رسول خدا یہ تین — سر کھے اینہاں[16] برابر دین
جیوں[17] چھایا کیجے[18] ہر بار — سارے[19] ہویں[20] سر کھے تکرار
کہے رسول کریں[21] توں سوئے — فقد اطاع اللّٰہ سو ہوئے
خوب محمد کے احکام — راکھے عارف وہی تمام
من عرف اللّٰہ وے[22] دو شان — طال لسان اور کل لسان
ذات رسول کھلے[23] جس ہوئے — ہوئے امام اور[24] مرشد سوئے[25]
کرے بیان[26] حدیث قرآن[27] — یہ عارف ہے طال لسان

---

۱ ا م ہووے ، س ہویں ۲ ب مجہ ۳ م سجدہ ۴ ا س س سنجھ
۵ د ندارد ۶ م سوچھ ۷ ا ج بھل ۸ ا س بت ، ب ج دم
پت ۹ ب ہے جیوں ، د "ہے" ندارد ۱۰ ا ب ج د س س باالذات ،
۱۱ د تینوھیں ۱۲ ا ب ج د بچھای ، س نچھاوی ۱۳ ا ب ج کی ، د س
کیا ۱۴ د تینوھیں ، س تیوں ۱۵ ا ج د س آنیا ، ب آنا ۱۶ ج
اینہا ۱۷ د جیو ۱۸ م کیجہے ۱۹ ا ساریں ۲۰ ج د
ہودیں ، م ہوں ۲۱ ب د کرے ۲۲ د وہ ، س دو ۲۳ ا
کھولے ، س کہی ۲۴ س ہور ، س او ۲۵ ا ہوئے ۲۶ م بیان
اور ۲۷ م قرآن

سر جیب کھلے[1] جس ٹھانوں — وے مخفی مجبوب سو نانوں
ذات عام ہوئی[2] ہے مطلوب — ذات سو ہریک کوں مجبوب
ذات چھپے عالم منہ جیوں — یہ مخفی عالم منہ تیوں

بے نشان[3] اُس[4] کا نیشان[5]
یہ عارف ہے کل لسان

• • •

---

[1] ا کھولے   [2] س ہو، م ہوئی   [3] ج س نیشان، د نشان ھی
[4] م اوس   [5] ب د نشان

ساتواں باب

فرہنگ

ا

آت : آکر
آتا : آنے والا
آپس : آپ ، خود ، خود ہی
آپیں : آپ ہی ، خود
آٹھ : صدف
آدیت : سورج
آڈا : لکڑی ، کھمبا
آرسی : شیشا ، آینہ
آرسی پیالہ : شیشے کا پیالہ ، جام صاف
آگل : آگے
آگم : آگے ، مستقبل
آگیں : (ن زائد) آگے
آنٹی : گچھا ، بنڈل ، مسطر (خطوط)
آن : لا ، آکر
آنوں : لاؤ
آنیں : (ن زائد) آنے ، لائے
آنتے ماٹ : آنے کے لئے ، لانے کے لئے
آمنھیں سامنھیں : آمنے سامنے
آون ہار : آنے والا
اپس : آپ ہی ، خود
اپن : ہم (خود)
اپنیں : ہم خود ، ہمارے
ات : اتنا ، اسقدر
اتارے : ستارے
اتال : فوراً ، جلد ، اب ، ابھی
اتھرنا : ہلنا ، تھل تھل کرنا
اجاس : جالا
اجمال کرنا : مجتمع کرنا ، مختصراً بیان کرنا
اجانا : اٹھانا ، بلند کرنا ، دہرانا
اچرت : اچرج ، حیرت ، عجب
اچکن ہار : اچکنے والا
ادہکا : زائد ، بڑھا ہوا
اردا : (عرضہ) عریضہ ، عرضی ، عرض
ارڈہ : آدھا
ارواح : جمع روح کی مگر صیغۂ واحد میں استعمال ہوئی۔
اسم صفات : اسم کے مانند
اکاس : آکاس ، آسمان
اک ایتی : اتنے ایک
اکٹھنہ : (اک+ٹھنہ) یکجا ، ایک جگہ
اگیار : گیارہ (عدد)
الگا : جدا ، الگ ، الگ ہوکر
الگاج : الگ ہی ، جدا گانہ ، لاشریک
الگے : الگ ، جدا
الگیچ : الگ ہی ، الگ
امڑناں : لاگو ہونا ، پہنچنا ، پانا
امڑے : لاگو ہو ، پہنچے

امڑوں : لاگو ہونا ، پہنچنا ، پانا
امکڑا : بے ہوش ، بے خود
ان : اناج
انگ : جسم
اُنّہ : وہ ، اس
انت بڈا : بہت بڑا
انجاے : نہ جاے
ان چھت : ناموجود ، عدم
انکرُ : اکھوا
انیں انیں پر : انی انی پر ، نوک نوک پر
اندھارا : اندھیارا ، اندھیرا
اندہلے : اندھلے ، اندھے
اُنھیں : اس نے ، انھوں نے
اَو : اور کا مخفف
اُو : وہ
اُوپجنا : نکلنا ، اگھڑنا
اوپڑاے : نمودار ہو ، ظاہر ہو ، معلوم ہو ، ابھرے اُکھڑے
اَوٹھا : مثل ، کہاوت ، مقولہ ، نقل
اوٹھار : اونھار ، تدبیر
اوجال : نور ، جلاکر ، روشنی کرکے
اوچھائیں / اوچھایاں } عکس ، پرچھائیں
اَورج : اور ہی
اوک : جتھا ، مجموعہ ، ہجوم

اُوگنا : طلوع ہونا
اولال : اچھال
اُوندھا : الٹا
اونڈا : عمق ، عمق دار
اونوں : اس نے ، انھوں نے ، اس کو ، ان کو
اونہا : وہاں
اونھار : مثل ، مثال ، ظاہر ، قسم ، انداز ، مانند ، نوعیت ، اُپاے ، تدبیر
اونھیں : انھیں ، ان کو
اَہے : ہے
ای ، اے : یہ ، یہ سب
ایتی : اتنے ، اتنی
ایک پنا : وحدت ، توحید ، واحدیت
ایکس : ایک ہی ، ایک شخص
ایک فنی : یک رنگ ، علم و عمل کا ایک ہونا
ایکل پن : توحید ، ایک ہونا
ایک ہوں پنا : ایک (واحد) ہونے کی صورت
ائیل / ایل } کیڑا ، کیڑی
اینہاں : یہاں
ایہ : یہ ، یہاں

ب

باتھ : آغوش ، دونوں ہاتھوں کا حلقہ
باٹ مارنا : راہ طے کرنا

باج (باز) : چھوڑ، سوا، بغیر، ورنہ
باجیں : چھوڑ، سوا، بغیر، ورنہ
بار : خاردار جھاڑی
باڑی : باغ، بغیچہ
باز : دوبارہ، سوا، ورنہ
بانسلی : بانسری
بانکا : ٹیڑھا
بانیں : بنیا
باؤ : باد، ہوا
ببیکھ، بہ بیکھ، بہ پیکھ : کرنا، امتیاز کرنا، فرق کرنا، تمئیز کرنا
بتی : ... کے لئے
بجانیا : شعبدہ باز
بجھائے : معلوم ہو
بچار : سوچ، فکر
بدھیں : بہت
بڈا : بڑا
بڈپن : بڑاپن، بزرگی
بڈوایاں : بڑھنے والے مثلاً پھول، کلیاں
بڈہ : زیادتی، زیادہ ہونا
بڈھناں : بڑے ہونے والے
برلا : بہادر
بستار : تفصیل، وضاحت، پھیلاکر بیان کرنا
بسلائے : بٹھائے، بٹھلاکر

بسیکھ : تمئیز، فرق
بکاتی : بکنے والی
بکرال : خوفناک
بکھاننا : بیان کرنا، تفصیل پیش کرنا
بگت : تفصیل، جزئیات
بُلائے : بلاکر
بلگنا : لپٹنا، چمٹنا
بماس : فکر، سوچ
بنتہ لاوے : (ن زائد) بتلاوے
بنسے : بگڑے، خراب ہو
بوجھ : جاننا، سمجھنا، بوجھ (امر)
بوجھوہوں : (میں) جانتا ہوں
بودھا : ایک طرح کا درخت
بونٹہ : جسم
بھاوٹ : مصیبت
بہ روپا : بہروپا، بہروپیا
بہری : بحری، شکاری پرندہ
بہور : بھی اور، صبح
بھیکھ : طرح، انداز، طریقہ
بھویوں : کہار
بیج : بیجلی، بجلی، دوسری چاند رات
بیداے : بیدھاے، چھینے
بیدے : بیضے، انڈے
بیر : مرتبہ، دفعہ، وقت، بیلا
بیراں : مرتبہ، دفعہ، وقت، بیلا

بلیسنا : بیٹھنا

بیسے راج : راج کرے ، تخت پر بیٹھے

بھار : وزن ، باہر

بھار آنا : وزن کا بڑھنا

بھاڑؤں : توڑنا ، ٹکڑے ٹکڑے کرنا

بھاگا : منقسم ، بھاگ ، حصّہ ، فرق

بھاگنا : بھاگ بننا ، بٹنا

بھان : معدوم ، حصہ

بھانت : طرح ، صورت ، طور ، قسم

بھانتیں : قسمیں

بھانیا : حصہ ، تقسیم کرکے

بھانؤں : بھاننا ، تجزیہ کرنا

بھاونتی : بناو سنگار والی

بھٹکنا : غائب ہونا ، بے راہ ہونا

بھٹکوں : شعلہ

بھرتھار : بھرتار ، شوہر

بھریانک : بھرا ہوا

بھل : بل ، بھلا ، اچھا

بھل ہیکل : چوڑا چکلا ، پہن تن

بھلنا : ملنا

بھنت : بھانت ، درگت

بھوکا : بوکا ، برادہ

بھوں : زمین ، دھرتی

بھنوری : زنبور ، شہد کی مکھی

بھیدیا : در آیا ، تاثیر دکھائی

بھےکر : بھگوکر

بھینت : دیوار

پ

پاسے : پاس ، قریب

پالکھی : پالکی

پانت : پات ، پتے

پانیں : پانی ، پانے (بروزن آہیں) ورق ، پلکیں

پاوک : پانے والا ، وہبی

پاوَے : پیرسے ، قدم بقدم

پائی : (ن محذوف) پائیں ، نیچے کا

پائےکی : پانے کی

پپوٹا : حباب ، بلبلہ

پچھل : پیچھے

پچھناوے : پہچنوائے

پچھیں : بعد ، مابعد

پڑانا : (جی کا) چاہنا

پڈیا : پڑا ، گرا

پڈھائے : خود کو پڑھوائے ، پڑھنے میں آئے

پڈھتا : پڑھتا ہوا ، پڑھنے والا

پرب : سبیل

پرتھوں : اقرار کرنا ، طے کرنا

پرتھی : دنیا

پرتھی بات : بات طے کی

پرتک : دکھائی دینا

پرٹھن : سلطے کرنا
پرک ، پرکھ : جانچ
پرکاش : نور
پرگٹ : عیاں ، ظاہر ، روشن
پرمان : لحاظ ، نسبت ، طرح
پروالی : سمندری سرخ ہیرا
پرتیج : پرہی ، پری ، منقش پردہ
پریں : پر
پگ چھوڑنا : قدم رکھنا
پلوٹ : لوٹ پوٹ
پلیت : پلید ، نجس
پنّورنا : تیرنا
پوپٹ : طوطا
پونم : چودھویں (رات)
پون کری : ہوا کا رخ
پَن : مگر
پنہاری : آبدار خانہ ، پن بھرن
پہلوں : پہلے ، اول ، شروع
پہور : علی الصبح ، سال آئندہ
پیڈ : پیڑ ، درخت
پھاٹ : پھٹ کر
پھٹک : پھٹ کر ، الگ ہوکر
پہچانیاں : پہچانا
پھرا ، پھراکہہ : دوبارہ ، دوبارہ کہہ ، دہرا
پھرانا : بدلنا

پھرے : پیچ دار بال
پھوک : بیکار ، عبث ، مفت ، پھوکٹ
پھول : شراب خالص
پھول چھانٹنا : پھول بچھانا ، پھول بکھیرنا
پھیر : پھر ، دوبارہ ، قلب ، فرق
پھیرا : فرق ، تبدیلی
پھیری کھانا : چکر کھانا

ت

تابئی : تعبیہ
تاراں : تار کی جمع
تازی : (عربی) گھوڑا
تاس : وقت ، ساعت
تالاویل : کرید ، پرشوق فکر
تالی : چپ ، دھیان ، جوگیوں کا ایک آسن ، کنجی
تانئہ : تہاں ، وہاں
تاماں : تامہ (طعمہ) کی جمع
تامے : طعمہ
تان بان : آن بان
تبدیل : تبدیلی
تت : ناک کا بانسا
تتا : گرم
تتناں : اتنا
تتئ : مشربہ ، لوٹا
تج ، تجہ : تیرا ، تجھکو

تد : تب

تراٹھا : بھاگا ہوا

تراٹھ ہونا : چوکڑی بھرنا ، تیز بھاگنا

ترسنا : گرمی سے پیاسا ہونا

ترکش بند : سپاہی

ترنگم : گھوڑا

ترور : درخت

تری ، تریا : عورت

تریج : چاند کی تیسری رات

تڑکا : گرمی ، صبح ، دھوپ

تس : وہ ، تسے ، اسے ، جسے

تس تھیں : جس کی وجہ سے ، جس کے سبب

تل : نیچے

تلھار : نیچے

تمھوں سوں : تم سے

تمھیں : تم

تن : ان ، وہ

توبہ دے : توبہ قبول کرے

توت : محتسب

توتئی : لوٹا ، کُٹیا

توٹھے : مطمئن ہو ، خوش ہو ، نوازے

توکھارو : گھوڑا

تونبری : کدو ، ایک قسم کا باجا ، طنبورہ

توتھیں : توں ہی ، توہی

توہیچ : (ہ ساکن) توچ ، توہی

تیتی : فوراً ، تڑت ، اُسی وقت

تیتی بار : جس کی بار ، اسی وقت

تئیں : تو

تھڈ : تنا (درخت کا)

تھوڑا بول : کم مایہ سخن ، معمولی بات

تھوبھوں : قرار پانا ، کھڑا ہونا ، رُکنا

تھوبہیں : تھمیں ، رکیں

تھی ، تھیں : سے

ٹ

ٹالنا : دور کرنا ، توڑنا

ٹکرڑوں : ٹکرڑے ٹکرڑے

ٹکول : ٹھٹھول ، ہنسی مذاق

ٹلنا : بدلنا ، ہٹنا

ٹولا : گروہ

ٹونکا : چھوٹا ، طول کم کرنے کے بعد کا حصہ ، چھوٹا کیا ہوا

ٹینبا : ٹیلہ ، کندہ ، تودہ

ٹھاٹھ : مختلف سُر

ٹھاٹھیں : ترتیب دیں ، سُر ملائیں

ٹھار : جگہ

ٹھالی : زنگ ، بے مایہ ، خالی

ٹھاں (ٹھانہ) : جگہ

ٹھاں ہیں ٹھانہ (ٹھانھیں ٹھانہ) : جگہ بہ جگہ

ٹھاہر : جگہ

ٹھیکوں پر ٹھیک بھرنا : چوکڑی بھرنا

ج

جاتیں جاتیں : (ن زائد) جاتے جاتے
جال : جلاکر، جلتا ہوا ، جلتی ہوئی
جان پنا : جاننے کی قوت ، اعتبار
جان پنیں : جاننے کی صلاحیت
جاناں : جاننا ، دانائی
جانیں : جاننا ، دانائی
جانورے : ارے جانو ، تم جانو
جانوں ہوں : میں جانتا ہوں
جبیں : جب
جد ، جدہ : جب
جدی ، جدے : الگ
جڈ : جڑ ، جب
جرے : جلے
جس : جس کو
جس دھات : جس طرح
جسکے کا جیں : جس کے سبب
جلچر : آبی جانور ، مچھلی
جمناں) : راست ، سیدھا ، دایاں ہاتھ
جن : لوگ ، فرد
جناور : جانور
جنتر : بین ، آلۂ موسیقی
جنہ : جانہ (جہاں) کا مخفف

جنّنہار : جننے والی ، ماں
جنھیں : جن نے ، جس نے
جوان پن : جوانی
جوتر : جوتنے کے وقت استعمال کا پٹہ
جوسا : جُثیٰ ، جسم
جوساکر : جسم سمجھ کر
جوگ : وقت ، خصوصاً نجوم میں بمعنی وقت مساعد، اپائے ، لاگ ، بندوبست ، درست
جونا : (بروزن کھونا) دیکھنا ، تلاش کرنا
جونا : (بروزن پونہ) پرانا
جوناں : (ن زائد) جُونا ، پرانا
جوہار : سر ، پیشانی
جوئے : (بروزن کھوئے) دیکھے
جوئیں : (بروزن کھوئیں) دیکھیں
جئی : جے ای ، جیسی ، جوبھی
جے : جو
جیتی بار : جتنی بار ، جس وقت
جیتے : جتے ، جتنے
جیکو : جے کو ، جو کوئی
جیو : جان ، روح
جیوتا : جاندار ، زندہ
جیوک : جاندار
جھاجھے : ساجے ، سزاوار ہو
جھال : خیال ، جذبہ ، ترنگ
جھانجھوی : سراب

جھانہ : جہاں
جھبکتی : چمکتی ، جھلکتی
جھنپلاے : جھنپے ، نیچے اترے
جھنجھنی : سنسنی
جھوم : جھکنا ، جھک کر

چ

چاٹک : پرشوق آواز
چال : چلن ، رواج ، رفتار
چام : چمڑا
چانہ : عکس ، سایہ
چپٹی : چٹکی
چترسال ، چترسار : مصور
چتری : تصویر
چتراؤ : (تصویر) بناؤ
چتیاروں : جمع چتیار ، چترکار ، مصور
چتیاریں : (تصویر) بنائیں
چتیری : چتری ہوئی ، کھنچی ہوئی
چخ مخ : چقماق ، مقناطیس
چڈے : چڑھے
چرنا : چگنا
چک : چق ، چت ، نگاہ
چکاپوی : پانی کے گذرنے کی مدور جگہ ، نابدان
چکر : دائرہ ، آنکھ
چلاے : چلے

چلتیں : (ن زائد) چلتے ہوئے
چلنیں : چلنی ، چھلنی
چمپا : دور ، غائب ، چمپت
چنڈناں ، چنڈنیں : چاندنی
چنگی : چنگاری
چُنہ ، چیہ : آخر ، سرا ، اور چھور ، چار
چُنہ پاس : آس پاس ، چاروں طرف
چنتہ : دید
چنہ دِس : جس طرف سے ، جہاں پر ، چاروں طرف
چوتہ : (چوتھ) چوتھی تاریخ کا چاند
چونتے : چوتھے ، نوچے
چوکھوناں : چوکونا ، چوکور
چوناں : (ن زائد) چونا
چوی : ریتیلی زمین میں کھودا ہوا گڑھا کہ جس کے کھودنے پر پانی نکل آئے
چہ بچا : چہ بچہ
چیٹی : چٹکی
چھاپ کرنا : مہر کرنا ، چھاپنا
چھت : ہست ، موجود ہے ، ہستی
چھت دے : وجود بخشے
چھٹکنا : چٹکنا ، بھڑکنا ، بگڑنا ، برگشتہ ہونا
چھل : چہل ، چالیس
چھن : رشحہ ، پانی کی مہین بوند
چھنچھال : چنچل ، سری ، بیقراری
چھندا : ندا ، آواز

چھوکرواد : بچوں کی طرح

چھول : گرداب

چھَوں : چوں ، چار

چھیر : طرار

چھیک : چھید ، سوراخ

چھیک پاڑ : سوراخ کرکے

چھیل : جھیل ، سیلاب ، پانی کا بڑا ذخیرہ

چھیل : حریف

چھیلا : (بروزن کیلا) وچھلّا : آخر ، مؤخر

چھیہ : اور ، سرا ، آخر

ح

حق دھر : جائے حق ، طرف حق

حامیں : حمام ، حمام میں

خ

خاصہ : اسپ خاصہ

خداج : خدا ، خدا ہی

خط : تحریر

خوبیں : خوب ، خوب ہی ، اچھی طرح

خوکے : بال کے

خوں کار : خونخوار

د

داس : غلام

داکہ : دیکھ ، دیکھ کر

دانیں : (ن زائد) دانے

دبلات : دبلا ، دبلا ہے یا زیادہ دبلا = دبلا ات

درپن کر : آئینہ سمجھ کر

درس : درست

درگاہ : جگہ

دری ، درے : دریا

دِس : طرف

دَسَن : دانت

دُمڑا : دُم دار (ہاتھی)

دُنی : دنیا کا مخفف

دوال : دیوار

دوپہریں : دوپہر ، دوپہر کے وقت

دو جوتر : گلوبند

دوجی : دوسری

دورپن : دوری ، فاصلہ

دوڑا دوڑ : بھاگم بھاگ ، تیزی سے دوڑ کر

دوڑوں : ڈور ، رسی

دونہ : دو ، دونوں

دونیں : دونوں ہی

دوہوں : دونوں

دوئے : دو

دہاکا : دہائی

دہری : بہت کا [illegible]

دُہوں : دونوں

دیت : دے کر ، دیتے ہوئے

دیس : دن

دیک : دیکھ

دیکھتا : دیکھنے والا ، سُجھکا

دیکھت بار : دیکھتے وقت

دیکھ کرنا : دیکھنا

دیکھن : بینائی

دیکھیں جائے : دکھائی دے

دیکھن کاج : دیکھنے کا ہی ، دیکھنے کے لئے

دیکھنہاں : قوت بینائی

دیکھنیں : قوت بینائی

دیکھن ہار : دیکھنے والا

دیکھی : بینائی ، باصرہ

دین : دے کر ، دیا

دیو : دیا ، چراغ ، (فعل) دو

دیہ : دے ، جسم

دیہ جلائے : زندہ کرے

دھات : طور ، طریقہ

دھائے دوڑنا : تیز دوڑنا

دَھرنا : رکھنا

دھسکے : ٹھنڈا ہو ، ساکت ہو ، جامد ہو

دھوپ : اجالا

دھوجیں : (ان) [illegible]

دھونکھالا : دھندلا ، تاریک

دھیان : [illegible]

ڈ

ڈاڑم : انار

ڈاوا : بایاں (ہاتھ ، سمت)

ڈُسکا : ٹھسکا

ڈونگر : پہاڑ ، ٹیلہ

ڈھال : ڈھلوان (چال کا مرادف)

ڈھیپن : بے نہایت خردمندی ، حماقت

ڈھلکتی ڈھال : مست چال

ڈھلیا : ڈھلا ، ڈھلا ہوا ، مرجھایا

ڈھول دینا : سر منڈھنا

ذ

ذاتوں : ذاتیں ، ذات ، خود آپ

ذری ، ذرّے : ذرا

ذرے کی چھن : ذرے کے مانند ، ریزہ

ر

راس : راست

راسی : درد

راکھیں : رکھیں

رال : گوگرو ، گندھک

رتترا : لال ، سرخ

رتری / رتڑی : لال ، سرخ

رج : رجکا : غبار ، خاک

رجو : رجوع
رکھوال : رکھوالا ، نگہبان
رکھے چھپا : رکھے ہوئے
رنگ پھرانا : رنگ بدلنا ، رنگ فق ہونا
روشن کرنہار : روشن کرنے والا
ریزو : ڈالو (ریختن سے)

ز

زریناں : زرائن ، زیورات
زیادت : کثیر، زیادہ

س

ساٹ : کوڑا
سادھنا : مراقبہ ، ریاضت
ساروں : تمام ، سب ، سب نے
ساری : تمام
سانج : سانجھ ، شام
سانده : سانجھ ، شام
سانمیں : سامنے
ساؤ : لذت ، ذائقہ
سب کیر : سب لوگ ، سب کوئی
سبی : سبھی ، سب ہی
سچیں : سچ ، واقعتاً
سدہائیں : جائیں ، چلیں
سدہ کر : سدھ لے کر

سرکھی ، سرکھے } یکساں ، برابر
سریکا ، سریکھا }
سِرنہ کر : غسل کرکے ، سر سے نہاکر
سِس : چاند
سستا : آہستہ
سستائی : آہستگی
سسہر : چاند
سُکائے : (ہ محذوف) سکھائے ، خشک کرے
سُکر : نشہ ، مستی
سل : تختہ (پتھر)
سلطانیں : سلطان نے ، سلطان ہی
سنائے : سناکر ، سنوائے
سنتوک : سنتوش ، قرار ، اطمینان
سنگھات : ساتھ
سنتی [illegible]
[illegible] : سوں ، سے [illegible]
سنیں : سنے ، سنا ، سنئے
سمان : مانند
سمجھے کی ٹھاؤں : سمجھنے کا مقام
سمنجہ : سمجھ ، سمجھو
سمند : [illegible]
سوباس : خوشبو
سوھار : سوتار ، بڑھئی
سوجھنا : نظر آنا
[illegible]

شُودھا : سیدھا

سور : سوریہ ، سورج

سورت : بہ سرعت

سوس : سماکر

سوستا : سمانے والا

سوکا : اس کا ، سوکھا

سوکن : سوکے قریب

سوکیاں : شوقیاں ، اہل ساز

سولائے : سلاکر

سوں : سے

سوناں : (ن زائد) سونا

سونٹا : ڈنڈا

سوے : وہ ، اس کو

سویتہ : ٹھاٹھ ، مختلف سروں کا درست ہونا ، برابر ہونا

سہدیسی : سودیشی

سہلی مت : سہل طریقہ

سہناں : خواب

سُنْہسار : سنسار

سیرک : سیر

سیسر : سسہر ، چاند

سیسو : شیشم ، آبنوس

سینا : سینہ

سیوائیں : سیئیں

ش

شرُو : شروع

شہ : نوشہ ، شاہ

ع

عارس : دُلھن

علم اختیار کرنا : علم حاصل کرنا

ف

فکر کرنا : غور کرنا ، سوچنا

فلان پناں : فلاں ہونا

ق

قابل : قابلیت والا ، قابلیت والی

ک

کاٹ : کاٹھ ، مَیل

کاج : کام ، کاہی

کاچنا : کاڑھنا ، نکالنا

کاڑھنا : نکالنا ، کھودنا

کاغذ : خط

کاغذ آنا : خط کا آنا

کانہ ، کنہ : کہاں

کاہے : کیوں

کب : کبھی

کتیب : (جمع الجمع) کتب کی جمع

کچھو : کچھ

کدھیں : کبھی

کدھریں : کدھر بھی ، کہیں بھی

کڈھوائے : کڑھوائے ، نکلواکر

کرل : بال ، زلف ، گچھے دار بال

کرنھار : کرنے والا

کرہا : ژالہ ، برف

کڑھے : کڑھے ، کھدے ہوئے

کڈی : پتنگ

کِس : کسی کا مخفف

کس کوں : کسی کو

کس مس : کس طرح ، کس کے مثال

کسوت : لباس ، پوشاک

کسے : کسی کو

کلا : آرٹ ، فن

کلف : قفل ، تالا

کلول : کلیل

کلھائے : کہلائے

کن : کو ، کوئی ، کے پاس (بفتح ک)

کنتھ : کنٹھا ، حلقہ ، کنٹھ

کنڈالی : ہالہ

کنیر چال : مست خرامی ، آہستہ چال

کو : کوئی

کوتا : کتا

کوڈ : کاڑھ کر ، کھود کر

کوڑ : کاڑھ کر ، کھود کر ، کروڑوں

کوڑیں کوڑ : کروڑہا کروڑ ، بہت سے ، بے حد

کوز : کوزہ ، مشربہ

کوکس کا : کوئی کسی کا ، کون کسی کا

کوکنا : بولنا (پرندے کا)

کولی : کویلو ، کھپریل

کوں : کو

کونبھار : کمہار

کونج ، کونجی : پہاڑی چڑیا

کونیں : (ن زائد) کونے

کوے : (حذف ن) کنویں

کہکا : صبح ، صبح کا

کی : کہ ، کیا

کیا کر : کیا کرکے ، کیونکر ، کس طرح

کیتا : کیا

کیتک : کتنے

کیتی : کتنے

کے کو : کتنے ایک ، کے

کیکی : پتلی

کیلی : کنجی

کیں : کے ، کیا

کیوں : کیونکر ، کیسے

کییں : کئے ہوئے

کھاڈ : کھڈ ، غار ، کھاڑی

کھان : کھانا ، خوان

کھانت : خواہش

کھپ : حاصل مقصد ، سعی تمام

کھڑا : قائم

کھُل : کھل کر ، ظاہر ہوکر

کھُنٹا : جڑ (پانی کی)

کھوتکہار : گھوڑا

کھوٹنا : کم کرنا

کھولنا : کھلنا ، ظاہر ہونا

کھولن ہار : کھولنے والا

کھولے : ظاہر ہو ، ظاہر کرے

کھونوں ، کونوں : کونے

کھیج اٹھنا : خفا ہونا ، کھجلانا

کھیڑا : سپر

گ

گال : گالی ، بات

گت : حالت ، کیفیت

گرد : مدور ، پاس

گلال : شراب ، سرخ ، گلزار ، گلاب

گنمٹ ، گمنبذ : گنبد

گہری : سخت ، تیز

گیان : بغیر خطرہ کے اذیت کا خیال رکھنا

گھاٹ : طریقہ ، صورت ، کم ہوکر

گھانٹی : گانٹھی ، گانٹھ ، گرہ

گھانٹے : گانٹھے ، گرہ دے

گھرل : چھلے دار بال ، زلف

گھڑیالی : گھڑیال ، گھڑی

ل

لازما : لازمہ

لاس : چمک ، صفائی

لاگ : لگ کر ، لگے ہوئے ، دشمنی

لانا : لگانا

لباس کرنا : لباس پہننا

لقانیں : لقمان نے

لکھ : دیکھ ، لکھو ، ایک لاکھ

لکھ پاسے : قریب لکھ

لگے : قریب

لوڑے : ہر طرح کوشش کرے

لورتا ، لوڑتا ، لوڈتا : کوشش کرنے والا

لوری : خلوت

لوریا : ظاہر کیا

لوکنا : گرمی سے گلے کا خشک ہونا ، جسم میں گرمی آنا

لون : نمک

لوہی : لہو ، خون

لویں : لیویں ، لیں

لہیا : لیا ، لھیا

لہیں (لھیں) : لیک ، لیکیں

لیا : لا

نسچیں : اچھی طرح ، یقین کے ساتھ
نساسا : دھواں (آہ کا)
نساسی : آہ
نساں : نس کی جمع ، نسیں
نسیاں : بھولنا
نکچہ : نہ کچھ
نکو : نہیں ، نہ ، مت
نگیں : (نگ کی جمع) الگ الگ بہت سی چیزیں ،
ایک ہی جنس کی چیزیں
نلوٹ : لوٹ پوٹ
نم کرنا : جھکانا
ننا ، ننھڑا : چھوٹا
ننھیں : چھوٹے
ننھ پن : بچپن ، چھٹپن
ننھڑے : بچپن
نہیں ہے پن : نہ ہونا ، معدوم
نولنا : بدلنا (بھیس)
نوا ، نوی : نیا ، نئی
نوے نوے : نئے نئے
نی : انی بمعنی اور کا مخفف
نیتر : نہیں تو
نیر : جل ، پانی
نیکاں : نہریں ، نالیاں
نیلے : گیلے
نیں : اور

نیند بھرائے : نیند بھر ، پوری نیند
نیہ : محبت

و

والنا : موڑنا
وَل : (ولنا سے) مڑ ، مڑکر
ولنا : مڑنا
ولے : مڑے ، مگر
وہم کرنا : سوچنا ، خیال کرنا
وہیچ : وہی
ویساج : ویسا ہی
ویل : وقت
ویلا : وقت

ہ

ہب : اب
ہبیں : اب
ہٹہ : (ہٹھ) کثافت
ہجون : ابھی ، ابھی تک
ہریسا : حریص
ہسے : (ن محذوف) ہنسے ، ہنستا ہے ، ہنستی ہے۔
ہَلَدْ : ہلدی
ہملے کرے : (حملے کرے) ارادہ کرے ، کوشش کرے
ہموں : ہم ، ہمیں
ہموں منہ : ہم میں ، ہم میں ہی

ہمیں : ہم ، خود
ہوائی : مشہور آتش بازی
ہوتج : ہوتا ہے ، ہوتے ہی
ہور : اور
ہوں : مَیں ، انیّت ، انا
ہوں توں : میں اور تو ، ہم تم
ہوتیں : (ن زائد) ہوتے

ہوئیں : ہوں
ہؤں : ہوں ، میں ہوں
ہیڑا ہاڈ : گوشت پوست
ہے گی : ہے

ی

یکس : یک کس ، ایک شخص

• • •

کتابیات

۱ آب حیات از محمد حسین آزاد ، لاہور
۲ آثار الصنادید از سر سید احمد خاں ، دہلی
۳ آئین اکبری از ابو الفضل ، نول کشور پریس ، لکھنؤ
۴ آئینۂ تاریخ گجرات ، بمبئی
۵ اخبار الاخیار از عبد الحق محدث دہلوی ، دہلی
۶ اذکار الابرار (ترجمۂ اردو ، گلزار ابرارِ غوثی)
۷ اردو شہ پارے از ڈاکٹر محی الدین قادری زور ، حیدر آباد
۸ اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیاے کرام کا کام از مولوی عبد الحق
9 اردو مثنوی کا ارتقا از پروفیسر عبد القادر سروری ، حیدر آباد
۱۰ اردوے قدیم از سید شمس اللہ قادری ، حیدر آباد
۱۱ اسلام اور تصوف از عبد الماجد دریا بادی ، لکھنؤ
۱۲ اقبال نامۂ جہانگیری از محمد شریف المخاطب بہ معتمد خاں ، ببلیوتھیکا انڈیکا
۱۳ اکبر نامہ از ابو الفضل ، نول کشور پریس ، لکھنؤ
۱۴ الفہرست (کتب اردو) از سجاد مرزا ، حید آباد
۱5 امواج خوبی (خوب ترنگ) از خوب محمد چشتی ، نعمانی پریس ، پٹنہ
۱۶ امواج خوبی (قلمی) از خوب محمد چشتی (تین جلدیں) ، کتب خانۂ پیر محمد شاہ ، احمد آباد
۱۷ بادشاہ نامہ از عبد الحمید لاہوری ، ببلیوتھیکا انڈیکا
۱۸ بانگ درا از ڈاکٹر محمد اقبال ، لاہور
19 باغ و بہار از میر امن ، انجمن ترقی اردو ہند
۲۰ برکات الاولیا ، بمبئی

۲۱ برہانِ مآثر از سید علی طباطبائی ، حیدآباد

۲۲ بساتین السلاطین از مرزا ابراہیم زبیری

۲۳ پنجاب میں اردو از محمود شیرانی ، لاہور

۲۴ تاریخ ادب اردو مرتبہ ادارۂ ادبیات اردو ، حیدآباد

۲۵ تاریخ الاولیا از امام الدین ، بمبئی

۲۶ تاریخ اولیاے گجرات از ابوظفر ندوی ، احمدآباد

۲۷ تاریخ جہاں کشا از عطاملک جوینی (گب مموریل سیریز)

۲۸ تاریخ فرشتہ از ابوالقاسم فرشتہ ، نول کشور پریس ، لکھنؤ

۲۹ تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی ، کلکتہ

۳۰ تاریخ فیروز شاہی از شمس سراج عفیف ، کلکتہ

۳۱ تاریخ گجرات از میر ابوتراب ولی مرتبہ ای ڈینی سن راس

۳۲ تاریخ مانڈو از غلام یزدانی

۳۳ تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی ، ندوۃ المصنفین

۳۴ تحفۂ مرغوب (ترجمۂ راحت القلوب)

۳۵ تذکرہ اردو مخطوطات ، ادارۂ ادبیات اردو ، حیدرآباد

۳۶ تذکرۃ الشعرا از دولت شاہ سمرقندی ، لاہور

۳۷ تذکرۃ الانساب از عبدالفتاح گلشن آبادی ، بمبئی

۳۸ و ۳۹ تذکرہ محبوب الزمن فی اولیاءِ دکن ، و فی شعراءِ دکن از عبدالجبار ملکاپوری ، حیدرآباد

۴۰ تزک جہانگیری ، نول کشور پریس ، لکھنؤ

۴۱ تصوف کے آداب و اشغال اور ان کا فلسفہ از سرور

۴۲ جامع التواریخ از فضل اللہ رشیدالدین مرتبہ ای ، بلوخت

۴۳ جوامع الحکایات و لوامع الروایات از عوفی منتخبہ اختر شیرانی

۴۴ جواہر اسرار اللہ (قلمی) از علی جیو گام دھنی ، کتب خانہ پیر محمد شاہ ، احمدآباد

۴۵ جواہر اسرار اللہ ، مطبوعہ

۴۶ جہانگیر نامہ از ابوالقاسم

۴۷ حقیقۃ السورت ، بمبئی
۴۸ خاتمۂ مرأت احمدی از علی محمد خاں مرتبہ نواب علی ، بڑودہ
۴۹ خوب ترنگ (قلمی) از خوب محمد چشتی - (ایک نسخہ) - کتب خانۂ پیر محمد شاہ ، احمد آباد
۵۰ و ۵۱ خوب ترنگ (قلمی) از خوب محمد چشتی - (دو نسخے) - کتب خانۂ سالار جنگ میوزیم ، حیدر آباد
۵۲ خزینۃ الاصفیا از غلام سرور ، لاہور
۵۳ دکن میں اردو ، طبع چہارم ، از نصیر الدین ہاشمی ، لاہور
۵۴ دول رانی خضر خان از امیر خسرو ، علی گڑھ
۵۵ رسالہ حفظ مراتب (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
۵۶ رسالہ خلاصۂ موجودات (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
۵۷ رسالہ شراب جام (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
۵۸ رسالہ صلح کل (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
۵۹ رسالہ عقیدۂ صوفیہ (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
۶۰ راحت القلوب (ملفوظات نظام الدین اولیا)
۶۱ زین الاخبار از گردیزی
۶۲ سب رس از وجہی ، انجمن ترقیٔ اردو، ہند
۶۳ سخنوران گجرات از ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی ، مقالۂ پی ایچ - ڈی
۶۴ سفینۃ الاولیا از دارا شکوہ ، لاہور
۶۵ سوانح مولانا ے روم از شبلی نعمانی ، دہلی
۶۶ سیر الاولیا از بدر اسحاق
۶۷ سیف الملوک و بدیع الجمال ، حیدر آباد
۶۸ شعر العجم از شبلی نعمانی ، دار المصنفین
۶۹ شعر الہند از عبد السلام ندوی ، دار المصنفین
۷۰ طبقات اکبری از خواجہ نظام الدین احمد ، ببلیو تھیکا انڈیکا
۷۱ عرب و ہند کے تعلقات از سید سلیمان ندوی ، الہ آباد
۷۲ عمل صالح از محمد صالح کنبو مرتبہ غلام یزدانی ، ببلیو تھیکا انڈیکا

۷۳ غزلیات شمس تبریز از جلال الدین رومی
۷۴ فصوص الحکم (اردو ترجمہ)، حیدرآباد
۷۵ فوائد الفواد مرتبہ خواجہ امیر حسن سجزی، نول کشور پریس، لکھنؤ
۷۶ فہرستیں: کتب خانۂ آصفیہ، حیدرآباد
۷۷ کتب خانۂ انڈیا آفس، لندن
۷۸ کتب خانۂ برٹش میوزیم، لندن
۷۹ کتب خانۂ رام پور
۸۰ کتب خانۂ قاہرہ
۸۱ کتب خانۂ کیمبرج یونیورسٹی
۸۲ کتب خانۂ لیڈن
۸۳ کتب خانۂ موتی محل، لکھنؤ
۸۴ کتب خانۂ وی آنا
۸۵ قرآن اور تصوف از میر ولی الدین، حیدرآباد
۸۶ قرآن مجید
۸۷ قول الجمیل از شاہ ولی اللہ، لاہور
۸۸ کتاب الہند از البیرونی، انجمن ترقیٔ اردو، ہند
۸۹ کشف المحجوب از علی الہجویری، لاہور
۹۰ دیوان فیضی، نول کشور پریس، لکھنؤ
۹۱ کلیات قطب شاہ مرتبہ ڈاکٹر زور، حیدرآباد
۹۲ گلزار ابرار از محمد غوثی
۹۳ لباب الالباب از محمد عوفی، ببلیوتھیکا انڈیکا
۹۴ مآثر الامرا از شاہ نواز خاں، ببلیوتھیکا انڈیکا
۹۵ مآثر الکرام از غلام علی آزاد بلگرامی، مفید عام، آگرہ
۹۶ مرأت احمدی از علی محمد خاں مرتبہ نواب علی، بڑودہ
۹۷ مرأت سکندری از سکندر بن منجھو، بمبئی

۹۸ مخبر الاولیا (قلمی) ایشیاٹک لائبریری، بمبئی
۹۹ مخزن الشعرا از قاضی نور الدین فائق، جامع پریس، دہلی
۱۰۰ مقدمۂ تاریخ زبان اردو، طبع دوم، از مسعود حسین خاں
۱۰۱ مقدمۂ شعر و شاعری از حالی مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی، لاہور
۱۰۲ منتخب التواریخ از عبد القادر بدایونی، ببلیوتھیکا انڈیکا
۱۰۳ منتخب اللباب از خافی خان، ببلیوتھیکا انڈیکا
۱۰۴ نفحات الانس از عبد الرحمن جامی، بمبئی
۱۰۵ نقوش سلیمانی از سید سلیمان ندوی، دار المصنفین
۱۰۶ نورس مرتبہ ڈاکٹر نذیر احمد
۱۰۷ نہ سپہر از امیر خسرو، اسلامک ریسرچ سوسائٹی، بمبئی
۱۰۸ ہفت اقلیم از امین احمد رازی، ببلیوتھیکا انڈیکا
۱۰۹ ہندستانی زبان کا ارتقا از شوکت سبزواری، ڈھاکہ
۱۱۰ ہندستانی لسانیات از ڈاکٹر زور، حیدر آباد
۱۱۱ ہندستانی لسانیات کا خاکہ از احتشام حسین، لکھنؤ
۱۱۲ ہندستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں از ابو الحسنات ندوی، وکیل بک ڈپو، امرتسر
۱۱۳ یاد ایام از سید عبد الحئی، لکھنؤ
۱۱۴ یورپ میں دکھنی مخطوطات از نصیر الدین ہاشمی، حیدر آباد
۱۱۵ یوسف زلیخا از امین گجراتی مرتبہ ڈاکٹر محمد عبد الحمید فاروقی، مقالۂ پی ایچ۔ ڈی

رسالے

۱۱۶ اردو (انجمن ترقیٔ اردو، ہند)، ۱۹۲۷ء
۱۱۷ اردو (انجمن ترقیٔ اردو، ہند)، ۱۹۲۹ء
۱۱۸ اسلامک کلچر، حیدر آباد، ۱۹۴۲ء
۱۱۹ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، ۱۹۳۰ء
۱۲۰ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، ۱۹۳۱ء
۱۲۱ معارف، اعظم گڑھ، ۱۹۳۳ء

۱۲۲ نوائے ادب، بمبئی، ۱۹۵۵ء

123 A Literary History of Persia by E. G. Browne.

124 An Arabic History of Gujarat by Haji-ud-Dabir by E. D. Ross.

125 Architecture of Ahmedabad by Hope and Fergusson.

126-128 Bombay Gazetteers (Ed by Sir James Campbell)
Vol. I - Part I History of Gujarat;
Vol. IV - Ahmedabad;
Vol. IX Part II Gujarat Population (Musalmans & Parsis).

129 Comparative Grammar of the Modern Aryan Languages by Beams.

130 Encyclopaedia of Islam Vol. IV.

131 Gujarat by Bayley.

132 Gujarata and its Literature from Earliest Time by K. M. Munshi, Bombay.

133 Gujarat's Contribution to Arabic Language and Literature by Dr. Baqir Ali Tirmidhi (Thesis: Ph. D., Bombay).

134 History of Gujarat by Commissariat, Bombay.

135 History of the Arabs by P. K. Hitti.

136 Imperial Gazetteers of India - Ahmedabad, Oxford.

[illegible] Indian and Eastern Architecture by F[illegible]

138 Indian Contribution to Arabic Literature by [illegible] Ahmed, Allahabad.

139 Indo Aryan and Hindi by S. K. Chatterjee, [illegible]

140 Life and Works of Amir Khusrau by [illegible]

141 Linguistic Survey of India by Grearson.

142 Mahmud of Ghazna by Dr. Nazim.

143 Moments of Ahmedabad by Dr. M. Abdulla Chaghtai.

144 Mystics of Islam by R.A. Nicholson.

145 Reconstruction of Religious Thought in Islam by Dr. M. Iqbal.

146 Studies in Islamic Mysticism by R.A. Nicholson.

147 The Glory that was Gujaradeśa by K.M. Munshi, B'bay.

148 The Doctrines of the Sufis by A.J. Arberry.

• • •

KHUBTARANG

PUBLICATION OF GUJARAT URADU AKADEMI GANDHINAGAR-17

1. ADABIASNAF
   DR. GYANCHAND JAIN — RS. 30-00
2. GUJRIMATHNAVIYAN
   DR. SAIYEDZAHIRUDIN MADNI — RS. 35-00
3. KUCH BACHA LAYAHOON
   PROF. VARIS ALVI — RS. 51-00
4. MAZAMINE MADNI
   DR. SAIYED ZAHIRUDDINMADNI — RS. 53-00
5. PESHA TO SIPHGARI KA BHALA
   PROF. VARIS ALVI — RS. 57-00
6. TAZKIRATUL WAJEEH
   SAIYED HUSAINI PEER — RS. 47-00
7. KHUBTARANG (A critical Edition)
   A. N. JAFREE — RS. 85.50
8. DIVAN-E-AFSA-HUZ-ZAMAN
   MIYA SAMJHU SURTI
9. TARIKH - E- AUOLIYA - YE - GUJARAT -
   TRANSLATED BY MAULVI SAIYED
   ABUZAFAR NADVI — RS. 30-00

ANNUAL JOURNALS

1.	SABARNAMA -	1985	RS. 40-00
2.	SABARNAMA -	1988	RS. 40-00
3.	SABARNAMA -	1990	RS. 26-00

GUJARAT URDU AKADEMI
GANDHINAGAR - 17